خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطبات

سورۃ کہف

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

200/-

حامد اکیڈمی

وزیر آباد - پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کا ہدیہ ... جائز نہیں

خطیبانہ انداز میں

منفرد تفسیر

خطبات سورۃ الکہف

مع

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی

محلہ کشمیر کالونی

وزیرآباد

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ———————— خطبات سورۃ کہف
مصنف ———————— پروفیسر حافظ عبدالستار حامد
طبع اول ———————— دسمبر-1997ء
ناشر ———————— حامد اکیڈمی-وزیر آباد
کمپوزر ———————— سخاوت محمود
تعداد ———————— ایک ہزار
مطبع ————————
قیمت ———————— [redacted] روپے

ملنے کے پتے

- جامعہ توحیدیہ اہلحدیث-محلہ کٹڑہ ملی-وزیر آباد
- آصف بک ڈپو-مین بازار-وزیر آباد
- رحمٰن اسلامی کیسٹ ہاؤس-نزد کچہری-وزیر آباد
- مدینہ کتاب گھر-اردو بازار-گوجرانوالہ
- مکتبہ نعمانیہ-اردو بازار-گوجرانوالہ
- فاروقی کتب خانہ-الفضل مارکیٹ-اردو بازار-لاہور
- سبحانی اکیڈمی-حسن مارکیٹ-اردو بازار-لاہور
- نعمانی کتب خانہ-حق سٹریٹ-اردو بازار-لاہور
- المکتبہ السلفیہ-شیش محل روڈ-لاہور
- مکتبہ رحمانیہ-اردو بازار-لاہور
- اسلامی اکادمی-اردو بازار-لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئینہ کتاب

1- انتساب	9
2- عرض حال	11
3- تجلیہ اسرار الٰہی	13
(1) سورۃ کہف کے فضائل اور تعارف	17
5- تعارف سورۃ کہف	18
6- مضامین سورۃ کہف	19
7- شان نزول	20
8- سورۃ کہف کی فضیلت	24
9- قرآن کی فریاد	25
10- نور ہی نور	26
11- فتنوں سے محفوظ	27
12- دس دن کے گناہ معاف	28
13- شیطان کا خطرہ	29
14- تاثیر سورۃ کہف	29
15- سورۃ کہف کا آغاز	31
16- عزت والی آیت	33
17- بہترین وظیفہ	34
18- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی	36
19- زمین کی زینت	37
20- (2) اصحاب الرقیم	39
21- رقیم کا معنی، مفہوم	40
22- غار والوں کے متعدد واقعات	41
23- اصحاب الرقیم	42
24- غار میں دعا	43
25- دوسرے کی دعا	46
26- تیسرے کی دعا	48
27- اصحاب کہف نوجوان تھے	51
28- سات خوش قسمت اشخاص	53
29- اصحاب کہف کی دعا	54
30- طلب رحمت	56
31- سورۃ کہف اور رحمت	57
32- اصحاب کہف پر رحمت	58
33- (3) اصحاب کہف کی استقامت	60
34- غار کہاں ہے؟	62
35- اصحاب کہف کا مذہب	64
36- اصحاب کہف کے نام	66
37- اصحاب کہف کا اجلاس	67
38- بادشاہ کے دربار میں	68
39- اصحاب کہف کا نعرہ توحید	70
40- اصحاب کہف کی استقامت	71
41- ابن حذافہؓ کی استقامت	72
42- ابن حذافہؓ کے آنسو	75
43- حضرت خبیبؓ کی استقامت	77
44- قتل کا فیصلہ	79
45- مقتل کی طرف روانگی	81
46- اصحاب کہف کو مہلت	84
47- اصحاب کہف کا مشورہ	85
48- اصحاب کہف غار میں	85
49- اللہ کی نشانی	86
50- (4) اصحاب کہف غار میں	85
51- اصحاب کہف کی تلاش	89
52- غار کی دہشت	91
53- غار کے آگے دیوار	92
54- ہمدردی وخیر خواہی	93
55- حضرت موسیٰ کا ہمدرد	94
56- اصحاب کہف کے ہمدرد	96
57- اصحاب کہف کی نیند	97

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

58- اصحاب کہف کا کتا	98
59- ایک سوال اور جواب	99
60- شیر یا کتا	101
61- صحبت کا اثر	102
62- دقیانوسی حکومت کا خاتمہ	104
63- نیک بادشاہ کی دعا	105
64- حضرت ابراہیم کی دعا	106
65- غار کی دیوار گرانا	108
66- (5) اصحاب کہف کی بیداری	109
67- اصحاب کہف کی گفتگو	111
68- کھانا لاؤ	112
69- ایک ساتھی شہر میں	114
70- نان بائی کی دکان پر	116
71- یملیخا کی دعا	118
72- حاکمان شہر کے روبرو	120
73- دقیانوس کہاں گیا؟	122
74- اصحاب کہف کی پریشانی	123
75- حاکمان شہر کی آمد	124
76- بادشاہ کی آمد	125
77- بیداری کی وجہ تشہیر	127
78- قوم میں اختلاف	128
79- قبروں پر مسجدیں	129
80- بحث مباحثہ سے اجتناب	131
81- عبرتیں اور نصیحتیں	132
82- (6) انشاءاللہ	134
83- مشیت الٰہی	135
84- شان نزول	136
85- حضرت سلیمان اور انشاءاللہ	137
86- جو منظور خدا ہوتا ہے	139
87- تخلیق انسانیت	141
88- عزت' ذلت اور رزق	143
89- ادائیگی قرض کا وظیفہ	144
90- ہر شخص بے بس ہے	146
91- انبیاء کرام اور مشیت الٰہی	150
92- حضرت اسماعیلؑ اور انشاءاللہ	151
93- رسالت محمدی کی دلیل	155
94- غار میں ٹھہرنے کی مدت	156
95- وحی کی تلاوت کا حکم	157
96- (7) صحابہ کرامؓ کی ہم نشینی	159
97- عظمت صحابہؓ	160
98- شان نزول	161
99- دور نہ ہٹائیں	163
100- انہیں سلام کہیں	165
101- گناہوں کی نیکیاں	166
102- تعریف اس خدا کی	168
103- قوم نوحؑ کا اعتراض	170
104- رب کو پکارنا	173
105- حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعائیں	175
106- حضرت عمرؓ کی دعائیں	177
107- حضرت خولہؓ کا تعارف	179
108- حضرت خولہؓ کی دعا	182
109- ظہار کا کفارہ	184
110- حضرت خولہؓ کا احترام	185
111- نظریں نہ پھیریں	187
112- زینت دنیا کی خواہش	188
113- (8) ظالمین کی سزا	190
114- کافروں کو جواب	191
115- ہمیشہ حق بیان کرو	193

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-116	کفر سے مصالحت نہ کرو	94
-117	آپ پریشان نہ ہوں	196
-118	حق سے روکنے کیلئے لالچ	198
-119	آنحضرتؐ اور تلاوت قرآن	199
-120	تاثیر قرآن حکیم	201
-121	ابو طالب سے شکایت	202
-122	ابو طالب کا مشورہ	204
-123	نبی اکرم کا جواب	204
-124	ظالموں کی سزا	206
-125	ظالم کون ہیں؟	207
-126	مشرک	207
-127	بدعتی	208
-128	اللہ کی بات کو بدلنے والا	208
-129	مساجد سے روکنے والا	210
-130	اللہ پر افتراء باندھنے والا	211
-131	حدود اللہ سے تجاوز کرنیوالا	212
-132	حقوق العباد ادا نہ کرنیوالا	212
-133	کسی پر زیادتی کرنیوالا	213
-134	نیکوں کی جزا	213
-135	نقشہ جنت بزبان الفت	214
-136	جنت کا سلام	215
-137	اہل جنت کے قائد	217
-138	(9) دو باغوں والے کا قصہ	219
-139	مالدار اور غریب	221
-140	حقیقت یا تمثیل	222
-141	قصہ کی ابتداء	224
-142	دو بھائیوں کی ملاقات	224
-143	باغوں کی حالت	225
-144	باغات کہاں تھے؟	226
-145	مالدار کی گفتگو	227
-146	باغ میں داخلہ	228
-147	شرک کی بدترین قسم	229
-148	قیامت کا انکار	230
-149	عاص بن وائل سہمی	231
-150	مومن کی گفتگو	232
-151	ماشاء اللہ	233
-152	امام مالکؒ کا تکیہ کلام	235
-153	مومن کا حسن ظن	235
-154	عذاب سے ڈرو	236
-155	باغ کی تباہی	237
-156	صنعاء یمن کا ایک باغ	238
-157	کاش! مہلت مل جائے	240
-158	باغ کی تباہی	241
-159	دونوں کا انجام	244
-160	حاصل کلام	245
-161	(10) دنیا کی مثال اور باقیات صالحات	246
-162	عارضی اور فانی دنیا	248
-163	انسانی زندگی کا عروج و زوال	250
-164	دھوکے کا سامان	253
-165	انسان کی مرغوب اشیاء	254
-166	دنیا کی زینت	256
-167	الباقیات الصالحات	257
-168	صدقہ جاریہ	258
-169	نفع بخش علم	260
-170	صالح اولاد	262
-171	نیک بیٹیاں	263
-172	جنت کا خزانہ	265
-173	جنت کے پودے	267
-174	العلی العظیم	269
-175	دائمی نیکیوں کی فہرست	270

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

176-	(11) قیامت، حشر اور نامہ اعمال	273
177-	ربط آیات	274
178-	پہاڑوں کی کیفیت	275
179-	قیامت کا آنکھوں دیکھا حال	277
180-	زمین کی حالت	280
181-	یہ کام کب ہو گا؟	283
182-	اب حشر بپا ہو گا	286
183-	ہائے افسوس!	287
184-	بارگاہ الٰہی میں حاضری	288
185-	یہ بہت آسان ہے	288
186-	قطار اندر قطار	291
187-	یک صد بیس صفیں	292
188-	اشکال اور اس کا حل	294
189-	خالی ہاتھ برہنہ جسم	295
190-	سب سے پہلے لباس	299
191-	نامہ اعمال	301
192-	تحریر کا بندوبست	303
193-	(12) قصہ آدم وابلیس	307
194-	ربط آیات	308
195-	متکبر اول	309
196-	تکبر کا معنی	310
197-	قرآن اور قصہ آدم وابلیس	311
198-	ابلیس اور سجدہ آدم	313
199-	ابلیس فرشتوں میں	314
200-	سجدۂ تعظیمی	316
201-	سجدۂ تعظیمی کی حرمت	318
202-	معنی ابلیس	320
203-	ابلیس کی اولاد	321
204-	ابلیس کی آدم دشمنی	324
205-	طلب مہلت	325
206-	شیطانوں کے نام اور کام	327
207-	سلام سے روکنے والا	329
208-	اللہ تعالیٰ کی بے نیازی	331
209-	معبودان باطلہ کی بے بسی	334
210-	مجرموں کا انجام	334
	(13) قرآن کی امثال اور [illegible] کے اسباب	338
212-	ربط آیات	339
213-	سورۂ کہف اور ذکر قرآن	340
214-	منافقین کی مثال	342
215-	انفاق فی سبیل اللہ کی مثال	343
216-	کلمہ طیبہ کی مثال	345
217-	کلمہ خبیثہ کی مثال	347
218-	غیر اللہ کی بے بسی کی مثال	348
219-	اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال	350
220-	جھگڑالو انسان	351
221-	حشر کے دن کا جھگڑالو	353
222-	اعضاء کی گواہی	354
223-	علیؓ اور فاطمہؓ سے مکالمہ	357
224-	ایمان میں رکاوٹ	358
225-	توبہ کا دروازہ بند	360
226-	عذاب کی دعا	362
227-	عذاب نہ آنے کی وجوہات	363
228-	(14) رسولوں کا کام اور ظلم کا انجام	366
229-	بعثت انبیاء کا مقصد	337
230-	کافروں کا جدال	369
231-	بشریت کا جھگڑا	370
232-	نزول قرآن پر جھگڑا	372
233-	بشر کی رسالت پر جھگڑا	373
234-	کفار کے مطالبات	374

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

235- حشر کے بارے میں جھگڑا 376
236- آیات کا استہزاء 378
237- قرآن کے تین چیلنج 379
238- قیامت کا مذاق 383
239- ظلم کی اقسام 385
240- آٹھ بڑے ظالم 385
241- مساجد سے روکنے والا 385
242- گواہی چھپانے والا 387
243- اللہ پر جھوٹ باندھنے والا 388
244- جھوٹا مدعی نبوت 390
245- آیات الٰہی کو جھٹلانے والا 391
246- حق کی تکذیب کرنیوالا 392
247- انبیاء کا نافرمان 392
248- آیات الٰہی سے اعراض کرنیوالا 393
249- رحمت اور مہلت 393
250- امم سابقہ کی ہلاکت 395
251- (15) قصہ موسیٰ و خضر 397
252- تمہید 398
253- بیان قصہ کی وجوہات 400
254- واقعہ کا پس منظر 402
255- حضرت موسیٰ کی تقریر 404
256- دوسرا پس منظر 405
257- وہ کون اور کہاں ہے؟ 407
258- رفیق سفر کا انتخاب 409
259- مجمع البحرین کہاں ہے؟ 410
260- طلب علم کیلئے سفر 412
261- مچھلی زندہ ہوگئی 415
262- مچھلی زندہ کیسے ہوئی؟ 417
263- زندگی کیا ہے 418
264- ناشتہ لاؤ 420
265- یوشع کی معذرت 421
266- وہی منزل مراد تھی 422
267- (16) موسیٰ اور خضر کی ملاقات 424
268- ربط آیات 425
269- حضرت خضر کا تعارف 427
270- خضر کی وجہ تسمیہ 428
271- میرا بندہ 430
272- حضرت موسیٰ کا سلام 413
273- سلام کے آداب 433
274- مسلمان کے حقوق 434
275- چالیس نیکیاں 436
276- تکبر سے نجات 437
277- حضرت موسیٰ کی درخواست 439
278- خضر اور موسیٰ کا علم 440
279- شریعت اور طریقت 442
280- خالق اور مخلوق کے علم کی مثال 443
281- خضر نبی یا ولی 445
282- کیا خضر زندہ ہیں؟ 446
283- میں صبر کروں گا 449
284- صبر کی حقیقت 450
285- حصول علم کی شرائط 452
286- سوال نہ کرنا 453
(17) افعال خضر اور ان کی حکمتیں 455
288- پچھلے رکوع میں 457
289- یوشع کہاں گیا؟ 459
290- کشتی کا سفر 460
291- کشتی میں سوراخ 461
292- حضرت موسیٰ کی معذرت 464
293- بچے کا قتل 466
294- مشروط معذرت 467

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-295	دیوار کی درستگی	469
-296	بستی کا نام	471
-297	نقطے کے ہیر پھیر نے......	471
-298	ہم تم میں جدائی ہوگی	474
-299	کشتی توڑنے کی حکمت	475
-300	مسکین اور فقیر	477
-301	بچے کے قتل کی حکمت	478
-302	لڑکے کا بدلہ لڑکی	480
-303	دیوار کی درستگی کی حکمت	484
-304	(18) قصہ ذوالقرنین	487
-305	آغاز سورت میں	490
-306	ذوالقرنین کون تھا؟	492
-307	ذوالقرنین کا زمانہ	493
-308	ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ	494
-309	اصل نام	495
-310	ذوالقرنین کا اقتدار	498
-311	چار بادشاہ	500
-312	ہر شے کا سبب	501
-313	ذوالقرنین کا مغربی سفر	503
-314	کیا ذوالقرنین نبی تھے؟	506
-315	ذوالقرنین کا دوسرا سفر	507
-316	ذوالقرنین کا تیسرا سفر	509
-317	شمالی قوم کی درخواست	511
-318	(19) ذوالقرنین اور یاجوج وماجوج	513
-319	گزشتہ خطبہ جمعہ میں	515
-320	ذوالقرنین کا جواب	517
-321	سد ذوالقرنین	518
-322	رب کی رحمت	519
-323	سورۃ کہف کے اہم اسباق	521
-324	یاجوج وماجوج	523
-325	آدم کی اولاد ہیں	524
-326	لاتعداد ہیں	525
-327	نزول عیسیٰ کے بعد	526
-328	دیوار منہدم ہوگی	527
-329	آسمان کی طرف تیر	529
-330	یاجوج وماجوج کی ہلاکت	530
-331	زمین کی صفائی	530
-332	امن وسکون	531
-333	حج وعمرہ	532
-334	دیوار میں سوراخ	533
-335	سد ذوالقرنین کہاں ہے؟	534
-336	دیوار کی حالت	537
-337	جب حشر بپا ہوگا	538
	(20) شرک، بدعت، ایمان، عمل صالح	540
-339	سورہ کہف میں	542
-340	کفار کا گمان	543
-341	معزز بندے	544
-342	شرک کی مذمت	547
-343	شرک کی اقسام	548
-344	کرے غیر گر.....	550
-345	دنیاداروں کا انجام	553
-346	اہل بدعت کا انجام	555
-347	نیکی برباد۔ گناہ لازم	558
-348	فلاح کے سنہری اصول	561
-349	جنت الفردوس	563
-350	رب کے کلمات	565
-351	کلمات سے مراد	566
-352	بشریت مصطفیٰ	568
-353	رب کی ملاقات	570

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنتساب

اللہ ربُّ العزت کی نازل کردہ باکمل و بے مثل کتاب قرآنِ حکیم کی خدمت کے مُقدس مِشن میں اپنی کاوش ''خُطبات سُورۃ کہف'' کو خالقِ کائنات کی عظیم بارگاہ میں قبُولیت کیلئے پیش کرتے ہُوئے اِس کا اِنتساب مجسمئہ صبرورضا اور سراپا مہرووفا اپنی ''رفیقۂ حیات'' کے نام کرتا ہوں۔ جو اپنی بساط سے بڑھ کر دین کی خدمت میں مصرُوف اور بڑے شوق سے دُخترانِ اسلام کو قرآن و سُنّت کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے عِلم، عُمر، عمل اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ عبدالستار حامد

وزیر آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دربارِ الٰہی میں ایک دُعا

رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَآ
اِنْ نَّسِيْنَآ
اَوْ اَخْطَاْنَا

بخش دے یارب ہماری بھول چوک
کر ہمارے ساتھ اچھا ہی سلوک

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرضِ حال

قارئینِ کرام! تفسیری خُطبات کے سلسلہ میں راقم الحروف کی چوتھی کتاب "خُطبات سُورۃ کہف" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ قبل ازیں خُطبات سُورۃ یُوسُف، خُطبات سُورۃ مریم اور خُطبات سُورۃ یٰسین زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر عُلماءِ کرام، خُطباءِ عظام و عوام میں مقبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔ اِسی طرح "انوارِ رمضان اور توضیح سُورۃ تکاثر" بھی مُتعدد بار طبع اور تقسیم ہو چکی ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

حضراتِ گرامی! یہ صِرف اور صِرف خالق کائنات کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس ذاتِ کریم نے بندۂ اثیم کو خدمتِ قرآنِ حکیم کی سعادت سے نوازرکھا ہے۔ ورنہ

کہاں مَیں اور کہاں یہ نکہتِ گُل
نسیمِ صُبح تیری مہربانی

خُطباتِ جُمعہ میں سُورۃ کہف کی تفسیر کا آغاز نومبر 1994ء میں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بیس خُطبات یعنی پانچ ماہ میں اِس سُورت مُبارکہ کی تشریحات و توضیحات کو مکمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ پھر تقریباً ایک سال کی محنتِ شاقہ کے بعد اِسے کتابی شکل میں ترتیب دیا جا سکا۔ بعض ناگُزیر واقعات کو چھوڑ کر باقی پُوری کتاب میں تفسیرُ القرآن بِالقُرآن، تفسیر القرآن بِالحدیث یعنی تفسیر بالماثُور کا انداز اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور حسبِ سابق مرات کو باحوالہ اور اصل ماخذ سے دَرج کیا گیا ہے۔ واقعات کی صِحت اور آیاتِ قرآنی کی توضیح کے ساتھ ساتھ عقائد کی دُرستگی اور اعمال کی اِصلاح پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تا کہ مُسلمان پِھر عظمتِ رفتہ کو بحال کر کے دُنیا اور آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں حاصِل کر سکیں۔ کیونکہ

عمل سے زِندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

مُعزز قارئین! آپ اِس کتاب میں جو خوبیاں اور اچھائیاں محسُوس فرمائیں وہ محض اللہ ربُ العالمین کا لُطف و کرم اور اُسی کا فضل و اِحسان ہے اور جو کوتاہیاں اور خامیاں نظر آئیں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری کم علمی اور کم فہمی کی بناء پر ہیں۔ جن کیلئے میں دربارِ الٰہی سے بصد عجز و انکسار معافی کا طلب گار ہوں۔ آپ کی مفید آراء کو شکریے کے ساتھ قبول کر کے آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ انشاءاللہ

میں محبی المکرم جناب محمد اقبال انجم صاحب حفظہُ اللّٰہ تعالٰی کا زیر بارِ احسان ہوں کہ انہوں نے میری اس کاوش کا از اول تا آخر بنظرِ غائر مطالعہ فرمایا' صائب مشورہ جات سے مستفید کیا اور پُراز معلومات دیباچہ "گنجینۂ اسرارِ الٰہی" تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مولانا نوید احمد محمدی صاحب حفظہُ اللّٰہ تعالٰی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ کے مراحل میں پُرخلوص تعاون فرمایا اور خاصی تگ و دو کے بعد اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ محترم جناب حکیم محمد عتیق الرحمان صاحب حفظہُ اللّٰہ تعالٰی بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی عمیق نظر سے پروف ریڈنگ فرمائی اور مفید آراء سے نوازا۔ برادرِ عزیز حضرت مولانا محمد سلیمان اثری صاحب ایم اے' ایم ایڈ حفظہُ اللّٰہ تعالٰی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے طباعتی امور میں خصوصی دلچسپی لے کر اس کتاب کے ظاہری حسن کو خوب سے خوب تر بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اللہ ربّ العالمین ان سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین۔

اللہ ارحمُ الراحمین کے حضور دردمندانہ دُعا ہے کہ وہ میری اس حقیر کاوش کو مقبول و منظور فرمائے۔ اِسے انسانیت کیلئے مفید اور نفع بخش بنائے اور میرے لئے' میرے والدین' اہل و عیال' بہن بھائیوں' اساتذۂ کرام اور معاونین کیلئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

27- اگست 1997ء
22- ربیع الثانی 1418ھ

عبدُ السّتار حامد
خطیب جامع مسجد توحیدیہ اہلحدیث- وزیر آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجینہ اَسرارِ الٰہی

یہ کائنات اور اس کی ہر چیز اسرار کے گہرے اور دبیز پردوں میں نہاں تھی۔ ہر طرف خاموشی' ٹھنڈک اور تاریکی کی حکمرانی تھی۔ خدائے لم یزل اپنی ذات کے حوالے سے ہی نہیں صفات کے لحاظ سے بھی فلک کی پنہائیوں میں گم تھا کہ کسی حکمت کے زیر اثر اس نے خود کو آشکار کرنے کے لئے زندگی کو تخلیق کیا۔ پھر دنیا کو ذریت آدم سے آباد کرنے کے لئے رنگینی' حرارت' روشنی اور ہنگامہ خیر و شر ایجاد کئے۔ پھر اپنی ذات کے گرد لپٹی ہوئی گتھیوں اور اپنی صفات کے گرد بنے ہوئے تاروں کو کھولنے کیلئے انسان میں ذوق تجسس پیدا فرمایا۔ پھر اس نے اپنے بندگان خاص یعنی انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔ جنہیں کبھی وحی جلی کے ذریعے' کبھی وحی خفی کی وساطت سے' کبھی معجزات کے ذریعے' کبھی عبرت ناک حادثات کے آئینے میں' کبھی تخت سلیمانی کے ذریعے' کبھی عصائے موسوی ؑ کے بل پر' کبھی دم عیسیٰ ؑ کے زور پر' کبھی اسماعیل ؑ کے آداب فرزندی کے نتیجے میں خالق ازل و ابد کی ذات و صفات کے اسرار نہانی آشکار ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ تک پہنچتے پہنچتے زمانہ اس بات سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا کہ انبیاء رازداران سرازل ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے گاہے گاہے اپنے اسرار کے پردے چاک کرتا رہتا ہے۔ وہ ایسے گل صد چاک ہوتے ہیں۔ جن کے لب گویا سے راز فطرت خوشبو کی طرح مشام آدم کو معطر کرتے رہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اسرار الٰہی کے رازدان تھے۔ آپ ایسا آئینہ تھے۔ جس میں خدا تعالیٰ کے کسی ایک پہلو کی جھلک نہیں بلکہ خدا کے تمام جلووں کا عکس پورے طور پر دکھائی دیتا تھا۔ آپ آخری نبی تھے۔ اسی لئے خدا نے جو راز اب تک ظاہر نہیں کئے تھے وہ بھی منکشف کر دیئے۔ بعض اوراق قرآنی میں اور بعض احادیث کے الفاظ میں۔ قرآن حکیم بھی خدا کی آخری کتاب ہے جسے نازل کرنے والے نے کروڑوں برس انتظار کیا۔ گو اس کے جستہ جستہ حصے مختلف قوموں کی اہلیت اور استعداد کے مطابق پہلے بھی نازل ہوتے رہے۔ لیکن آخری امت کے توسط سے ابد تک کے انسانوں کی رہنمائی کیلئے ضرورت تھی کہ اپنے آخری نبی پر وہ پورے کا پورا پیغام الٰہی نازل کر دیا جائے جس کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محیط کائنات دل ہے قرآن
نظر کی آخری منزل ہے قرآن

کفار مکہ حضور سرور کونین ﷺ کی آزمائش کیلئے اور آپ کی نبوت کے زر خالص کی پہچان کے لئے اپنی ذہنی سطح کے مطابق بہت سے سوالات کرتے رہتے تھے۔ کبھی وہ کہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونے کے بن جائیں۔ کبھی کہتے کہ فرشتے ہمارے سامنے آسمان سے اتریں۔ کبھی کہتے کہ آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھیں اور ہمارے لئے ایک کتاب لے آئیں۔ کبھی کہتے کہ آپ جس عذاب سے ڈرا رہے ہیں اسے برپا کر کے دکھائیں۔ لیکن خدائے عظیم ان کے ایسے بے معنی اور احمقانہ سوالات کے جواب دینے سے پہلو تہی فرماتا رہا۔ آخر کفار مکہ نے یہودیوں کے مشورے سے تین ایسے سوالات تیار کئے جن کی تفصیل یا تو انسانی تاویلات نے گم کر دی تھیں یا گردش ایام کے پردوں میں پنہاں تھی یا پھر خدا تعالیٰ نے انہیں ابھی تک پردۂ اخفا میں رکھ چھوڑا تھا۔ کہ ① اصحاب کہف کون تھے۔ ② روح کیا ہے۔ ③ ذوالقرنین کون تھے۔

خدا تعالیٰ نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ پیغمبر گنجینۂ اسرار الٰہی کے راز دان ہوتے ہیں۔ ماضی بعید کے ان اسرار کو سورۂ کہف میں پورے شرح وبسط سے بیان کر دیا۔ گویا اصحاب کہف، روح اور ذوالقرنین خدا کے رازوں میں سے تین سربستہ راز تھے۔ اس سورۂ پاک کا نام "خضر" بھی ہو سکتا تھا اور ذوالقرنین بھی۔ لیکن اسے سورۂ کہف کا نام دے کر خدائے علیم و خبیر وفا کے ان چراغوں کی روشنی کو زمانے میں پھیلانا چاہتا تھا۔ جنہوں نے اپنے دین کو بچانے کے لئے دنیا اور ان کی وابستگیوں سے منہ موڑ کر غار میں پناہ لے لی۔ خدا تعالیٰ ہاتھ میں بوسیدہ ہڈی کو مسلتے ہوئے ہوا میں اڑا کر سوال کرنے والے کو جواب دینا چاہتا تھا کہ میں انسانوں پر تین سو نو برس تک نیند طاری کر کے زندہ سلامت اٹھا سکتا ہوں تو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا میرے لئے کیا مشکل ہے۔ اور یہ خفیہ اشارہ دینا بھی مقصود تھا کہ اصحاب کہف بلاد روم کے ایک غار میں پناہ لے سکتے ہیں تو آپ بھی مستقبل میں دوران ہجرت قیام کے لئے کسی غار کا انتخاب کیجئے۔ توحید کے شیدائی، رسالت کے غمخوار اور صحائف آسمانی کے علمبردار ہی وفا کے وہ چراغ ہیں جن کی روشنی سے دین کا دامن ضیاء بار ہے۔ دشت محبت کا ہر کانٹا خار مغیلاں ہوا کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لیکن راہ محبت کو سیراب کرنے والے آبلہ پاہی چراغ راہ بن کر زندہ رہتے ہیں۔ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے لئے سرمایہ افتخار اور بعد میں آنے والی نسلوں کیلئے روشنی کا مینار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے سچے حواریوں، موسیٰؑ کے جانثار پیروکاروں، حضرت ابراہیمؑ کے صحن چمن کے گل کدوں، اصحاب الاخدود، اصحاب الرقیم، اصحاب ذی حجر، اور اصحاب کہف کی قربانیوں اور ان کی خود سوختہ اداؤں کو صحابہ کرامؓ کی تشفی اور حوصلہ مندی کے لئے قرآن پاک میں بطور مثال و فخر پیش کیا ہے جو زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

وہ دولت جنوں کہ زمانے سے اٹھ گئی
اس دولت جنوں کو سنبھالے ہوئے ہیں ہم

جناب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب کی خطیبانہ تفسیر پڑھ کر اس حدیث پاک کی سچائی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ "علماء انبیاء کے وارث ہیں" انبیاء کرام خدا کی کتابوں کے مفسر اور شارح ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کرام کے بعد اس منصب پر علماء کرام فائز ہوجاتے ہیں اور اپنی محنت شاقہ اور تحقیق و تجسس سے الفاظ اور واقعات کے پردوں میں چھپے ہوئے حقائق کو اپنی وسعت مطالعہ، اپنی دراکی طبع، اپنی فطرت سلیمہ اور اپنی بصیرت خداداد سے سنگلاخ زمینوں میں چھپے ہوئے میٹھے پانیوں کو دریافت کرکے زمانے کی پیاس بجھاتے ہیں کہ

مشام تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

سورہ کہف کے تمام واقعات کو خدا تعالیٰ نے اپنی حکیمانہ طرز بیان اور بلیغانہ اختصار کے ساتھ بیان کرکے اہل تحقیق کیلئے ایسی تشنگی رکھ دی جیسے کسی صاحب ذوق کو کہہ دیا جائے کہ جنگل میں ایک مور ہے۔ اس بربر مور کے متلاشی اس کی تلاش میں پورے جنگل کا کونہ کونہ چھان ماریں اور اس کے تمام اسرار و رموز۔ اس کے حسن۔ اس کے بانکپن اور اس کی ہر شاخ شجر پر چہکنے والے طوطیان خوش نوا سے فیض یاب ہوجائیں۔ جناب مصنف نے بھی اپنی تحقیق سے اس سورۂ پاک کے نہ صرف نئے گوشے دریافت کئے ہیں بلکہ برسوں سے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب بھی تلاش کئے ہیں یعنی غار کہاں واقع ہے۔ اصحاب کہف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس بادشاہ کے خوف سے پناہ گزیں ہوئے اس کا نام کیا تھا۔ اصحاب کہف کے شیر کا کیا نام تھا۔ ان کے ساتھ شامل ہونے والا جانور کتا تھا شیر۔ اور وہ غار سے باہر مامور تھا یا اندر۔ اصحاب کہف جب سو کر اٹھے تو اس وقت کے بادشاہ کا کیا کردار تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے رفیق سفر کون تھے اور ان کا کیا نام تھا۔ حضرت خضرؑ اب بھی زندہ ہیں یا نہیں اور ان کے باپ دادا کا کیا نام تھا۔

جناب حافظ صاحب نے اپنی نوکِ قلم اور اپنے وسیع مُطالعہ سے اَسرار کے پردے وَا کئے ہیں۔ بلکہ ساتھ ساتھ اِنشاء اللہ کی اہمیّت، ذِکرِ خُداوندی کی فضیلت، ذُوالقرنَین کی شخصیّت، یاجُوج وماجُوج کی حقیقت اور اَوراد و وظائف کی حیثیت کے مُتعلق فاضلانہ بحث موجُود ہے۔ غرض ہر نُقطے میں ایک رازِ اِفشا ہے ہر گوشے میں ایک داستان آشکار ہے۔ ہر وَرق پر ستاروں کی تنویریں روشن ہیں۔ اور ہر ذرّے میں دلِ وجُود کی دھڑکن سُنائی دیتی ہے۔ جس میں کھو جانے کو جی چاہتا ہے۔ اِقبال نے بھی میری ہی ترجمانی کی ہے۔

ہر اِک ذرّے میں ہے شاید مکیں دِل
اِسی جلوَت میں ہے خلوَت نشیں دِل

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پروفیسر حافِظ عبدُالسّتار حامد صاحب کو زِندگی، ہمّت اور اِستقامت عطا کرے کہ آپ قُرآنِ حکیم کے دُرِ ناسُفتہ کو عام کرنے میں مصرُوف رہیں۔

بندۂ ناچیز

محمد اقبال انجم

گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 1

سورۃ کہف کے فضائل اور تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ ○ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ○ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ○ (سورۃ کہف آیت نمبر 1 تا 8)

ترجمہ: تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی پیدا نہیں ہونے دی (بلکہ یہ کتاب) سیدھی ہے تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو خوشخبری سنائے کہ بے شک ان کیلئے عمدہ جزا (یعنی جنت) ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اللہ نے (فلاں کو اپنا) بیٹا بنالیا ہے۔ ان کو اور ان کے باپ دادا کو اس بارے میں کوئی علم ہی نہیں۔ بہت بڑی بات ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے' یہ جو کچھ کہتے ہیں سراسر جھوٹ ہے۔ (اے پیغمبر!) تو کیا آپ ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو تلف کر دیں گے اگر وہ اس حدیث یعنی قرآن پر ایمان نہ لائے۔ بلاشبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کیلئے زینت بنایا ہے تاکہ انکو آزمائیں کہ ان میں سے کون نیک عمل کرتا ہے۔ اور بلاشبہ ہم ہی زمین کی چیزوں کو چٹیل میدان بنانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ تعریفات' تحمیدات اور تمجیدات کے بعد ان گنت لاتعداد' بے شمار و بے حساب درود و سلام امام المتقین' سید الصالحین' شفیع المذنبین' رحمتہ للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک پر' جن کے وجود مسعود کی بدولت رب کائنات نے ہدایت کائنات کیلئے اپنا کلام مقدس' قرآن عزیز کی صورت میں نازل فرمایا اور اسی قرآن حکیم میں سورۂ کہف جیسی بزرگ و برتر سورت کو نازل فرمایا۔

معزز حضرات! اس وقت آپ کے سامنے قرآن مجید سے سورۂ کہف کی ابتدائی آٹھ آیات باترجمہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اللہ کریم سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن پاک سمجھنے' اسے پڑھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

تعارف سورۂ کہف

سورۂ کہف قرآن کریم کی چند مشہور سورتوں میں سے ایک سورت ہے۔ "کہف" کے معنی "غار" کے ہیں اور اس سورت میں اللہ کی توحید کی خاطر اور بادشاہ وقت کے ظلم و ستم سے بچاؤ کیلئے چند نوجوانوں کے غار میں چھپنے کے واقعہ کو بڑی شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورت کا نام "سورۂ کہف" ہے اور یہ لفظ اسی سورت کی آیت نمبر 9 میں ذکر کیا گیا ہے۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ۔

یہ سورت نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر مکہ مکرمہ میں نازل فرمائی گئی۔ بعض علماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کے آٹھویں اور دسویں سال کے درمیان میں ہوا کہ جب حق و باطل کی کش مکش اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی تھی' قریش اپنے تمام حربوں کے ساتھ توحید کی دعوت کو مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے -اور یہود و نصاریٰ نے بھی در پردہ ان کی حمایت و نصرت شروع کر دی تھی۔

ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی و تشفی' مظلوم صحابہ کو صبر و عزیمت کی تلقین اور آنے والے حالات و معاملات کی طرف لطیف اشارات یعنی اہل ایمان کو ہجرت پر آمادہ و تیار کرنے کی غرض سے یہ سورت مقدسہ نازل فرمائی گئی اور مستقبل قریب میں حاصل ہونے والی غیبی فتوحات کی بشارت سنائی گئی۔

اس سورت طیبہ کے بارہ رکوع' ایک سو دس آیات' ایک ہزار پانچ سو ستر کلمات اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف ہیں۔ بالفاظ دیگر بارہ رکوعات' ایک سو دس آیات' ایک ہزار پانچ سو ستر کلمات اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف کے اس مجموعے کا نام "سورۂ کہف" ہے۔

نبی آخر الزمان ﷺ کی مشہور حدیث "مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ" کہ جو مسلمان قرآن حکیم کا ایک حرف پڑھے گا اسے ایک نیکی ملے گی۔ "وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا" اور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جائے گا۔ (جامع ترمذی۔ صفحہ ۱۵۔ جلد ۲) کے مطابق سورۂ کہف کی تلاوت کی سعادت حاصل کرنے والے مومن کو رب تعالیٰ اپنی رحمت سے تریسٹھ ہزار چھ سو نیکیاں عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

مضامین سورۂ کہف

قرآن مجید کے پندرہویں سپارے کے تیرہویں رکوع سے شروع ہو کر سولہویں سپارے کے تین رکوعات پر محیط اس سورت مبارکہ میں ویسے تو کئی مضامین بیان فرمائے گئے ہیں مگر اس کے چند اہم عنوانات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

1 عقیدۂ توحید کے دلائل اور شرک کی مذمت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2 قرآن حکیم کی خصوصیات اور اس کے فضائل۔

3 رسول رحمت ﷺ کی محبوبیت اور عبدیت۔

4 واقعہ اصحاب کہف کی تفصیلات اور حقیقت۔

5 دو باغوں والے کا واقعہ اور نتیجہ۔

6 حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا سجدہ اور ابلیس کا انکار۔

7 واقعہ موسیٰ و خضر علیہما السلام و خضر کی تفصیلات اور حقائق۔

8 واقعہ ذوالقرنین۔

9 بدعت اور شرک بدعت کی مذمت۔

10 عقیدۂ آخرت اور ملاقات الٰہی کا اثبات۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ دس وہ اہم موضوعات ہیں جن پر سورت کہف میں پوری تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ جن کا تفصیلی تذکرہ بالترتیب ہم انشاء اللہ اپنے آئندہ خطبات میں کریں گے۔ اللہ کریم ہمیں قرآن مجید سے محبت کرنے' اس کی تلاوت کرنے' اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

شان نزول

شان نزول یا سبب نزول سے مراد وہ واقعہ اور پس منظر ہے جو کسی سورت یا آیت کے نزول کی وجہ اور باعث بنا ہو۔ سورۂ کہف کا شان نزول یہ ہے کہ۔

سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم و اذن سے سرزمین مکہ میں اعلان نبوت فرمایا' توحید الٰہی کی تبلیغ شروع کی اور غیر اللہ کی پوجا' پرستش اور عبادت کی تردید و مذمت فرمائی اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی قباحت و برائی سے پردہ اٹھایا تو اہل مکہ اس سے از حد متعجب اور حیران ہوئے کہ ہم نے تو اپنی حاجات و مشکلات کو حل کروانے کے لئے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ معبود بنا رکھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان کے علاوہ بھی ہمارے کئی معبود و مسجود ہیں مگر محمد(ﷺ) ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ ہم ان تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک "رب" کی پرستش کریں اور ہر معاملے میں اسی کو پکاریں۔ قرآن کریم ان کے تعجب و حیرت کو ذکر فرماتے ہوئے کہتا ہے۔

وَعَجِبُوٓا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۞ اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عُجَابٌ (سورۃ ص آیت نمبر 5،4)

ترجمہ ⬅ اور اس امر پر تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا (محمدؐ) آیا، اور کافر کہنے لگے کہ یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس (محمدؐ) نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنالیا ہے بے شک یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

قریش مکہ کی اکثریت ان پڑھ اور جاہل تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے باوجود وہ گزشتہ انبیاء اور امتوں کے حالات سے ناآشنا اور ناواقف تھے اور جہالت و بت پرستی کی وجہ سے توحید الٰہی سے بے خبر اور قیامت کے بھی قائل نہ تھے۔ اس کے برعکس یہود و نصاریٰ (جو بہت عرصہ قبل شام سے آکر عرب میں آباد ہو گئے تھے) پڑھے لکھے تھے۔ مذہبی کتابوں سے واقف اور انبیاء و رسل کے احوال و واقعات سے باخبر تھے۔ اسی وجہ سے انہیں "اھل کتاب" کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

عام دستور ہے کہ ان پڑھ لوگ ضرورت کے وقت اہل علم سے رجوع کرتے ہیں۔ اس لئے عرب کے یہ "امی" حالات و واقعات اور احوال دریافت کرنے کیلئے ان اہل کتاب کی طرف ہی رجوع کرتے اور ان کی معلومات پر اعتبار و اعتماد کرتے تھے۔

کفار مکہ نے نبی دو عالم ﷺ کی تبلیغ توحید کو روکنے کیلئے کئی تدبیریں اختیار کیں، سرور کون و مکاں ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، آپ کے سر مبارک پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، آپ اور آپ کے جانثاروں کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا گیا۔ صحابہ کرام کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا گیا انہیں تپتے صحراؤں میں گھسیٹا گیا' ظلم و ستم کی انتہاء کر دی گئی مگر۔

~ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

کے مصداق' اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا تو قریش مکہ نے رسول کائنات ﷺ کے مشن کو روکنے کیلئے یہود و نصاریٰ سے تعاون حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور علمی انداز سے آپ کی تبلیغ کو غلط اور آپ کو جھوٹا ثابت کرنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ چنانچہ مکہ کے دو سرداروں عقبہ بن معیط اور نضر بن حارث کو "یثرب" (مدینہ) میں علمائے یہود کے پاس بھیجا گیا تاکہ ان کے مشورہ کی روشنی میں آپ کا راستہ روکنے کی کوشش کی جائے۔ مکہ کے یہ بزعم خویش سمجھدار اور دانا افراد علماء یہود کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی اور آپ ﷺ کے کوائف و حالات سے انہیں آگاہ کر کے ان کی رائے دریافت کی۔ یہودیوں نے ان سرداران مکہ کو یہودیوں اور عیسائیوں کی تاریخ سے متعلق تین ایسے سوالات بتائے کہ جن کا حجاز میں کوئی چرچا اور تذکرہ نہ تھا کہ تم محمد (ﷺ) سے یہ پوچھو۔

1. ان نوجوانوں کے حالات کیا ہیں۔ جو قدیم زمانے میں اپنے شہر سے نکل گئے تھے؟
2. وہ شخص کون تھا جس نے مشرق و مغرب کی سیاحت کی اور اس کے واقعات کیا تھے؟
3. روح کی حقیقت کیا ہے؟

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی علیہ الرحمہ کا خیال ہے کہ تیسرا سوال قصہ خضر سے متعلق تھا۔ (تفہیم القرآن صفحہ ۷ جلد ۳)

علماء یہود نے قریش کے ان قاصدوں سے کہا کہ اگر محمد (ﷺ) نے ان سوالات کے صحیح جوابات دے دیئے۔ تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور ان کی اتباع تم پر لازم ہے کیونکہ وحی کے بغیر کوئی شخص ان سوالوں کے صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ اور اگر اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ان سوالات کا صحیح جواب نہ بن سکے تو جان لینا کہ اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں پھر تم اس سے جو چاہو سلوک کرو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اہل مکہ کے یہ دونوں نمائندے واپس آ گئے اور قریشیوں سے کہا کہ ہم ایک فیصلہ کن بات لے کر لوٹے ہیں اور علماء یہود کا پورا واقعہ سنا دیا۔ اب اہل مکہ یہ سوالات لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے سن کر فرمایا کہ میں ان سوالات کا جواب "کل دوں گا" آپ ﷺ نے کل جواب دینے کا وعدہ تو فرما لیا مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ یہ لوگ تو واپس لوٹ گئے اور آپ وحی کے انتظار میں رہے کہ ان سوالات کا جواب مجھے بذریعہ وحی بتلا دیا جائے گا مگر اگلے دن تک کوئی وحی نہ آئی۔ ایک دن گزرا' دو دن ہوئے' تین دن ہوئے غرض اسی حال میں پندرہ دن گزر گئے کہ نہ جبریل آئے نہ وحی نازل ہوئی۔ قریش مکہ اور دوسرے لوگ آپ کا مذاق اڑاتے اور طعن و تشنیع کرتے اور طرح طرح کی باتیں بناتے۔ جس سے آپ از حد غمگین' پریشان اور محزون ہوئے۔ (حالات کی سنگینی کا آپ خود اندازہ لگائیں کہ دشمنان اسلام کیا کیا بکتے ہوں گے) مکہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ محمد (ﷺ) نے کل جواب دینے کا وعدہ کیا تھا مگر پندرہ دن کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کچھ نہیں بتلا سکے لہٰذا اس کے جھوٹا ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

آخر پندرہ دن کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام "سورۂ کہف" لے کر نازل ہوئے اور اس سورت میں ان سوالات کے جوابات بیان فرمائے نیز تاخیر وحی کا سبب بھی بیان فرما دیا کہ تمہارے ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) نہ کہنے کی وجہ سے تمہیں یہ تکلیف اٹھانا پڑی لہٰذا آئندہ ہر کلام کا وعدہ کرتے وقت انشاء اللہ ضرور کہنا ہو گا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۸ جلد ۷' تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۰ جلد ۳)

اللہ رب العزت نے مخالفین اسلام کے سوالوں کے جوابات سے پیشتر وحی کی صداقت اور قرآن عزیز کی حقانیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝

ترجمہ ◄ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی (بلکہ) ٹھیک اتاری تاکہ اللہ کی طرف سے آنے والے عذاب سے ڈرائے اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری سنائے جو نیک اعمال کرتے ہیں بے شک ان کیلئے عمدہ اجر (جنت) ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر روح المعانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پوری سورۂ کہف ایک ہی وقت میں نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اسکے ساتھ آئے" جس سے اسکی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے۔ (معارف القرآن صفحہ ۵۳۴ جلد ۵)

سورۂ کہف کی فضیلت

سورۂ کہف کی فضیلت، عظمت، بزرگی، تاثیر اور اس کی تلاوت کے اثرات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث اور بزرگان سلف کے کئی اقوال ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

صحابی رسول حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ) عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ باب فضل سورۃ الکہف)

ترجمہ ◄ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات (اور ایک روایت میں ہے آخری دس آیات) حفظ کر لے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ

(فتح القدیر صفحہ ۲۶۸ جلد ۳)

ترجمہ ← رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی قراءت کرلے تو دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور رہے گا۔اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

زمانہ سلف میں جیسا کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ مسلمان جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد کثرت سے سورۂ کہف کی تلاوت کیا کرتے تھے اور بعض لوگوں نے حصول ثواب کی غرض سے سورۂ کہف کے نسخے چھپوا کر مساجد میں رکھے ہوئے تھے تاکہ لوگ اس بابرکت سورت کی تلاوت کریں مگر آج کے مسلمان ناول' کہانیاں' ڈائجسٹ اور غیر اخلاقی کتب پڑھتے نظر آتے ہیں۔بہت کم لوگوں کو تلاوت قرآن مجید کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

قرآن کی فریاد

عزیزان محترم! ہماری بے راہروی اور صراط مستقیم سے دوری کا سبب یہی ہے کہ ہم نے کتاب الٰہی کو محض تعویذ گنڈوں اور قسمیں کھانے کے لئے رکھا ہوا ہے اور قرآن عزیز کے نسخہ پر خوبصورت' پھولدار اور چمکدار ریشمی غلاف چڑھا کر مکان کے آخری کمرے کی محفوظ ترین الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں رکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے کتاب کا حق ادا کردیا ہے۔ہماری اسی کج فہمی' کم عقلی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ بے رغبتی کو دیکھ کر مولانا ماہر القادری مرحوم نے "قرآن کی فریاد" کے نام سے ایک بہترین نظم لکھی تھی کہ قرآن مجید زبان حال سے فریاد کناں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں' آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں' دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

نور ہی نور

بات چل رہی تھی جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهُ نُوْرٌ مِّنْ تَحْتِ قَدَمِهِ إِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ يُضِيْءُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَغُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ ○ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۰ جلد ۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا اسے اس کے پاؤں کے تلووں سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ملے گا جو قیامت کے دن اسے خوب روشنی پہنچائے گا اور (سورۃ کہف کی برکت سے) دوسرے جمعہ تک اس کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے مرفوع (فرمان رسول) ہونے میں نظر ہے۔ احسن بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کہف کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا مِّنْ مَّقَامِہٖ اِلٰی مَکَّۃَ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۶۸ جلد ۳)

ترجمہ — جس نے سورۃ کہف کی تلاوت کی اس کے لئے اس کے مکان سے لے کر مکہ مکرمہ تک نور ہی نور پیدا کر دیا جائے گا۔

میرے عزیزو! قیامت کے اندھیروں اور قبر کی تاریکیوں میں روشنی کے چراغ جلانے کے لئے بڑا قیمتی نسخہ ہے کہ کثرت سے سورۃ کہف کی تلاوت کی جائے۔ نبی محترم' امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ کَمَا نَزَلَتْ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۱ جلد ۳)

ترجمہ — جس شخص نے سورۃ کہف اسی طرح پڑھی جس طرح نازل ہوئی ہے تو اس کیلئے قیامت کے دن نور ہی نور ہوگا۔

فتنوں سے محفوظ

سورۃ کہف کی بکثرت تلاوت کرنے والے' خصوصاً جمعہ کے دن اس عظیم البرکت سورۃ کی قراءت کرنے والے کو رب تعالیٰ ہر قسم کے فتنوں' ابتلاؤں اور آزمائشوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

خلیفہ چہارم اور داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کہف کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ قَرَءَ الْکَھْفَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَھُوَ مَعْصُوْمٌ اِلٰی ثَمَانِیَۃِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ فِتْنَۃٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَکُوْنُ فَاِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۶۸ جلد ۳، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۱ جلد ۳)

ترجمہ ــــ جس شخص نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی تو وہ آٹھ دنوں تک ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ و مصئون رہے گا۔ اگر اس عرصہ میں دجال بھی آجائے تو اس کے فتنہ سے بھی بچالیا جائے گا۔

دجال کا فتنہ انتہائی پریشان کن، اذیت ناک اور ناقابل برداشت ہو گا۔ مگر سورۂ کہف کی تلاوت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دجال کے شرانگیز فتنہ سے بھی محفوظ فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

دس دن کے گناہ معاف

بزرگان محترم! سورۂ کہف کی تلاوت اور قراءت کے اجر و ثواب کی کثرت اور اس کی برکات و فضائل کا یہ عالم ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت سے دس دنوں کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور آسمان و زمین کی وسعت میں اس کا اجر عظیم سما نہیں سکتا اور اس کی آخری پانچ آیات کی خصوصیت اور تاثیر یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت ان کی تلاوت کی برکت سے حسب خواہش رات کے جس حصہ میں آدمی چاہے اللہ تعالیٰ اسے بیدار کر دیتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، مزکیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ کہف کی بزرگی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِسُوْرَةٍ مَلَأَ عَظَمَتُهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلِكَاتِبِهَا مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمَنْ قَرَءَ هَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ قَرَءَ الْخَمْسَ الْاَوَاخِرَ مِنْهَا عِنْدَ نَوْمِهٖ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اللَّيْلِ شَاءَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ سُوْرَةُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ ○ (فتح القدیر صفحہ ۲۶۸ جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← کیا میں تمہیں ایسی سورت کی خبر نہ دوں جس کی عظمت نے آسمان و زمین کی وسعتوں کو بھر دیا ہے اور اس سورت کے لکھنے والے کو بھی اتنا ہی وسیع اجر و ثواب ملے گا۔ اور جس نے اس سورت کو جمعہ کے دن پڑھا اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ اور مزید تین دنوں کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو رات کو سوتے وقت اس سورت کی آخری پانچ آیات کی تلاوت کرلے تو جب چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بیدار کردے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اللہ کے رسول! ایسی سورت ضرور بتایئے، آپ ﷺ نے فرمایا "وہ اصحاب کہف والی سورت ہے۔"

شیطان کا داخلہ بند

سورۂ کہف قرآن کریم کی ان بابرکت سورتوں میں سے ایک سورت ہے جن کی تلاوت سے شیطان بھاگتا ہے اور جس گھر میں سورۂ کہف پڑھی جاتی ہو، وہاں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيْتُ الَّذِيْ تُقْرَءُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْكَهْفِ لَا يَدْخُلُهُ شَيْطَانٌ تِلْكَ اللَّيْلَةِ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۶۸ جلد ۳)

ترجمہ ← رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں (رات کو) سورۂ کہف کی تلاوت کی گئی ہو اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہیں ہوتا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن گھروں اور مکانات میں شیطانی اثرات ہوں وہاں سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے تو وہ اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ گھر امن و سکون کا گہوارا بن جاتا ہے۔

تاثیر سورۂ کہف

محترم حضرات! سورۂ کہف کی تلاوت کرنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسے پڑھنے والے کیلئے قیامت کی تاریکیوں میں نور اور روشنی کا انتظام کر دیا جاتا ہے، اسے حفظ کرنے والے کو فتنہ دجال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رکھا جاتا ہے اور جس گھر میں اس کی قراءت کی جائے وہاں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے اور رحمت کے فرشتوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ جس مکان میں یہ سورت تلاوت کی جائے اسے رب کی رحمت اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور وہاں رحمت و برکت کا سایہ کر دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ' ایک دفعہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات کے وقت (نماز تہجد میں) يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلٰى جَنْبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ الَّتِيْ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن' باب فضل سورۃ الکہف)

ترجمہ: سورۂ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے اور ان کے قریب ایک طرف (ان کا) گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا کہ اچانک بادل نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ بادل مسلسل نزدیک ہوتا جا رہا تھا اور گھوڑا بھاگنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اس (اسید بن حضیر) نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ وہ سکینت تھی جو قرآن (سورۂ کہف) کی تلاوت کی وجہ سے اتری تھی۔

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "سکینہ" ایک اڑنے والی روح ہے۔
* امام سدی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ یہ جنت کے سونے کا ایک تھال ہے جس میں انبیاء کے قلوب کو دھویا جاتا ہے۔
* امام ضحاک بن مزاحم علیہ الرحمہ کا خیال ہے کہ یہ اللہ کی رحمت اور سکون قلب ہے۔
* بعض علماء کا قول ہے کہ اس سے مراد اطمینان' وقار یا فرشتوں کا نزول ہے۔

(فتح الباری صفحہ ۵۸ جلد ۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۂ کہف کا آغاز

برادران محترم! سورۂ کہف کا آغاز ایسے مبارک کلمہ سے کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بڑا پسندیدہ اور محبوب ہے اور اس کا بار بار دہرانا رب کائنات کے ہاں قرب حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور وہ کلمہ ہے "الحمد للہ"

قرآن حکیم میں لفظ "الحمد" اڑتیس (۳۸) بار ذکر فرمایا گیا ہے اور اس کتاب ہدایت کی پانچ سورتوں کی ابتداء اسی بابرکت لفظ سے کی گئی ہے۔ اُمّ القرآن سورۂ فاتحہ کی ابتدا یوں فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

ترجمہ ← تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، جزا (قیامت) کے دن کا مالک ہے۔

قرآن عزیز کے ساتویں سپارے کی سورۂ انعام کا آغاز بایں الفاظ فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ط وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمَاوَاتِ وَفِی الْاَرْضِ ط یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝

ترجمہ ← ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی بنائی۔ پھر بھی کافر دوسروں کو رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (موت کا) ایک وقت مقرر کر دیا اور ایک مدت اس کے ہاں مقرر ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور آسمانوں اور زمین میں وہی اللہ ہے وہ تمہاری پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے واقف ہے۔

بائیسویں سپارے میں سورۂ سبا کی ابتداء بھی اللہ کریم نے لفظ "الحمد" سے فرمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○

ترجمہ ⟸ تمام تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا اور باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی بائیسویں سپارے کی سورت فاطر کا آغاز بھی رب تعالیٰ کی حمد و ثناء سے ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

ترجمہ ⟸ ہر قسم کی حمد صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے' فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو' دو اور تین' تین اور چار' چار پر ہیں وہ اپنی مخلوقات میں بڑھاتا ہے جو چاہتا ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' اللہ تعالیٰ اپنی جو رحمت انسانوں کے لئے کھول دے اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کردے تو کوئی اس کے بعد کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن عزیز کی پانچویں سورت جس کا آغاز حمد الٰہی سے ہوا' وہ سورۂ کہف ہے۔ فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ۝

ترجمہ ◄ تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا کجی پیدا نہ ہونے دی (بلکہ) سیدھی رکھی تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور نیک اعمال کرنے والے اہل ایمان کو بہترین اجر کی خوشخبری سنائے 'وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔

"الحمد للہ" ایسا بابرکت 'پاکیزہ اور بہترین کلمہ ہے جس کی فضیلت رسول معظم ﷺ نے بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب فضل الحامدین)

ترجمہ ◄ سب سے افضل ذکر 'لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے افضل دعا "الحمد للہ" ہے۔

عزت والی آیت

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کی اتنی شان اور عظمت ہے کہ قرآن حکیم کی ایک آیت مقدسہ جس میں یہ جملہ استعمال ہوا ہے اسے نبی کریم ﷺ نے "عزت والی آیت" قرار دیا ہے۔ امام التفسیر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّى هٰذِهِ الْآيَةَ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا) آيَةَ الْعِزِّ وَفِي بَعْضِ الْآثَارِ أَنَّهَا مَا قُرِئَتْ فِي بَيْتٍ فِي لَيْلَةٍ فَيُصِيبُهُ سَرَقٌ أَوْ آفَةٌ۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۰ جلد ۳)

ترجمہ ◄ اور تحقیق حدیث میں آیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس آیت (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا) کو عزت والی آیت قرار دیا ہے اور بعض آثار میں ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس گھر میں رات کو یہ آیت (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ) پڑھی جائے وہاں اس رات چوری نہیں ہوتی اور کوئی آفت بھی نہیں آتی۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اللہ تعالیٰ کا ایسا محبوب وظیفہ اور بہترین ورد ہے کہ جب نماز کی ابتداء ہوتی ہے تو تکبیر تحریمہ اور ثنا کے بعد سب سے پہلے نمازی اپنی زبان سے یہی کلمات الحمد للہ رب العالمین ادا کرتا ہے۔ اور جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتا ہے تو جن اوراد و وظائف کی نبی آخر الزماں ﷺ نے تلقین کی ہے ان میں تینتیس (۳۳) بار "الحمد للہ" کہنا بھی شامل ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کی جو دعا رسول رحمت ﷺ نے اپنی امت کو سکھائی اس پر غور فرمائیں تو اس میں بھی یہی جملہ نظر آئے گا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ ⬅ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مجھے مسلمان بنایا۔

اور جب آدمی رفع حاجت سے فارغ ہوتا ہے' اس وقت جو کلمات ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان میں بھی حمد الٰہی ہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

ترجمہ ⬅ حمد صرف اسی اللہ کیلئے ہے جس نے مجھ سے غلاظت کو دور فرمایا اور مجھے (ہر تکلیف سے) محفوظ رکھا۔

غرض "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اللہ کریم اور اس کے نبی عظیم کا پسندیدہ اور محبوب کلمہ ہے جس کا ذکر باعث رحمت اور جس کا ورد باعث برکت ہے۔

بہترین وظیفہ

رسول پاک جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" والی دعا کو بہترین وظیفہ قرار دیا ہے اور اسے مشکلات و مصائب دور کرنے کا ذریعہ فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس حالت میں باہر نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ میں تھا اور میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں۔ آپ کا گزر ایک شکستہ حال اور پریشان حال آدمی پر سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا بات ہے۔ تیرا یہ حال خستہ کیوں ہو گیا ہے۔ اس نے عرض کیا "اَلسُّقْمُ وَالضُّرُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!" اے اللہ کے رسول! بیماری اور تنگدستی نے یہ حال کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ تَذْھَبُ عَنْکَ السُّقْمَ وَالضُّرَّ؟ قَالَ بَلٰی۔

ترجمہ ⬅ کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کے پڑھنے سے تیری بیماری اور تنگدستی دور ہو جائے گی۔ اس نے عرض کی' ضرور فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!" اللہ کے رسول! مجھے وہ کلمات ضرور سکھا دیجئے' امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ابو ہریرہ! یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔

ترجمہ ⬅ میرا بھروسہ اس ذات پر ہے جو زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہیں آئے گی تمام تعریفیں اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ کوئی عاجزی کی وجہ سے اس کا مددگار ہے اور اس کی خوب بڑھائی بیان کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس وظیفہ کو حرز جان بنالیا اور اس کا ورد شروع کر دیا تو چند دنوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حالت سنور گئی (غربت جاتی رہی اور خوشحالی آگئی' کمزوری کی جگہ توانائی اور بیماری کی بجائے صحت ہو گئی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ ابو ہریرہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ اَزَلْ اَقُوْلُ الْکَلِمَاتِ الَّتِیْ عَلَّمْتَنِیْ ○ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۰ جلد ۳ - اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

ترجمہ: میں آپ کے سکھلائے ہوئے کلمات روزانہ پڑھتا ہوں جس سے میری حالت بدل گئی ہے۔

سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں بھی حمد الٰہی بیان کی گئی ہے اور رب کائنات کی الوہیت کا تعارف یوں کروایا گیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ○ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ○

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی پیدا نہیں ہونے دی (بلکہ) درست حالت میں ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی سخت گرفت سے ڈرائے۔ اور نیک اعمال کرنے والے اہل ایمان کو بہترین اجر (جنت) کی خوشخبری سنائے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فلاں کو) کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے اس بارے میں نہ انہیں کچھ علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو کوئی علم تھا۔ کتنی بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ وہ سراسر جھوٹ ہی کہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کو تسلی

حضرات محترم! قریش مکہ نے یثرب کے یہودیوں کے مشورہ سے جو سوالات نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کئے تھے۔ آپ ﷺ نے بذریعہ وحی ان کے صحیح جوابات سورۂ کہف کی تلاوت سے دے دیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب آپ ﷺ کو امید تھی کہ یہ لوگ قرآن حکیم کے ان مبنی بر صداقت جوابات کو سن کر فوراً ایمان لے آئیں گے مگر آپ ﷺ یہ جان کر از حد غمگین و پریشان ہوئے کہ قرآن عزیز کے ان مسکت جوابات کے باوجود ان مشرکین کی مخالفت میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ دشمنی اور سرکشی میں اضافہ ہوا ہے۔ اہل مکہ کی اس ہٹ دھرمی سے آپ کے قلب ازک کو ٹھیس پہنچی تو آپ کی تسلی، تشفی اور اطمینان کیلئے یہ آئیت نازل فرمائی گئی۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا

ترجمہ ◄ تو کیا آپ افسوس کرتے ہوئے ان کے پیچھے اپنی جان تلف کردیں گے۔ اگر وہ اس حدیث یعنی قرآن پر ایمان نہ لائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ ایک دفعہ قریش کی ایک جماعت جس میں ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ، شیبہ اور ابو جہل، نضر بن حارث، عاص بن وائل، اسعد بن مطلب، امیہ بن خلف وغیرہ شامل تھے، جمع ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو بلوا کر آپ سے گفتگو کی۔ ان کے انکار، مخالفت اور سرتابی سے آپ ﷺ کو از حد رنج اور قلبی تکلیف ہوئی۔ بالآخر آپ ان کی مجلس سے اٹھ آئے مگر آپ کے دل مبارک پر اس واقعہ نے گہرا اثر کیا جس پر یہ آئیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۷۰ جلد ۳۔ تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۷ جلد ۷)

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

ترجمہ ◄ اے پیغمبر! اگر وہ (کافر) اس حدیث یعنی قرآن پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے افسوس کرتے ہوئے اپنی جان کو تلف کردیں گے۔

زمین کی زینت

سورۂ کہف کی آیات نمبر سات اور آٹھ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کفار و مشرکین دنیا کی جن اشیاء کے ساتھ محبت کی وجہ سے اللہ کے کلام اور آپ ﷺ کے فرمان کا انکار کر رہے ہیں یہ اشیاء تو محض زمین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی چند روزہ زینت ہیں۔ یہ باغ و بہار' یہ مرغزار و کوہسار' یہ بہتے ہوئے دریا' یہ پھیلے ہوئے صحرا' غرضیکہ حسن و جمال کی یہ تمام رعنائیاں جو ہر جگہ نظر آ رہی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ لوگ اس میں کھو جائیں اور اسی طرح زندگی گزار کر چلے جائیں۔ بلکہ یہ سب اشیاء تو انسان کی آزمائش اور امتحان کیلئے ہیں یعنی ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون ان فانی اور عارضی چیزوں کی محبت میں کھو جاتا ہے اور کون خوش قسمت و سعادت مند ہے جو ان تمام دل کشیوں سے دامن بچاتے ہوئے اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝

ترجمہ ⬅ بے شک ہم نے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون نیک عمل کرتا ہے اور ہم ہی (عنقریب) زمین کی ہر چیز کو چٹیل میدان بنانے والے ہیں۔

محترم بزرگو اور بھائیو! سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تشریح و توضیح میں ہمیں متعدد مسائل سے آگاہی ہوئی نیز سورۂ کہف کی فضیلت اور اس کی تلاوت کے اجر و ثواب سے بھی واقفیت حاصل ہوئی اور سورۂ کہف کے مضامین' اس کا شان نزول اور حمد الٰہی کی تفصیلات بھی معلوم ہوئیں۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کریم کے معانی اور مطالب کو سمجھنے کے بعد عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُطبہ نمبر 2

اَصحابُ الرَّقیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى اَشْرَفِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ○ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○ فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ○ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا ○ (سورۃ الکھف آیت نمبر ۹ تا ۱۲)

ترجمہ ـــ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی عجیب نشانی تھے۔ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تو انہوں نے (ادب سے) کہا۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جانب سے رحمت عطا فرما اور اس کام میں ہمارے لئے ہدایت فرما۔ پس ہم نے ان کے کان اس غار میں (سننے سے) بند کر دیئے کئی سال تک جو گنے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا (یعنی بیدار کر دیا) تاکہ ہم معلوم کریں کہ ان دو جماعتوں میں سے اس مدت کو کون صحیح شمار کر سکتا ہے جو وہ غار میں ٹھہرے تھے۔

اللہ رب العالمین کی تعریف و تسبیح اور حمد و ثناء کے بعد لاتعداد اور بے شمار درود و سلام پیغمبر بحر و بر، سید الکل، ختم الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ جو کائنات میں سب سے افضل، اعلیٰ، برتر، بہتر اور عظیم المرتبت ہستی ہیں۔ جن کی اتباع و فرمانبرداری ذریعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجات اور نافرمانی وجہ عذاب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ۔

حضرات محترم! سورۂ کہف کی مذکورۃ الصدر آیات بابرکات میں خالق کائنات نے اصحاب کہف کے واقعہ کو اجمالاً اور مختصراً بیان فرمایا ہے اور ابتلاء و آزمائش کے وقت ان توحید پرستوں نے اپنے رب سے جو دعا مانگی تھی اس دعا کے الفاظ بھی ذکر فرمائے ہیں۔ نیز طویل عرصہ انہیں غار میں سلانے کے بعد بیدار کرنے کی وجوہ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اصحاب الرقیم کے واقعہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔

رقیم کا معنی و مفہوم

کہف اور رقیم دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں' کہف کے معنی تو تمام مفسرین نے پہاڑ کا وسیع و عریض "غار" کیا ہے۔ مگر رقیم کے مفہوم میں علماء تفسیر کے کئی اقوال ہیں۔

- سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ رقیم' رقم سے مشتق ہے جس کا معنی "لکھنا" ہے تو رقیم بمعنی مرقوم ہے اور اس سے مراد رانگ (قلعی) یا پتھر کی وہ تختی ہے جس پر اصحاب کہف کا نام اور قصہ لکھا ہوا تھا۔
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے کہ رقیم اس وادی کا نام تھا جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ اس صورت میں رَقِیْم' رَقْمَةُ الْوَادِیْ سے مشتق ہوگا جس کا معنی ہے "وادی کا کنارہ"۔
- کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ رقیم اس بستی کا نام ہے جہاں سے اصحاب کہف برآمد ہوئے۔
- بعض کہتے ہیں کہ رقیم اس پہاڑ کا نام ہے۔ جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔
- بعض لوگوں کا گمان ہے کہ "رقیم" اصحاب کہف کے کتے کا نام تھا۔
- بعض کے خیال میں رقیم سے مراد وہ "کتبہ" ہے جس پر اصحاب کہف کے کوائف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھ کر اسے غار کے منہ پر لگا دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۷۲ جلد ۳، تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۵ جلد ۷)

ان اقوال سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اصحاب الکہف کو ہی ''اصحاب الرقیم'' کہا گیا ہے۔ مگر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روائیت کردہ حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ غار والے اور رقیم والے الگ الگ ہیں چونکہ ان کے واقعات میں مماثلت اور مطابقت پائی جاتی ہے اس لئے ان دو قسم کے لوگوں کو ایک ہی سمجھ لیا گیا ہے۔

دونوں واقعات کو ایک ہی واقعہ سمجھنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں رہبانیت کو ہی اصل دین سمجھ لیا گیا تھا۔ اس لئے مختلف خطوں اور ملکوں میں ایسے متعدد واقعات پیش آئے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے غاروں میں پناہ گزیں ہو گئے اور وہیں عمریں گزار دیں۔ جہاں جہاں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا بعد میں آنے والے مؤرخین نے اس پر اصحاب کہف کا گمان کیا۔

غار والوں کے متعدد واقعات

امام محمد بن احمد القرطبی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں کئی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے کچھ سماعی اور کچھ چشم دید ہیں، جو مختلف شہروں میں پیش آئے جن میں سے چند ایک کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

① ''رقیم'' روم کے ایک شہر کا نام ہے جس کے ایک غار میں اکیس آدمی لیٹے ہوئے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سو رہے ہیں۔

② شام میں ایک غار ہے جس میں کچھ لاشیں ہیں، وہاں کے مجاوروں کا کہنا ہے کہ یہی لوگ اصحاب کہف ہیں، اس غار کے پاس ایک مسجد اور مکان کی عمارت بھی ہے جسے ''رقیم'' کہا جاتا ہے اور ان مردہ لاشوں کے ساتھ ایک مردہ کتے کا ڈھانچہ بھی موجود ہے۔

③ غرناطہ اندلس میں ''لوشہ'' نامی گاؤں کے قریب ایک غار ہے جس میں چند مردہ لاشیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان کے ساتھ ایک مردہ کتے کا ڈھانچہ بھی موجود ہے ان میں اکثر لاشوں پر گوشت باقی نہیں رہا صرف ہڈیوں کے ڈھانچے ہیں اور بعض پر گوشت بھی موجود ہے، صدیاں گزر گئی ہیں مگر صحیح سند سے ان کا حال معلوم نہیں ہو سکا، بعض لوگ کہتے ہیں یہی اصحاب کہف ہیں۔

امام ابن عطیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں سن ۵۰۴ ہجری میں خود وہاں پہنچا تو واقعی یہ لاشیں اسی حالت میں موجود تھیں اور ان کے قریب ہی ایک مسجد اور رومی زمانے کی عمارت بھی ہے، جس کو "رقیم" کہا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "رقیم" ایک وادی کا نام ہے جو فلسطین سے نیچے ایلہ (عقبہ) کے قریب ہے۔

کعب بن احبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ رقیم اس بستی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف، غار میں سے جانے سے پہلے مقیم تھے۔ (ملخص از معارف القرآن صفحہ ۵۴۲-۵۴۳ جلد ۵)

اصحاب الرقیم

چونکہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم کے واقعات میں قدرے مماثلت اور مطابقت پائی جاتی ہے اس لیئے قرآن حکیم کی سورۃ کہف کی ایک ہی آیت میں ان دونوں واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمان رب العالمین ہے۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝

ترجمہ ← کیا تم گمان کرتے ہو کہ غار والے اور رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب (نشانی) تھے۔

اصحاب الرقیم کے واقعہ کی تفصیل ہم نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس واقعہ کی تفصیلات ہم نے مسند امام احمد، صحیح بخاری اور فتح الباری سے لی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "رقیم" کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"وہ تین اشخاص تھے جو ایک غار میں گھر گئے اور طبرانی میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے اور اپنے اہل و عیال کے لئے روزی کمانے کی غرض سے نکلے تھے کہ راستے میں شدید بارش میں پھنس گئے تو انہوں نے بارش سے بچنے کیلئے ایک غار میں پناہ لی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلٰی بَابِ الْكَهْفِ ان کے غار میں داخل ہوتے ہی پہاڑ کی بلندی سے ایک بہت بڑا پتھر سرکا اور لڑکھڑاتے ہوئے اس غار کے منہ پر آکر گرا۔ جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا اور غار میں اندھیرا چھا گیا۔ ایک روائیت میں ہے کہ اِذْ وَقَعَ حَجَرٌ مِّنَ الْجَبَلِ مِمَّا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى سَدَّ فَهُمُ الْغَارُ خشیت الٰہی سے ایک پتھر گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر وہ تینوں اشخاص از حد پریشان اور غمگین ہوئے اور اس پتھر کو وہاں سے ہٹانے کیلئے زور آزمائی بھی کی مگر بسیار کوشش کے باوجود وہ پتھر کو اس کی جگہ سے نہ ہلا سکے تو۔ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ تَذَاكَرُوْا اَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهٖ يَرْحَمُنَا۔ ان میں سے ایک شخص نے تجویز پیش کی کہ ہم اپنی نیکیوں کو یاد کریں اور ان کا حوالہ دے کر فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے رب سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس نیکی اور عمل صالح کی برکت کے باعث ہمیں اس مشکل اور مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

غار میں دعا

اس تجویز اور مشورے کو صائب اور درست خیال کرتے ہوئے ان میں سے ایک شخص اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی۔ اے میرے اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً ، كَانَ لِي أُجَرَاءُ يَعْمَلُونَ فَجَاءَنِي عُمَّالٌ لِي فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ بِأَجْرٍ مَعْلُومٍ فَجَاءَنِي رَجُلٌ ذَاتَ يَوْمٍ وَسْطَ النَّهَارِ فَاسْتَأْجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ۔

ترجمہ ⬅ تحقیق میں نے ایک نیکی کی تھی۔وہ یہ ہے کہ میں نے کام کرنے کے لئے مزدور رکھے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اجرت مقرر کی تھی۔ایک دن ایک آدمی نے نصف دن گزرنے کے بعد آکر مجھ سے کام پر لگنے کی درخواست کی تو میں نے اسے باقی مزدوروں سے نصف اجرت پر مزدور رکھ لیا۔

مگر وہ ایسا محنتی مزدور تھا کہ اس نے نصف دن میں باقی مزدوروں کے پورے دن جتنا کام کیا تو میں نے خیال کیا کہ میں اس کی مزدوری میں کمی نہ کروں بلکہ اسے پورے دن کی اجرت دے دوں کیونکہ اس نے اپنا کام بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا تھا۔جب میں شام کے وقت مزدوروں کو اجرت دینے لگا تو اس کو بھی پورے دن کی اجرت دی۔میرے اس فعل سے ایک مزدور ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس نے نصف یوم محنت کی ہے اسے پورے دن کی اجرت کیوں دے رہے ہو۔میں نے اسے جواب دیا کہ میں تمہاری اجرت میں کوئی کمی نہیں کر رہا بلکہ اسے اپنے مال میں سے دے رہا ہوں اور مجھے اپنے مال میں تصرف کا پورا اختیار حاصل ہے کہ جسے جتنا چاہوں دوں۔تمہیں اس پر کیا اعتراض ہے۔

الٰہی! میرے اس جواب سے وہ مزدور ناراض ہو گیا اور اپنی اجرت وصول کئے بغیر ہی چلا گیا۔مجھے اس کے جانے کا بے حد افسوس ہوا مگر میں اسے تلاش نہ کر سکا تو میں نے اس کی اجرت کی رقم کو اس کا حق سمجھتے ہوئے گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ میں نے اسے ایک فرق یعنی تین صاع چاولوں کے عوض مزدور رکھا تھا۔جب وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا تو میں نے ان چاولوں سے زراعت کی تو ان کی قیمت اتنی بڑھ گئی کہ اس سے ایک گائے خریدی جا سکتی تھی۔اب میں نے اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رقم سے ایک گائے خرید لی اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روائیت میں ہے کہ گائے کے ساتھ ایک چرواہا بھی رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی برکت فرمائی کہ تھوڑے عرصے میں ایک ریوڑ بن گیا اور لاتعداد گائے' اونٹ اور بکریاں جمع ہو گئیں۔ فَمَرَّبِیْ بَعْدَ حِیْنٍ شَیْخًا ضَعِیْفًا لَا اَعْرِفُهٗ فَقَالَ اِنَّ لِیْ عِنْدَکَ حَقًّا فَذَکَّرَنِیْهِ حَتّٰی عَرَفْتُهٗ۔

ترجمہ ◄ طویل عرصہ گزرنے کے بعد وہ شخص (مزدور) میرے پاس آیا جبکہ وہ اتنا بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا کہ میں اسے پہچان نہ سکا اس نے آکر مجھ سے کہا کہ آپ کے ذمہ میرا کچھ حق ہے اور مجھے وہ ساری باتیں یاد دلائیں تو میں نے اسے پہچان لیا۔

اور میں نے وہ سارا مال و دولت اس کے سامنے پیش کر دیا اور کہا ھٰذَا حَقُّکَ یہ تیرا حق ہے۔ میری یہ بات سن کر اس نے مجھ سے کہا۔ یَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَا تَسْخَرْبِیْ اِنْ لَّمْ تُصَدِّقْ عَلَیَّ فَاَعْطِنِیْ حَقِّیْ۔

ترجمہ ◄ اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر' اگر تو مجھ غریب پر صدقہ نہیں کر سکتا تو مجھے میرا حق تو دے دے۔

میں نے اس سے کہا "اللہ کی قسم" میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا اِنَّهَا لَحَقُّکَ مَالِیْ مِنْهَا شَیْءٌ۔ یہ سارا تیرا ہی حق ہے اس میں سے کوئی چیز میری نہیں ہے تو میں نے وہ سارا مال اس کے سپرد کیا اور وہ لے کر گھر چلا گیا (یہ سارا واقعہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے بعد کہتا ہے۔) اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ لِوَجْهِکَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ مِنْ خَشْیَتِکَ) فَافْرُجْ عَنَّا۔

ترجمہ ◄ اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل صرف تیری رضامندی کیلئے کیا تھا اور ایک روائیت ہے کہ میں نے یہ عمل محض تیرے ڈر سے کیا تھا۔ اے اللہ (میرے اس عمل کی برکت سے) ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ رب العالمین نے اس کی اس عاجزانہ اور فقیرانہ دعا کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرف قبولیت بخشا اور غار کے منہ سے پتھر اتنا سرک گیا کہ غار میں روشنی آنی شروع ہو گئی اور انہیں نظر آنے لگا۔ اصحاب الرقیم میں سے ایک شخص کی اس دعا سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اگر ہم میں سے کوئی عامل موظف یا مزدور ہے تو وہ اپنا کام امانتداری' دیانتداری اور جانفشانی سے سرانجام دے اور اگر کوئی نگران' مالک یا افسر ہے تو اسے اپنے ماتحت عملے کی اجرت اور حق کا پورا پورا خیال کرنا چاہیے۔

صاحب اسلام ﷺ نے مزدور کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللهِ -

ترجمہ ◄ ہاتھ سے محنت کر کے کمانے والا اللہ کا دوست اور محبوب ہے۔

اور مالک و نگران کو مزدور کا حق یاد دلواتے ہوئے فرمایا۔

اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ 178)

ترجمہ ◄ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔

دوسرے کی دعا

جب ایک آدمی کی دعا سے پتھر غار کے منہ سے تھوڑا سا سرک گیا اور انہیں روشنی کا احساس ہوا تو انہیں یقین پیدا ہو گیا کہ دعا کی برکت سے اللہ کریم ضرور اس مشکل سے نجات عطا فرما دے گا۔ چنانچہ ان میں سے دوسرا شخص رب تعالیٰ سے عرض گزار ہوا اور انتہائی عاجزی' مسکینی اور انکساری سے کہا۔

قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً۔ کہ میں نے بھی ایک موقع پر نیکی کا کام کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ۔

"ایک دفعہ میرے علاقے کے لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے' جبکہ ان دنوں میرے پاس خوب مال و دولت تھی اس لئے میں قحط کی اذیتوں اور پریشانیوں سے محفوظ تھا اور لوگ اپنی ضروریات پورے کرنے کیلئے میرے دروازے پر آ کر سوال کیا کرتے تھے۔ میں جسے چاہتا دیتا اور جسے چاہتا انکار کر دیتا۔"

اسی دوران فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ تَطْلُبُ مِنِّي مَعْرُوفًا فَقُلْتُ وَاللهِ مَاهُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَبَتْ عَلَیَّ وَذَھَبَتْ۔

ترجمہ ◄ میرے پاس ایک عورت آئی' اس نے مجھ سے خیرات طلب کی تو میں نے اس سے کہا کہ اپنا آپ میرے حوالے کر۔ تو خیرات دوں گا۔ اس نے انکار کردیا اور خالی ہاتھ لوٹ گئی۔

مگر قحط سالی' غربت' افلاس اور بچوں کی بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر کچھ دن بعد پھر میرے پاس آئی اور مجھے اللہ کا واسطہ دے کر مجھ سے خیرات طلب کی' میں نے وہی مطالبہ دہرایا تو وہ انکار کرکے واپس چلی گئی۔ اب اس نے میری خواہش کا ذکر اپنے خاوند سے کیا (وہ بھی بچوں کی بھوک کی وجہ سے اتنا مجبور اور پریشان تھا کہ) اس نے اپنی بیوی سے کہا' جاؤ۔ اس کی حسرت پوری کردو اور اپنے بچوں کے لئے روٹی کا بندوبست کرو۔ وہ پھر میرے پاس آئی تو میں نے وہی خواہش ظاہر کی تو وہ (اپنے بچوں کے پیٹ کی خاطر) گناہ پر آمادہ ہوگئی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس شخص نے اپنی دعا میں یہ کلمات کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ کَانَتْ لِیْ بِنْتُ عَمٍّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاَنِّیْ رَاوَدْتُھَا عَنْ نَفْسِھَا فَاَبَتْ اِلَّا اَنْ اٰتِیَھَا بِمِائَۃِ دِیْنَارٍ۔

ترجمہ ◄ میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی سے بے حد محبت رکھتا تھا اور میں نے اسے بہکانے کی کوشش کی مگر اس نے انکار کردیا۔ آخر وہ سو دینار کے عوض گناہ پر آمادہ ہوگئی۔

اور اس عورت نے یا چچا کی بیٹی نے۔ اَسْلَمَتْ اِلَیَّ نَفْسَھَا۔ اپنا آپ میرے حوالے کردیا' جب میں گناہ کیلئے بالکل تیار ہوگیا تو اس کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی' میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ مجھے اللہ رب العالمین (کے عذاب) سے خوف آتا ہے۔

اور صحیح بخاری کے الفاظ ہیں کہ اس عورت نے مجھ سے کہا۔ اِتَّقِ اللّٰہَ۔ تو بھی اللہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈر جااور رب کی نافرمانی نہ کر۔وہ شخص اپنے رب سے عرض کرتا ہے۔میرے مالک! (جب میں نے اس مجبور ولاچار اور بے بس و بے کس عورت کی زبان سے تیرا نام سنا تو) میں نے اپنے آپ سے کہا(او ظالم!) یہ عورت اس مجبوری اور غربت میں "اللہ" سے اتنی خوفزدہ اور اس کی نافرمانی سے اتنی پریشان ہے اور مجھے تو میرے رب نے دنیا کی ہر نعمت سے نواز رکھا ہے اس لئے مجھے تو اس سے کئی گنا زیادہ رب سے ڈرنا چاہیے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگنا چاہیے۔

میرے اللہ! میں نے اس عورت کو اسی وقت آزاد کردیا اور اس کا حق بھی اسے دے دیا۔اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ لِوَجْھِکَ (وَفِی رِوَایَۃٍ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّی قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ مِنْ خَشْیَتِکَ) فَافْرُجْ عَنَّا۔

ترجمہ ⟸ اے میرے اللہ! میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا اور ایک روائیت میں ہے کہ اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر اور تیری خشیت سے کیا تھا) اس لئے ہمیں اس مصیبت سے رہائی عطا فرما۔

جب اس نے دعا ختم کی تو پتھر اپنی جگہ سے سرکا اور غار میں اتنی روشنی ہوگئی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور آسمان بھی نظر آنے لگا انہیں مزید یقین ہوگیا کہ ہمارا رب ہمیں اس پریشانی سے ضرور نجات عطا فرمائے گا---اس عبرت انگیز اور نصیحت آمیز واقعہ سے ہمیں یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالینی چاہیے کہ کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا یا کسی نامحرم کو بہکانے کی کوشش کرنا انتہائی قبیح حرکت اور برا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے

تیسرے کی دعا

اب اصحاب الرقیم میں سے تیسرا شخص اللہ عزوجل کی ذات اقدس کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتا ہے اور اپنی زندگی کی بڑی نیکی اللہ کریم کے حضور پیش کرکے اس کی بدولت ابتلاء' آزمائش اور اس امتحان میں کامیابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عذاب سے خلاصی کی التجا کرتے ہوئے کہتا ہے ۔ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ حضرات! (ماں' باپ کو ستانے والے' ان کی نافرمانی کرنے والے' بیویوں کی باتوں کو والدین کے حکم پر ترجیح دینے والے اور ماں باپ کا ادب و احترام ملحوظ نہ رکھنے والے اس واقعہ کو بغور سنیں اور اللہ کریم سے دعا کریں کہ وہ ہم سب کو اپنے والدین کا اطاعت گزار' اور فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اگر'

فرش پر والدین راضی ----- تو ----- عرش پر رب العالمین راضی۔

زمین پر ماں' باپ ناراض ----- تو ---- آسمان پر رب کائنات ناراض

اللہ تعالیٰ ہمیں ماں' باپ سے دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تیسرا شخص اپنے رب سے عرض کرتا ہے ۔ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَکَانَتْ لِیْ غَنَمٌ ۔ ترجمہ ⬅ میرے مولیٰ ! میرے ماں' باپ انتہائی ضعیف اور بوڑھے تھے اور میں بکریوں کا مالک اور ان کا چرواہا تھا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔

اَبَوَانِ ضَعِیْفَانِ فَقِیْرَانِ لَیْسَ لَهُمَا خَادِمٌ وَلَا رَاعٍ وَلَا وَلِیٌّ غَیْرِیْ فَکُنْتُ اَرْعٰی لَهُمَا بِالنَّهَارِ وَآوِیْ اِلَیْهِمَا بِاللَّیْلِ ۔ (فتح الباری صفحہ ۵۰۸ جلد ۶)

ترجمہ ⬅ میرے ماں' باپ بوڑھے اور ضعیف تھے ان کا میرے سوا کوئی خادم' ولی اور بکریوں کا چرواہا نہ تھا۔ تو میں دن بھر ان کی خدمت کیلئے بکریاں چراتا اور رات کو واپس ان کے پاس حاضر ہوتا۔

شام کو گھر آکر بکریوں کا دودھ سب سے پہلے اپنے والدین کی خدمت میں پیش کرتا وہ سیر ہو کر پی لیتے اور اپنا پیٹ بھر لیتے تو پھر میں بیوی بچوں اور جانوروں کی طرف متوجہ ہوتا۔

ایک دن میں بکریاں چراتا چراتا دور نکل گیا اور واپسی پر ۔ اَصَابَنِیْ یَوْمًا غَیْثٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَبَسَتْنِیْ ۔بارش نے مجھے راستے میں روک لیا اور شام کو خاصا لیٹ گھر پہنچا۔گھر میں آتے ہی میں نے دودھ دوہیا اور اسے لے کر والدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔فَوَجَدْتُھُمَا قَدْ نَامَا۔میں نے دیکھا کہ وہ (میرا انتظار کرکے) سو چکے ہیں اور میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلالوں' بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا۔اب میں نے دودھ پلانے کیلئے والدین کو نیند سے بیدار کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اور ان سے پہلے کسی اور کو پلانا بھی مجھے اچھا نہ لگا۔ ثُمَّ جَلَسْتُ عِنْدَ رُؤُسِھِمَا بِاِنَائِیْ ۔تو میں دودھ کا برتن ہاتھ میں لے کر ان کے سرہانے بیٹھ گیا کہ رات کے جس حصے میں بیدار ہوں' ان کی خدمت میں دودھ پیش کروں۔میں دودھ لئے والدین کے سرہانے بیٹھا تھا۔وَاَھْلِیْ وَعِیَالِیْ یَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ ۔اور میرے بیوی' بچے شدت بھوک سے رو رہے تھے اور۔غَنَمِیْ قَائِمَۃٌ۔میری بکریاں اسی طرح کھڑی تھیں۔

فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ - (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَا بَرِحْتُ جَالِسًا وَ مَحْلَبِیْ عَلٰی یَدِیْ حَتّٰی اَیْقَظَھُمَا الصُّبْحُ 'فَسَقَیْتُھُمَا -)

ترجمہ ◄ اور میں اسی حالت میں صبح تک ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا اور ایک روایت میں ہے کہ میں دودھ کا برتن ہاتھ میں تھامے ان کے سرہانے بیٹھا رہا۔یہاں تک کہ وہ صبح بیدار ہوئے تو میں نے انہیں دودھ پیش کیا۔

یہ تیسرا شخص اپنے ماں باپ کی اس مثالی خدمت اعلیٰ اطاعت اور ادب و احترام کا تذکرہ کرکے اپنے رب سے فقیرانہ صدا کرتا ہے۔اَللّٰھُمَّ اِنْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ لِوَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا۔

ترجمہ ◄ اے الٰہی! میں نے یہ نیک عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا۔لہٰذا ماں' باپ کی خدمت کی برکت سے ہمیں اس غار سے رہائی نصیب فرما۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اصحاب الرقیم کے واقعہ کی یہ تفصیل بیان کرنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد فرماتے ہیں۔

كَاَنِّيْ اَسْمَعُ هٰذِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَبَلُ طَاقٌ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا (مسند امام احمد صفحہ ۴۰۱-۴۰۲- جلد ۴)

(فتح الباری صفحہ ۵۰۶ تا ۵۱۰ جلد ۶، صحیح بخاری صفحہ ۴۹۳ جلد ۱، باب حدیث الغار)

ترجمہ ⟵ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی کہ (ان دعاؤں کے بعد) وہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے باہر آنے کا راستہ بنا دیا اور وہ غار والے وہاں سے باہر آ گئے۔

یہی اصحاب الرقیم تھے جنکے واقعہ کی طرف سورۂ کہف کی زیر بحث آئیت مبارکہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا○

ترجمہ ⟵ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم ہماری نشانیوں میں سے عجیب (نشانی) تھے۔

اصحاب کہف نوجوان تھے

اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اپنا ایمان اور جان بچانے کیلئے اور اپنے عقیدے اور نظریے کی حفاظت کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ایک غار میں چھپ گئے۔ اصحاب کہف کے واقعہ کی مکمل تفصیلات سورۂ کہف کے آئندہ دو رکوعوں میں آ رہی ہیں۔ زیر بحث آیات میں خالق کائنات نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ توحید پرست نوجوانوں کا ایک گروہ تھا۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ - ترجمہ ⟵ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی۔

حقیقت یہ ہے کہ شباب اور جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے جو لطف اور سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیف اور لذت بڑھاپے میں نصیب نہیں ہوتی۔ اسی لئے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کہا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگ ظالم مے شود پرہیز گار

کہ جوانی میں توبہ اور عبادت کرنا انبیاء اور پیغمبروں کا شیوہ اور ان کی عادت ہے۔ بڑھاپے اور کبر سنی میں جب کچھ نہیں ہو سکتا تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول برحق جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَکَ قَبْلَ هَرَمِکَ وَ صِحَّتَکَ قَبْلَ سُقْمِکَ وَ غِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ وَ فَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ وَ حَیَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ - (رواہ الحاکم)

ترجمہ ⇐ پانچ نعمتوں کو پانچ آفتوں سے پہلے پہلے غنیمت سمجھو' 1 اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے 2 اپنی صحت کو بیماری سے پہلے 3 اپنی مال داری کو غربت و افلاس سے پہلے 4 فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور 5 اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

قیامت کے دن ہر شخص سے دیگر سوالات کے علاوہ اس کی جوانی کے بارے میں خاص طور پر سوال کیا جائے گا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ (جامع ترمذی' ابواب الزھد)

ترجمہ ⇐ ابن آدم' حشر کے دن اپنے رب کے سامنے سے قدموں کو ہلا نہ سکے گا' جب تک پانچ سوالوں کا جواب نہ دے گا۔ 1 اپنی عمر کے بارے میں کہ اسے کیسے گزارا۔ 2 اپنی جوانی کے بارے میں کہ کیسے گزاری۔ 3 مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا۔ 4 کمایا ہوا مال کہاں کہاں خرچ کیا۔ 5 علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوش قسمت اشخاص

قرآن حکیم میں کئی نوجوانوں کے واقعات' اللہ تعالیٰ نے بطور مثل بیان فرمائے ہیں تاکہ مسلمان نوجوان ان کی سیرت و کردار کو پڑھ کر اپنے اخلاق و اعمال سنوارنے اور سدھارنے کی کوشش کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی جوانی اور عالم شباب کے امتحانات کا تذکرہ آیات قرآنی میں موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جوانی کی خدمات کو قرآن عزیز کی سورۃ انبیاء میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کے حالات کو بھی قرآنی آیات میں ذکر کیا گیا ہے اور سورۃ کہف میں نوجوان اصحاب کہف کی ابتلاؤں' آزمائشوں اور امتحانوں میں استقامت اختیار کرنے اور پھر ان پر انعامات الٰہی کی بارش کی تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ۔

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

حضرت یوسف علیہ السلام کے تفصیلی حالات کے لئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ یوسف" اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت و کردار سے آگاہی کیلئے "خطبات سورۃ مریم" کا مطالعہ فرمائیں۔

نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ إِلَى نَفْسِهَا قَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَأَخْفَى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ۔ (صحیح البخاری صفحہ نمبر ۱۰۰۵ جلد ۲)

ترجمہ ⟸ سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ [1] انصاف کرنے والا بادشاہ [2] اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرنے والا نوجوان۔ 3 خلوت میں اللہ (کے عذاب) کو یاد کر کے رونے والا۔ 4 جس آدمی کا دل مسجد کی طرف لگا رہتا ہو۔ 5 اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرنے والے دو آدمی۔ 6 وہ شخص جسے صاحب منصب اور خوبصورت عورت دعوت گناہ دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اس لئے گناہ نہیں کروں گا۔ 7 پوشیدہ طریقے سے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا کہ اس کے دائیں ہاتھ سے خرچ کئے کا بائیں کو پتہ نہ چلے۔

آج کے نوجوانوں کو اصحاب کہف کی پاکیزہ زندگی سے سبق حاصل کر کے اپنے عقیدے، عمل، کردار، اخلاق، افعال اور اطوار کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے کیونکہ۔

جوانی میں عدم کے واسطے سلمان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

اصحاب کہف کی دعا

برادران گرامی! دعا، عبادت کا مغز اور اصل ہے اور قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے، مانگنے اور اس کے حضور دست سوال دراز کرنے کی رغبت دلائی گئی بلکہ حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝ (سورۃ المومن آیت نمبر ۶۰)

ترجمہ ـــــ اور تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت یعنی دعا سے تکبر کرتے ہیں تو عنقریب ہم ایسے لوگوں کو ذلیل و رسوا کر کے جہنم میں داخل کریں گے۔

مقربین الٰہی پر جب کوئی مصیبت اور تکلیف آتی ہے تو وہ دعا کا سہارا لیتے ہیں اور دعا کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں سورۂ کہف کی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ میں اصحاب کہف کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریشانی کے وقت ان کی دعا کے الفاظ ذکر فرمائے گئے ہیں کہ جب وہ نوجوان اپنی جان و ایمان کی حفاظت کی خاطر غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تو غار میں داخل ہوتے وقت انہوں نے اپنے رب سے اجتماعی دعا کی۔

اصحاب کہف کے دعائیہ کلمات خالق کائنات نے اتنے پسند فرمائے کہ ان الفاظ کو اپنی لاریب کتاب 'قرآن حکیم کی آئیت بنادیا۔

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ○

ترجمہ ـــ جب ان نوجوانوں نے کہف یعنی غار میں پناہ لی تو دعا مانگی کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے اس کام میں ہدائیت مہیا فرما۔

دعا کا حقیقی لطف اور رب سے سوال کرنے کا صحیح سرور اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہوا ہو' دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں' ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو' حالات کی سنگینی نے آدمی کی قوت کو سلب کر لیا ہو' جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنا سر رب تعالیٰ کے در اقدس پر جھکا دے اور دل دردمند کی داستاں اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور دعا کرنے والے کو یقین کامل ہو کہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا اور اپنی مشکل بیان کر رہا ہوں جس کی قدرت و اختیارات کے سامنے کوئی مشکل' مشکل نہیں ہے اور مانگنے والے کو یہ پختہ اعتماد ہو کہ کوئی سائل' اس دربار سے کبھی خالی نہیں لوٹا۔ میں بھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ ایسی یقینی حالت میں جو عجز و نیاز' انتہائی تذلل اور خشوع و خضوع پیدا ہو گا وہ دعا کی قبولیت کو یقینی بنا دے گا۔

حضرات محترم! دعاء دین کا ستون' مومن کا ہتھیار اور قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے ایک مومن کامل کو کسی حالت میں بھی دعاء سے ہچکچانا نہیں چاہیے۔ اصحاب کہف نے بھی اپنی تکلیف' غم' پریشانی اور دکھ کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی دعاء کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے رب السماوات والارض نے ان کی حفاظت و صیانت کا عجیب و غریب بندوبست فرمادیا انہوں نے عرض کی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○

ترجمہ ← اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما اور اس کام میں ہمارے لئے درستگی پیدا فرما۔

عزیزان گرامی! اصحاب کہف کے یہ دعائیہ کلمات حفظ اور یاد کرنے کے لائق ہیں۔ ان پاکیزہ الفاظ کو زبانی یاد کرلیجئے اور کوئی بھی کام شروع کرنے سے قبل انہیں اپنی زبان سے ادا کرلیجئے۔ انشاء اللہ اس کام میں اللہ تعالیٰ کی رحمت' ہدائیت اور برکت کا نزول ہوگا۔

طلب رحمت

برادران گرامی! اصحاب کہف نے اپنی دعا میں رب العالمین سے دو چیزیں طلب کیں۔ ① رحمت۔ ② ہدائیت و درستگی..... اللہ تعالیٰ کی رحمت' ایسی عظیم الشان شیء ہے جسے اللہ کریم کے جلیل القدر اور رفیع الذکر انبیاء کرام بھی حق تعالیٰ سے مانگتے اور طلب کرتے رہے ہیں۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء خالق ارض و سماء سے اسی رحمت کا سوال کرتے رہے۔ قرآن حکیم نے حضرت آدم و حواء علیہما السلام کے دعائیہ کلمات یوں بیان فرمائے ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ ← اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے۔ اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء کے الفاظ یہ تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

ترجمہ ← اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی (ہارون) کی بخشش فرما اور ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اور تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

محترم حضرات! قرآن حکیم میں حضرت ایوب' حضرت یونس' حضرت نوح' حضرت زکریا علیہم السلام' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور انبیاء کرام کی دعاؤں کا مطالعہ فرمائیں تو واضح ہو گا کہ وہ تمام اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا سوال کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ جب رب تعالیٰ کی رحمت ہو جائے تو گناہ معاف' مشکلیں آسان' مصائب سے نجات اور مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اور جس خوش قسمت انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیا۔ اس کی بیماریاں دور' مصائب کا خاتمہ' رزق میں برکت' دولت کی کثرت' کاروبار میں وسعت اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(اس موضوع کو ہم نے اپنی کتاب "خطبات سورۂ مریم" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔)

سورۃ کہف اور رحمت

قرآن حکیم کی اس مشہور سورۂ کہف میں پانچ مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا ذکر کیا گیا ہے ان آیات بابرکات کی تفسیر و توضیح اور تشریح و تعبیر تو حسب موقع بیان کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ آج صرف رحمت الٰہی کے ذکر والی پانچ آیات اور ان کا ترجمہ سماعت فرمائیے۔

❊ اصحاب کہف کی دعا۔ جس کا ذکر ابھی آپ نے سماعت فرمایا کہ اصحاب کہف نے خالق کائنات کے حضور ان الفاظ میں عرضداشت پیش کی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے اس کام میں ہدائیت مہیا فرما۔

❊ اسی سورت میں رب کائنات نے اپنی مغفرت اور رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ۔ اور تمہارا رب بہت زیادہ بخشنے والا۔ ازحد رحم فرمانے والا ہے۔

❊ اسی سپارے اور سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے علم اور ان پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی خصوصی رحمت کے نزول کو ان الفاظ میں بیان کیا۔فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا○ ترجمہ : پس وہاں انہوں (موسیٰ اور یوشع) نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو موجود پایا۔ جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما رکھی تھی اور اسے اپنے پاس سے خاص علم بخشا تھا۔

* سورۂ کہف میں ہی دو یتیم بچوں کے مدفون خزانے اور ان بچوں کے جوانی تک پہنچنے اور اپنا دفن شدہ خزانہ نکالنے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار درست کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔

ترجمہ : پس تمہارے رب نے چاہا کہ وہ (یتیم بچے) اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ خود نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔

* اسی مقدس اور بابرکت سورت میں سد سکندری کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۔ کہ اس نے کہا "یہ میرے رب کی رحمت" ہے۔

اصحاب کہف پر رحمت

اصحاب کہف کی پر سوز' درد انگیز اور مبنی پر خلوص دعاء کو اللہ رب العزت نے شرف قبولیت سے نوازا۔ اور ان پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرمایا۔ جس کی وجہ سے وہ ظالم' جابر اور دشمن بادشاہ کے جور و ستم سے محفوظ رہے۔ اور اللہ کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں تین سو نو سال تک ایک غار میں بحفاظت سلائے رکھا۔ اصحاب کہف پر اپنی بے پناہ رحمت کے نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ان کی دعاء کو قبول فرمایا اور

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ○ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⸺ ہم نے ان کے کانوں کو اس غار میں گنے ہوئے کئی سال تک (سننے سے) سے بند رکھا- پھر ہم نے انہیں بیدار کر دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ ان دو گروہوں میں سے ان کے غار میں ٹھہرنے کی مدت کو کون صحیح شمار کر سکتا ہے؟

یعنی ہم نے اصحاب کہف پر نیند اور خواب کی حالت طاری کر دی- اور ان کے کانوں کی سماعت مو خر کر دی- تا کہ ان کی نیند میں کسی آواز سے خلل واقع نہ ہو- سبحان اللہ-

محترم سامعین! ان تفصیلات سے رقیم کا معنی اور مفہوم' اصحاب الرقیم کا پورا واقعہ' اصحاب کہف کی جوانی' ان کی دعاء اور طلب رحمت اور نزول رحمت کے حقائق و واقعات معلوم ہوئے- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آج کے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کا فہم وادراک عطا فرمائے- آمین-

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مسائل واحکامِ رمضان پر مستند مدلل' مفصل اور باحوالہ کتاب

انوارِ رمضان

از پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

☆ اہم عنوانات ☆

O حقیقتِ رمضان O خصوصیاتِ رمضان O ہلالِ رمضان O روزہ O سحری روزہ O اِفطاری روزہ O ممنوعاتِ روزہ O مباحاتِ روزہ O مفسداتِ روزہ O رخصتِ روزہ O اقسامِ روزہ O قضاءِ روزہ O ممنوع روزے O اِعتکاف O لیلۃ القدر O نمازِ تراویح O علماءِ احناف اور رکعاتِ تراویح O صدقۂ فِطر O عیدُ الفطر O بہترین کتابت و طباعت O خوبصورت اور چمکدار ٹائٹل O آیات' احادیث اور عربی عبارات پر اعراب O 1440 صفحات O قیمت ۴۰ روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 3

اصحاب کہف کی استقامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ-

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًی ○ وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا ○ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ○ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ○ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ○

(سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۳-۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ۞ اے پیغمبر! ہم آپ پر ان (اصحاب کہف) کی سچی خبر بیان کرتے ہیں بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدائیت میں اضافہ فرمایا۔ اور جب وہ کھڑے ہوئے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ پس انہوں نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا ہرگز کسی معبود کو نہ پکاریں گے (اگر ہم ایسا کریں تو) گویا ہم نے حق سے دوری کی بات کی۔ یہ ہماری قوم ہے جنہوں نے اس کے سوا اوروں کو معبود بنا لیا ہے۔ یہ ان کے معبود ہونے پر کوئی روشن دلیل کیوں پیش نہیں کرتے۔ پس اس سے بڑا ظالم اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے۔ اور وہ (آپس میں کہنے لگے) جب تم ان سے الگ ہو گئے ہو اور ان معبودوں سے بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو اب غار میں پناہ لو' تمہارے لئے' تمہارا رب رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے اس کام میں تمہارے لئے آسانیاں مہیا فرما دے گا اور تو دیکھے گا کہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے دائیں جانب ہٹ کر گزرتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ ایک کشادہ غار میں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدائیت دے' وہی ہدائیت یافتہ ہے اور جسے (اسکی بداعمالیوں کی وجہ سے) وہ گمراہ کر دے' تو تو اس کے لئے کوئی دوست' رہنما نہیں پائے گا۔

اللہ رب العالمین کی حمد و ثناء اور نبی دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر بے شمار' لاتعداد' ان گنت اور بے حساب درود و سلام کے بعد!

محترم حضرات! سورۂ کہف کی زیر بحث آیات بینات میں خالق کائنات نے اصحاب کہف کے ایمان' ان کے عقیدہ کی مضبوطی' اپنے رب پر توکل' شرک سے بیزاری اور ان کی استقامت کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں' اور اصحاب کہف کے اس حیرت انگیز واقعہ میں ہمارے لئے کئی نصیحتیں اور عبرتیں ذکر فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس سورت مبارکہ سے سبق حاصل کر کے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غار کہاں ہے؟

حضرات محترم! قصہ اصحاب کہف کی تفصیلات جاننے سے قبل فطرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا عجیب واقعہ کس شہر' کس ملک اور کس علاقے میں پیش آیا اور جس غار میں انہوں نے پناہ حاصل کی وہ غار کہاں واقع ہے؟ قرآن عزیز نے اپنے حکیمانہ اصول اور خطیبانہ اسلوب کی وجہ سے کسی قصے اور واقعہ کی پوری تفصیل کو ترتیب وار بیان نہیں فرمایا (صرف قصہ یوسف علیہ السلام کو بالترتیب بیان فرمایا ہے' اس کی وجوہات ہم نے اپنی کتاب "خطبات سورۃ یوسف" میں واضح کردی ہیں) بلکہ ہر قصے کے صرف وہ اجزاء بیان فرمائے ہیں جن کا تعلق انسانی ہدایات اور اسلامی تعلیمات سے ہے۔

اصحاب کہف کے قصہ میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں اس واقعہ کے صرف وہ اجزاء بیان کئے گئے ہیں جن میں امت مسلمہ کے لئے عبرت و نصیحت کا سامان موجود ہے۔ باقی اجزاء اور حصے جو خالص تاریخی یا جغرافیائی تھے ان کو یکسر نظرانداز کردیا گیا ہے' اگرچہ اصحاب کہف کے سوئے رہنے کی مدت اور ان کی تعداد کے بارے میں سوالات کا ذکر فرمایا مگر یہ بھی وضاحت فرمادی کہ ان جیسے مسائل میں زیادہ بحث و تکرار کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے امور کو علم الٰہی کے سپرد کردینا ہی زیادہ مناسب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ جن کا فرض منصبی ہی قرآن عزیز کے معانی اور مطالب کی توضیح و تشریح ہے' نے بھی اپنی زبان مبارک سے اس قصہ کے تاریخی اجزاء کو بیان نہیں فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین عظام رحمھم اللہ نے بھی ایسے معاملات میں قرآنی اسلوب کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اصول اختیار فرمایا کہ۔ اَبْھِمُوْا مَا اَبْھَمَہُ اللّٰہُ ۔ یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے اسے مبہم ہی رہنے دیا جائے۔ تاہم اصحاب کہف کی غار کے بارے میں علماء تفسیر اور مؤرخین نے جو تحقیق فرمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

* اصحاب کہف کا واقعہ روم کے شہر رقیم میں پیش آیا اور وہیں غار ہے۔
* اصحاب کہف کی غار شام میں ہے۔
* اندلس 'غرناطہ میں "لوشہ" نامی گاؤں میں اصحاب کہف کی غار ہے۔
* اصحاب کہف کی غار 'غرناطہ کے بالائی حصہ میں ایک شہر "رقیوس" میں ہے۔
* ایلہ (عقبہ) کے قریب "بطرا" شہر میں اصحاب کہف کی غار ہے۔
* بعض علماء تفسیر کا خیال ہے اصحاب کہف کی غار "نینویٰ" کے قریب ہے۔
* بعض مفسرین کا قول ہے وہ غار "بلقاء" میں ہے۔
* مملکت اردن میں عمان کے قریب ایک غار کو اصحاب کہف کی غار کہا جاتا ہے۔
* اکثر مفسرین نے ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل پر رومیوں کے شہر "افسوس" کو اصحاب کہف کا شہر قرار دیا ہے اور اس کے قریبی پہاڑ کی غار کو اصحاب کہف کی غار گردانا ہے۔ جس کے کھنڈر اب بھی ترکی کے موجودہ شہر ازمیر (سمرنا) سے جنوب کی جانب بیس 'پچیس میل کے فاصلے پر پائے جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۵ جلد ۳' تفسیر قرطبی ۳۵۶-۳۵۷ جلد ۹۔ تفسیر معارف القرآن صفحہ ۴۴۲ تا ۴۴۹ جلد ۵)

جدید اور قدیم مفسرین کی ان آراء کے باوجود حتمی طور پر اصحاب کہف کی غار کے بارے میں قطعی فیصلہ ممکن نہیں۔ اسی لئے امام المفسرین علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَدْ اَخْبَرَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِذٰلِکَ وَاَرَادَ مِنَّا فَھْمَہٗ وَتَدَبُّرَہٗ وَلَمْ یُخْبِرْنَا بِمَکَانِ ھٰذَا الْکَھْفِ فِیْ اَیِّ الْبِلَادِ مِنَ الْاَرْضِ اِذْ لَا فَائِدَۃَ لَنَا فِیْہِ وَلَا قَصْدٌ شَرْعِیٌّ ○ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۵ جلد ۳)

ترجمہ ــــ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصحاب کہف کے حالات کی خبر دی ہے تاکہ ہم ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھیں اور ان میں غور و فکر کریں اور ہمیں اس غار کی جگہ کے بارے میں کوئی خبر نہیں دی کہ وہ زمین کے کس ملک میں ہے کیونکہ اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں اور نہ کوئی شرعی مقصد اس سے وابستہ ہے۔

اصحاب کہف کا مذہب اور زمانہ

عام مفسرین اور علماء کا قول ہے کہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے افراد تھے اور یہ اسی زمانے کے نوجوان تھے جب آپ کی امت توحید الٰہی پر قائم تھی اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا خیال پیدا نہیں ہوا تھا۔ مگر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے بہت پہلے کا ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ اگر اصحاب کہف نصرانی ہوتے تو یہودی ان کے حالات کو یاد رکھنے کی طرف اتنی توجہ نہ دیتے' حالانکہ قریشیوں نے جب اپنے وفد کو یہود **مدینہ** کے پاس بھیجا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی آزمائش کے لئے اصحاب کہف' ذوالقرنین اور روح کے متعلق سوال کرنے کی ہدائیت کی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا واقعہ یہود کی کتب میں مذکور تھا اور انہیں اس کا پورا علم تھا اور ظاہر ہے کہ یہودیوں کی کتب نصرانیوں سے پہلے کی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۴ جلد ۳)

امام العصر حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابن کثیر کے موقف کی تائید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ بات اس عاجز کے دل لگتی ہے کیونکہ اگر اصحاب کہف عیسائی ہوتے تو یہودی ان کے واقعہ کو علامات نبوت نہ گردانتے کیونکہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یہودی) قوم عیسوی کے اشد ترین دشمن ہیں۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ وہ (اصحاب کہف) دین موسیٰ کے لوگ تھے' لیکن اس زمانے کے تھے جب یہ قوم توحید الٰہی پر قائم تھی اور شرک ان میں عام نہیں ہوا تھا۔

نیز اس لئے کہ اسی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر کا قصہ بیان کیا گیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ اگر بالفرض آنحضرت ﷺ ان سوالات کے جواب نہ بھی جانتے ہوں تو آپ کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ نبوت کا ہے' الوھیت کا نہیں۔ ہمہ دانی' خدا کی صفت ہے نہ کہ نبی کی۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے ان امور کی حقیقت پوشیدہ رہی جو ان کو حضرت خضر سے پیش آئے۔ جب وہ باوجود اس کے نبی برحق ہیں تو آنحضرت ﷺ بوجہ اس کے کہ آپ بعض امور نہیں جانتے' کس طرح نبی ثابت نہیں ہوسکتے۔" (تفسیر سورۂ کہف صفحہ ۷)

ان دو بزرگوں کی تحریروں سے اصحاب کہف کا دین موسوی پر کاربند ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض اصحاب کہف توحید پرست عیسائی ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے موحدین ہوں' قرآن حکیم کا مقصد وعظ و تذکیر ہر طرح پورا ہو جاتا ہے۔ بعض علماء تفسیر نے اصحاب کہف کے زمانے کی تعیین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"جس ظالم بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر اصحاب کہف نے غار میں پناہ لی تھی اس کا نام "دقیانوس" تھا اور یہ سن ۲۵۰ عیسوی کا زمانہ تھا پھر (شمسی حساب سے) تین سو سال (اور قمری حساب سے تین سو نو سال) تک یہ لوگ سوئے رہے تو مجموعہ سن ۵۵۰ عیسوی ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت سن ۵۷۰ عیسوی میں ہوئی۔ اس سے واضح ہوا کہ اصحاب کہف کی بیداری کا واقعہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت سے بیس سال پہلے پیش آیا۔" (معارف القرآن صفحہ ۵۴۶ جلد ۵)

اس سے اصحاب کہف کے مذہب اور ان کے زمانے کا پتہ چلتا ہے کہ وہ توحید پرست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائی تھے اور ان کی بیداری کا واقعہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سے بیس سال قبل پیش آیا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ۔

اصحاب کہف کے نام اور تعارف

محترم بھائیو! قرآن حکیم نے اپنے اسلوب و اصول موعظت کے پیش نظر اصحاب کہف کے نام ذکر نہیں فرمائے کیونکہ قرآن مجید گزشتہ لوگوں کے واقعات' عبرت و نصیحت اور ان کے نتائج سے سبق سکھلانے کے لئے دہراتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان مقاصد میں ناموں کی کوئی حیثیت نہیں ہے' صاحب واقعہ کا نام کوئی بھی ہو' اس واقعہ سے نصیحت و عبرت کا سبق بہر حال حاصل ہو سکتا ہے۔

اسی طرح شارح قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے بھی اصحاب کہف کے نام بیان نہیں ہوئے۔ کیونکہ مقصد حصول نصیحت ہے نہ کہ ناموں کی تفصیل سے آگاہی' تاہم بعض مفسرین کرام نے تاریخی حوالوں سے اصحاب کہف کے نام ذکر فرمائے ہیں' جو یہ ہیں۔

① - یملیخا ② - مکسلمینا ③ - مسلیثنا یا ذونوانس۔

④ - مرنوس یا مرطونس ⑤ - دبرنوس یا یینوس۔

⑥ - سادونس یا ساری نونس ⑦ - کشفططیوس۔

اور اصحاب کہف کے کتے کا نام "قطمیر" بیان کیا گیا ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اصحاب کہف آٹھ تھے اور آٹھویں کا نام "طنونس" تھا۔ (تفسیر الحسنات صفحہ ۱۹۳ جلد ۳' تفسیر سورت کہف صفحہ ۸)

اصحاب کہف بادشاہوں اور قوم کے سرداروں کی اولاد تھے' قوم بت پرست اور مشرک تھی ایک دفعہ یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے ہمراہ عید منانے کے لئے شہر سے باہر گئے' یہ اس قوم کا سالانہ مذہبی میلہ اور اجتماع تھا۔ وہاں جا کر قوم کے لوگ بتوں کی پرستش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پوجا کرتے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے' ان کے ظالم' جابر اور سرکش بادشاہ کا نام "دقیانوس" تھا جو رب تعالیٰ کا باغی اور شرک کا داعی تھا اور اپنے حکومتی جبر سے لوگوں کو بت پرستی اور شرک پر مجبور کرتا تھا:

اصحاب کہف کا اجلاس

معزز سامعین! قوم کے چند سمجھدار و عقلمند نوجوانوں کو لوگوں کی یہ حرکات پسند نہ آئیں اور انکے دلوں میں خیال آیا کہ جو کام ہماری قوم کے لوگ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کیلئے کر رہے ہیں' یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسکی عبادت کی جائے' اسکے نام کی نذر اور نیاز دی جائے- غرض ان میں سے ہر ایک کے دل میں قوم کے ان اعمال سے نفرت پیدا ہو گئی اور آسمان و زمین کے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا شوق بیدار ہو گیا-

ہوا یوں کہ اس میلہ میں شامل افراد میں سے جن نوجوانوں کو اس طریقہ عبادت سے نفرت تھی ان میں سے ہر ایک نے قوم کی احمقانہ عبادت سے بچنے کے لئے اس جگہ سے ہٹنا اور سرکنا شروع کر دیا- سب سے پہلے ایک نوجوان مجمع سے دور ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھ گیا- اس کے بعد ایک دوسرا نوجوان آیا اور وہ بھی اس کے پاس آکر بیٹھ گیا- اسی طرح تیسرا' چوتھا' پانچواں- غرض ایک ایک کر کے سب درخت کے نیچے جمع ہو گئے مگر ان میں کوئی دوسرے کو جانتا نہ تھا اور ایک دوسرے کے عقیدے سے کوئی واقف نہ تھا- درحقیقت انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ جمع فرما دیا تھا اور ان سب کے دلوں میں توحید کی محبت اور ایمان کی الفت کو پیدا فرما دیا تھا-

کچھ دیر درخت کے نیچے خاموش بیٹھے رہنے کے بعد ان میں ایک دانا اور جری نوجوان نے کہا کہ اے دوستو! کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے کہ لوگوں کے اس عام شغل اور قوم کے معمولات کو چھوڑ کر ہم سب یہاں جمع ہو گئے ہیں- اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی علیحدگی کا سبب بیان کرے تاکہ ہم ایک دوسرے کے خیالات سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہ بات سن کر ان میں ایک یوں گویا ہوا۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی قوم کو جس دین و مذہب پر اور جس عبادت میں مبتلا دیکھ رہا ہوں' مجھے ان کے اس عمل اور عقیدے سے سخت نفرت ہے۔ میرا خیال ہے کہ عبادت صرف رب تعالیٰ کی ہونی چاہیے' جو کائنات کا اکیلا خالق ہے اور اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔"

قرآن مجید ان نوجوانوں کے ہدائیت یافتہ ہونے کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝

ترجمہ ⬅ اے پیغمبر! ہم آپ پر ان کی سچی خبر بیان کرتے ہیں۔ بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدائیت میں اضافہ فرما دیا۔

اس نوجوان کی بات سن کر سب خوش ہوئے اور سب نے اقرار کیا کہ قوم کے شرکیہ افعل سے نفرت ہی ہمیں یہاں لے آئی ہے۔ ایک دوسرے کے خیالات سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد انکے دلوں میں ایک دوسرے کی شدید محبت پیدا ہو گئی اور وہ حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد بن گئے اور انہوں نے رب کی عبادت کیلئے ایک جگہ مقرر کر لی' جہاں وہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے

بادشاہ کے دربار میں

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس زمانے کا بادشاہ "دقیانوس" مذہبی طور پر اتنا متعصب' متشدد اور بت پرستی کا حامی تھا کہ لوگوں کی مذہبی وابستگی کا جائزہ لینے کیلئے وہ مختلف شہروں کا دورہ کرتا اور اپنے خفیہ ذرائع سے لوگوں کے عقائد و نظریات کے بارے میں معلومات حاصل کرتا تھا اور توحید پرستوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرواتا اور ان کی لاشیں عبرت کیلئے شہر پناہ کے دروازوں پر لٹکا دیتا تھا۔

بلاد روم کا بادشاہ دقیانوس عوام کے نظریات و اعتقادات کی جانچ پڑتال کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسب معمول اصحاب کہف کے شہر "افسوس" میں آیا اور لوگوں کے مذہبی رجحانات کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں تو اسے بتایا گیا کہ۔

"ہمارے شہر کے چند نوجوان غیر اللہ کی پرستش کے باغی اور بتوں کے نام کی نذر و نیاز کے منکر ہیں' اور انہوں نے اپنے رب کی عبادت کے لئے الگ جگہ مقرر کر رکھی ہے۔ وہ خود بھی بادشاہ کے مذہب کو نہیں مانتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سرکاری مذہب سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

بادشاہ دقیانوس کو یہ باتیں سن کر سخت غصہ آیا اور ان نوجوانوں کو فوراً حاضر کرنے کا حکم دیا۔ سرکاری آفیسران کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاقاً وہ سارے نوجوان اپنی عبادت گاہ میں اللہ وحدہ لاشریک کے حضور سربسجود تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اللہ! ہماری قوم کو ہدائیت عطا فرما۔ ہماری طرح انہیں بھی توحید کی سمجھ عطا فرما اور تمام لوگوں کو شرک کی بیماری سے محفوظ فرما۔

یہ نوجوان اپنی عبادت گاہ کے اندر مصروف دعاء تھے کہ سرکاری کارندوں نے انہیں گرفتار کرلیا اور بادشاہ کے دربار میں پیش کرنے کیلئے لے گئے۔ انکے چہرے غبار آلود اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بادشاہ دقیانوس انتہائی غصہ کی حالت میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور گرجدار آواز میں مخاطب ہوا۔

"اے نوجوانوں کی جماعت! تمہارے شہر کے سردار اور عوام ہمارے معبودوں کی پوجا کرتے اور ان کے نام کی قربانیاں دیتے ہیں۔ تم ان کی طرح کیوں نہیں کرتے اور ان کا رنگ ڈھنگ کیوں اختیار نہیں کرتے۔

تمہارے متعلق میرا فیصلہ ہے کہ ہمارے عقائد و نظریات کو اختیار کرلو تو بچ سکتے ہو۔ اگر تم نے ہمارا راستہ اختیار نہ کیا یعنی ہمارے معبودوں کی عبادت نہ کی تو میں تم سب کو قتل کرادوں گا اور تمہاری زندگیوں کا خاتمہ کردوں گا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب کہف کا نعرۂ توحید

عزیزانِ گرامی! اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو ظالم بادشاہ کے دربار میں مضبوطی' استقامت اور استقلال سے نوازا اور انہوں نے شاہی دربار میں برملا اعلان کر دیا کہ۔

"ہم خدائے واحد کے پرستار ہیں اور غیر اللہ کی پوجا اور نذر و نیاز کو حرام سمجھتے ہیں ہم اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں مگر اپنا ایمان نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ ہمیں قتل کریں یا پھانسی دیں' ہم ہر تکلیف و اذیت گوارا کر لیں گے مگر عقیدۂ توحید سے منحرف نہیں ہونگے۔ ہمارا معبود حقیقی وہ رب ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت کا تصور بھی نہیں کر سکتے' ہماری قوم مشرک ہے ان کا عقیدہ لغو اور راستہ ٹیڑھا ہے ہم جنت کے سیدھے راستے (صراط مستقیم) کو چھوڑ کر شرک کی ٹیڑھی پگڈنڈی پر نہیں چل سکتے۔ آپ کے جی میں جو آئے کر گزریئے۔ ہم گردنوں کو کٹوانا جانتے ہیں غیر اللہ کے آگے جھکانا نہیں جانتے۔"

قرآن عزیز اصحاب کہف کے نعرۂ توحید کے الفاظ کو نقل کر کے ان کی استقامت کو یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ○

ترجمہ: اور جب وہ (بادشاہ کے دربار میں) کھڑے ہوئے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تو انہوں نے کہا "ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا ہرگز کسی کو معبود نہ پکاریں گے (اگر ہم غیر اللہ کو پکاریں تو) گویا ہم نے حق سے دوری کی بات کہی

اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف و اقرار کرنے اور غیر اللہ کی عبادت و قربانی سے نفرت و انکار' کے اعلان کے بعد اصحاب کہف' شاہی دربار میں بیٹھے بادشاہ کے مصاحبوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ ہماری قوم کے افراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ان سے پوچھئے کہ غیر اللہ کی پرستش کرنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہے۔ اگر کوئی دلیل ہے تو انہیں حکم دیجئے کہ اس بھرے دربار میں پیش کریں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ ہماری قوم کے جمیع افراد اپنے مشرکانہ عقائد و نظریات کی تائید میں کوئی بین دلیل پیش نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ کارخانہ کائنات میں شرک کے اثبات کی کوئی دلیل موجود ہی نہیں ہے۔ جب ان کے پاس اس امر کی کوئی روشن دلیل نہیں ہے تو پھر ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں؟"

قرآن مجید فرقان حمید' اصحاب کہف کی بیباکی' بے خوفی اور خون آشام تلواروں کی جھنکار میں ان کے اعلان حق کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَٰنٍۭ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا ۝

ترجمہ ـــ یہ ہماری قوم ہے جنہوں نے اللہ کے سوا غیروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے یہ ان کی الوہیت پر کوئی روشن دلیل کیوں پیش نہیں کرتے' پس اس سے بڑا ظالم اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے۔

اصحاب کہف کی استقامت

برادران گرامی! اپنے مبنی برحق اور درست موقف پر قائم رہنے اور مصائب و مشکلات کے باوجود مضبوط اور ڈٹے رہنے کا نام "استقامت" ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کیلئے۔ رَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ۔ (ہم نے انکے دلوں کو مضبوط کر دیا) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اسے افضل الجہاد قرار دیا ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ جامع ترمذی صفحہ ۴۰ جلد ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟵ افضل جہاد اس شخص کا ہے جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہے۔

اصحاب کہف نے بڑی جرات' دلیری' بہادری اور استقامت سے یہ فریضہ سرانجام دے کر افضل ترین جہاد کیا اور استقامت و استقلال کا بہترین نمونہ اور عمدہ مثال پیش فرمائی ایسے ہی سعادت مند لوگوں کے لئے رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ (سورۃ احقاف آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ ⟵ بے شک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کی تو انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اللہ کی الوہیت اور رب کی ربوبیت کے اقرار و اعتراف کے بعد اس پر استقامت اختیار کرنا اور ۔ربنا اللہ۔ کے موقف پر ڈٹے رہنے کی اسلام میں اتنی اہمیت ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

"حضرت سلیمان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔قُلْ لِّي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ۔ اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتائیے کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ کہہ' میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدم رہ۔" (رواہ مسلم۔مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲)

ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کی استقامت

آپ یہ جان چکے ہیں کہ اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق اصحاب کہف کا واقعہ ملک روم کے شہر "افسوس" میں رونما ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ روم کے اکثر بادشاہ سخت دل' ظالم اور جابر گزرے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی مخالفین کو تہہ تیغ کرنے اور اذیتیں دے دے کر قتل کرنے میں ذرا بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ وہ جنگی قیدیوں کو بھی نہایت بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دردی سے قتل کر ڈالتے تھے' عرب مورخین نے لکھا ہے کہ رومیوں نے تانبے کی ایک بڑی گائے نما دیگ بنا رکھی تھی۔ اس میں روغن زیتون ڈال کر نیچے آگ جلاتے رہتے تھے ----اگر کوئی ان کا مخالف اپنا دین ترک کرنے سے انکار کرے تو اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیتے تھے۔

حضرات محترم! اصحاب کہف کی اسی سرزمین یعنی ملک روم میں ہی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی بہادری' جرات' دلیری' استقلال' استقامت اور اصحاب کہف کی طرح بادشاہ روم کے دربار میں محبت الٰہی کے اعلان کا تذکرہ خالی از دلچسپی اور خارج از موضوع نہ ہو گا۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک دفعہ اسی (۸۰)' اکیاسی (۸۱)' مجاہدین اسلام کو رومیوں نے قید کر لیا۔ ان جنگی اسیروں میں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ بھی تھے - آپ قوی الجثہ اور مضبوط جسم کے آدمی تھے اور آپ کے چہرے پر عجیب قسم کا جلال و جمال تھا۔ رومی فوجیوں نے آپ کو گرفتار کر کے بادشاہ کے دربار میں پیش کیا تو وہ آپ کے حسن و جمال' جلال و کمال اور ـــالی وجاہت سے بے حد متاثر ہوا اور آپ کو نصرانیت قبول کرنے کی رغبت دی۔ (آپ اس واقعہ اور اصحاب کہف کے واقعہ کی مماثلت کا اندازہ فرماتے جائیں)

بادشاہ روم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم اپنا مذہب اسلام ترک کر کے میرے مذہب میں شامل ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنی حکومت میں سے حصہ دوں گا اور تمہیں اپنی دامادی میں لے کر اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بادشاہ کی ترغیب و تحریص سے لبریز گفتگو سن کر اپنی حب ایمانی کا اظہار یوں فرمایا۔ اے بادشاہ روم! لَوْ اَعْطَيْتَنِيْ جَمِيْعَ مَا تَمْلِكُ وَجَمِيْعَ مَا تَمْلِكُهُ الْعَرَبُ عَلٰى اَنْ اَرْجِعَ عَنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا قَبِلْتُ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اگر تو مجھے اپنی تمام جائیداد، ساری حکومت، جمیع دولت اور سارے عرب کی فرمانروائی اس شرط پر دے کہ میں لمحہ بھر کے لئے دین محمدی کا انکار کروں (تو سن لے) میں سب کچھ ٹھکرا سکتا ہوں مگر آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اپنے نبی کے دین کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرات گرامی! جب ترغیب و تحریص نے اپنا کام نہ دکھلایا تو بادشاہ روم نے ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کو ڈرا اور دھمکا کر اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی اور کہا، عبداللہ! اگر تو نے میرے حکم پر عمل نہ کیا تو میں تجھے قتل کرا دوں گا۔ آپ نے فرمایا، مجھے قتل ہونا گوارا ہے مگر دین مصطفیٰ سے انحراف برداشت نہیں ہے۔ بادشاہ نے آپکو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور تیراندازوں سے کہا کہ اسکے ہاتھوں اور پاؤں پر آہستہ آہستہ چوٹیں لگاؤ۔ انہوں نے آپکا جسم چھیدنا شروع کر دیا، جس سے آپ نے بڑی اذیت محسوس کی۔ بادشاہ بار بار عیسائیت قبول کرنے کی دعوت دیتا رہا مگر آپ مسلسل انکار کرتے رہے۔ بادشاہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے صبر و استقلال پر از حد متعجب اور حیران ہوا اور آپکو اسلام سے منحرف کرنے کیلئے نئی ترکیب آزمانے کا فیصلہ کر کے آخر آپ کو سولی سے اتارنے کا حکم دیا۔

پھر ایک تانبے کی دیگ (یا تانبے کی گائے) کو تپایا گیا اور ابن حذافہ کو خوف زدہ کرنے کے لئے ایک مسلمان قیدی کو آپ کے سامنے اس دیگ میں ڈال کر جھلس دیا گیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل بھن کر کباب ہو گیا۔ ہڈیاں چمکنے لگیں اور گوشت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ بادشاہ نے آپ سے کہا، اب بھی وقت ہے، نصرانیت قبول کر لو، بادشاہت میں حصہ دار بناؤں گا، بیٹی کا رشتہ دے دوں گا اور روا فرمال و دولت عطا کروں گا۔ اور اگر اس پیشکش کو قبول نہ کیا تو تمہیں بھی اس دیگ میں پھینک کر ختم کر دیا جائے گا۔

مسلمانو! ذرا اندازہ کرو، کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کیلئے وہ وقت کیسا سنگین اور عجیب ہو گا کہ اگر اسلام کا انکار کرتے ہیں تو بادشاہت ہے۔ بادشاہ کی خوبصورت بیٹی کا رشتہ ہے۔ مال و دولت اور عیش و عشرت کی فراوانی ہے اور اگر دامن مصطفیٰ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وابستگی برقرار رکھنے کا اعلان کرتے ہیں تو سامنے تپتی ہوئی دیگ ہے جس میں گرتے ہی جسم جل کر بھسم ہو جائے گا- نبی اکرم کے جانثار صحابی عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -اے بادشاہ! تو میرے جسم کو جلا کر خاکستر کر سکتا ہے مگر میرے دل سے ایمان کو خارج نہیں کر سکتا- بقول مولانا ظفر علی خان رحمتہ اللہ علیہ :

اِسلام کا زمانے پہ سِکّہ بٹھا دیا
اپنی مثال آپ ہیں یارانِ مُصطفیٰ
میرے ہزار دِل ہوں تصدّق حضور پر
میری ہزار جان ہو قُربانِ مُصطفیٰ
رشتہ میرا خُدا کی خُدائی سے ٹُوٹ جائے
چھُوٹے مگر نہ ہاتھ سے دامانِ مُصطفیٰ

ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کے آنسو

جب بادشاہ روم کا کوئی حربہ اور طریقہ کامیاب نہ ہوا تو اس نے ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کو چرخی میں چڑھا کر تانبے کی دیگ میں پھینکنے کا حکم دیا- جلاد انہیں لے کر جب دیگ کے قریب پہنچے تو ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بہہ پڑے- بادشاہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اور اس کی خواہش و کوشش یہی تھی کہ کسی طرح یہ نوجوان میرے مذہب کا پیروکار بن کر میری دلداری میں آجائے- اس نے جب آپ کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھا تو واپس لانے کا حکم دیا اور خیال کیا کہ شائد آپ موت سے ڈر گئے ہیں- قریب بلا کر اپنی پیشکش کو دہرایا تو صبر و استقامت کے پہاڑ، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے پر جلال لہجے میں فرمایا-

"بادشاہ! تم میرے آنسوؤں کا مطلب غلط سمجھے ہو، میں موت کے ڈر سے ہرگز نہیں روتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے میرے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ایک جان" ہے۔ کاش! میرے پاس جسم کے بالوں جتنی جانیں ہوتیں تو سب کو اپنے رب کی خوشنودی کیلئے راہ حق میں قربان کر دیتا۔" (سبحان اللہ)

بادشاہ روم آپ کے عزم و استقامت سے ازحد متاثر ہوا اور آپ کو نصرانیت میں شامل کرنے کیلئے مزید منصوبہ بندی کی غرض سے جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور کھانا پینا بند کر دیا تاکہ بھوک کی شدت سے تنگ آ کر یہ نوجوان اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور ہو جائے۔ کئی دن بھوکا اور پیاسا رکھنے کے بعد پینے کے لئے شراب اور کھانے کے لئے خنزیر کا گوشت آپ کے پاس جیل میں بھیجا۔ لیکن آپ نے ان چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا اور اسی طرح واپس لوٹا دیں۔

بادشاہ نے آپ کو پھر اپنے دربار میں طلب کیا اور نہ کھانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ حالت اضطرار یعنی سخت مجبوری کی حالت میں اگرچہ یہ چیزیں میرے لئے جائز تھیں مگر میں تجھے موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ تو یہ جان کر خوش ہو کہ میں نے حرام اشیاء کھالی ہیں۔ بادشاہ روم، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی استقامت، استقلال اور صبر کی کیفیت اور دین اسلام سے آپ کی بے پناہ محبت دیکھ کر دنگ رہ گیا اور آپ کی جرات و عزیمت کی وجہ سے آپ کو رہا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بادشاہ نے رہائی کیلئے یہ ترکیب اختیار کی کہ اس نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم میرے سر کا بوسہ لے لو میں تمہیں آزاد کر دوں گا مگر اس کوہ استقامت نے صلیب پرست بادشاہ کا سر چومنے سے انکار کر دیا۔ آخر قیصر روم نے کہا "اے ابن حذافہ! میری پیشانی چوم لو تو تمام مسلمان قیدی رہا کر دیئے جائیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خاطر آگے بڑھے اور بادشاہ کی پیشانی کو چوم کر اسی (۸۰) مسلمانوں کی قیمتی جانوں کو بچالیا اور سب کو رہائی نصیب ہو گئی۔ جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائے اور امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یُّقَبِّلَ رَأْسَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ حُذَافَۃَ وَاَنَا اَبْدَءُ فَقَامَ فَقَبَّلَ رَأْسَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۸۸ جلد ۲) ترجمہ ← ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہ کا سر (پیشانی) چومے اور میں خود اس کی ابتداء کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور ابن حذافہ کی پیشانی کو فرط مسرت سے چوم لیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی استقامت

حضرات گرامی! استقامت و استقلال اور قربانی و جانثاری کی بات جب شروع ہو ہی گئی ہے تو میرا دل چاہا ہے کہ آپ کے سامنے ایک ایسے عظیم شخص کی استقامت کا تذکرہ بھی کرتا چلوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دیار غیر میں فروخت ہوئے' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور بالآخر اپنی جان تو قربان کر دی مگر دین اسلام سے انحراف اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے انکار گوارا نہ کیا۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ انصار سے تعلق رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ عزم' حوصلہ' صبر' راضی برضاء الٰہی' اتباع رسول' محبت مصطفٰی اور استقلال و استقامت آپ کی زندگی کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن ۳ ہجری یا بقول بعض صفر ۴ ہجری میں حضرت عاصم بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی امارت میں دس جانثاروں کا ایک وفد قبیلہ عضل اور قارہ کی دعوت پر تبلیغ اسلام اور حالات کی آگاہی کے لئے روانہ فرمایا۔ اس وفد میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ جب عسفان اور مکہ کے درمیان مقام "رجیع" پر پہنچے تو ساتھ لانے والوں نے غداری کر دی اور "بنولحیان" کو ان مبلغین اسلام کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے دو سو تیر اندازوں اور جنگجو جوانوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا راستہ روکنے کے لئے روانہ کردیا۔ان مسلح افراد نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی اس مختصر جماعت کا محاصرہ کرلیا۔صحابہ کرام نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر ان کا مقابلہ کیا اور سات صحابہ رضی اللہ عنھم نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمالیا۔تین صحابہ کرام' امان اور جان بخشی کے عہد و پیمان پر پہاڑی سے نیچے اترے تو تیر اندازوں نے کمانوں کے تار کھول کر ان فدا کاروں کے ہاتھ باندھ دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوددار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ اس بد عہدی اور بے عزتی کو برداشت نہ کرسکے اور جرات و جوانمردی سے لڑتے ہوئے جان قربان کردی۔اب صرف دو جانثار باقی رہ گئے۔ان میں ایک حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ تھے۔ان لوگوں نے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو مکہ لے جاکر فروخت کردیا۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے اپنے باپ کا انتقام لینے کیلئے خرید لیا۔یہی وہ "حارث" ہے جسے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں قتل کرکے واصل جہنم کرچکے تھے۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کے خریدار صفوان بن امیہ (جس باپ امیہ بن خلف جنگ بدر میں قتل ہوا تھا) نے تو انہیں اپنے باپ کے قتل کے عوض بلا تاخیر قتل کروادیا مگر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے خریداروں نے انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر گھر میں قید کردیا اور "موہب" کو ان کا نگران مقرر کردیا۔عقبہ بن حارث کی بیوی کھانے کے وقت ان کی ہتھکڑی کو کھول دیا کرتی تھی۔حارث کی بیٹی زینب جو کچھ عرصہ بعد مسلمان ہوگئیں۔وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں۔

مَا رَءَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَءَيْتُهٗ يَاْكُلُ مِنْ قِطْعَةِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ۔ وَمَا كَانَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ۔

ترجمہ ⬅ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔میں نے انہیں ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنوں قید کے اندر بیڑیوں میں جکڑے ہوئے انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا۔ جن دنوں مکہ میں پھلوں کا نام و نشان بھی نہیں تھا اور وہ بیڑیوں کی وجہ سے باہر بھی نہیں جا سکتے تھے۔ (مجھے یہ منظر دیکھ کر یقین ہو گیا کہ) یہ رزق ان کے پاس (بند کمرے میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتا تھا۔ سبحان اللہ۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کیلئے بند کمرے میں بے موسم پھل پہنچانا رب کائنات کیلئے کوئی مشکل نہ تھا۔ کیونکہ جو رب تعالیٰ جنابہ مریم کو بیت المقدس کے بند حجرے میں بے موسم تازہ پھل پہنچا سکتا ہے وہی رب سرزمین مکہ میں خبیب رضی اللہ عنہ کیلئے بے موسم تازہ پھلوں کا انتظام کر سکتا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

قتل کا فیصلہ

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کئی ماہ قید و بند میں مبتلا رہے۔ آخر ان کے قتل کا فیصلہ کر لیا گیا۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ عنقریب مجھے قتل کر دیا جائے گا تو آپ نے ایک دن زینب بنت حارث سے نظافت اور صفائی کیلئے استرا طلب کیا۔ زینب جو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی کرامات ملاحظہ کر چکی تھیں نے استرا مہیا کر دیا اور استرا دے کر خود گھریلو کام کاج میں مصروف ہو گئیں اچانک اس کا بچہ کھیلتا ہوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ آپ نے اسے پیار سے ران پر بٹھا لیا۔ زینب کی اچانک نظر پڑی تو وہ یہ منظر دیکھ کر کانپ اٹھی کہ خبیب کے ہاتھ میں استرا ہے اور بچہ اس کے زانو پر ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی حالت اور گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا "تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اپنے خون کا انتقام اس بچہ سے لوں گا۔ اللہ کی قسم! یہ ہمارے شایان شان نہیں ہے۔" بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حارث کی بیٹی زینب کی بجائے حارث کے بیٹے عقبہ کی بیوی کے ساتھ پیش آیا۔

حضرات محترم! اب ذرا دل تھام کر سنیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کیلئے مشرکین مکہ نے بڑا اہتمام کیا۔ حرم سے باہر مقام تنعیم میں درخت پر سولی کا پھندا لٹکایا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام کو یہ دلدوز منظر دیکھنے کیلئے جمع کیا گیا۔ مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے' امیر' غریب' وضیع و شریف' غرض ساری خلقت تماشائی تھی۔ اور تماشا کیا تھا کہ ۔"ایک صحابی رسول کو تختہ دار پر لٹکایا جانا تھا۔" آج ایک محب مخلص کی محبت کا امتحان تھا کہ کیا وہ اپنی جان سے پیار کرتا ہے یا رسول دو جہاں ﷺ پر جان کو قربان کرتا ہے۔ جب انہیں قتل کیلئے تنعیم کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ اور انہوں نے درخت پر لٹکتے ہوئے پھانسی کے پھندے کو دیکھا تو مشرکین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔"

حضرات محترم! آپ حالات کی سنگینی کا اندازہ فرمائیں کہ سامنے سولی نظر آ رہی ہے مخالفین قتل کیلئے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تلواریں لہرا رہے ہیں مگر یہ مرد جانثار ہے کہ ان لمحات میں بھی رب کے حضور سجدے کیلئے بے چین نظر آ رہا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

آپ نے جلدی جلدی دو رکعات پڑھیں۔ سر سجدے میں رکھ کر سبحان ربی الاعلیٰ۔ میرا رب پاک اور بلند تر ہے۔ کا ترانہ گایا اور سلام پھیر کر مجمع سے یوں مخاطب ہوئے۔ "میں نے نماز کو اس لئے طویل نہیں کیا کہ کہیں تم یہ گمان نہ کرو کہ موت کے ڈر سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں۔" نماز کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے حضور ہاتھ پھیلا کر ان الفاظ سے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا - وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا - وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا -

ترجمہ ◄ اے میرے اللہ! تو انہیں شمار کر لے اور انہیں ایک ایک کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقتل کی طرف روانگی

اس عرض اور دعا کے بعد آپ بڑے اطمینان، سکون اور طمانیت سے مقتل کی طرف روانہ ہوئے کہ۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

وہ راستہ میں عربی کے اشعار گنگناتے جا رہے تھے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاءُ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شَلْوٍ مُمَزَّعٍ

ترجمہ ⬅ مجھے اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر بچھاڑا جاتا ہوں۔ کیونکہ میں تو خالص اللہ کیلئے مسلمانی کی وجہ سے قتل کیا جا رہا ہوں۔

میری یہ قربانی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرما سکتا ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ کیسا عجیب منظر ہو گا۔ جب غریب الوطن خبیب رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہونگے اور دیار غیر میں اس مرد صالح کے گلے میں پھندا ڈال کر اسے محبت مصطفی کی سزا دی جا رہی ہو گی اور وہ زبان حال سے کہہ رہے ہونگے۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

اردو شاعر نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی زبان سے آخری وقت نکلے ہوئے الفاظ کا کیا خوبصورت اور درد انگیز ترجمہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب نِکلتی ہے جان اسلام پر
تب نہیں پرواہ مجھُ کو جان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ دُوں کامل خُوشی سے اپنی جاں
چاہیے مجھ کو رضا رحمان کی
آرزو پنہاں میرے سینے میں تھی
اِس دِل مُشتاق پُر ارمان کی
آنکھ کرلیتی زیارت وقتِ نزع
داعیٔ حق ہادیٔ ایمان کی
اے خدا پہنچا میرا اُن کو سَلام
جان جِن پر ہمیں نے ہے قُربان کی

بعض کتب سیرت میں ہے کہ ایک سخت دل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھاتے وقت ان کے جگر کو چھیدا۔ اور پوچھا کہ۔ اب تو تم چاہتے ہو گے کہ میری جگہ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھنس جائیں اور میری جان بچ جائے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پر جوش آواز میں فرمایا۔ تم غلط سمجھے ہو۔ ”اللہ جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی لگ جائے۔“ سبحان اللہ۔ پھر کہا گیا۔ اے خبیب! ابھی وقت ہے‘ اسلام کا انکار کردو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اظہار براءت کردو۔ تو تمہاری جان بچ سکتی ہے اور تمہیں آزادی نصیب ہو سکتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند فرمایا۔ لوگو! غور سے سن لو۔ اگر ساری دنیا کی سلطنت دے کر مجھ سے اسلام کے انکار کا مطالبہ کیا جائے۔ تو میں ساری کائنات کی بادشاہت کو ٹھکرا سکتا ہوں۔ مگر اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار نہیں کر سکتا۔“ رہی تمہارے ظلم و ستم کی بات۔ تو بقول اقبال ؔ ؎

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبّت کا مزہ ہی نہیں

جب حارث کے بیٹے عقبہ اور مغیرہ عبدری نے جانثار رسول حضرت خبیب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کے گلے میں پھندا ڈالا تو آپ نے جو آخری الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے وہ یہ تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنَا رِسَالَۃَ رَسُوْلِکَ فَبَلِّغْہُ مَا یُصْنَعُ بِنَا۔

ترجمہ ⟵ اے میرے اللہ! ہم نے تیرے رسول کے احکام لوگوں تک پہنچادیئے۔ اب تو ہماری حالت، قربانی اور فداکاری کی اطلاع اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (مدینہ میں) پہنچادے۔

پنجابی شاعر نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے آخری الفاظ کا کیسا خوبصورت اور حقیقی ترجمہ کیا ہے۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اے اللہ! توں پاک نبی نوں دیویں سنیہاں میرا
مکے والیاں پھانسی دتا یار خبیب اج تیرا
ایسے باتوں سولی دیون کیوں تیرے سنگ لائیاں
کیوں میں اکو رب پچھیندا ایہو قصور خطائیاں

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور مدینہ منورہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ان کی شہادت کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا خُبَیْبُ! اے خبیب۔ تجھ پر سلام ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ کفار مکہ نے جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو ان کا چہرہ قبلہ رخ تھا۔ کافروں نے اسے دوسری طرف پھیر دیا تو وہ خود بخود قبلہ رخ ہو گیا۔ ان ظالموں نے کئی مرتبہ ایسا ہی کیا مگر ہر دفعہ چہرہ قبلہ رخ ہو جاتا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ کیونکہ جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا اب وہ دوسری طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ (صحیح بخاری، فتح الباری، سیرۃ المصطفیٰ، رحمۃ للعالمین، سیر الصحابہ) ؎

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معزز سامعین! استقامت کے ضمن میں بات خاصی طوالت اختیار کر گئی' آیئے! سورۂ کہف اور اصحاب کہف کے واقعہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ فرمایا۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ۔ کہ ہم نے اصحاب کہف کے دلوں کو مضبوط کر دیا یعنی انہیں ان کے دین پر استقامت عطا فرمائی۔ سبحان اللہ۔

اصحاب کہف کو مہلت

حضرات گرامی! جب اصحاب کہف نے عقل و خرد کی تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بڑے بے باکانہ انداز میں بادشاہ کے روبرو اپنے رب کا تعارف کروایا' توحید کی صداقت پر مدلل گفتگو کی اور قوم کے مشرکانہ عقائد پر ان سے دلائل طلب کئے اور بھری محفل میں انتہائی استقامت و عزیمت کا مظاہرہ کیا تو بادشاہ روم "دقیانوس" ہکا بکا رہ گیا اور اصحاب کہف کو ان کے عقیدہ صالحہ سے منحرف کرنے کے لئے انہیں ڈرانے اور دھمکانے کی کوشش کی اور ان کے جسموں سے خوبصورت اور عمدہ لباس اتروا لئے اور ان سے یوں مخاطب ہوا۔

"تم ابھی نوجوان ہو' مجھے تمہاری جوانیوں پر ترس آ رہا ہے' میں تمہیں قتل کروانے میں جلدی نہیں کرنا چاہتا' اگر تم اپنی قوم کے دین و مذہب پر واپس لوٹ آؤ تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا بلکہ تمہیں عزت و احترام سے رکھا جائے گا۔ اور اگر تم نے اس نئے دین کو ترک نہ کیا' آباؤ اجداد کے مذہب کو اختیار نہ کیا اور اپنے موجودہ خیالات پر کاربند رہے تو پھر تم سب کو قتل کر دیا جائے گا اور اس سلسلہ میں کوئی رعایت روا نہ رکھی جائے گی۔

میں تمہیں چند دن کی مہلت دیتا ہوں۔ تم اپنے بارے میں خوب غور کر لو اور میری عطا کردہ مہلت سے فائدہ اٹھاؤ اور قوم کے نظریات قبول کر کے اپنی جانیں بچالو۔"

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ "دقیانوس" یہاں سے خود کسی دوسرے شہر کے دورہ پر چلا گیا اور اصحاب کہف کو واپسی تک سوچنے کی مہلت دے گیا۔

اصحاب کہف کا مشورہ

بادشاہ کا اصحاب کہف کو مہلت دے کر چلے جانا یہ بھی ان پر رب تعالیٰ کا لطف و کرم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مستقبل کے بارے میں سوچنے' غور کرنے اور اپنا ایمان و عقیدہ بچانے کیلئے کوئی تدبیر اختیار کرنے کا موقع فراہم فرمادیا۔

چنانچہ! اصحاب کہف نے باہمی مشورے سے طے کیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے گھر سے حسب استطاعت رقم لے کر آئے اور اس کا کچھ حصہ غرباء میں تقسیم کردے اور باقی اپنی ضروریات کیلئے رکھ لے۔ پھر ہم سب شہر کے قریب "کوہ بیجلوس" کے غار میں جاکر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں اور سب مل کر اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور اس معاملہ میں درستگی اور بھلائی کا سوال کریں اپنے مبنی برحق اور سچے عقیدے پر مضبوطی سے کاربند رہیں اور اس راہ صدق و صفا میں آنے والی مشکلات اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ قرآن حکیم اصحاب کہف کے مشورے کو اپنی آیات میں معجزانہ بلاغت سے یوں ذکر فرماتا ہے کہ انہوں نے آپس میں کہا۔ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ○ ترجمہ: اور جب تم ان (کفار) اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں' الگ ہو گئے ہو تو اب غار میں پناہ لو' تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلادے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں آسانیاں مہیا فرمادے گا۔

اصحاب کہف غار میں

اصحاب کہف مشرکوں کے شر سے محفوظ رہنے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہنے کی غرض سے کوہ بیجلوس کی غار میں پناہ لینے کیلئے روانہ ہوئے۔ جب وہ غار کے منہ پر پہنچے تو اپنے رب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور عاجزی‘ انکساری‘ تواضع‘ خشوع و خضوع اور خلوص سے سب نے مل کر دعا کی‘ وہ دعا ایسی محبوب اور پسندیدہ تھی کہ رب العزت نے قرآن حکیم میں دعائیہ کلمات کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ کرلیا۔ وہ عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا۝ ترجمہ ← اے ہمارے رب! ہم پر اپنی طرف سے رحمت نازل فرما اور ہمارے لئے ہمارے اس کام میں بھلائی مہیا فرما۔

اللہ تعالیٰ سے بھلائی‘ ہدائیت اور رحمت کی دعا کرکے وہ نوجوان غار میں داخل ہوگئے ۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ یہ واقعہ غروب آفتاب کے وقت پیش آیا کہ وہ نوجوان کھانا کھانے کے بعد آپس میں باتیں کرنے لگے اور ایک دوسرے کو نصیحتیں کررہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند کو مسلط فرمادیا۔

اللہ کی نشانی

کوہ بیجلوس کی جس غار میں اصحاب کہف نے پناہ لی اور اپنا ایمان اور جان بچانے کیلئے وہاں جاکر چھپ گئے۔ اس غار کی کیفیت بڑی عجیب اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ وہ غار اندر سے بہت وسیع ہے۔ مگر اللہ کی قدرت نے اسے ایسا موقع نصیب کیا ہے کہ زندگی کی بقاء کے سب قدرتی سامان وہاں موجود ہیں یعنی ایک دھانہ ہے تو دوسری طرف ہوا گزرنے کیلئے سوراخ موجود ہیں جن کی وجہ سے تازہ ہوا ہر وقت اندر آتی جاتی رہتی ہے۔ غار کا دھانہ شمال کی جانب ہے اس لئے طلوع و غروب کے وقت سورج کی تپش اور گرمی اندر نہیں پہنچ پاتی مگر ہلکی ہلکی روشنی مسلسل پہنچتی رہتی ہے اور قدرت ربانی سے ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے کہ غار میں نہ اتنی تاریکی ہے کہ کچھ نظر نہ آئے اور نہ اتنی روشنی ہے کہ کھلے میدان کی طرح روشن ہوجائے اس حالت عجیبہ میں چند بندگان الٰہی اس غار میں محو استراحت اور خوابیدہ ہیں۔

غار کے نقشہ اور طلوع و غروب کی کیفیت کے بارے میں علماء تفسیر نے بڑی شرح و بسط سے بحث کی ہے مگر ہم اس سلسلے میں قرآنی آئیت کو ہی کافی ووافی سمجھتے ہیں اس لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے غار میں پناہ لینے انہیں وہاں سلانے' ان کیلئے گرمی سے حفاظت اور ہوا کے بندوبست کو "اپنی قدرت کی نشانی" قرار دیا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

ترجمہ ـــ اور تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے ہٹ کر گزرتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ڈوبتا ہے' اور وہ ایک کشادہ غار میں (سو رہے) ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے' جسے اللہ تعالیٰ ہدائیت دے وہی ہدائیت یافتہ ہے اور جسے وہ (اسکی بداعمالیوں کی وجہ سے) گمراہ کردے تو تو اس کیلئے کوئی دوست رہنما نہیں پائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اصحاب کہف کی طرح عقیدہ توحید پر مضبوطی اختیار کرنے اور امتحان و آزمائش کے وقت صبرواستقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 4

اصحابِ کہف‘ غار میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ○ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ ⇐ اور (اگر آپ انہیں دیکھتے) تو آپ خیال کرتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے اور ہم ان کی کروٹیں‘ دائیں اور بائیں بدلتے رہتے تھے اور ان کا کتا چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے (سو رہا تھا) اور اگر آپ انہیں جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان (کی حالت) سے دہشت زدہ (مرعوب) ہو جاتے۔

اللہ احکم الحاکمین کی بے پناہ حمد و ثناء اور تعریف و تسبیح کے بعد ان گنت‘ لاتعداد اور بے شمار درود و سلام امام الانبیاء‘ حبیب خدا‘ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ‘ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر‘ جن کی بعثت و تشریف آوری کے باعث اللہ عزوجل نے انسانوں کی ہدائیت و رہنمائی کیلئے اپنی بے عیب اور لاریب کتاب‘ قرآن مجید‘ فرقان حمید کو نازل فرمایا اور انسانوں کی عبرت‘ نصیحت اور موعظت کیلئے کتاب ھدیٰ میں ”قصہ اصحاب کہف“ کو تفصیل اور وضاحت سے بیان فرمایا۔

بزرگان محترم! سورت کہف کی آیات تیرہ تا سترہ کی تشریح و تعبیر میں آپ اصحاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہف کی استقامت اور ان کے استقلال سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں اور بات چلتے چلتے اس مقام تک پہنچ چکی تھی کہ "دقیانوس" بادشاہ اصحاب کہف کو سوچنے کیلئے چند دن کی مہلت دے کر خود کسی دوسرے شہر میں حالات کی خبر گیری کیلئے چلا گیا اور اصحاب کہف نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے ایمان اور جان کی حفاظت کیلئے کوہ بیجلوس کے وسیع و عریض غار میں پناہ لینے کا فیصلہ کیا اور زاد راہ یعنی سفر خرچ کیلئے کچھ رقم لے کر غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان پر غار میں گہری نیند مسلط کر دی اور اپنی نشانی کے ظہور کیلئے وہاں ان کے جسموں کی حفاظت کا غیبی بندوبست فرمایا کہ غار میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کا انتظام بھی کر دیا اور انہیں غار میں سورج کی شدید تپش اور گرمی سے بھی محفوظ رکھا۔وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیزٍ۔اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

اصحاب کہف کی تلاش

دقیانوس بادشاہ جب دوسرے کسی شہر کا دورہ مکمل کرکے واپس "افسوس" نامی شہر میں آیا جو اصحاب کہف کا شہر تھا تو اس نے آتے ہی ان توحید پرست نوجوانوں کو دربار میں پیش کرنے کا حکم دیا شاہی ہرکاروں نے بڑی کوشش کی مگر وہ ان توحید پرستوں کا سراغ نہ لگا سکے۔بادشاہ بہت پریشان ہوا اور اعلان کروا دیا کہ

"شاید وہ نوجوان میری ناراضگی اور دھمکی سے خوف زدہ ہو گئے ہیں۔حالانکہ وہ اپنی نادانی کی وجہ سے میرے حسن سلوک سے واقف نہ تھے اگر وہ توبہ کر لیں اور میرے معبودوں کی عبادت شروع کر دیں تو ان پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا اور وہ میری عنایات کے مستحق سمجھے جائیں گے۔"

اس اعلان معافی کے باوجود جب توحید پرستوں کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکیں تو بادشاہ نے شہر کے ذمہ داران اور سرداران کا اجلاس منعقد کرکے انہیں اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشویش سے آگاہ کیا اور ان نوجوانوں کو ہر صورت گرفتار کر کے دربار میں پیش کرنے پر زور دیا تو بعض چاپلوس 'مفاد پرست اور خوشامدیوں نے کہا'

"بادشاہ سلامت! ان سرکش 'نافرمان اور نالائقوں کو مہلت نہیں دینی چاہیے تھی۔ وہ اس قابل ہی نہیں تھے کہ انہیں سوچنے کا موقع دیا جاتا۔ انہیں آپ کی حکم عدولی پر فوراً سزا ملنی چاہیے تھی اور جب انہوں نے اپنے عقائد سے توبہ نہیں کی تھی تو فوراً ان کے سر قلم کر دینے چاہیے تھے۔"

اب چونکہ تیر ہاتھ سے نکل چکا لہٰذا ہمارا مشورہ ہے کہ ان نوجوانوں کے ورثاء اور والدین کو شاہی دربار میں طلب کر کے ان کی سرزنش کی جائے اور انہیں کہا جائے کہ اگر تم نے اپنے نافرمان بیٹوں کو بادشاہ کے روبرو پیش نہ کیا تو تمہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

بادشاہ یہ باتیں سن کر مشتعل ہو گیا اور اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت ان نوجوانوں کے والدین اور عزیزوں کو طلب کر کے ان سے باز پرس کی اور انہیں حکم دیا کہ اپنے سرکش بیٹوں کو شاہی دربار میں جلد پیش کریں ورنہ ان نوجوانوں کو چھپانے کے جرم میں تم سب کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ اصحاب کہف کے ورثاء بادشاہ کی اس دھمکی سے بہت زیادہ مرعوب اور خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے عرض کی۔

"اے بادشاہ وقت! آپ یقین کریں کہ ہمیں اپنے ان بیٹوں کے بارے میں کوئی خبر اور علم نہیں ہے۔ ہم نے تو انہیں سمجھانے کی ازحد کوشش کی کہ وہ آپ کا حکم تسلیم کر لیں مگر انہوں نے ہماری ایک نہ مانی۔ اب بھی اگر وہ آپ کے ہاتھ آ جائیں اور آپ انہیں ہماری آنکھوں کے سامنے دردناک طریقے سے قتل کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ بلکہ ہمیں مسرت ہو گی کہ آباء و اجداد کے دین کے باغی اپنے انجام کو پہنچیں اور ان کا خاتمہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ ذی وقار! وہ تو ہمارا بھی نقصان کر گئے کہ ہمارے گھروں سے مال و دولت سمیٹ کر لے گئے اور بازاروں میں لے جا کر اسے برباد کر دیا (یعنی فقیروں میں بانٹ دیا) لہٰذا ہماری دردمندانہ درخواست ہے کہ آپ ان سرکشوں کے بدلے میں ہماری جانوں کا خاتمہ نہ کریں بلکہ انہیں ان پہاڑوں کی غاروں میں تلاش کروائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان توحید پرستوں کے قتل میں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔"

دقیانوس نے ان کا معذرت خواہانہ رویہ دیکھ کر انہیں چھوڑ دیا اور اصحاب کہف کی تلاش کے لئے سرکاری کارندوں کو پہاڑوں کی طرف روانہ کیا۔

غار کی دہشت

محترم بھائیو اور بزرگو! دین عیسٰی کے پابند ان نوجوانوں کی تلاش کرتے کرتے جب سرکاری کارندے "کوہ بیجلوس" کی اس غار کے قریب پہنچے جہاں اصحاب کہف آرام فرما تھے تو ان پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ وہ خوف کے مارے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور انہیں اس غار کے اندر جھانکنے کی ہمت نہ ہوئی۔ قرآن مجید میں اصحاب کہف کی اس غار کے رعب اور خوف کو بایں الفاظ ذکر فرمایا گیا ہے۔

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ○

ترجمہ ⟸ اگر تو انہیں (غار میں) جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو۔ اور تو ان کی دہشت سے گھبرا جائے یعنی مرعوب ہو جائے۔

علماء تفسیر کا بیان ہے کہ اس غار کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے ایسی دہشت اور وحشت پیدا فرما دی تھی کہ کوئی اس کے قریب نہ جا سکتا تھا۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۳ جلد ۷)

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس غار کے رعب اور خوف کا تذکرہ یوں فرمایا ہے کہ۔

"ہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں رومیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ لڑائی غزوہ المضیق کے نام سے معروف ہے۔دوران سفر ہمارا گزر' اصحاب کہف کی غار کے قریب سے ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب کہف کی تحقیق اور مشاہدہ کیلئے غار میں جانے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا اور سورۂ کہف کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۝ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول نہ کیا اور چند آدمی تحقیق و مشاہدہ کے لئے اس غار کی طرف بھیج دیئے۔جب یہ لوگ اس غار میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی سخت گرم ہوا بھیج دی جس کی وجہ سے وہ کچھ دیکھ نہ سکے بلکہ اس گرم ہوا (زہریلی گیس) کی وجہ سے جل گئے۔"

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۹۳ جلد ۷)

غار کے آگے دیوار

بادشاہ کے ہرکارے اور سپاہی' اصحاب کہف کو گرفتار کرنے میں جب بری طرح ناکام ہو گئے اور بادشاہ کو بعض موثق ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ میرے مطلوبہ نوجوان کوہ بیجلوس کی غار میں پناہ گزیں ہیں مگر وہاں جانا اور غار میں جھانکنا کسی شخص کے بس کا روگ نہیں ہے تو اس نے اپنے خاص مشیروں سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا کہ اب ہمیں ان توحید پرستوں کے خاتمے کیلئے کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیے۔مختلف آراء پر غور و خوض کے بعد طے پایا کہ۔

"ہمارا مقصد اور اصل غرض تو ان نوجوان موحدین کی زندگیوں کا خاتمہ کرنا اور انہیں زندہ نہ چھوڑنا ہے۔اب جبکہ وہ خود ہی غار میں جا بیٹھے ہیں اور اس کے اندر سے انہیں نکالنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔لہٰذا اس غار کے آگے ایک مضبوط دیوار کھڑی کر دی جائے جس سے ان کے نکلنے کا راستہ بند ہو جائے اور وہ اندر ہی دم گھٹ کر مر جائیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دقیانوس نے اس مشورہ سے اتفاق کرتے ہوئے غار کے منہ پر پتھروں کی ایک مضبوط دیوار بنانے کا حکم دے دیا اور بادشاہ کے حکم سے چند دنوں میں دیوار کھڑی کر کے غار کا منہ بند کر دیا گیا۔ ان کا گمان یہ تھا کہ اصحاب کہف غار کے اندر بیدار ہیں اور انہیں غار کے بند ہو جانے کا علم و ادراک ہے۔ اس لئے وہ اپنے اس فیصلے پر بڑے خوش تھے کہ ہم نے ان کی پناہ گاہ کو ہی ان کے لئے قبر بنا دیا ہے۔ مگر بادشاہ اور اس کے حواریوں کو اس بات کا فہم و شعور نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے بچانے کا بندوبست فرما رکھا ہے۔ اور اپنی رحمت سے ان پر نیند مسلط فرما دی ہے۔

یہاں ایک لمحہ کیلئے اپنے عقیدے کی اصلاح کی طرف بھی توجہ فرمالیں اور یہ نظریہ پختہ کرلیں کہ جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے اور دنیا کی تمام قوتیں اور طاقتیں اسے ختم کرنے کے درپے ہوں تو کائنات کے انسانوں کے تمام منصوبے ناکام ہو جاتے ہیں مگر اللہ کریم کا فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے یعنی جسے رب بچانا چاہتا ہے' اسے کوئی مٹا نہیں سکتا اور جسے رب مٹانا چاہے اسے کوئی بچانے والا نہیں۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ ــ اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

ہمدردی و خیر خواہی

حضرات گرامی! جب اللہ تعالیٰ کسی کی حفاظت' نگرانی اور بقا کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اس کے اسباب' ذرائع اور وسائل بھی خود مہیا فرمادیتا ہے اسی طرح اللہ رب العزت جس کی زندگی کے حالات و کوائف' عبرت و نصیحت کیلئے محفوظ رکھنا چاہے تو اس کے انتظامات بھی اپنی قدرت سے فرمادیتا ہے۔ اس سلسلہ میں دو مثالوں کی طرف اشارہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جناب یوسف علیہ السلام کو ان کے برادران نے ختم کرنے کا مشورہ کیا مگر اللہ رب العزت نے آپ کو زندہ رکھنے اور تخت مصر کا مالک بنانے کا فیصلہ کیا اور آپ کو قتل سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچانے اور ارض مصر تک پہنچانے کے اسباب یوں پیدا فرمائے کہ برادران یوسف میں سے ایک کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ہمدردی و خیرخواہی فرما دی۔ اس نے بھائیوں کو یوسف کے قتل ناحق سے منع کیا اور جنگل کے گہرے کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دیا۔ قرآن عزیز اس کی ہمدردی اور مشورے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ ⬅ ان (برادران میں) سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی گہرے کنویں میں پھینک دو، کوئی مسافر اسے نکال کر لے جائے گا۔ اگر تم نے (ضرور ہی کچھ) کرنا ہے (تو یہی کرو)

برادران یوسف بظاہر جناب یوسف علیہ السلام کو باپ کی نگاہوں سے اوجھل کرنے کیلئے جنگل کے کنویں میں پھینک رہے تھے مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت مصر پر بٹھانے کے اسباب پیدا فرما رہا تھا۔ سبحان اللہ۔

حضرت موسیٰ کا ہمدرد

اسی طرح قرآن حکیم نے ایک اور مثال بیان فرمائی ہے کہ فرعون اور اس کے حواریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو اللہ کریم نے فرعون کے مصاحبین اور مشیروں میں سے ایک کے دل میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی ہمدردی پیدا فرما دی، وہ پوشیدہ طور پر پہلے ہی ایمان قبول کر چکا تھا۔ اس نے بادشاہ مصر یعنی فرعون کے بھرے دربار میں اس قتل کے منصوبے کی مخالفت کی اور درباریوں سے مخاطب ہو کے کہا "کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔" قرآن کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمدرد کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتا ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَإِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَإِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ يَعِدُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ (سورۃ المومن آئیت نمبر ۲۸)

ترجمہ ⬅ اور فرعونیوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا' نے کہا' کیا تم ایسے آدمی (موسیٰ) کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب' اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہو گا اور اگر وہ سچا ہوا تو کوئی عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تمہیں ضرور پہنچے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ مسرف جھوٹے کو ہدائیت نصیب نہیں فرماتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ہمدرد و مخلص مومن کی نصیحت کا فرعون اور اس کے رفقاء پر کوئی اثر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اب مجھے موسیٰ علیہ السلام کو قتل سے بچانے کیلئے کوئی تدبیر کرنی چاہیے' یہ سوچ کر وہ فرعون کے دربار سے نکلا اور بھاگ کر جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' انہیں شاہی دربار کے فیصلے سے آگاہ کرتے ہوئے مصر سے فوراً نکل جانے کا مشورہ دیا۔ قرآن عزیز نے اس مومن کے مشورے اور ہمدردی کو یوں ذکر فرمایا ہے۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ إِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (سورۃ القصص۔ آئیت نمبر ۲۰)

ترجمہ ⬅ اور ایک شخص شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا (موسیٰ کے پاس) آیا (اور) بولا' اے موسیٰ! شہر کے رؤساء تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ لہٰذا آپ یہاں سے (فوراً) نکل جائیں۔ بلاشبہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام' اس ہمدرد کی بات سن کر مصر سے فوراً نکل کھڑے ہوئے اور مدین کے شیخ "شعیب" کے ہاں جا کر پناہ گزین ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب کہف کے ہمدرد

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے حالات کو بعد میں آنے والوں کی عبرت' نصیحت اور موعظت کیلئے محفوظ رکھنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے حالات زندگی کو تحریری شکل میں باحفاظت رکھنے کیلئے دقیانوس بادشاہ کے خاندان میں سے اصحاب کہف کے دو ہمدرد پیدا فرمادیئے جنھوں نے اصحاب کہف کی استقامت اور ان کے عقائد و نظریات لکھ کر تانبے کے صندوق میں محفوظ کردیئے۔ مشہور مفسر علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔

"شاہ دقیانوس کے خاندان میں دو آدمی مومن بھی تھے' جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ ایک کا نام "یندروس" اور دوسرے کا "رایاش" تھا۔ دونوں نے مشورہ کرنے کے بعد اصحاب کہف کے نام' نسب' خاندان اور پورا واقعہ رانگ (قلعی) کی ایک تختی پر لکھ کر تختی کو تانبے کے صندوق میں رکھ کر ایک (غالباً غار کی دیوار والی) بنیاد میں صندوق کو اس خیال سے دفن کردیا کہ ممکن ہے قیامت سے پہلے اہل ایمان کا کوئی گروہ اس جگہ پر قابض ہو جائے اور اس تحریر کو پڑھ کر انہیں اصحاب کہف کا واقعہ معلوم ہو جائے۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۷۹ا جلد ۷)

بعض علماء تفسیر کا بیان ہے کہ اصحاب کہف کے نام' نسب' خاندان اور حالات کو قومی اور سرکاری سطح پر محفوظ کیا گیا۔ چنانچہ عبید بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

"اصحاب کہف کی قوم نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے غار کو ان کی نظروں سے اوجھل کردیا اور تمام نشانات محو کردیئے تو انہوں نے مجبوراً ان (نوجوانوں) کے نام' نسب اور خاندان ایک تختی پر تحریر کیئے اور لکھ دیا کہ فلاں فلاں اشخاص جو فلاں فلاں (امراء) کے بیٹے تھے' فلاں بادشاہ کے دور حکومت میں فلاں مہینے اور فلاں سال میں گم ہوگئے اور تلاش کرنے کے بعد بھی نہ ملے۔ پھر یہ تختی سرکاری محافظ خانہ میں رکھ دی۔" (تفسیر مظہری صفحہ ۱۸۰ جلد ۷' تفسیر الخازن صفحہ ۱۹۹ جلد ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اصحاب کہف کے واقعہ اور ان کے عقائد نظریات کی حفاظت کیلئے کیسے عجیب و غریب اسباب مہیا فرمائے اور مخالفین کے اندر ہی ان کے ہمدرد پیدا فرمادیئے کیونکہ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝ اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔

اصحاب کہف کی نیند

سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ میں اصحاب کہف کی نیند کا بالخصوص ذکر فرمایا گیا ہے کہ ان موحدین پر زمانہ دراز تک نیند مسلط کردینے کے باوجود ان کے اجسام پر نیند کے آثار نہ تھے بلکہ ان کی حالت ایسی تھی کہ دیکھنے والا یہ محسوس کرے کہ وہ جاگ رہے ہیں۔

عام مفسرین کا خیال ہے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں' نیند کے غلبہ کے باوجود ان کے بدنوں میں عام سونے والوں کی طرح ڈھیلا پن نہیں تھا' دوسرے سونے والوں کا سانس نیند کی حالت میں متغیر ہو جاتا ہے مگر اصحاب کہف کے سانس کی کیفیت یہ نہیں تھی ۔حقیقت میں یہ اصحاب کہف کی کرامت تھی جس سے مقصود ان کی حفاظت تھا تا کہ کوئی ان کو سویا ہوا سمجھ کر ان پر حملہ نہ کردے یا ان کا سامان چرا کر نہ لے جائے۔

دوسری حالت اصحاب کہف کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حالت نیند میں ہی کروٹیں بدلتے رہتے تھے۔ اور ان کے کروٹیں بدلنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے کیونکہ انبیاء کے معجزوں اور اولیاء کی کرامتوں میں اصل طاقت اللہ تعالیٰ کی ہی کارفرما ہوتی ہے۔ ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ کروٹیں بدلنے میں یہ مصلحت بھی تھی کہ ایک ہی طرف لیٹے رہنے سے زمین ان کے جسم کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس لئے جس طرح ایک شفیق ماں' گہوارے میں لیٹے ہوئے بچے کے پہلو بدلتی رہتی ہے اسی طرح قدرت ان کے پہلو بھی بدلتی رہتی تھی۔ بعض کتب تفاسیر میں ہے کہ سال میں دو مرتبہ اصحاب کہف کروٹ بدلتے تھے اور بعض علماء کا قول ہے کہ وہ عاشوراء کے دن کروٹ تبدیل کرتے تھے

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۶' تفسیر ابن مظہری مترجم صفحہ ۱۴۳ جلد ۷' تفسیر الخازن صفحہ ۲۰۵ جلد ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید فرقان حمید اصحاب کہف کی نیند اور کروٹیں بدلنے کا تذکرہ معجزانہ اختصار سے یوں فرماتا ہے۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ

ترجمہ ← اور تم انہیں (دیکھ کر یہ) سمجھتے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے تھے اور ہم انہیں دائیں بائیں کروٹیں بھی بدلواتے رہتے تھے۔

اصحاب کہف کا کتا

اصحاب کہف کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک یہ بھی انتظام فرمایا کہ ان کا وفادار کتا غار کے دھانے پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اس طرح بیٹھا رہا کہ گویا پہرہ دے رہا ہے' ظاہر ہے کہ اس طویل عرصہ میں یہ کتا بھی سویا ہی رہا۔ لیکن اس کے سونے کی کیفیت عام کتوں کے سونے سے مختلف تھی' یہ بندوبست اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ کسی شخص یا جنگل کے کسی جانور کو غار کے اندر گھسنے کی جرات نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اصحاب کہف کے ہمراہ کتے کے جانے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ

"اصحاب کہف رات کے وقت شہر سے بھاگے تھے' ان کا گزر ایک چرواہے کے قریب سے ہوا جس کے پاس (جانوروں کی حفاظت کیلئے) ایک کتا تھا' وہ چرواہا بھی ان نوجوانوں کا ہم مذہب ہو گیا اور ساتھ ہی چل پڑا اور کتا بھی ان کے پیچھے پیچھے آ گیا۔"

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۷۷- جلد ۶)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

"ان (اصحاب کہف) میں سے کسی کا یہ شکاری کتا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ کتا بادشاہ کے باورچی کا تھا وہ بھی ان (نوجوانوں) کا ہم مسلک تھا اور اس سفر ہجرت میں ان کے ساتھ شریک تھا اس لئے اس کا کتا ان کے پیچھے لگ گیا۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۶ جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزیزان گرامی! کتب احادیث میں یہ بات بالصراحت والوضاحت ائی ہے کہ جس گھر میں کتا موجود ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ (متفق علیہ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۸۵ کتاب التصاویر)

ترجمہ ـــ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کتا اور تصویر موجود ہو وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

جبکہ سورۂ کہف کی زیر بحث آئیت کریمہ میں اصحاب کہف کے کتے کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ اصحاب کہف کی غار کی دلیز پر اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ

ترجمہ ـــ اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔

سوال و جواب

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کتے والے گھر میں فرشتہ رحمت داخل نہیں ہوتا تو اصحاب کہف۔ جنہوں نے غار میں داخل سے قبل رب کی رحمت طلب کی تھی اور دعا کی تھی۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اے اللہ ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما۔ اور غار میں پناہ لینے کا فیصلہ کرتے وقت یہ امید ظاہر کی تھی۔ یَنْشُرْلَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ۔ (کہ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع کر دے گا۔ نے کتا ساتھ کیوں لیا۔

اس سوال کے مفسرین نے کئی جوابات دیئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

* کتا پالنے کی ممانعت کا حکم شریعت محمدیہ کا ہے، ممکن ہے جناب مسیح علیہ السلام کے دین میں کتا پالنا اور رکھنا ممنوع نہ ہو۔
* دین محمدی میں بھی شکار کیلئے، جانوروں اور کھیتی کی حفاظت کیلئے کتا پالنے کی اجازت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث سے واضح ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ اصحاب کہف میں سے کسی نے جانوروں اور کھیتی کی حفاظت یا شکار کیلئے کتا پال رکھا ہو اور وہ اس سفر میں ان کے پیچھے لگ گیا ہو (گزشتہ صفحات میں تفسیر مظہری کے حوالے سے یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ اصحاب کہف میں سے ایک نوجوان جانوروں کا چرواہا تھا۔)

* اصحاب کہف نے جب غار میں پناہ گزیں ہونے کا پروگرام بنایا اور غار کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے پیچھے ایک کتا لگ گیا' جسے انہوں نے بھگانے کی بڑی کوشش کی مگر بسیار کوشش کے باوجود جب وہ واپس نہ ہوا تو اصحاب کہف نے اسے ربانی فیصلہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔
* اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اصحاب کہف کی حفاظت کے لئے ایک کتا اس غار کی چوکھٹ پر بٹھا دیا تا کہ کوئی جنگلی درندہ یا انسان اس طرف آنے کی جرات نہ کرے۔
* جس گھر میں کتا ہو وہاں واقعتاً رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ مگر یہاں یہ معاملہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو اصحاب کہف کی غار میں جانے نہیں دیا کیونکہ وہاں تو اس کی رحمت مسلسل نازل ہوتا تھی بلکہ کتے کو ان کی غار کی دہلیز پر اور غار کے باہر بٹھایا تا کہ اصحاب کہف پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا رہے۔

اس کی تائید امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریح سے بھی ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں۔ اَلْوَصِيْدُ اَلْفِنَاءُ وَجَمْعُهٗ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ مُوْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ اٰصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهٗ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۸۷ جلد ۲۔ کتاب التفسیر)

ترجمہ ⟵ وصید کا معنی "صحن اور آنگن" ہے اس کی جمع "وصائد" اور "وصد" ہے بعض علماء کا قول ہے کہ "وصید" کا معنی دروازہ ہے۔ موصدہ کا معنی ہے "بند کیا ہوا" عربی محاورہ ہے۔ اٰصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهٗ۔ یعنی اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* کعب احبار کا قول ہے کہ اصحاب کہف کا گزر ایک کتے کے پاس سے ہوا تو وہ کتا ان کے پیچھے چل پڑا' انہوں نے اسے کئی دفعہ بھگایا مگر وہ پھر آجاتا آخر اس کتے کو قوت گویائی عطا ہوئی تو وہ بولا۔ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنِّيْ ؟ لَا تَخْشَوْا مِنِّيْ أَنَا أُحِبُّ أَحْبَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (تفسیر الخازن صفحہ ۱۹۸ جلد ۴)

ترجمہ ⬅ میرے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے۔ مجھ سے نہ ڈرو' میں تو اللہ عزوجل کے محبوبوں سے محبت کرنے والا ہوں۔

اصحاب کہف نے اسے امر ربی گردانتے ہوئے چھوڑ دیا تو وہ غار کے صحن میں آبیٹھا اور اصحاب کہف کی حفاظت کرتا رہا' جب وہ سو گئے تو۔ نَامَ كَمَا نَامُوْا۔ وہ بھی انکی طرح سو گیا۔

شیر یا کتا

علم مفسرین کا خیال ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ میں جس کتے کا ذکر لفظ "کلب" سے کیا گیا ہے وہ حقیقتاً" کتا ہی تھا۔ مگر امام ابن جریج علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ وہ کتا نہ تھا بلکہ "شیر" تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں "کلب" شیر بلکہ ہر درندے کو کہا جاتا ہے اپنے اس دعوے کی دلیل میں انہوں نے نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ۔

"رسول اکرم ﷺ نے ایک دفعہ ابولہب کے بیٹے عُتبہ کو بددعا دی اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ۔ اے اللہ! اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ اس پر مسلط فرمادے۔ نبی معظم ﷺ کی بددعا قبول ہوئی اور شیر نے اسے چیر پھاڑ کھایا۔"

(تفسیر معالم التنزیل علی حاشیہ الخازن صفحہ ۲۰۵ جلد ۴' تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۹۲ جلد ۷)

سرور کائنات ﷺ نے اپنی بددعا میں "کلب کا لفظ" استعمال فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی بددعا قبول کر کے عتبہ پر شیر مسلط کر دیا۔ اس سے واضح ہوا کہ عربی زبان میں کلب بمعنی شیر بھی مستعمل ہے اور۔ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ۔ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی حفاظت کیلئے اس غار کے دروازے پر شیر مقرر فرما دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء تفسیر نے اس مقام پر اصحاب کہف کے "کلب" کے رنگ اور نام کے بارے میں بڑی طویل بحثیں فرمائی ہیں جن کا قرآن حکیم کے مقصد موعظت سے کوئی تعلق نہ ہے مثلاً یہ کہ

"اس کا رنگ زرد، چتکبرا، گہرا زرد، مائل بسرخی، دھنی ہوئی اون یا روئی جیسا یا حجری رنگ تھا اور اس کا نام قطمیر، ریان، تقور، یثور، توریا صہبا تھا۔" (تفسیر مظہری صفحہ ۱۴۲ جلد ۷، تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۵ جلد ۴)

صحبت کا اثر

اصحابِ کہف کی معیت، رِفاقت اور صُحبت کا اس کُتّے یا شیر کو کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوا کہ نیکوں کی صُحبت کی وجہ سے اُس کا ذِکر، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قُرآنِ مجید میں آگیا۔ شیخ سعدی نے "گلستان" میں کیا خُوب کہا ہے ؎

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شُد

پسرِ نُوح بابدَاں بنشست
خاندانِ نُبوتش گُم شُد

اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا ہی شعر ہے ؎

صُحبتِ صالح تُرا صالح کُند
صُحبتِ طالح تُرا طالح کُند

اور اسی کا پنجابی ترجمہ ہے۔

نیکاں دے لڑ لگیاں میری جھولی وِچ پُھل پے
مَندیاں دے لڑ لگیاں میرے پہلے وی ڈُھل گئے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کا اثر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔ (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۲۶ باب الحب فی اللہ)

ترجمہ ⟸ نیک اور برے (ہم نشین) ساتھی کی مثال عطار (خوشبو والے) اور بھٹی پھونکنے والے جیسی ہے۔ پس خوشبو اٹھانے والا یا تو تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خوشبو خریدے گا اور یا تو اس کے پاس سے اچھی خوشبو پائے گا اور بھٹی پھونکنے والا (جب تو اس کے پاس بیٹھے گا) یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو محسوس کرے گا۔

عام عطر فروشوں کی عادت ہوتی ہے کہ نمونہ کے لئے عطر کا پھویا لگا کر قریب والے شخص کو دیتے ہیں، پھر یا تو وہ شخص اس سے عطر خرید لیتا ہے اگر نہ بھی خریدے تو جب تک پاس بیٹھا ہے اسے مفت میں خوشبو آتی رہتی ہے۔ نیک آدمی کی صحبت میں بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ یا تو وہ خود ہی پاس بیٹھنے والوں کو دین کی باتیں سناتا ہے یا اس سے پوچھ کر رشد و ہدائیت کی راہ معلوم کی جا سکتی ہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ بھی ہوں تو بھی نیک آدمی کی صحبت سے روحانی برکت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح فرمایا کہ بری صحبت کی مثال لوہار کی بھٹی جیسی ہے جو کوئی اس کے پاس بیٹھے گا اس کے کپڑے آگ کی چنگاریوں سے جل جائیں گے یا کم از کم بدبو اور دھوئیں سے تکلیف محسوس کرے گا۔ بعینہ برے انسان کی صحبت میں بیٹھنے والا اس کی بدزبانی، بداخلاقی، گندے خیالات اور فاسد عقائد سے اپنا ایمان جلا بیٹھے گا یا کم از کم اس پر برے اثرات ضرور مرتب ہوں گے۔

صحبت کی تاثیر اور اثر کو شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے ایک خوبصورت مثال سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گِلے خُوشبُوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبُوبے بدستم
بدو گُفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بُوئے دلآویزِ تو مستم

بگُفتا من گِلے ناچیز بُودم
ولیکن مُدّتے باگُل نِشستم
جمالِ ہم نشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

لہٰذا ہم سب کو بد اخلاق' بد چلن اور مشرکانہ خیالات کے حامل انسانوں کی صحبت سے کامل پرہیز کرنا چاہیے اور نیک چلن' بلند اخلاق اور پابند شریعت افراد کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

دقیانوسی حکومت کا خاتمہ

اصحاب کہف کو غار میں پناہ گزین ہوئے طویل زمانہ گزر گیا' بادشاہ دقیانوس اپنے انجام کو پہنچا۔ مختلف بادشاہ آئے اور اپنی چند روزہ شاہی کا ڈنکا بجا کر چل دیئے' پرانے شہر اجڑ گئے' نئی بستیاں آباد ہوئیں اور نہ جانے معاشرے میں کیا کیا شکست و ریخت ہوئی۔ تاہم اصحاب کہف' تمام حالات سے بے خبرو بے علم غار میں آرام فرماتے رہے۔

یہاں ایک لمحہ کے لئے عقیدہ کی اصلاح کی طرف توجہ مبذول فرمالیں کہ تین سو نو سال کا طویل عرصہ اصحاب کہف پر نیند مسلط رہی مگر انہیں باہر کے حالات و معاملات سے کوئی آگاہی نہ ہوئی۔ مگر ہمارے ہاں کے بعض غلو پسندوں نے یہ نظریہ بنا رکھا ہے کہ اولیاء و اصفیاء انتقال کر جانے کے بعد بھی ہمارے حالات میں دخیل اور ہمارے اعمال و افعال سے واقف ہی نہیں بلکہ ہماری مشکلات اور ضروریات میں معاون و مددگار بھی رہتے ہیں۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ۔

(سورۂ نمل آیت نمبر ۶۵) ترجمہ: کہہ دیجئے اے پیغمبر! آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا' اور (جنہیں تم غیب دان سمجھتے ہو) وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کب (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔

عزیزان گرامی! مدت دراز کے بعد بلاد روم کی حکومت ایک صالح آدمی کے ہاتھ آگئی جس کا نام "بیدوسیس" تھا۔ وہ عیسائی مذہب کا پابند اور انتہائی نیک شخص تھا۔ اس کی حکومت کے ۶۷ سال انتہائی امن و سکون اور دین داری سے گزرے اور لوگوں کے قلوب و اذہان میں عقیدۂ توحید' اتباع رسول اور آخرت کا خوف پختہ اور راسخ ہو گیا تا آنکہ ۶۷ سال بعد قوم مذہبی طور پر دو فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک اہل حق کا گروہ جو اللہ پر ایمان رکھتا اور قیامت کو حق جانتا تھا۔ دوسرا گروہ باطل پرستوں کا جو اللہ اور قیامت کے منکر تھے۔ اس فرقہ کا نام "صدوقی" تھا اور ان کی قوت و طاقت اور تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا تھا' حق پرست بادشاہ کو قوم کی گمراہی اور تفریق سے بے حد صدمہ ہوا تو اس نے مشورے کیلئے ایسے لوگوں کو بلوایا جن کے بارے میں عام تاثر تھا کہ وہ ائمہ حق اور اصحاب خیر ہیں۔ بادشاہ نے ان سے عوام کے عقائد و نظریات کی درستگی و اصلاح احوال کے لئے تجاویز طلب کیں تو وہ یہ جان کر از حد پریشان ہوا کہ یہ رہنمایان قوم بھی روحانی حشر کے قائل ہیں مگر جسمانی حشر سے انکاری ہیں اور عوام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے دین و مذہب سے دور ہٹانے اور مرتد بنانے کے خواستگار ہیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۸۱ جلد ۷)

نیک بادشاہ کی دعا

بادشاہ بیدوسیس اس صورت حال سے بڑا غمگین اور حزین ہوا اور اس نے قوم کی اصلاح کے لئے رب تعالیٰ کے حضور عرضداشت پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ دروازے بند کر کے 'فقیرانہ لباس پہن کر ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمرے میں محبوس ہو گیا اور عرصہ دراز تک رب کائنات کے خدمت مقدسہ میں بڑی عاجزی' انکساری' گریہ اور زاری سے دعا کرتا رہا۔ رَبِّ قَدْ تَرٰی اِخْتِلَافَ هٰؤُلَاءِ فَابْعَثْ لَهُمْ اٰيَةً تُبَيِّنُ لَهُمْ بُطْلَانَ مَا هُمْ عَلَيْهِ۔ (تفسیر الخازن صفحہ ۲۰۰ جلد ۴)

ترجمہ ⟵ اے میرے رب! تو ان لوگوں کے اختلاف کو دیکھ رہا ہے اس لئے کوئی ایسی نشانی ظاہر فرمادے جس سے ان (منکرین قیامت) کے عقیدے کا باطل ہونا واضح ہو جائے۔

خالق کائنات نے نیک بادشاہ کی دعاء کو شرف قبولیت بخشا اور منکرین قیامت کے خلاف اصحاب کہف کو بطور دلیل پیش کرنے کے لئے انہیں بیدار فرمانے کا فیصلہ کر کے ان کے واقعہ کو ظاہر فرمادیا۔ (جس کی تفصیل آئندہ خطبے میں آئے گی۔ انشاء اللہ)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

جد الانبیاء' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے اللہ! میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو اپنی قدرت سے مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ جواب آیا' اے ابراہیم! کیا تجھے اس بارے میں کوئی شک ہے۔ عرض کیا۔ ہرگز نہیں' بلکہ مجھے علم اور یقین ہے کہ تو اس امر پر قادر ہے لیکن اگر تو مجھے اپنی قدرت کا مشاہدہ کروادے تو مجھے عین الیقین کا رتبہ نصیب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندے لے کر انہیں ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کریں اور پھر ان ٹکڑوں کو آپس میں ملادیں۔ پھر ان ملی جلی بوٹیوں کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑی پر رکھ دیں۔ اب ان پرندوں کو اپنی طرف بلائیں اور اپنے رب کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کریں۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بحکم الٰہی ایسا ہی کیا تو ان کے پکارنے کی دیر تھی کہ وہ متفرق بوٹیاں اکٹھی ہوئیں' بکھرے ہوئے پر جمع ہو گئے اور وہ پرندے پھڑپھڑاتے ہوئے جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السلام کی اس دعاء اور مشاہدۂ قدرت کا ذکر سورت بقرہ میں بایں الفاظ فرمایا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۱۵ جلد ۱)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (سورۃ البقرہ آئیت نمبر ۲۶۰)

ترجمہ ⟸ اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے اس پر یقین نہیں' عرض کیا ایمان و یقین تو ہے اور لیکن (سوال اسلئے ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ فرمایا۔ تم چار پرندے پکڑو پھر انہیں اپنی طرف مانوس کرو پھر ٹکڑے کرو۔ پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں (اپنی طرف) بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب' حکمت والا ہے۔

آئیت بالا کی جو تعبیر ہم نے عرض کی ہے یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول و ماثور ہے۔ البتہ بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ۔

"تم چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کر لو' پھر ایک ایک پرندہ الگ الگ پہاڑوں پر بٹھا دو اور انہیں اپنی طرف بلاؤ' وہ فوراً تمہاری طرف چلے آئیں گے۔ تو جیسے تم نے انہیں مانوس کیا اور وہ تمہاری آواز پر دوڑے چلے آئے' اسی طرح جب کائنات کا رب ان منتشر اجزاء کو قیامت کے دن بلائے گا تو یہ اجزاء اکٹھے ہو جائیں گے۔"

لیکن اس تاویل کی صورت میں مردہ کو از سرنو زندہ کرنے کی کوئی مثال نظر نہیں آتی جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال تو مردہ کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھنے کا تھا۔ پرندوں کو مانوس کر کے اپنی طرف بلانے اور ان کے حاضر ہو جانے میں ایسی کون سی چیز ہے جس سے موت و حیات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت واضح ہوتی ہو اور وہ قلب کے اطمینان اور عین الیقین کا باعث ہو۔

غار کی دیوار کا گرانا

بادشاہ روم "بیدو سیس" کی عاجزانہ دعاء کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے مردوں کی بعثت پر یقین دلانے کے لئے اصحاب کہف کو بطور نشانی جگانے اور غار سے باہر نکلنے کی یہ صورت پیدا فرما دی کہ جس بستی میں اصحاب کہف کی غار تھی وہاں کے ایک باشندے کے دل میں یہ ارادہ پیدا کر دیا کہ غار کے دروازے پر جو عمارت بنائی گئی ہے اسے گرا کر اپنی بکریوں کے لئے باڑہ بنا دے۔ اس شخص کا نام "اولیاس" تھا۔ چنانچہ۔ فَاسْتَأْجَرَ غُلَامَيْنِ فَجَعَلَ يَنْزِعَانِ تِلْكَ الْحِجَارَةَ وَيَبْنِيَانِ بِهَا تِلْكَ الْحَظِيْرَةِ حَتّٰى نَزَعَا مَا كَانَ عَلٰى بَابِ الْكَهْفِ وَفَتَحَا بَابَ الْكَهْفِ۔ (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۰ جلد ۴)

ترجمہ ⟵ اس نے اس کام پر دو مزدور لگا دیئے۔ جنہوں نے غار کے دروازے کے پتھروں کو اکھاڑنا اور بکریوں کا باڑہ بنانا شروع کر دیا' یہاں تک کہ انہوں نے غار کے دروازے کے تمام پتھر اکھاڑ دیئے اور غار کا دروازہ کھول دیا۔

معزز حضرات! اصحاب کہف کیسے بیدار ہوئے' ان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں نشانی کیسے بنایا۔ یہ تفصیلات انشاء اللہ العزیز سورۃ کہف کی اگلی آیات میں بیان ہوں گی۔ اللہ رب العالمین کے حضور دلی دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 5

اصحابِ کہف کی بیداری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ○ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ڬ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ○ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڛ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ○ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۹-۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⬅ اور اسی طرح ہم نے انہیں بیدار کر دیا تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں۔ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی مدت ٹھہرے ہو۔بعض نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں۔دوسروں نے کہا' تمہارا رب تمہارے ٹھہرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے۔پس تم اپنے میں سے کسی کو یہ رقم (سکہ) دے کر شہر کی طرف بھیجو' پس وہ دیکھے کہ پاکیزہ کھانا کونسا ہے۔تو اس میں سے کھانا لے آئے۔اور اسے چاہیے کہ خوش خلقی (اور احتیاط) سے کام لے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔اگر وہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے یا تمہیں (جبرا) اپنے دین میں لوٹا دیں گے اور (اگر تم نے ایسا کیا تو) تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔اور اسی طرح (شہر والوں کو) ہم نے ان (اصحاب کہف) سے آگاہ کر دیا۔تا کہ وہ جان لیں کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔اور بلاشبہ قیامت میں کوئی شک نہیں ہے۔جب وہ (شہر والے) ان کے معاملے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو بعض نے کہا کہ ان (کے غار) پر کوئی عمارت بنا دو۔ان کا رب ان (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ان لوگوں نے کہا جو ان کے معاملے میں غلبہ رکھتے تھے کہ ہم ان پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے۔بعض لوگ کہیں گے کہ وہ (اصحاب کہف) تین تھے چوتھا ان کا کتا (یا شیر) تھا۔اور بعض کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا (یا شیر) تھا۔یہ سب بغیر دیکھے تخمینے ہیں۔اور بعض کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کی گنتی کو بہتر جانتا ہے۔ان کی صحیح تعداد تو صرف چند لوگ ہی جانتے ہیں۔پس تم ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر سرسری گفتگو' اور ان (اہل کتاب) میں سے کسی سے بھی ان (اصحاب کہف) کے متعلق دریافت نہ کرو۔

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد و ثناء اور رحمتہ للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پہ لاتعداد ان گنت درود و سلام کے بعد!

گزشتہ خطبہ جمعہ مبارکہ میں سورۂ کہف کی آیت نمبر اٹھارہ کی تشریح و توضیح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں بات یہاں تک پہنچی تھی کہ بلاد روم کے بادشاہ "بیدو سیس" کے زمانے میں قوم مذہبی طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ایک گروہ موت کے بعد جسمانی حشر کا قائل نہ جبکہ دوسرا جسمانی حشر کا قائل تھا۔نیک دل بادشاہ کو قوم کی اس فرقہ بندی پر ازحد افسوس ہوا اور وہ بند کمرے میں کئی دن مسلسل اللہ تعالیٰ سے بصد عجز وانکساری دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ ایسی کوئی نشانی ظاہر فرمادے جس سے میری قوم حیات بعد الممات اور حشر جسمانی کی قائل ہو جائے۔

اللہ کریم نے اس صالح بادشاہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اصحاب کہف کی بیداری کا سامان فرمادیا۔اور ایک چرواہے کے دل میں غار کے منہ پر بنی ہوئی دیوار کے پتھر اکھاڑنے اور اپنی بکریوں کیلئے "باڑہ" بنانے کا خیال ڈال دیا۔اس نے دو مزدور لگا کر اس دیوار کے پتھر اکھڑا دیئے جس سے غار سے نکلنے کا راستہ صاف ہو گیا۔

اصحاب کہف کی گفتگو

یہ ظاہری اسباب اور وسائل پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان اصحاب کو بیدار فرمادیا' وہ ہشاش بشاش اور خوش و خرم اٹھے ایک دوسرے کو سلام کیا' اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے' اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس کے لطف و کرم کی بدولت وہ دقیانوس کے ظلم و ستم سے بچ گئے۔ تین سو نو سال کا طویل عرصہ نیند کی آغوش میں رہنے کے باوجود ان کے چہروں اور جسموں پر کوئی ایسی نشانی اور علامت نہ تھی جس سے اجنبیت یا انوکھا پن ظاہر ہوتا ہو۔اصحاب کہف کا خیال یہی تھا کہ روم کا بادشاہ "دقیانوس" ہماری تلاش و جستجو میں سرگرداں ہو گا البتہ انہیں یہ احساس ضرور ہوا کہ آج خلاف معمول وہ کچھ زیادہ دیر سوئے رہے ہیں۔اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے۔ کسی نے کہا ہم ایک دن سوئے رہے۔بعض نے کہا کہ "ہم دن کا کچھ حصہ حالت نیند میں رہے۔" تعیین کے ساتھ سونے کی مدت کوئی بھی نہ بتا سکا۔آخر یہ طے ہوا کہ اس فضول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث سے کیا فائدہ- یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد کرو کہ ہم اس غار میں کتنی دیر سوئے رہے وہی صحیح طور پر اس مدت کو جانتا ہے-

قرآن کریم اصحاب کہف کی بیداری اور باہمی گفتگو کا تذکرہ بایں الفاظ فرماتا ہے کہ جس طرح ہم نے اپنی قدرت سے طویل عرصہ تک انہیں محو خواب رکھا-

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۝

ترجمہ ⟸ اور اسی طرح ہم نے (اپنی قدرت سے) انہیں بیدار کر دیا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں' ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا' تم یہاں کتنی مدت ٹھہرے ہو؟ بعض نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہونگے (آخر) انہوں نے کہا کہ تمہارے ٹھہرنے کی مدت کو تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے-

کھانا لاؤ

اصحاب کہف کوہ نیجلوس کی غار میں مدت دراز تک سوئے رہے تو بشری تقاضے بھی مہر بلب رہے اور جب جاگے تو خالی پیٹ نے کھانا طلب کیا تب اپنے میں سے ایک کو کھانا لینے کے لئے شہر بھیجنے کا فیصلہ کیا- مفسرین کرام نے شہر جانے والے نوجوان کا نام "یملیخا" بیان کیا ہے-

آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ آیات کی توضیح و تذکیر میں تفصیل سے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ اصحاب کہف بادشاہ سے بھاگ کر آئے تھے لہٰذا پکڑے جانے کا کھٹکا قدرتی امر تھا- جس شخص کو شہر کی طرف کھانا لینے کے لئے بھیجا جانے لگا- اسے خصوصیت سے اس امر کی تاکید کی گئی کہ کوئی زیادتی بھی کرے تو درگزر کرنا' ایسا نہ ہو کہ تیری کسی حرکت کی وجہ سے ہم سب گرفتار ہو جائیں اور لینے کے دینے پڑ جائیں اور اسے یہ بھی تنبیہہ کی کہ اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ کوئی تجھے پہچان نہ سکے' شہر جانے کے لئے ایسا راستہ اختیار کرنا جہاں زیادہ گہما گہمی نہ ہو اور خوراک کا سامان خریدتے ہی فوراً واپس آجانا اور یاد رہے اگر اہل شہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تمہیں پہچان لیا تو ہم سب پکڑے جائیں گے پھر یہ ظالم لوگ نہ ہماری جوانیوں پر رحم کریں گے اور نہ انہیں ہماری پاک دامنی پر ترس آئے گا بلکہ ہمیں شہر کے کسی چوراہے میں کھڑا کر کے سنگسار کر دیا جائے گا۔ یا ہمیں شرک اور بت پرستی پر مجبور کر دیا جائے گا اور اگر ہم نے ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آباء واجداد کا بت پرستی والا مذہب اختیار کر لیا تو ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل نہ کر سکیں گے۔

قرآن حکیم نے اصحاب کہف کے ان خدشات' تفکرات اور کھانے کی طلب کا معجزانہ بلاغت سے یوں ذکر فرمایا ہے۔

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝

ترجمہ ⟵ (انہوں نے کہا) آپس میں کسی ایک کو اپنی رقم دے کر شہر کی جانب بھیجو' پس وہ دیکھے کہ کونسا کھانا عمدہ (حلال) ہے تو اس کھانے کو تمہارے پاس لے آئے اور اسے چاہیے کہ نرمی (خوش خلقی) سے کام لے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔ اگر وہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا (جبراً) اپنے دین میں لوٹا دیں گے اور (اگر تم نے ایسا کیا تو) تم کبھی فلاح نہ پا سکو گے۔

اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور اولوالعزم اولیاء' اصفیا اور اتقیاء تھے۔ ان کی مذکورہ گفتگو سے ہمیں سبق حاصل ہوتا ہے کہ۔

① اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہوتے ہیں جو بھیک مانگ کر کھانے کی بجائے اپنی گرہ سے کھانا خرید کر کھاتے ہیں۔ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ۔ (اپنے میں سے کسی ایک کو رقم (سکہ) دے کر (کھانا لینے کیلئے) شہر بھیجو) میں اسی بات کا تذکرہ ہے۔ مگر ہمارے ہاں "ولائیت" کا معیار یکسر مختلف ہے کہ یہاں گلی گلی' کوچہ کوچہ بھیک مانگنے والے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پہنچا ہوا بزرگ" سمجھا جاتا ہے اور جو ننگے بدن' برہنہ پا اور ناپاک جسم کے ساتھ بازاروں میں گھومتا ہوا غلیظ گالیاں بکتا پھرے اسے "بڑا ولی" گردانا جاتا ہے۔

② اصحاب کہف (جو سکہ بند اور مستند ولی تھے) کے مذکورہ قصہ سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اللہ اَزۡكٰى طَعَامًا یعنی پاکیزہ' طیب' اور حلال غذا کھاتے ہیں وہ حرام اشیاء کے قریب بھی نہیں جاتے' مگر ہمارے ہاں کے نام نہاد ولیوں کے نزدیک حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے بلکہ یہ جعلی ولی' غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز (جو قطعاً ناجائز' منع اور حرام ہے) کو بڑی خوشی سے ہڑپ کر جاتے اور حرام و حلال کی تمیز ان کے یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔

③ اللہ والے انتہائی نرم خو' خوش اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک ہوتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آئیت مبارکہ میں "وَلۡيَتَلَطَّفۡ" کے لفظ سے واضح ہوتا ہے مگر ہمارے زمانے اور ملک کے اکثر جعلی پیر اور نام نہاد ولی' بدزبان' بداخلاق' بدکردار اور بداطوار ہوتے ہیں اور عوام کی حالت یہ ہے کہ وہ ایسے مخبوط الحواس اور بے لگام انسانوں کو ولائیت کے اعلیٰ درجے پر فائز گردانتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرے تو اس پر فوراً "گستاخ اولیاء" کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اصحاب کہف جیسا "ولی کامل" بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک ساتھی شہر میں

اصحاب کہف میں ایک نوجوان جس کا نام یملیخا ذکر کیا گیا ہے اور اسی کے پاس ہی تمام ساتھیوں کی رقم اور اشیاء جمع تھیں شہر کی طرف کھانا لینے کی غرض سے روانہ ہوگیا۔ غار سے نکل کر گمنام راستوں سے ہوتا ہوا جب شہر کے دروازے پر گیا تو علامات و قرآئن دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ کیونکہ اسے اس امر کا احساس و ادراک ہی نہ تھا کہ ہمارے مذہب کا دشمن بادشاہ ختم ہو چکا ہے اور اب ہمارے شہر میں نصرانیت کا بول بالا ہے جب یہ نوجوان بھاگے تھے تو شہر کے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے پر ایک ایک بت نصب تھا اور ہر آنے والے کو اس کے سامنے جھکنا پڑتا تھا۔ یملیخا کو وہ بت نظر نہ آیا تو حیران رہ گیا اب یہ نوجوان شہر کے دوسرے دروازے کی طرف گیا تو وہاں کی صورت بھی یکسر تبدیل ہو چکی تھی اور آثار سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کہ اہل ایمان اور موحدین کا شہر ہو۔

یملیخا اس خوشگوار تبدیلی کو دیکھ کر عجیب تذبذب کا شکار ہوا اور اس نے خیال کیا کہ شائد میں "افسوس" کی بجائے کسی اور شہر میں آگیا ہوں مگر معاً اسے خیال آیا کہ ہماری غار کے قرب وجوار میں تو "افسوس" کے علاوہ کوئی شہر آباد ہی نہیں ہے۔ اسی سوچ بچار میں مبتلا جب وہ نوجوان شہر میں داخل ہوا تو اس کی حیرانی کی انتہاء نہ رہی کہ اس نے وہاں لوگوں کو سرعام جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر خیر کرتے سنا اور ان کے دین ومذہب کے وہ اعمال وافعال جنہیں انجام دینا ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا تھا اب انہیں بجالانا قابل تحسین گردانا جاتا ہے۔

یملیخا شہر کی اس اندرونی کیفیت کو دیکھ کر مزید حیران رہ گیا اور یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ "کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا" پھر اس نے خود ہی محسوس کیا کہ میں تو جاگ رہا ہوں' میرے ہوش و حواس قائم ہیں۔ اردگرد کی تمام اشیاء اور لوگ مجھے نظر آرہے ہیں۔ آخر اسے یقین آگیا کہ میں راستہ بھول کر کسی دوسرے شہر میں آگیا ہوں۔ اب وہ چادر لپیٹ کر ایک دیوار کے ساتھ لگ گیا اور آتے جاتے لوگوں کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگا اور سوچا کہ ابھی کل تو ہم اس شہر سے گئے ہیں اگر یہ شہر "افسوس" ہی ہوا تو میں یہاں کے لوگوں کو پہچان لوں گا مگر کافی دیر وہاں کھڑا رہنے کے باوجود وہ گزرنے والے سینکڑوں افراد میں سے کسی کو نہ پہچان نہ سکا۔

ثُمَّ لَقِيَ فَتًى فَقَالَ لَهُ مَا اسْمُ هٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ يَا فَتٰى ! فَقَالَ اِسْمُهَا اَفْسُوْس۔

(تفسیر خازن صفحہ ۲۰۱ جلد ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← پھر یملیخا وہاں کے ایک نوجوان سے ملا اور اس سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس شہر کا نام "افسوس" ہے۔

اس نوجوان کا جواب سن کر یملیخا دل ہی دل میں کہنے لگا کہ میں مخبوط الحواس اور بے عقل ہو گیا ہوں۔ اب میرے لئے مناسب یہی ہے کہ یہاں سے فوراً نکل جاؤں تاکہ مجھ پر کوئی مصیبت اور افتاد نہ آپڑے' مجھے گرفتار نہ کر لیا جائے میرا راز فاش نہ ہو جائے اور کہیں مجھے قتل نہ کر دیا جائے۔

نان بائی کی دکان پر

محترم بھائیو! اصحاب کہف کا رفیق یملیخا یہ سوچ کر فوراً نان بائی کی دکان پر گیا تاکہ وہاں سے سامان خورد و نوش خرید کر فوراً غار کی طرف لوٹ جائے۔ دکان پر پہنچتے ہی اس نے چاندی کا سکہ جیب سے نکال کر نان فروش کو دیا اور کھانا طلب کیا۔ نان فروش نے وہ سکہ ہاتھ میں لے کر اسے بغور دیکھا تو تعجب سے دوسرے دکاندار کی طرف پھینک دیا۔ اس نے بھی اس سکہ کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ سکہ کی مہر اور ضرب کو بنظر غائر ملاحظہ کر کے کئی لوگوں کو بھی دکھایا تو دیکھنے والے دنگ رہ گئے کہ یہ سکہ رائج الوقت نہیں ہے۔ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے' اس نوجوان کو کہیں سے دفن شدہ خزانہ ملا ہے اور لاعلمی میں اسے بازار میں لے آیا ہے۔

یملیخا نے جب ان کی یہ باتیں سنیں تو از حد پریشان ہوا' ڈر کے مارے اس کا جسم کانپنے لگا اور اسے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان لیا ہے اور اب یہ مجھے پکڑ کر دقیانوس کے دربار میں پیش کریں گے اور وہ مجھے قتل کروا دے گا۔ اسی دوران وہاں مجمع اکٹھا ہو گیا اور کئی لوگوں نے اس نوجوان کو پہچاننے کی کوشش کی مگر وہ اسے پہچان نہ سکے۔

یملیخا اس صورت حال سے بہت گھبرایا اور ڈرتے ڈرتے اپنے گرد جمع ہونے والے لوگوں سے مخاطب ہوا۔

أَفْضِلُوا عَلَيَّ قَدْ أَخَذْتُمْ وَرِقِي فَأَمْسِكُوهَا وَأَمَّا طَعَامُكُمْ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر خازن صفحہ ۲۰۱ جلد ۴)

ترجمہ ــــ مجھ پر مہربانی کرو' تم نے مجھ سے رقم بھی وصول کرلی ہے اور کھانا بھی نہیں دیا۔ اب مجھے تمہارے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ روپیہ اور کھانا تم اپنے پاس رکھو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔

اب لوگوں کا یقین مزید پختہ ہو گیا کہ اس نوجوان کو کہیں سے دفینہ ملا ہے اور یہ ہم سے جان بوجھ کر اسے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے انہوں نے بڑے سخت اور ترش لہجے میں یملیخا سے کہا تم کون ہو۔ اور یاد رکھو اب تم اس خزانے کو ہم سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتے' ہمیں اپنے ساتھ لے چلو اور اس دفن شدہ خزانے میں ہمارا حصہ ہمیں دے دو تو ہم تیرے معاملے کو یہیں ختم کر دیں گے وگرنہ تجھے حاکم شہر کے روبرو پیش کریں گے وہاں تجھے خزانہ بھی دینا ہو گا اور جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

یملیخا اس دھمکی سے بے حد خوف زدہ ہوا اور گھبراہٹ کے عالم میں خاموش ہو گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اب یہ لوگ مجھے ظالم بادشاہ دقیانوس کے پاس لے جائیں گے وہ مجھے دیکھتے ہی قتل کرنے کا حکم دے گا یا موا حدانہ عقیدے سے دستبرداری پر مجبور کرے گا۔ ابھی وہ خاموش کھڑا آنے والے حالات پر غور کر رہا تھا کہ شہر کے باشندوں نے پھر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مگر وہ خاموش و ساکت کھڑا رہا تو اہل شہر نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر اس کے سر سے چادر کھینچی اور گردن میں ڈال کر گلیوں اور بازاروں میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔

جہاں سے لوگ اسے گھسیٹے ہوئے گزرتے تو دیکھنے والے سوال کرتے کہ اس نوجوان پر کیوں ظلم کر رہے ہو۔ گھسیٹنے والے جواب دیتے کہ اسے دفن شدہ پرانا خزانہ ملا ہے اور یہ اس کا پتہ بتانے سے انکاری ہے اس لئے اسے پکڑ کر شہر کے حاکم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ یملیخا کے ذہن میں یہ تھا کہ آخر میں بھی اسی شہر کا باشندہ ہوں۔ راستے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی جگہ تو میرا قرابت دار نظر آئے گا۔ میرا باپ بھائی' رشتہ دار بھی تو اسی شہر میں ہیں اور وہ اس شہر کے روساء و امراء میں شمار ہوتے ہیں۔ جب انہیں پتہ چلے گا تو بھاگے آئیں گے اور مجھے چھڑا کر لے جائیں گے وہ اسی انتظار میں گلیوں' بازاروں سے گزرتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑا تا رہا مگر اسے اپنے عزیزوں میں سے کوئی ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔

یملیخا کی دعا

یملیخا کو زبردستی حاکم شہر کی طرف لے جایا جا رہا تھا اور اس کا گمان یہ تھا اسے بادشاہ دقیانوس کے دربار میں لے جایا جا رہا ہے وہ اس لئے انتہائی افسردہ اور پریشان تھا اور دل ہی دل میں کہہ رہا تھا "افسوس آج دوستوں سے جدائی ہو گئی کاش! انہیں میرے حال کی خبر ہو جاتی تو وہ ضرور آجاتے اور ہم اکٹھے بادشاہ کے دربار میں اللہ کی توحید کی آواز بلند کرتے کیونکہ ہم نے آپس میں معاہدہ کیا تھا کہ ہم میں سے کوئی الگ نہ ہو گا۔ چاہے زندہ رہیں یا موت کی آغوش میں چلے جائیں۔"

وہ یہ باتیں سوچ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہا رہا تھا اور تماشائی اس کا تمسخر اور مذاق اڑا رہے تھے آخر اس نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں اور اپنے رب سے عرض کی۔

اَللّٰھُمَّ اِلٰہَ السَّمَاءِ وَاِلٰہَ الْاَرْضِ اَفْرِغْ عَلَیَّ الْیَوْمَ صَبْرًا وَاَوْلِجْ مَعِیْ رُوْحًا مِّنْکَ تُؤَیِّدُنِیْ بِہٖ عِنْدَ ھٰذَا الْجَبَّارِ۔

ترجمہ ⟵ اے میرے اللہ! تو آسمانوں اور زمین کا الٰہ ہے۔ آج میرے دل میں صبر ڈال دے اور اپنی طرف سے میرے ساتھ جبریل کو بھیج دے جو اس جابر بادشاہ کے سامنے میری تائید کرے۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ اللہ کو پکارتے اور اس سے دعا اور مدد چاہتے ہیں اور جب انہیں اپنے دشمن کے سامنے جانے کا موقع ملتا ہے تو وہ اپنے اللہ سے یوں عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ بقرہ آئیت نمبر ۲۵۰)

ترجمہ :۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں کی قوم کے خلاف ہماری مدد فرما۔

قرآن عزیز کی کئی آیات اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ انبیاء' اتقیاء' اصفیاء' اولیاء' شرفاء' زعماء اور علماء کو جب کوئی مشکل پیش آئی تو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی اور پروردگار عالم نے انکی دعا کو قبول فرماتے ہوئے انہیں مشکلات و مصائب سے نجات عطا فرما دی۔ مگر آج کے نام نہاد عاشقان اولیاء کا حال یہ ہے کہ وہ مصائب و مشکلات میں زندہ یا فوت شدہ بزرگوں کو پکارتے' انہیں آوازیں دیتے اور قاضی الحاجات و حل المشکلات جان کر انکے سامنے گریہ و زاری کرتے ہیں اور شرکیہ وظائف و اوراد زبان پر لاتے ہوئے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ آپ نے عام طور پر یہ اشعار سنے ہونگے۔

امداد کُن امداد کُن

از رنج و غم آزاد کُن

در دین و دُنیا شاد کُن

یا شیخ عبدُالقادرا

ترجمہ :۔ اے پیر عبدالقادر جیلانی! ہماری امداد فرمایئے' ہماری امداد فرمایئے' ہمیں رنج و غم سے آزادی عطا کیجئے اور دین و دنیا میں ہمیں خوش فرما دیجئے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ ایسے شرکیہ عقائد و نظریات کے باوجود ہم پکے مسلمان اور مومن کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ شائد مولانا الطاف حسین حالی علیہ الرحمہ نے ایسے نام نہاد مسلمانوں کے حالات کی ہی عکاسی کی ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل ان کے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اور علامہ اقبال مرحوم نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔

میں جو سر بسجود ہوا تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

بات چل رہی تھی اصحاب کہف کے ایک رفیق' اللہ کے برگزیدہ ولی اور صالح نوجوان یملیخا کی کہ اس نوجوان نے مصیبت و پریشانی میں اپنے رب کے حضور درخواست پیش کی اور اولیاء اللہ کا یہی شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ رب سے دعائیں مانگتے اور اسی کے در پر جبین نیاز کو جھکاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو بھی یہی عقیدہ اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یملیخا' حاکمان شہر کے روبرو

حضرات محترم! یملیخا' اپنے رب کے حضور اپنی درخواست پیش کر کے مطمئن ہو گیا اور اس کے دل میں یقین پیدا ہو گیا کہ "میرا رب مجھے رسوا نہیں کرے گا۔"

یملیخا کو شہر افسوس کے دو حاکموں "اریوس" اور "اشطیوس" کے روبرو پیش کیا گیا ۔جب اس نے دیکھا کہ اسے ظالم و جابر بادشاہ دقیانوس کے دربار میں نہیں لایا گیا تو اسے کافی حد تک اطمینان حاصل ہو گیا اور طبیعت سنبھل گئی۔ لیکن یہ حاکمان شہر بھی اس کے سکے کو دیکھ کر متعجب و حیران ہوئے تاہم پھر بھی انہوں نے یملیخا پر کوئی سختی نہ کی۔ یہ حاکمان شہر انتہائی دیندار' پرہیزگار اور دین مسیح علیہ السلام کے پیروکار تھے۔ انہوں نے اس مرد صالح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ابتداءً حسب عادت بڑی نرم اور خوش کن گفتگو کی اور اسے ہر طرح کی تسلی دلاتے ہوئے اصل حالات بیان کرنے کو کہا۔ یملیخا نے بڑے اطمینان سے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا۔

"اے حاکمان شہر! مجھے کوئی دفینہ نہیں ملا یہ سکہ تو میرے باپ دادا سے میرے پاس آیا ہے۔ اس پر ضرب اور اس کی ٹکسال اسی شہر کی ہے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ خود مجھے اپنی حالت سمجھ میں نہیں آرہی کہ کل میں نے کیا دیکھا تھا اور آج کیا دیکھ رہا ہوں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۸۵ جلد ۷)

شہر کے دو حاکموں میں سے ایک نے سوال کیا کہ تم کون ہو۔ یملیخا نے جواب دیا۔ میں اسی شہر کا باشندہ ہوں۔ پوچھا۔ تیرے باپ کا نام کیا ہے اور کیا تجھے کوئی پہچانتا بھی ہے۔

یملیخا نے اپنے باپ کا نام بتایا۔ مگر حاضرین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس کے باپ کو جانتا ہو۔ اب حاکم شہر نے تیور بدلے اور تلخ لہجے میں کہا۔ اَنْتَ رَجُلٌ کَذَّابٌ لَا تُنَبِّئُنَا بِالْحَقِّ۔ تو جھوٹا آدمی ہے ہمیں سچی بات نہیں بتاتا۔ یہ سن کر یملیخا نے سر جھکا لیا اور اسے کوئی سمجھ نہ آئی کہ اب کیا جواب دے۔ حاضرین میں سے ایک نے آواز لگائی۔ یہ دیوانہ ہے۔۔۔۔ دوسرا بولا دیوانہ نہیں' جان بوجھ کر چھوٹنے کیلئے دیوانہ بنا ہوا ہے۔ حاکم شہر کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے تند و تیز اور غصیلی نگاہوں سے اس نوجوان کو دیکھا اور ترش انداز میں بولا۔

"اے نوجوان! تو ہمارا مذاق اڑانا چاہتا ہے۔ دیکھو! تم ابھی جوان ہو اور ہمارے بال سفید ہو چکے ہیں۔ تیرے ارد گرد شہر کے رؤساء اور امراء ہیں۔ اس شہر کے تمام پرانے دفینے اور خزانے ہمارے پاس محفوظ ہیں مگر ان میں سے کوئی درہم و دینار تیرے سکے جیسی ضرب (ساخت) کا نہیں ہے اگر تو نے صحیح حقیقت سے آگاہ نہ کیا تو میرا ارادہ بن رہا ہے کہ تجھے سخت سزا دے کر قید کر دوں اور اس وقت تک قید میں بند رکھوں جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک تو فتنہ ملنے کا قرار نہ کرلے۔" (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۲ جلد ۴)

دقیانوس کہاں گیا۔

حاکم شہر کی دھمکی آمیز گفتگو سن کر اس ولی کامل نے کہا کہ میں آپ لوگوں سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اس کا درست جواب دے کر مطمئن کردیں تو میں بھی آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کردوں گا۔ حاکم شہر اور حاضرین نے بیک آواز کہا۔ سَلْ لَا نَكْتُمُكَ شَيْئًا۔ پوچھو، ہم تجھ سے کوئی چیز نہ چھپائیں گے ---- یملیخا نے کہا۔ مَافَعِلَ الْمَلِكُ دَقْيَانُوْسُ۔ دقیانوس بادشاہ کے ساتھ کیا ہوا اور وہ کہاں گیا۔ لوگوں نے کہا کہ آج تو روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ موجود نہیں ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ اِلَّا مَلِكٌ هَلَكَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ وَلَهُ دَهْرٌ طَوِيْلٌ وَهَلَكَ بَعْدَهُ قُرُوْنٌ كَثِيْرَةٌ۔

ترجمہ ⬅ وہ پرانے زمانے کا ایک بادشاہ تھا جسے ہلاک ہوئے طویل زمانہ گزر گیا اور اس کے بعد بھی کئی صدیاں بیت گئیں ہیں۔

اب یملیخا نے اصل حقیقت کو چھپانا مناسب نہ سمجھا اور یوں گویا ہوا۔

"جو میں بیان کرنے والا ہوں اسے سن کر آپ میں سے کوئی شخص مجھے سچا نہیں مانے گا۔ مگر حقیقت حال یہی ہے کہ ہم چند نوجوان دین الٰہی پر قائم تھے۔ بادشاہ نے ہمیں شرک اور بت پرستی پر مجبور کیا تو ہم نے صاف انکار کردیا اور اپنے ایمان و جان کی حفاظت کیلئے شہر سے بھاگ گئے اور (یہ کل کی بات ہے) ہم نے ایک غار میں پناہ لی۔ وہاں ہم سو گئے اور آج بیدار ہو کر میں اپنے ساتھیوں کے لئے شہر میں کھانا خریدنے اور حالات کا جائزہ لینے آیا ہوں تو میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آگیا ہے۔ اب بھی میرے توحید پرست رفقاء کوہ بیجلوس کی غار میں موجود ہیں اگر تمہیں میری بات پر اعتبار نہ آئے تو میرے ساتھ چلو میں ان سے تمہاری ملاقات کروادیتا ہوں۔

حاکم شہر اور اہل شہر یملیخا کی باتیں سن کر از حد حیران ہوئے۔ البتہ حاکم شہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بادشاہ) نے کسی سے یہ بات سن رکھی تھی کہ پرانے زمانے میں چند نوجوان اس طرح بھاگ گئے تھے اور ان کے نام محافظ خانہ کے اندر کسی تختی پر لکھے ہوئے ہیں۔اس نے سرکاری اہل کاروں کو وہ تختی تلاش کرنے کا فوری حکم دیا' اتفاقاً وہ تختی مل گئی۔جب اس میں درج ناموں کو پڑھا گیا تو اس میں یملیخا کا نام موجود تھا۔یملیخا سے اس کے دوسرے ساتھیوں کے نام دریافت کئے گئے تو وہ بالکل وہی نام تھے جو تختی پر لکھے ہوئے تھے۔یملیخا کی باتیں سن کر اور محافظ خانہ کی تختی سے نام پڑھ کر حاکمان شہر (اریوس اور اشطیوس) اور امراء و رؤساء کو واقعہ کا یقین آگیا اور یملیخا کے ہمراہ اصحاب کہف کی ملاقات و زیارت کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔سبحان اللہ۔

غار میں اصحاب کہف کی پریشانی

ادھر غار میں اصحاب کہف کو یملیخا کا شدید انتظار تھا مگر جب کافی وقت گزرنے کے باوجود وہ واپس نہ آیا تو اصحاب کہف بے حد پریشان ہوئے اور انہوں نے خیال کیا کہ یملیخا کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اسے جابر حاکم دقیانوس کے دربار میں پیش کر دیا گیا ہو گا اور وہ اس پر ظلم و ستم کر رہا ہو گا۔

ابھی وہ اسی سوچ و بچار میں تھے کہ غار سے باہر گھوڑوں کی ٹاپیں اور لوگوں کی آوازیں سنائی دیں۔وہ فوراً سمجھ گئے۔کہ یہ دقیانوس کے بھیجے ہوئے افراد ہمیں گرفتار کرنے کیلئے ہماری غار کی طرف آرہے ہیں۔اب ان کی پریشانی اور بڑھ گئی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس گھبراہٹ کی حالت میں ہمیں اللہ کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور نماز میں مصروف ہو جانا چاہیے۔قرآن حکیم کا بھی یہی حکم ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○

(سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۵۳)

ترجمہ ← اے اہل ایمان! صبر اور نماز کے ذریعے (اللہ سے) مدد طلب کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ

إِذَا حَزَبَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا حَزَنَهُ) أَمْرٌ فَزِعَ إِلَى الصَّلٰوةِ۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۷ جلد ۱)

ترجمہ ← جب آپ ﷺ کو کوئی اہم (اور ایک روائیت میں ہے پریشانی کا) معاملہ پیش آجاتا تو آپ فوراً نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔

چنانچہ اصحاب کہف بھی اس پریشانی' گھبراہٹ اور تکلیف کی حالت میں نماز کی طرف متوجہ ہوئے۔ فَقَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ۔ انہوں نے فوراً نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اور نماز کے بعد سب نے ایک دوسرے کے لئے امن' سلامتی اور استقامت کی دعا مانگی۔ اور مشورہ کے بعد طے پایا کہ اب ہمیں خود ہی غار سے نکل کر دقیانوس بادشاہ کے دربار میں پیش ہونا چاہیے۔ ہمارا ساتھی یملیخا وہاں ہمارے انتظار میں ہو گا۔ باہر سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں بھی آرہی ہیں۔ لہذا چلیں اور گرفتاری پیش کر دیں مگر یہ یاد رکھیں کہ "جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔" سبحان اللہ۔

حاکمان شہر کی آمد

ابھی اصحاب کہف' غار کے اندر یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یملیخا اہل شہر کو باہر کھڑا کر کے اکیلا غار کے اندر گیا اور ساتھیوں کو پریشان دیکھ کر بے ساختہ رونے لگ گیا۔ اصحاب کہف کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ پڑے۔ ایک دوسرے کو تسلیاں دیں۔ آخر یملیخا سے حالات دریافت کئے۔ اس نے تمام واقعات سے اپنے رفقاء کو آگاہ کیا اور بتایا کہ اب حالات یکسر بدل چکے ہیں۔ ملک بھر میں دین عیسوی کا بول بولا ہے۔ ہم پر اللہ کی قدرت سے صدیوں سے نیند کا غلبہ رہا ہے شہر کے لوگ غار کے باہر آپ کی ملاقات اور زیارت کیلئے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

یملیخا کے اندر چلے جانے کے بعد لوگوں نے غار کے ارد گرد صورت حال کا جائزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لینا شروع کیا تو وہاں سے ایک صندوق برآمد ہوا' اسے کھولا یا تو اندر رانگ (قلعی) کی دو تختیاں نظر آئیں جن پر لکھا ہوا تھا۔

"مکسلمینا (مخشلمینا)' یملیخا' مرطونس' کشلونس' بیرونس' دیموس' بطیوس اور قالوس' ظالم بادشاہ دقیانوس کے ڈر سے بھاگ گئے تھے تاکہ وہ انہیں دین سے منحرف نہ کر سکے اور وہ اس غار میں گھس گئے تھے۔ بادشاہ نے اطلاع پا کر اس غار کا منہ پتھروں سے بند کروا دیا۔ ہم نے ان نوجوانوں کے یہ مختصر حالات اس لئے لکھ کر اس صندوق میں محفوظ کر دیئے تاکہ بعد میں آنے والے لوگوں میں سے اگر کوئی اسے پڑھے تو اسے ان نوجوانوں کے واقعہ کا علم ہو جائے۔" (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۲ جلد ۴' تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۸۶ جلد ۷)

اصحاب کہف کی حاکمان شہر سے ملاقات ہوئی تو ان کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے اور طویل مدت تک غار میں سوئے رہنے کے ان پر کوئی آثار و اثرات نہ تھے یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی بوسیدہ اور پرانے نہیں ہوئے تھے۔ حاکمان شہر اریوس اور اشطیوس اس صورت حال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر پڑے۔ اس کی حمد و ثناء اور تعریف و تسبیح کی جس نے اپنی نشانیوں میں اتنی بڑی نشانی انہیں دکھائی۔

بادشاہ کی آمد

نیک دل بادشاہ "بیدوسیس" کی دعاء رنگ لائی اور اللہ رب العالمین نے جسمانی حشر کے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے تین سو نو سال بعد اصحاب کہف کو بیدار کر کے' ان کی قوم سے ملاقات کروا کے یہ ثابت کر دیا کہ جو رب العالمین اتنے طویل عرصہ بعد اصحاب کہف کو بیدار کر سکتا ہے وہی اللہ' موت کے بعد انسانوں کو زندہ کر کے اپنے دربار میں پیش کر سکتا ہے۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

اب حاکمان شہر نے روم کے بادشاہ بیدوسیس کو اس صورت حال سے تحریراً آگاہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس سے درخواست کی کہ وہ تشریف لائیں اور اللہ کی قدرت کی اس نشانی کو بچشم خود ملاحظہ فرمائیں جو نشانی رب کائنات نے لوگوں کی ہدائیت کے لئے آپ کے دور سلطنت میں ظاہر فرمائی ہے کہ تین سو نو سال بعد رب نے اصحاب کہف کو بیدار کردیا ہے بادشاہ نے جب یہ خبر سنی تو اس کا سارا غم جاتا رہا اور اس نے اللہ کا شکر بجالاتے ہوئے کہا۔

اَحْمَدُکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْبُدُکَ وَاُسَبِّحُ لَکَ تَطَوَّلْتَ عَلَیَّ وَرَحِمْتَنِیْ وَلَمْ تُطْفِیءِ النُّوْرَ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِاٰبَائِیْ وَلِلْعَبْدِ الصَّالِحِ بَیْدروس الْمَلِکَ (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۳ جلد ۴)

ترجمہ ::::◀ اے آسمانوں اور زمین کے مالک! میں تیری حمد و ثناء کرتا ہوں اور تیری عبادت کرتا اور تیری پاکی بیان کرتا ہوں تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا' بڑی مہربانی کی اور جو روشنی تو نے میرے آباء اجداد اور نیک بندے بیدروس بادشاہ کو عطا فرمائی تھی وہ مجھے بھی مرحمت فرمائی اور میرے لئے اس نور کو بجھنے نہیں دیا۔

اب اس واقعہ کی ملک بھر میں عام شہرت ہوگئی اور لوگ جوق در جوق ''افسوس'' شہر کی طرف آنے لگے۔ بادشاہ بیدوسیس بھی اعیان حکومت کے ہمراہ آیا اور سب لوگ اس غار کی طرف چل دیئے۔ اصحاب کہف نیک دل بادشاہ کی ملاقات سے از حد مسرور ہوئے اور اللہ کریم کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔ بادشاہ نے ان کا بے حد احترام اور ادب کیا اور دوزانوں ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

تھوڑی ملاقات کے بعد اصحاب کہف نے بادشاہ اور عوام کو دعائیں دے کر رخصت کردیا اور کہا کہ۔

نَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حَفِظَکَ اللّٰہُ وَحَفِظَ مُلْکَکَ وَنُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ○ (تفسیر خازن صفحہ ۲۰۳ جلد ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟸ ہم آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ پر اللہ کی سلامتی' اس کی رحمت اور برکت نازل ہو' اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے ملک کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو جن وانس کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔

ابھی بادشاہ اور عوام وہیں کھڑے تھے کہ اصحاب کہف واپس اپنی غار کی طرف لوٹ گئے اور غار میں داخل ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو قبض کر لیا اور غار کے قریب ایسا رعب طاری کر دیا کہ اس کے بعد کسی کو اس غار کی طرف جانے کی جرات و ہمت نہ ہوئی۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ۔

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

ترجمہ ⟸ اور تم ان کی طرف جھانک کر دیکھو تو منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہو اور تجھ پر رعب اور دہشت طاری ہو جائے۔

بیداری کی وجہ تشہیر

جیسا کہ پچھلے خطبہ جمعہ میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ اس زمانے کے نصرانیوں میں عقائد کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں اور ان میں ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہو گیا تھا جو سرے سے قیامت کا منکر تھا یا جسمانی حشر کا قائل نہ تھا بلکہ اس عقیدے کے حاملین کا مذاق اڑاتا تھا۔ بادشاہ وقت "بیدوسیس" کو اس امر سے بڑی تشویش تھی اور اس کے لئے اپنے دین کے اس بنیادی عقیدے کی تضحیک ناقابل برداشت تھی لیکن اس کے پاس ایسی کوئی ظاہری' عقلی اور نظر آنے والی قوی دلیل نہ تھی جس سے وہ منکرین قیامت کو دندان شکن جواب دے سکے۔

آخر اس نے اللہ رب العالمین سے عاجزانہ دعا کی کہ وہ اپنی قدرت سے کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما دے جس سے منکرین حشر کو جسمانی حشر کا یقین آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں سال قبل سونے والے اصحاب کہف کو صحیح سلامت اور تندرست جسموں کے ساتھ بیدار کر کے اور اس واقعہ عجیبہ کو مشہور کر کے اپنی قدرت کاملہ کا ایک ناقابل تردید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثبوت مہیا فرمادیا اور سب کو یقین کرنا پڑا کہ جو رب تین سو نو سال تک غار میں سونے والوں کو صحیح و سالم اٹھا سکتا ہے وہ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کرکے اپنے دربار میں کھڑا کر سکتا ہے۔

قرآن مجید' اصحاب کہف کی بیداری اور اس واقعہ کی تشہیر کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ

ترجمہ ــــ اور اسی طرح ہم نے وہاں کے لوگوں کو اصحاب کہف سے آگاہ کردیا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور بے شک قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

قوم میں اختلاف

اصحاب کہف نے بیداری کے چند دن بعد طبعی وفات پائی تو قوم کے درمیان ایک نیا اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض افراد قوم کا خیال تھا کہ اب بھی اصحاب کہف پر موت واقع نہیں بلکہ پہلے کی طرح ان پر نیند مسلط کردی گئی ہے اور اب پھر دوبارہ بیدار ہونگے جبکہ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ اصحاب کہف کو اللہ تعالیٰ نے ایک نشانی کے طور پر ظاہر فرمایا تھا اب ان پر موت طاری ہو چکی ہے لہٰذا قیامت سے قبل کے اٹھنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قوم کے اختلاف کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کے مطابق اصحاب کہف کی وفات کے بعد قوم دو گروہوں میں بٹ گئی بعض لوگوں نے کہا ان توحید پرست نوجوانوں کی یادگار کے طور پر اس غار کے منہ پر ایک عمارت بنادی جائے تاکہ غار کا دروازہ بھی بند ہو جائے اور کوئی اندر نہ جا سکے اور ان کی یادگار بھی قائم ہو جائے۔ بعض لوگوں کا اصرار تھا کہ ہم یہاں کوئی عمارت بنانے کی بجائے مسجد تعمیر کریں گے۔ چنانچہ اہل غلبہ کی حسب خواہش وہاں مسجد تعمیر کی دی گئی۔

اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی قوم کے اس اختلاف کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ○

ترجمہ ◄ جب وہ لوگ ان کے معاملے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو بعض نے کہا کہ ان (کی غار) پر کوئی عمارت بنا دو۔ ان کا رب ان کے احوال سے خوب واقف ہے۔ وہ لوگ اپنے کام پر غالب تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ضرور ان پر ایک مسجد تعمیر کریں گے۔

قبروں پر مسجدیں

بعض لوگوں نے سورۃ کہف کی اس آئیت مبارکہ کا بالکل الٹا مفہوم مراد لیا ہے اور وہ اسے دلیل بنا کر صلحاء، اولیاء اور اصفیاء کی قبروں پر مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم کی مذکورۃ الصدر آئیت مبارکہ میں نصرانیوں یعنی عیسائیوں کی گمراہی اور ضلالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ ○ (صحیح بخاری صفحہ ۱۷۹ جلد ۱، کتاب الجنائز، سنن نسائی صفحہ ۸۲ جلد ۱، کتاب المساجد)

ترجمہ ◄ ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب ان میں سے کوئی صالح مرد (ولی) فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں اس کی تصویریں بنا دیتے، یہ لوگ (قبروں پر مسجدیں بنانے والے) اللہ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین انسان ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، مزکیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مرض الموت کی شدت میں قبروں پر مسجدوں کی تعمیر کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ۔

(صحیح بخاری صفحہ ۱۷۷۔ کتاب الجنائز، سنن نسائی صفحہ ۸۲ جلد ۱، کتاب المساجد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں (عبادت گاہ) بنالیا۔

جب انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے تو اولیاء و اتقیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا کیسے جائز اور ثواب کا کام ہو سکتا ہے؟۔

ہمارے ملک میں اولیاء و صلحاء کی قبروں کے علاوہ عام مسلمانوں کی قبروں پر عمارت بنانے' قبہ تعمیر کرنے اور قبروں کو پختہ کرنے کا بڑا رواج ہے۔ حالانکہ ہادی کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ان تمام امور سے اپنی امت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ حدیث کی معتبر و مستند کتاب سنن نسائی کی ان احادیث پر غور فرمائیں۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ اَوْ يُجَصَّصَ۔ (سنن نسائی صفحہ ۲۲۳ جلد ۱' کتاب الجنائز)

ترجمہ ← حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے' اسے زیادہ بڑا کرنے۔ اور قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (سنن نسائی صفحہ ۲۲۳ جلد ۱' کتاب الجنائز)

ترجمہ ← حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کیلئے (بکثرت) جانے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر اور وہاں چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس زمانے کے بعض مسلمانوں نے دین ہی ان چیزوں کو سمجھ رکھا ہے کہ ہر جمعرات کو قبروں پر دیے جلائے جائیں' پختہ قبریں بنائی جائیں' وہاں چراغاں کا انتظام کرلیا جائے' سالانہ میلہ لگوادیا جائے اور غیراللہ کے نام کی نذریں نیازیں پکائی جائیں۔ ایسے لوگوں کو نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ احادیث پر غور کرنا چاہیے اور اپنے افعال و اعمال کی اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

بحث مباحثہ سے اجتناب

اصحاب کہف کی وفات کے بعد عیسائیوں میں ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہو گیا اور بعض روایات میں ہے کہ ایک دفعہ نجران کے عیسائی نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب کہف کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ عیسائیوں کے درمیان ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا "سید" نامی عیسائی راہب جس کا تعلق یعقوبیہ فرقہ سے تھا، نے کہا کہ اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا جبکہ نسطوریہ فرقہ کے "عاقب" نے کہا کہ اصحاب کہف پانچ تھے، چھٹا ان کا کتا تھا اور بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ وہ سات نوجوان تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا کہ یہ محض ان کی قیاس آرائیاں اور تخمینے ہیں۔ البتہ معدودے چند افراد کو ان کی صحیح تعداد کا علم ہے اور یہ کونسی اہم بات ہے کہ جس کیلئے تم آپس میں جھگڑ رہے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ وہ ان کی تعداد کو خوب جانتا ہے اور اس واقعہ سے حاصل ہونے والی عبرتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ۔ "میں ان قلیل آدمیوں میں سے ہوں جو اصحاب کہف کی صحیح تعداد سے واقف ہیں، وہ سات تھے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے "اصحاب کہف سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔" (تفسیر مظہری مترجم ۱۴۹ جلد ۷)

تاہم اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اصحاب کہف کے متعلق بحث مباحثہ سے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان کے بارے میں جو معلومات قرآن مجید میں بیان فرما دی گئی ہیں انہیں ذہن نشین رکھو اور اہل کتاب سے بھی اس بارے میں سوال نہ کرو۔ ہاں اگر کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرسری گفتگو ہو جائے تو کوئی حرج نہیں-ویسے ان آیات واضحات کے بعد تمہیں کسی سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے-ارشاد ربانی ہے-

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝

ترجمہ ⇐ بعض کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے وہ پانچ تھے' چھٹا ان کا کتا تھا' یہ سب ان دیکھے تخمینے ہیں اور بعض کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا- آپ فرمایئے' میرا رب ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے' ان کی صحیح تعداد کو چند افراد ہی جانتے ہیں- پس ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر سرسری گفتگو اور ان کے متعلق ان (اہل کتاب) میں سے کسی سے دریافت نہ کرو-

عبرتیں اور نصیحتیں

بعض مورخین و مفسرین نے اصحاب کہف کی تعداد اور انکے کتے کے رنگ و نام کے بارے میں طویل بحثیں کی ہیں- اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اصل چیز اصحاب کہف کی تعداد اور دوسری تفصیلات نہیں بلکہ اصل چیز وہ عبرتیں' نصیحتیں اور سبق ہیں جو اس قصے سے حاصل ہوتے ہیں- جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں-

① اصحاب کہف کے واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ایک سچے مومن کو کسی حال میں حق سے منہ موڑنے اور باطل کے سامنے سر جھکانے کیلئے تیار نہیں ہونا چاہیے-

② اس قصہ سے سبق حاصل ہوتا ہے کہ مسلمان کو عقیدہ توحید پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اور اپنے صحیح نظریات کے بیان میں مداہنت سے کام نہیں لینا چاہیے-

③ توحید پرست کو ظالم و جابر بادشاہ کے دربار میں کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے

④ مومن کامل کا اعتماد دنیوی اسباب پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ حق پرستی کیلئے حالات سازگار نہ بھی ہوں تو اللہ کریم کے بھروسے پر حق کے لئے قدم اٹھا دینا چاہیے۔

⑥ "عادت جاریہ" جسے قانون فطرت کہا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کا پابند نہیں بلکہ وہ۔عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔وہ جب اور جہاں چاہتا ہے اس قانون کو بدل کر غیر معمولی کام ظاہر کر دیتا ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز تک کسی پر نیند مسلط کرنے کے بعد اسے اس طرح اٹھانے پر قادر ہے کہ اس کی عمر' شکل و صورت' لباس' تندرستی غرض کسی چیز پر بھی امتداد زمانہ کا اثر نہ ہو۔

⑧ تمام نوع انسانی کو حشر کے دن بیک وقت زندہ کر کے اٹھانا' اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔

⑨ جاہل انسان ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ظاہر کردہ نشانیوں کو اپنے لئے ذریعہ ہدائیت بنانے کی بجائے اسے مزید گمراہی کا سامان بنا لیتے ہیں جیسا کہ اصحاب کہف کے ظہور کی کرامت اللہ تعالیٰ نے اس لئے دکھائی۔ تاکہ لوگ اس سے آخرت کا یقین حاصل کریں مگر انہوں نے اس نشانی کو یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اور "ولی" انہیں پوجنے کیلئے عطا کر دیئے ہیں۔

⑩ ایک مومن کا شیوہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات و فرمودات اور بیان کردہ واقعات کو من و عن تسلیم کرے اور ان کے بارے میں بحث و مباحثہ سے مکمل اجتناب کرے۔تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

اللہ رب العالمین سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اصحاب کہف کے واقعہ سے عبرت حاصل کر کے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 6

اِن شاء اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ○ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ○ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖ اَحَدًا ○ وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○ (سورۂ کہف آیت نمبر ۲۳ تا ۲۷)

ترجمہ ـــ اور کسی کام کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور جب تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر لے اور کہو کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ قریبی ہدائیت کی راہ دکھلائے گا۔ اور وہ غار میں ٹھہرے تین سو سال اور انہوں نے اس پر نو سال زیادہ کئے۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے ٹھہرنے کی مدت کو بہتر جانتا ہے۔ اسی کیلئے ہے غیب کا علم جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ بڑا دیکھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا اور سب کی سننے والا ہے' اس اللہ کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور جو آپ کی طرف آپ کے رب کی کتاب سے وحی کی جاتی ہے اسے تلاوت کریں۔ اور اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اور آپ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں پائیں گے۔

ہر قسم کی تعریفات و تسبیحات صرف اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ جو ہر چیز پر قادر اور مختار کل ہے' جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ جو ہر چیز کا خالق' مالک' حاکم اور رازق ہے۔ ساری دنیا اس کی محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں' اس کی نہ اولاد ہے نہ ماں باپ' اس کا کوئی بھائی ہے نہ بہن' وہ قدیم ہے' حی و قیوم اور رؤف و رحیم ہے۔ وہ وحدہ لاشریک اور علیم بذات الصدور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام' امام الانبیاء' شافع روز جزا' سید الاتقیاء' قدوۃ الصلحاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جنہیں رب العالمین نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور جن کی تشریف آوری کی برکت سے رب کائنات نے ہدایت کائنات کیلئے قرآن مجید' فرقان حمید جیسی محترم' مقدس' بے مثل' لاریب اور باکمال کتاب کو نازل فرمایا کہ اس کتاب عظیم کا پڑھنا باعث ثواب اور اس پر عمل کرنا موجب نجات ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مشیت الٰہی

معزز حضرات! اللہ رب العالمین نے اپنے رسول رحمۃ للعالمین کی مختلف مواقع پر تعلیم و تربیت اور اصلاح و تادیب فرمائی ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے کسی فرد بشر کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا بلکہ ان کا معلم' مربی اور مودب خود خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک ہے' یہ وہ اسباق جو خالق کائنات نے رسول کائنات کو پڑھائے ان میں سے ایک اہم سبق کا تذکرہ آج کی زیر خطبہ آیات میں ہے اور وہ سبق ہے "ہر کام کو مشیت الٰہی کے سپرد" کرنے کا سبق۔ فرمایا' اے میرے نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم! جب آپ کسی کام کے کرنے' کسی امر کے بجالانے اور کسی عمل کو سرانجام دینے کا ارادہ فرمائیں تو یوں نہ کہا کریں کہ "میں فلاں وقت یہ کام کروں گا۔" بلکہ یوں فرمایا کریں کہ اگر میرے اللہ کو منظور ہوا تو میں فلاں وقت فلاں کام کروں گا۔ اس سے ایک تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگی کہ کسی انسان کے پاس وسائل کی کتنی فراوانی اور کثرت ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت شامل حال نہ ہوگی۔ اس کا کوئی کام بھی مکمل نہ ہوسکے گا اور اس کی تمام کوششیں اور اسباب بے کار ہو جائیں گے۔ اور دوسرا مومن کی شان اور اللہ والوں کی پہچان بھی یہی ہے کہ وہ ہر کام کو اللہ کریم کے سپرد کردیتے ہیں۔ تاکہ اس کے فضل وکرم سے اس کام کی تکمیل کے راستے کی تمام رکاوٹیں خود بخود ہی دور ہوتی چلی جائیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ تعلیم دیتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ۔

ترجمہ ⟸ اور آپ کسی چیز کے بارے میں یوں نہ فرمائیں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر یوں کہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

شان نزول

اسی سورت مبارکہ کے پہلے خطبے میں یہ بات تفصیل سے بیان ہوچکی ہے کہ مشرکین مکہ نے یہودیوں کے مشورہ پر آنحضرت ﷺ سے تین سوال دریافت کئے تھے۔ جن میں سے ایک روح کے بارے میں' دوسرا اصحاب کہف کے متعلق اور تیسرا ذوالقرنین کے بارے میں تھا۔ نبی اکرم ﷺ کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد ہی ان سوالات کے جوابات سے آگاہ فرمادے گا۔ اس لئے آپ نے فرمادیا کہ میں ان سوالات کے جوابات کل دوں گا۔ مگر آپ ﷺ نے کل کا وعدہ کرتے وقت انشاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) نہ کہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور باختلاف روایات چند دن' پندرہ دن یا اٹھارہ دن آنحضرت ﷺ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ اس لئے آپ اپنے وعدے کے مطابق مشرکین کے سوالات کے جوابات نہ دے سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے، تمسخر کرتے اور آوازے کستے تھے۔ اور کہتے تھے۔ اے محمد! (ﷺ) تیرا کل کب آئے گا۔ ہم کہتے نہ تھے کہ تجھ پر کوئی وحی نہیں آتی۔ بلکہ تو نے محض اپنا رعب قائم کرنے کیلئے ایک ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اگر تم واقعی رسول برحق ہو تو ہمارے سوالوں کے جواب دو۔ وگرنہ اعلان کردو کہ مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوتی۔ غرض۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ مخالفین اسلام کے منہ کھلے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنھم سخت پریشان اور حیران۔ کہ پندرہ یا اٹھارہ دن کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آج کے خطبے کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے اور فرمایا۔ اے میرے رسول ﷺ!

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ۔

ترجمہ ⬅ آپ کسی کام کے بارے میں یوں نہ کہیں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ بلکہ یوں کہیئے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

یعنی تم اپنے مستقبل کے ہر فعل کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع کر دیا کرو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو میں فلاں دن فلاں کام سرانجام دوں گا۔

حضرت سلیمان اور انشاء اللہ

معزز حضرات! یہ بات تو بالکل واضح اور عیاں ہو گئی کہ ایک مسلمان کو ہر کام کا وعدہ کرتے وقت انشاء اللہ ضرور کہنا چاہیے۔ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی پیغمبر، نبی اور رسول بھی کسی کام کے بارے میں انشاء اللہ نہ کہے تو اس کا کام بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کا ایک مختصر واقعہ آپ نے ابھی سماعت فرمایا۔ کتب احادیث میں اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بھی مذکور ہے۔ آپ بھی سنئے اور انشاء اللہ کی اہمیت کا اندازہ فرمائیے۔ ہوا یوں کہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سوچا کہ میں آج شب اپنی تمام ازواج کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کروں تو ہر ایک بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جو میدان جہاد میں خدمات سرانجام دے گا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات کہی تو "انشاء اللہ" کہنا بھول گئے اور ایک ساتھی کے یاد دلانے پر بھی یہ الفاظ زبان سے ادا نہ کر سکے۔ اللہ رب العالمین کو اپنے اولوالعزم پیغمبر کا یہ انداز پسند نہ آیا اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس دعوے اور خواہش کو اس طرح غلط ثابت کر دیا کہ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف ایک بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ناقص، نامکمل اور مردہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہیں فوراً احساس ہوا کہ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ انشاء اللہ کہے بغیر میں نے اپنی بات پر اصرار کیا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اس سے مغفرت طلب کی اور دعا مانگی۔ بقول بعض مفسرین قرآن حکیم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے وہ انہوں نے اسی موقع پر مانگی تھی۔ قرآنی الفاظ ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○

(سورۃ ص - آیت نمبر ۳۵)

ترجمہ — اور البتہ تحقیق ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو آزمائش میں مبتلا کیا اور ان کی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا۔ پھر انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ کہا۔ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو میسر نہ آئے۔ بیشک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

بعض علماء تفسیر کا بیان ہے کہ۔ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا۔ سے مراد وہی مردہ اور ناتمام بچہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بیوی کے ہاں پیدا ہوا تھا۔ مگر ہمارا مقصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سورۂ ص کی ان آیات کی تفسیر اور مفسرین کا اختلاف بیان کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات عرض کرنا مقصود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا جلیل القدر پیغمبر بھی اگر مستقبل کے کام کے بارے میں "ان شاء اللہ" نہ کہے تو ان کا کام بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ نبی رحمت ﷺ کی زبان مبارک کے مقدس اور پاکیزہ الفاظ سنئے۔ اور دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام کا ارادہ اور فیصلہ کرتے وقت انشاء اللہ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ "إِنْ شَاءَ اللَّهُ" فَلَمْ يَقُلْ فَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ تِسْعِينَ وَهُوَ أَصَحُّ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۴۸۷ جلد ا)

ترجمہ ← حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ آج کی رات میں اپنی ستر بیویوں (ایک روایت میں ہے نوے بیویوں) کے پاس جاؤں گا۔ تاکہ ان میں سے ہر ایک کے ہاں ایک طاقت ور بچہ پیدا ہو جو (جوان ہو کر) اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ ان کے ایک وزیر (یا فرشتے) نے ان سے کہا۔ ان شاء اللہ۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ جملہ اپنی زبان سے ادا نہ فرمایا۔ تو (نتیجہ یہ ہوا کہ) کوئی بیوی بھی حاملہ نہ ہوئی۔ البتہ ایک بیوی کے ہاں ناقص الخلقت (مردہ) بچہ پیدا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام۔ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو ہر ایک بیوی سے مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوتا۔ سبحان اللہ۔

جو منظور خدا ہوتا ہے

حضرات گرامی! اب تک بحث سے یہ بات ہمارے قلب و ذہن میں پختہ ہو جانی چاہیے کہ کوئی کام بھی رب تعالیٰ کی مشیت کے بغیر پایۂ تکمیل نہیں پہنچ سکتا۔ انسان چاہے جیسی بھی منصوبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندی کرتا ہے۔ پروگرام بناتا ہے اور کام کو سرانجام دینے کے لئے اسباب و وسائل جمع کرتا ہے۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوگا۔ اس کا کام مکمل نہیں ہوسکے گا۔ یہی بات قرآن حکیم کے آخری سپارے میں ان الفاظ سے بیان کی گئی ہے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورت التکویر آئیت نمبر ۲۹)

ترجمہ ⇐ تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

قرآن مجید کے انتیسویں سپارے میں اسی مفہوم کو بالفاظ دیگر بیان کیا گیا ہے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(سورت دھر آئیت نمبر ۳۰)

ترجمہ ⇐ اور تم نہیں چاہتے مگر جو اللہ چاہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن عزیز کو سمجھنے، سمجھانے، پڑھنے، پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب مبین میں مختلف اسالیب میں انسانوں کو یہ بات سمجھائی اور بتائی گئی ہے کہ ہر چیز کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ وہ جو چاہے وہی ہوتا ہے۔ سارا جہاں ایک طرف ہو اور رب دو جہاں ایک طرف ہو۔ ساری کائنات کے انسانوں کی خواہش نامکمل اور ناتمام ہو سکتی ہے مگر رب کے فیصلے اور مشیت کے خلاف کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ وہ اگر کسی کو عزت عطا فرمانا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ذلت سے دوچار نہیں کرسکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ذلت میں مبتلا کردے تو ساری کائنات مل کر بھی اسے صاحب عزت نہیں بنا سکتی۔ تیسرے سپارے میں فرمان رب العالمین ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورۃ آل عمران آئیت نمبر ۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⇐ اے پیغمبر! ﷺ فرما دیجئے' اے میرے اللہ! اے سب ملکوں کے مالک تو جسے چاہتا ہے بادشاہت عطا فرما دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآنی آیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنی آخری کتاب میں اس مسئلہ کہ "وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔" کو دو صد بائیس مرتبہ بیان فرمایا ہے اور اس مفہوم کی ادائیگی کیلئے مختلف الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

ان قرآنی الفاظ کو جمع کیا جائے تو کل تعداد 222 بنتی ہے اور ان تمام الفاظ کا مفہوم اور معنی ایک ہی ہے کہ کوئی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت حاصل نہ ہو۔

آیئے۔ ان میں سے چند آیات قرآنی اور ترجمہ سنئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ خالق ارض و سماء ہم سب کو ہر کام شروع کرنے سے قبل "انشاء اللہ" کہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

تخلیق انسانیت

بزرگان محترم! قران حکیم کی متعدد آیات بابرکات میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ حقیر قطرۂ آب سے انسان کو وجود بخشا' استقرار حمل کے بعد اسے مختلف مدارج اور مراحل سے گزار کر ماں کی گود میں پیدا فرمانا۔ بعض کی تخلیق مکمل اور بعض کی نامکمل ہونا۔ اسے بچپن اور لڑکپن کے بعد شباب و جوانی عطا فرمانا اور پھر بڑھاپے اور ادھیڑ عمری تک پہنچا کر موت کا وقوع پذیر ہونا۔ صرف اور صرف اللہ رب العزت ہی کی مشیت کے تابع ہے۔ اگر اس کا حکم یا اذن' اجازت اور مشیت نہ ہو تو یہ سارے مراحل کسی صورت میں بھی مکمل نہ ہو سکیں اور انسان عدم سے وجود حاصل نہ کر سکے تفصیل میں جائے بغیر ہم صرف دو آیات مقدسات کے الفاظ اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ۔الی آخرہ (سورۃ حج)

ترجمہ ⟵ اے لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد پھر اٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہو تو اس امر میں غور کرو کہ تمہیں مٹی سے ہم نے ہی پیدا کیا تھا۔پھر نطفہ سے 'خون کے لوتھڑے' پھر گوشت کے ٹکڑے سے 'بعض کی تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض کی نامکمل۔ تاکہ تمہارے لئے اپنی قدرت ظاہر فرمادیں اور جسے ہم چاہتے ہیں ایک مقرر معیاد تک رحموں میں قرار بخشتے ہیں۔پھر ہم اسے بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔پھر (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ۔اور تم میں سے کچھ پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور تم میں سے بعض کو نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔

اسی مضمون کو قرآن کریم کے اٹھارویں سپارے میں معجزانہ اختصار کے ساتھ یوں بیان فرمایا گیا ہے۔وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝

۝ (سورہ مومنون آیت نمبر ۱۲-۱۴)

ترجمہ ⟵ اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا فرمایا۔پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر محفوظ مقام میں رکھا۔پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔پھر ہم نے اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔پھر ہم نے بوٹی سے ہڈیاں پیدا کر دیں۔پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔پھر ہم نے اسے (روح پھونک کر) دوسری مخلوق بنا دیا۔پس اللہ بڑا بابرکت ہے۔جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

غرض انسانی تخلیق کے اس سارے عمل میں مشیت الٰہی ہی کار فرما ہے۔پنجابی شاعر نے غالباً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی آیات کا ترجمہ کرنے اور اسی بات کو عام فہم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

مٹی کولوں پانی نیتوں پھر جوک' تے جوکوں بوٹی
وقت معین وچ شکم ملائی دے تیری بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آئیوں پھر بھنیں پھرے لنگوٹی
شیر جوانڑ پھر بڈھڑا ہوئیوں' نہ ٹر سکیں بن سوٹی
جو بڑھیا سب بھل گیا تینوں' تیری سک گئی گردن موٹی
دنیا تے ضائع کر لئی او عارف رب عقبیٰ کرے نہ کھوٹی

مختصر یہ کہ انسان کا دنیا میں آنا اور مختلف حالتوں سے گزر کر عالم آخرت کی طرف سدھارنا مشیت الٰہی کے تابع اور اسی کے فیصلے کی پابندی ہے۔ انسانی شکل وصورت اور وجود انسانی کی رحم مادر میں بناوٹ میں بھی اسی کی مشیت کا عمل دخل ہے۔ کسی کو خوبصورت' کسی کو بدصورت' کسی کو گورا' کسی کو کالا' کسی کو دراز قد' کسی کو پست قد' کسی کی خلقت کو مکمل اور کسی کو نامکمل بنانا' یہ سب خالق کائنات کی مشیت پر ہی موقوف ہے۔

قرآن مجید میں فرمان ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶)

ترجمہ ← وہی (اللہ تعالیٰ) رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمہاری تصویریں بناتا ہے۔

عزت' ذلت اور رزق

قرآن مجید میں کئی جگہ پر اللہ رب العزت نے امام المرسلین ﷺ کے ذریعے امت کو اس بات کی تعلیم دی ہے۔ کہ کسی کو۔

- حکومت عطا کرنا اور حکمرانی سے محروم کرنا۔ ○ صاحب عزت بنانا اور ذلیل ور سوا کرنا۔
- دن کو روشن کرنا اور رات کو اندھیری بنانا۔ ○ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ پیدا فرمانا۔
- رزق اور دولت عطا فرمانا۔ اور اس سے محروم رکھنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کچھ خالق ارض و سماء اللہ جل وعلا کی مشیت کے تابع ہے۔ وہ جسے چاہے عزت عطا کرے اور جسے چاہے ذلت کی پستیوں میں پھینک دے۔ وہ جسے چاہے حکمرانی نصیب کرے اور جس سے چاہے حکمرانی چھین لے۔ دن اس کی مرضی کے بغیر طلوع نہیں ہو سکتا اور رات اس کی مشیت کے بغیر چھا نہیں سکتی۔ وہ جس کے رزق میں چاہے وسعت فرما دے اور جس کی معیشت کو چاہے تنگ کر دے۔ یہ سب کچھ اسی ذات واحد کے قبضہ اختیار میں ہے۔ قرآن مقدس کی آیات سنیئے اور ان کا ترجمہ سمجھئے۔ فرمان ربانی ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○

(سورت آل عمران آئیت نمبر ۲۶-۲۷)

ترجمہ ⟵ (اے پیغمبر!) آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے اللہ! اے سب جہانوں کے مالک۔ تو جسے چاہتا ہے بادشاہت بخش دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے' بادشاہت چھین لیتا ہے۔ اور تو جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے اور تو ہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور تو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔

ادائیگی قرض کا وظیفہ

حضرات گرامی! سورۂ آل عمران کی یہ آیات جن کے الفاظ اور ترجمہ آپ نے ابھی سماعت فرمایا ہے۔ یہ ایسی بابرکت' مقدس اور متبرک آیات ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں ادائیگی قرض کا وظیفہ قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کیلئے شریک نہ ہوسکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ مَامَنَعَکَ مِنْ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ۔ اے معاذ! تم نماز جمعہ میں کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے یوحنا بن باریہودی کا قرض دینا ہے۔ وَکَانَ عَلٰی بَابِی یَرْصُدُنِیْ۔ اور وہ میرے دروازے پر تاڑ لگائے بیٹھا تھا کہ میں باہر نکلوں اور وہ مجھے اپنی حراست میں لے لے۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روک دے۔ اس لئے میں گھر سے باہر نہ نکل سکا اور نماز جمعہ میں شرکت سے محروم رہا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَتُحِبُّ یَامُعَاذُ اَنْ یَّقْضِیَ اللّٰہُ دَیْنَکَ؟ اے معاذ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کردے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ نعم۔ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قُلْ کُلَّ یَوْمٍ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ۔۔۔اِلٰی قَوْلِہٖ۔۔۔بِغَیْرِ حِسَابٍ○ کہ ہر روز قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ سے لے کر بِغَیْرِ حِسَابٍ○ تک پڑھا کرو اور ساتھ یہ بھی ملا لیا کرو۔ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِقْضِ عَنِّیْ دِیْنِیْ○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ہر روز یہ دعا پڑھو گے تو اگر تم پر روئے زمین کے برابر بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا انتظام فرمادے گا۔ سبحان اللہ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۵۲ جزء ۴)

تفسیر احسن البیان میں مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۶ جلد ۱ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ قرضدار آدمی اگر سورۃ آل عمران کی مذکورۃ الصدر دونوں آیات کے بعد ہر روز یہ دعا پڑھے تو اگر اس پر احد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو رب تعالیٰ اس کی ادائیگی کا بندوبست فرمادے گا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں۔ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّیْ دَیْنِیْ۔(احسن البیان صفحہ ۶۷)

ہر شخص بے بس ہے

معزز حضرات! حکم الٰہی اور مشیت ایزدی کے سامنے ہر شخص بے بس ہے۔ کائنات کی عظیم سے عظیم تر ہستی کسی کو بچانا چاہے۔ مگر رب تعالیٰ اسے ہلاک و برباد کرنے کا فیصلہ فرمادے تو وہ عظیم شخصیت، جلیل القدر پیغمبر، اولوالعزم رسول بھی خدائی فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام (جنھوں نے ساڑھے نو سو سال اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچایا) کی شدید خواہش، کوشش اور آرزو تھی کہ ان کا فرزند اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہ جائے۔ اسے عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اسے بڑے شفیقانہ انداز میں کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دی۔ اسے عذاب سے ڈرایا۔ اور صالحین کی معیت اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔

محترم بھائیو! واقعات کی تفصیل عرض کرنا۔ اس وقت مقصود نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کوئی ترکیب کارگر ثابت نہ ہوئی اور ان کا بیٹا ان کی نگاہوں کے سامنے پانی کی لہروں کی نذر ہو گیا۔ وجہ کیا تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بچانا چاہا مگر رب کائنات نے اسے ڈبونے کا فیصلہ فرمادیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی شدید خواہش اللہ رب العالمین کی مشیت اور حکم کو ٹال نہ سکی اور وہ اپنے فرزند کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔

آیئے! صرف قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ سنیئے! اور یہ عقیدہ پختہ کرلیجئے کہ رب تعالیٰ کی مشیت کے آگے ہر شخص بے بس ہے۔ چاہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسا عظیم پیغمبر اور رسول ہی کیوں نہ ہو۔ فرمان ربانی ہے۔

حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ○ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ○ (سورۃ ھود آیت نمبر ۴۰ تا ۴۳)

ترجمہ :: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا۔ اور تنور ابل پڑا تو ہم نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا نر و مادہ اور اپنے گھر والوں کو سوار کر لو۔ سوائے ان کے جن کیلئے عذاب کا حکم ہو چکا ہے۔ اور جو ایمان لائے ہیں۔ انہیں بھی سوار کر لو۔ اور آپ کے ساتھ تو بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس کشتی کا چلنا اور لنگر انداز ہونا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام کے ساتھ ہے۔ اور میرا رب بہت بخشنے والا از مہربان ہے۔ اور وہ کشتی انہیں لے کر پہاڑ کی مانند موجوں میں چلنے لگی۔ اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جبکہ وہ ان سے الگ تھا۔ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ اور کافروں کا ساتھ نہ دو۔ بیٹے نے کہا۔ میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ آپ نے فرمایا۔ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں۔ (مگر وہی بچ سکتا ہے) جس پر وہ رحم فرمائے اور ان کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ (بیٹا) ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کا نام بقول اکثر مفسرین "کنعان" تھا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی "جودی" پہاڑ پر ٹھہر گئی۔ فرمانبرداروں کو بچا لیا گیا اور نافرمانوں کو پانی میں غوطے دے دے کر غرق کر دیا گیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا بیٹا کنعان یاد آیا۔ انہوں نے دربار الٰہی میں عرض کیا۔ میرے اللہ! تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے اہل و عیال کو بچا لوں گا۔ اور میرا فرزند تو میری نگاہوں کے سامنے غرق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ہو گیا۔اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فوراً فرمایا۔اے نوح! وہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں اور جو ایمان کی نعمت سے محروم اور اعمال صالحہ کے زیور سے خالی ہو۔ایسے شخص کو نبی کے پاکیزہ خاندان میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔اور اے نوح! یاد رکھو۔آج تم نے مجھ سے ایسا سوال کرلیا ہے۔اگر آئندہ ایسی بات کی تو۔ہم تجھے جاہلوں کی صف میں کھڑا کردیں گے۔ارشاد ربانی ہے۔وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ○ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ○ (سورت ھود آیت نمبر ۴۴ تا ۴۶)

ترجمہ ⬅ اور حکم دیا گیا۔اے زمین! اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان۔ تھم جا۔اور پانی اتر گیا اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور کشتی جودی (پہاڑ) پر ٹھہر گئی۔اور یہ کہا گیا کہ ظالم قوم کیلئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔اور عرض کیا اے میرے رب! میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے۔اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں۔کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں۔پس مجھ سے ایسا سوال نہ کرو،جس کا تمہیں علم نہ ہو۔میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادانوں سے نہ ہو جانا۔

حضرات گرامی! جب حضرت نوح علیہ السلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں تنبیہہ فرمائی گئی۔اور حکم دیا گیا کہ اے نوح! "وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔"تو حضرت نوح علیہ السلام سراپا عجز و نیاز بن گئے اور بارگاہ ایزدی سے معافی طلب کرنا شروع کردی۔عرض کیا۔اے میرے اللہ! میں نے تیری مشیت اور فیصلے کے برعکس بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردی - میرے مولا! میں اس جسارت پر تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں - الٰہی مجھے بخش دے - میری جسارت سے درگزر فرما - اور مجھے اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے - اے اللہ! اگر تو نے میرے لئے بخشش کا اعلان نہ فرمایا اور مجھ پر رحمت نہ فرمائی تو میں زیاں کاروں میں سے ہو جاؤں گا - قرآن حکیم حضرت نوح علیہ السلام کے نیاز مندانہ الفاظ نقل فرماتا ہے -

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (سورت ھود آئیت نمبر ۴۷)

ترجمہ ⟵ نوح (علیہ السلام) نے عرض کیا - اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں، جس کا مجھے علم نہیں - اور اگر تو نے میری مغفرت نہ فرمائی اور مجھ پر رحم نہ فرمایا، تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا -

محترم بھائیو! حضرت نوح علیہ السلام کے اس واقعہ سے اس امر کی مزید وضاحت ہو گئی کہ رب السماوات والارض کی مشیت اور اس کے فیصلے کے آگے بڑے بڑے انبیاء، صلحاء، اتقیاء، اصفیاء، اور اولیاء بھی بے بس ہیں اور وہ رب تعالیٰ کے فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے - وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○

شاعر نے اسی بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے -

اے مالک کل اے خالق کل اے حاکم کل اے رازق کل
رحمان ہے تو سبحان ہے تو کوئی تیری صفتیں پا نہ سکا
یونس نے کہا تھا اے اللہ اور بیٹھ گیا تھا کشتی میں
پر تیرا حکم بھی ٹل نہ سکا وہ خود کو پار لگا نہ سکا
تو جس کو ڈبونے پر آئے ہے کون جو اس کو پار کرے
مجبور رہا محبوب تیرا کشتی میں پسر کو بٹھا نہ سکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادل پہ حکومت ہے تیری جب حکم ہوا تب مینہ برسا
اے مالک ابر سے تیرے سوا اک بوند بھی کوئی گرا نہ سکا

انبیاء کرام اور مشیت الٰہی

حضرات محترم! حقیقت یہ ہے کہ ساری کائنات کسی کام کو کرنا چاہے اور رب تعالیٰ اسے مکمل نہ ہونے دینا چاہے تو دنیا والوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب آجائے گی۔ بات پہلے ہی خاصی طوالت اختیار کر چکی ہے۔ اس لئے اب صرف اشارات سمجھنے کی کوشش فرمایئے۔

* برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے اوجھل کرنے کے لئے انہیں ختم کرنا چاہا۔ مگر خالق ارض و سماء نے انہیں نہ صرف بچانا چاہا۔ بلکہ مصر کا بادشاہ بنانا چاہا۔ تو برادران یوسف کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ بھی رکھا اور وادی کنعان کے کنویں سے نکال کر مصر کے تخت کا مالک بنا دیا۔ سبحان اللہ۔

(حضرت یوسف علیہ السلام کے مفصل حالات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۂ یوسف" کا مطالعہ فرمائیں۔

* فرعون اور اس کے حواریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ مگر رب تعالیٰ نے انہیں بچانے کا فیصلہ فرمایا۔ تو اللہ کریم کا فیصلہ غالب آیا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف فرعون کے جلادوں سے محفوظ رکھا۔ بلکہ دریا کی لہروں میں بھی اس کی حفاظت فرمائی اور فرعون کے شاہی محل سے ہی اس کی پرورش کا بندوبست فرما دیا۔ اور پھر بعد میں انہیں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت، تباہی اور غرقابی کا سبب بنا دیا۔ سبحان اللہ۔

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے اہم واقعات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۂ مریم" کا مطالعہ فرمائیں۔

* قریش مکہ نے سرور کائنات ﷺ کے قتل کا پروگرام بنایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور اللہ احکم الحاکمین نے آپ ﷺ کو ہر قسم کی اذیتوں سے محفوظ فرما کر غار ثور کے اندر اپنی پناہ میں لے لیا اور آخر کار سلطنت عرب کی حکمرانی سے سرشار فرمادیا۔ سبحان اللہ۔

* نمرود اور اس کے حمائتیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانا چاہا۔ مگر خالق کائنات نے انہیں بچانا چاہا تو ان کے لئے "نار کو گلزار" بنادیا۔ سبحان اللہ۔ قُلْنَا يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○

ان تمام واقعات اور ان جیسے دوسرے سینکڑوں دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر کام کا حتمی اور آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ لہٰذا ایک مومن کامل کو اپنی تمام صلاحیتوں، قوتوں اور اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر کام کا فیصلہ اللہ رب العزت کی مشیت کے سپرد کردینا چاہیے اور ہر کام کی انجام دہی کا پروگرام بناتے ہوئے "ان شاء اللہ" ضرور کہنا چاہیے۔ یہی سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت کا مفہوم و مقصود ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ○ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ○

ترجمہ ⟵ اور آپ کسی چیز کے بارے میں یوں نہ فرمائیں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر ان شاء اللہ کہیں۔ اور جب آپ بھول جائیں تو جب یاد آئے۔ اپنے رب کا ذکر کریں۔ اور کہیں کہ امید ہے میرا پروردگار میرے لئے اس سے زیادہ قریب تر راستہ کی راہنمائی فرمائے گا۔

حضرت اسماعیلؑ اور انشاء اللہ

برادران گرامی! قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مخلص بندے اپنے ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کرتے ہیں اور ہر وعدہ کرتے وقت "انشاء اللہ" ضرور کہتے ہیں۔ قرآن حکیم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ذبح عظیم" کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے جناب اسماعیل علیہ السلام کی زبان مبارک کے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔

حضرات گرامی! اس فقید المثال اور عدیم النظیر واقعہ کی جزئیات بیان کرنا۔ اس وقت ہمارا منشاء نہیں ہے۔ ہم موضوع کی مناسبت سے صرف یہ بات آپ کے ذہن نشین کروانا چاہتے ہیں کہ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے کے سہارے اسی (۸۰) سالہ دعاؤں کا ثمر اور لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی صغر سنی کے باوجود حکم الٰہی کے سامنے گردن پیش کرتے ہوئے جو کلمات ادا فرمائے۔ وہ خالق ارض و سماء کو ایسے پسند آئے کہ اس نے انہیں قرآن مجید کی زینت بنا دیا۔

ہوا یوں کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے اور ادھیڑ عمری میں صاحبزادہ عطا فرمایا۔ ابھی آپ کے فرزند ارجمند کی عمر مبارک 7--9--10 یا 13 سال تھی کہ اللہ رب العالمین نے انہیں ایک بہت بڑے امتحان میں مبتلا کر دیا اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھلایا گیا کہ وہ اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیاء کا خواب سچا اور بمنزلہ وحی ہوتا ہے اس لئے اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام فرمان الٰہی پر اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایک بچہ قربان کرنے سے اللہ کریم راضی ہو جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ انتہائی سستا ہے۔

جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس خواب کا ذکر اپنے نوخیز بچے کے سامنے بھی کر دیا اور انہیں پیغام الٰہی سے آگاہ فرماتے ہوئے ان کی مرضی معلوم کی۔ تو فرمانبردار و اطاعت شعار صاحبزادے نے فوراً گردن پیش کر دی اور عرض کیا۔ والد محترم! مجھے زمین پر لٹا کر' ہاتھ میں چھری پکڑ کے' میری گردن پر چلانا۔ آپ کا کام ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے صبر کر کے دکھانا میرا کام ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال ؒ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

؎ یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

جبکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ

؎ یہ فیضان کرم تھا نہ کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے رب نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حضرات محترم! قرآن کریم کے مقدس الفاظ سنیئے اور ان کے ترجمے پر غور فرمایئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوصلے اور جرات کو داد دیجئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صبرو استقلال کو خراج تحسین پیش کیجئے۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

○ (سورۂ صافات آیت نمبر ۱۰۲)

ترجمہ ⟸ پس جب وہ (اسماعیل) اس (ابراہیم) کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا تو ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے پیارے فرزند! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب بتا تیری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے جواب دیا۔ اباجی! آپ کو جو حکم دیا جاتا ہے اسے بجا لایئے۔ انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس آیت مبارکہ میں ہمارے آج کے موضوع کا جلی عنوان "ان شاءاللہ" استعمال ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صبرو رضا کے جذبے کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ مشروط کرتے ہوئے قیامت تک کے اہل ایمان کو یہ بات سمجھادی کہ اگر خالق ارض وسماء کی مشیت نہ ہو تو کوئی کام بھی اپنے انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔

شاعر حقیقت جناب حفیظ جالندھری مرحوم نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اس مکالمے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جذبہ قربانی اور اطاعت والد کے فلسفے کو بڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھوتے اور خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

پہاڑی پر سے دی آواز اسماعیل ادھر آؤ
ادھر آؤ خدائے پاک کا فرمان سن جاؤ
پدر کی یہ صدا سن کر پسر دوڑا ہوا آیا
رکا ہرگز نہ اسماعیل گو شیطان نے بہکایا
پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی کا نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں
سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمیں و آسماں حیران تھے اس طاعت گزاری پر
کہا فرزند نے اے باپ اسماعیل صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

معزز حضرات! ہم وقت کی قلت کے باعث اس واقعہ کی تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے واپس سورۃ کہف کی طرف لوٹتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝

ترجمہ: اور آپ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر (یوں کہیں) کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور جب آپ بھول جائیں تو جب (یاد آئے) اپنے رب کا ذکر کریں۔ اور کہیں۔ امید ہے میرا رب اس سے زیادہ قریب تر راستے کی طرف میری راہنمائی فرمائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالت محمدیﷺ کی دلیل

اس آیت مقدسہ کے آخری حصہ میں نبی کریم‘ رسول عظیم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت‘ نبوت اور صداقت کی ایک بہترین دلیل بیان فرمائی گئی ہے کہ اے مشرکین مکہ! اصحاب کہف کے بارے میں تمہارے سوال کا صحیح اور درست جواب دینا ہمارے پیغمبر ﷺ کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ تم نے ہمارے رسول سے آزمائش اور امتحان کے لئے یہ سوال کیا تھا۔ جب آپ نے صحیح جواب دے دیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ واقعتاً اللہ کے رسول ہیں اور اس کی طرف سے وحی کے نزول کے بعد ہی آپ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا ہے۔

اور فرمایا۔ اے میرے رسول! (ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ یہ تو ایک واقعہ اور نشانی ہے۔ میرا رب تو میری نبوت و رسالت کی ایسی روشن اور واضح نشانیاں ظاہر فرمانے والا ہے کہ جو سینکڑوں سال پرانے اس واقعہ سے بھی بڑی اور عظیم ہوں گی۔ چنانچہ اصحاب کہف کے ساتھ مشابہت رکھنے والا ایک واقعہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھی پیش آیا جو اس سورۃ کے نزول کے کچھ عرصہ بعد وقوع پذیر ہوا۔ جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آنحضرت ﷺ بھی اصحاب کہف کی طرح ایک غار (غار ثور) میں پناہ گزیں رہے۔ اور کفار مکہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ ﷺ کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور آنحضرت ﷺ تین دن کے بعد غار ثور سے نکل کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ تو گویا آنحضرت ﷺ کی ہجرت کا واقعہ اصحاب کہف کے واقعہ سے ہم مثل و مشابہ ہے۔ اور جس طرح اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیلات سے آنحضرت کا تمہیں آگاہ کرنا ہمارے رسول کی رسالت کی علامت اور نشانی ہے۔ اسی طرح عنقریب پیش آنے والا واقعہ ہجرت بھی ہمارے پیغمبر کی نبوت کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ سبحان اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ○

ترجمہ ⇐ آپ فرمائیے' امید ہے کہ میرا رب اس سے بھی زیادہ قریب تر ہدایت کے راستہ کی طرف میری راہنمائی فرمائے گا۔

غار میں ٹھہرنے کی مدت

"انشاء اللہ" کا مسئلہ بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر اصحاب کہف کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وہ اپنی غار میں تین سو سال ٹھہرے اور نو سال اور زیادہ کر لئے۔ جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ نو سال کا یہ فرق شمسی اور قمری سالوں کے لحاظ سے ہے۔ یعنی اگر شمسی سالوں کا حساب لگایا جائے تو اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت تین سو سال ہے اور اگر یہ مدت قمری سالوں کے حساب سے شمار کی جائے تو تین سو نو سال ہے۔ کیونکہ ہر شمسی صدی میں قمری لحاظ سے تین سال بڑھ جاتے ہیں۔ تو تین سو سال میں نو سال بڑھ گئے۔

اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا کہ تمہیں اس بحث میں پڑنے کیا ضرورت ہے کہ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی اصل مدت کتنی ہے۔ تم اس الجھن میں پڑنے کی بجائے ان عبرتوں اور نصیحتوں پر غور کرو جو اس واقعہ میں پنہاں اور پوشیدہ ہیں۔ ان پند و نصائح پر عمل کرو۔ احکام الٰہی کو بجالاؤ۔ اصحاب کہف کی طرح توحید الٰہی کے عقیدے پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ اور اس راستہ میں آنے والی ہر مشکل اور پریشانی کو اصحاب کہف کی طرح خندہ پیشانی سے قبول کرو۔ اور ان کی غار والی مدت کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد کر دو۔ کیونکہ اس کا تعلق غیب سے ہے۔ اور زمین و آسمان کے غیب کو اللہ کریم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ جتنی بات اللہ تعالیٰ نے بتا دی ہے۔ اس پر ایمان لے آؤ۔ اور باقی امور کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے کر دو۔ کہ وہی خوب دیکھنے والا اور بہتر سننے والا ہے۔ تم اس کے سوا کسی کو اپنا کارساز اور بگڑی بنانے والا نہ سمجھو۔ اور اس کی ذات' صفات اور افعال میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ' اور اس عقیدے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سختی سے کاربند رہو کہ وہ اپنے فیصلے اور حکم میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا۔ پوری کائنات اس کی محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اس کا کوئی معاون، مشیر اور مددگار بھی نہیں ہے۔ سورۂ کہف کی اگلی آیات سنئے اور اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی کوشش فرمایئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ○ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ○

ترجمہ ⟸ اور وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے اور انہوں نے نو سال اور زیادہ گزارے۔ آپ کہہ دیجئے کہ ان کے (غار میں) ٹھہرنے کی مدت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم صرف اسی کو ہے۔ وہ خوب دیکھنے والا اور بڑا سننے والا ہے۔ ان کا اس کے سوا کوئی کارساز نہیں ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اس آیت میں انہیں لوگوں کا قول ذکر کیا گیا ہے جو اصحاب کہف کی تعداد اور غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف کرتے ہیں۔ تاہم اکثر مفسرین کا فرمان وہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ہمیں اصحاب کہف کے واقعہ سے عبرت اور سبق حاصل کرکے اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وحی کی تلاوت کا حکم

اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اطاعت گزاروں کو حکم دیا ہے کہ لوگ اصحاب کہف اور دوسرے مسائل کے بارے میں جو چاہے کہتے پھریں اور جتنی چاہیں آراء قائم کریں۔ مگر تم اس بارے میں صرف انہیں حقائق کو تسلیم کرو۔ جو اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرما دیئے ہیں۔ آپ انہی امور کی تبلیغ و تلقین کریں اور دوسری باتوں کی طرف توجہ مبذول نہ کریں۔ کیونکہ باقی ہر شخص کی بات میں غلطی ہو سکتی ہے مگر اللہ کریم کی وحی میں غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی وحی قطعی اور یقینی ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ محض ظنی اور تخمینی ہے۔ تاریخی اوراق اور سنی سنائی باتوں میں کمی بیشی اور تبدیلی کا احتمال ہے مگر قرآن عزیز کی کسی آیت' کسی رکوع' کسی سپارے' کسی سورۃ' کسی لفظ' کسی حرف' کسی شد و مد اور زیر و زبر اور پیش و جزم میں تغیر و تبدل کا امکان نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَاتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهِ مُلْتَحَدًا ○

ترجمہ ◄ اور آپ اس چیز کو پڑھیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی کتاب سے وحی کی جاتی ہے۔ اس (اللہ) کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلموں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام یعنی قرآن کریم میں تبدیلی کی بڑی کوششیں کیں مگر وہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ کیونکہ دنیا کے ہر شخص کی باتوں کو بدلا جا سکتا ہے۔ مگر قرآن کی آیات میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کے پڑھنے' اسے سمجھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 7

صحابہ کرامؓ کی ہم نشینی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ○ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ ـ اور (اے پیغمبر! ﷺ) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے۔ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہوں۔ وہ اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اور آپ کی نگاہیں ان سے ہٹنی نہیں چاہیں۔ کیا آپ دنیوی زندگی کی زینت کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اور آپ ایسے شخص کی اطاعت ہرگز نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا اتباع کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد و ثناء تعریف و تسبیح، تحمید و تمجید اور بڑائی و کبریائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار و بے حساب درود و سلام نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم' پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر و ارفع و اعلیٰ پر' جو سید الاولین والآخرین' امام المتقین' خاتم النبیین اور رحمتہ للعالمین ہیں۔

حضرات محترم! گزشتہ چھ خطبات سے آپ سورۃ کہف کی بالترتیب تفسیر و توضیح سماعت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ دعا ہے کہ وہ قرآن حکیم کے ساتھ ہمارے اس تعلق' محبت اور الفت کو قبول و منظور فرما کر اسے ہماری نجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین۔

عظمت صحابہؓ

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت مقدسہ میں خالق کائنات نے امام الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جانثار و فداکار اور اطاعت گزار و فرماں بردار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے چند اوصاف جمیلہ اور خصائص جلیلہ کا ذکر فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو ان پاکیزہ نفوس اور قدوسی صفات رفقاء کو اپنے پاس بٹھانے' اپنی محفل میں لانے اور دور نہ ہٹانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ج

ترجمہ ⟵ اور (اے پیغمبر! ﷺ) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم) کے ساتھ روکے رکھئے۔ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں (اور) وہ اس کی رضا کے طلبگار ہیں آپ اپنی نگاہیں ان سے نہ ہٹائیے۔

سبحان اللہ - آپ نے غور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا مقام و مرتبہ اور شان و عظمت کیا ہے۔ کہ خالق کائنات رسول کائنات ﷺ کو ان کی صحبت اختیار کرنے' ان کی رفاقت اپنانے اور ان کی معیت اور ہم نشینی میں رہنے کا حکم دے رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شان نزول

کتب تفاسیر میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں مضر قبیلے کا سردار عینیہ بن حصن فزاری قبول اسلام سے قبل ایک دفعہ حاضر ہوا۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ کی محفل میں چند فقراء و غرباء صحابہ حضرت سلمان فارسی' حضرت بلال اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنھم تشریف فرما تھے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بوسیدہ اور پرانے کپڑوں سے پسینے کی بدبو اٹھ رہی تھی۔

عینیہ نے اس صورت حال کو ناپسند کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے کہا۔ کیا یہ بدبو آپ کو تنگ نہیں کرتی۔ ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں۔ اور معاشرے میں ہماری حیثیت اور اہمیت مسلمہ ہے۔ لوگوں کی اکثریت ہمارے تابع ہے اور اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو سب لوگ آپ کا کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئیں گے ---- اور اے محمد! (ﷺ) ہمارا جی تو چاہتا ہے کہ ہم آپ کے پاس آئیں' آپ کی باتیں سنیں۔ آپ کی صحبت و قربت میں بیٹھیں۔ لیکن ہم جب بھی آپ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بناتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ کمزور' ضعیف' غریب اور مفلس لوگ آپ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوتے ہیں۔

آپ یوں کریں کہ ان غرباء اور ضعفاء کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں۔ تو ہم آپ کے پاس آ کر آپ کی بات سننے کو تیار ہیں۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے حلقہ بگوش اسلام ہونے پر بھی آمادہ ہیں۔ مگر بدبودار کپڑوں میں ملبوس آپ کے ان رفقاء کی موجودگی ہماری آمد میں رکاوٹ ہے۔ آپ انہیں اپنے سے دور ہٹا دیں تو ہم مسلمان ہو جائیں گے ---- اور ---- اگر آپ انہیں اپنے سے الگ نہیں کر سکتے تو کم از کم یہ تو کریں کہ ان کی نشست کا الگ اہتمام کر دیں۔ جب ہم آئیں تو یہ لوگ آپ کے پاس موجود نہ ہوں۔ تاکہ ان کا تعفن ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے۔

ابھی عینیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس قسم کے مطالبات پیش کر ہی رہا تھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول ہوا۔ اور انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ اے رسول! (ﷺ) اللہ تعالیٰ کو قطعاً یہ بات پسند نہیں کہ آپ ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی اختیار کریں اور وہ آپ کو اس امر کی بالکل اجازت نہیں دیتا کہ آپ ان سرکشوں کی خواہش کے احترام میں مخلص رفقاء' کی صحبت اور قربت کو ترک کریں۔

کیونکہ ان قدوسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگی کا مقصد وحید' اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی' اس کے محبوب کی محبت اور آپ ﷺ کی زیارت ہے۔ لہٰذا آپ صبح و شام ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والوں۔ رب تعالیٰ کی رضا کے طلب گاروں اور اپنے فدا کاروں کی ہم نشینی پر ڈٹے رہیں۔ اور ان کافروں کے اس قسم کے مطالبات تسلیم کرنے کا تصور بھی نہ کریں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۰۶ جلد ۷)

سورۂ کہف کی زیر بحث آیت پڑھئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے محبت و الفت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ

ترجمہ ⟵ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں (اور) اس کی رضا کے طلب گار ہیں اور ان سے اپنی نگاہوں کو نہ ہٹائیے۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ یہ آیت کریمہ امیہ بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب اس نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ان فقیروں' ضعیفوں اور غریبوں کو اپنی مجلس سے دور ہٹائیے اور سرداران مکہ کو اپنے پاس بٹھلائیے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی آپ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے امیہ بن خلف کے اس مشورے کو سخت ناپسند کیا اور امام کائنات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ۔

ترجمہ ⟵ اے رسول! (ﷺ) آپ اپنے آپ کو ان (صحابہ) کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار ہیں اور آپ ان (صحابہ کرام) سے اپنی نگاہوں کو نہ ہٹائیے۔

دور نہ ہٹائیں

حضرات محترم! اگر ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں (اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سے محبت کرنے' اس کی تلاوت کرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربت اختیار کرنے۔ انہیں اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے اور اپنی محفل سے دور نہ کرنے کا حکم سورہ کہف کی زیر خطبہ آیت مبارکہ ہی میں نہیں دیا۔ بلکہ یہی حکم قرآن عزیز کی سورۂ انعام میں ایک دوسرے انداز اور مختلف الفاظ میں دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (سورۂ انعام آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ ⟵ اور آپ انہیں دور نہ ہٹائیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں وہ صرف اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ان کے حساب میں سے آپ پر کوئی چیز نہیں ہے اور آپ کے حساب میں ان پر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر آپ انہیں دور ہٹا دیں تو آپ بے انصافی کرنے والوں سے ہو جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضر تھے۔

فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا - قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ "وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ" (صحیح مسلم صفحہ ۲۸۱ جلد ۲)

ترجمہ ◄ تو مشرکین نے نبی مکرم ﷺ سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے۔ یہ لوگ ہم پر جرأت نہ کریں یعنی جب ہم آپ کے پاس آئیں تو یہ لوگ نہ آیا کریں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان چھ اشخاص میں سے ایک میں تھا۔ ایک ابن مسعود تھے اور ایک ہذیل قبیلے کا آدمی تھا اور دو شخص اور تھے جن کے نام میں نہیں لیتا (مشرکین کی یہ بات سن کر) رسول اللہ ﷺ کے دل میں وہ بات آئی جو اللہ تعالیٰ نے چاہی۔ آپ ﷺ دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ "اے رسول! آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طلب گار رہتے ہیں۔"

محترم سامعین! آپ نے صحابہ کرام کی شان و عظمت کا اندازہ فرمایا ---- کہ مشرکین کی باتیں سن کر رسول مکرم ﷺ کے دل میں یہ خیال گزرا ہی تھا کہ اگر تبلیغ کی خاطر اپنے جانثاروں کو کچھ وقت کیلئے مجلس سے علیحدہ بھی کردیا جائے اور سرداران عرب کو حاضری کا موقع دیا جائے۔ تو ہو سکتا ہے کہ اس طرح بڑے بڑے روساء ایمان قبول کرلیں اور ان کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ حکم دے کر نازل فرمایا اور قیامت تک کے آنے والے انسانوں کو صحابہ کرام کے احترام سے آگاہ کرتے ہوئے فرمادیا کہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے والوں کی قدر و قیمت اور عظمت و رفعت کا اندازہ ان کے مال و دولت' سرداری و بڑائی اور زرق برق لباس کی بناء پر نہیں لگایا جاتا بلکہ ان کے ایمان و تقویٰ کی بناء پر لگایا جاتا ہے اور ان فداکاروں کے خلوص و ایثار اور للہیت و تقویٰ کی حالت تو یہ ہے کہ صبح ہو یا شام دن ہو یا رات۔ دوپہر ہو یا سہ پہر' اجالا ہو یا اندھیرا۔ سفر ہو یا حضر اور حالات سازگار ہوں یا ناسازگار۔ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ۔ وہ ہر وقت اپنے رب کو یاد کرتے اور اسی کے حضور التجائیں کرتے رہتے ہیں۔"

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بھی شائد اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

انہیں سلام کہیں

اللہ تعالیٰ نے فقراء اور غرباء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس بٹھانے' دور نہ ہٹانے اور قریب لانے کا حکم ارشاد فرمانے کے بعد ان کی مزید عزت افزائی یوں فرمائی کہ رسول مکرم ﷺ کو پابند فرمادیا کہ یہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس' نان جویں کے محتاج اور ضُعفاء صحابہ' جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ انہیں سلام کہئے۔ اور انہیں آگاہ فرمادیجئے کہ تمہارے لئے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو واجب کرلیا ہے کہ وہ تم سب کو اپنی رحمت کا سایہ ضرور مہیا فرمائے گا۔ اور اس نے تمہاری عظمت و رفعت کی خاطر یہ فیصلہ فرمالیا ہے کہ اگر لاعلمی کے باعث تم میں سے کسی سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو تمہاری توبہ و استغفار اور اصلاح کے بعد رب تعالیٰ تمہیں ضرور معاف فرمادے گا۔

آیئے! قرآن حکیم کی آیت اور اس کا ترجمہ سنئے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (سورۃ انعام آیت نمبر ۵۴)

ترجمہ ⬅ اور (اے رسول! ﷺ) جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ ان سے فرمائیے کہ "تم پر سلام ہو" تمہارے رب نے تم پر رحمت فرمانا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ تم میں سے جو کوئی نادانی سے غلطی کر بیٹھے۔ پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا از حد مہربان ہے۔

حضرات محترم! آپ غور فرمائیں تو احساس ہو گا کہ صحابہ کرام کے احترام' اکرام اور انہیں سلام کہنے کا حکم اللہ تعالیٰ اس ہستی مقدسہ کو دے رہا ہے جو کائنات میں سب سے افضل' اعلیٰ' برتر اور عظیم تر ہستی ہے۔ یعنی امام الرسل' سید الکل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا جا رہا ہے کہ جب آپ کا کوئی صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو آپ اسے سلام کہیں۔ اور آپ انہیں خوشخبری سنائیں کہ تمہارے رب نے تمہیں اپنی رحمت میں لپیٹ لیا ہے۔

اور ---- ہاں ---- اگر تم کبھی غلطی کر بیٹھو تو تمہارا رب تمہارے لئے اعلان فرما رہا ہے کہ توبہ اور اصلاح کرنا تمہارا کام ہے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دینا ہمارا کام ہے۔

گناہوں کی نیکیاں

معزز حضرات! رب السماوات والارض تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر اتنا مہربان' شفیق' رحیم اور لطیف و کریم ہے کہ وہ قرآن حکیم میں فرما رہا ہے کہ اگر میرے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام سے کوئی خطاء ہو جائے اور وہ توبہ و استغفار کر لیں تو میں ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دوں گا۔ سبحان اللہ۔

اٹھایئے قرآن مجید۔ نکالئے انیسواں پارہ۔ سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۷۰ تلاوت فرمایئے۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ◄ مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرمادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا از حد مہربان ہے۔

محترم حضرات! بعض علماء تفسیر نے اس تبدیلی کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والے کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے بعد وہ جو نیک اعمال کرے گا۔ انہیں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اس کی نافرمانی اور سرتابی کی قوت کو اطاعت اور فرماں برداری کی قوت سے بدل دیا جائے گا۔ کہ پہلے وہ گناہ کے ارتکاب پر خود کو مجبور پاتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر اسے چین نصیب نہ ہو گا۔ مگر رسول دو جہاں ﷺ کے ارشاد مبارک کی روشنی میں میرا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کمال مہربانی سے بعض لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادے گا اور وہ۔ اس چیز پر قادر ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا ۔ كَذَا وَكَذَا ۔ وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا ۔ كَذَا وَكَذَا ۔ فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً ۔ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا ۔ هَاهُنَا ۔ فَلَقَدْ رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ۔ (رواہ مسلم۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۷۸ جزء ۱۳)

ترجمہ ◄ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اور ارشاد ہو گا کہ اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ اور اس کے کبیرہ گناہوں کو ابھی دور رکھو۔ چنانچہ اس کے روبرو اس کے صغیرہ گناہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کئے جائیں گے۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں دن ان ان گناہوں کا ارتکاب کیا تھا۔ اور فلاں دن یہ کام کیا تھا۔ وہ اپنے گناہوں سے انکار کی طاقت نہیں پائے گا بلکہ اعتراف کرے گا۔ اور اپنے ان کبیرہ گناہوں سے خوف زدہ ہو گا (جو ابھی تک پیش نہیں ہوئے ہونگے) کہ اگر وہ پیش کر دیئے گئے تو میرا کیا بنے گا۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جائے گا کہ "اسے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی عطا کی جائے۔" تو وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب! میں نے بہت سے ایسے گناہ بھی کئے تھے جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے۔ (کہ ان کے بدلے میں بھی مجھے نیکیاں عطا کی جائیں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرماتے وقت اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

حضرات گرامی! یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی خصوصیت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کے بدلے میں بھی انہیں نیکیاں عطا فرمائے گا۔ خصائص صحابہ' آج ہمارا موضوع نہیں ہے۔ بلکہ سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات مبارکہ کی تشریح میں یہ بات ضمناً آ گئی۔ دراصل عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ہم نشینی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔

ترجمہ ⟵ اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں (اور) اسی کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔

تعریف اس خدا کی

جب اللہ رب العزت نے رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رفقاء کی ہم نشینی پر رکے رہنے اور انہیں اپنی مجلس سے دور نہ ہٹانے کا پابند فرما دیا تو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی اس توقیر و تعظیم پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی یوں تعریف و تحمید اور ثناء و تمجید فرمائی کہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتّٰى اَمَرَنِي اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِي مَعَ رِجَالٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ اُمَّتِیْ مَعَکُمُ الْحَیَاۃُ وَالْمَمَاتُ۔(روح المعانی صفحہ ۲۶۲جز۱۵)

ترجمہ ⇐ تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے زندگی بھر اپنی امت کے ان افراد کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھنے کا حکم دیا ہے۔(اے میرے صحابہ!) اب میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہی ہوگی۔

اور جب خالق ارض و سماء نے نبی معظم ﷺ کو اس امر کا پابند فرمایا کہ جب آپ کے جانثاروں میں سے کوئی آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرے تو آپ اسے خود سلام کہا کیجئے۔ تو امام الرسل ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں رحمت اور اس کی خصوصی عنایت پر اس کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا احترام و اکرام لازمی قرار دے دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ لَمَرَنِیْ اَنْ اَبْدَءَھُمْ بِالسَّلَامِ۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۴۳۵جز۱۶)

ترجمہ ⇐ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں کہ جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے کہ جنہیں سلام میں پہل کرنے کا مجھے حکم دیا۔

علامہ سیماب اکبر آبادی مرحوم نے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات مقدسہ کے ابتدائی کلمات کا کیا خوبصورت منظوم ترجمہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کو حکم دے رہا ہے۔

؎ یاد کرتے ہیں جو لوگ اللہ کو شام و سحر
اور طالب ہیں رضائے ایزدی کے سر بسر
ان کی صحبت پر کرو مجبور اپنے نفس کو
اپنی نظریں ان کی جانب سے نہ تم پھیرے رہو

اللہ رب العالمین کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عزت و توقیر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم نوح کا اعتراض

حضرات گرامی! امیر' غریب' بڑے' چھوٹے اور آقا و غلام کی یہ تفریق صرف مشرکین مکہ میں ہی نہیں تھی بلکہ قرآن عزیز بیان فرماتا ہے کہ یہ امتیاز و فرق پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانوں کے مشرکین میں بھی پایا جاتا تھا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اکثر انبیاء کے ابتدائی متبعین اور آغاز دعوت میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے سعادت مند مالی اعتبار سے غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہی ہوا کرتے تھے۔ انبیاء و رسل کے مخالفین ان پر جہاں اور کئی اعتراض کرتے وہاں یہ پھبتی بھی کستے تھے کہ۔ تم رسالت و نبوت کے دعوے دار بنے پھرتے ہو---- ذرا اپنے حواریوں اور حمائتیوں کو دیکھو کہ ان کے پاس مال ہے نہ دولت---- معاشرے میں ان کی عزت ہے نہ وقار---- عوام میں ان کا کوئی اثر ہے نہ رسوخ---- ان کے پاس رہائش کے لئے مکان ہے نہ جھونپڑی---- کھانے کیلئے خوراک ہے نہ پہننے کے لئے عمدہ لباس---- اور دعویٰ یہ ہے کہ "ہم جنت کے وارث" اور رب کے محبوب بندے ہیں۔ اور ان کی سوچ' فکر اور رائے کا یہ حال ہے کہ کسی معاملہ میں ان کے مشورے کو کوئی اہمیت و حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

انبیاء کے مخالفین و معاندین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ہم ایسے حقیر اور کم تر لوگوں کی رفاقت اپنانے اور ایسے غرباء کی ہم نشینی اختیار کرنے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ ہم اپنی قوم کے سردار' مالدار' صاحب وقار اور دنیادار لوگ ہیں۔ ہم تو اپنے ہم پلہ لوگوں کی معیت میں بیٹھیں گے۔ اور ہمیں ان کمزوروں کی صحبت میں آنا گوارا نہیں۔

معزز حضرات! آپ قرآن کریم میں حضرت ھود علیہ السلام' حضرت صالح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی قوموں کا حال پڑھیں تو یہ بات مزید واضح ہو جائے گی۔ فرعون کے غرور و تکبر کا تو یہ حال تھا کہ وہ نہ صرف بنی اسرائیل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا بلکہ رب تعالیٰ کے اولوالعزم رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حقیر جانتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانے کا نمرود بھی اسی زعم باطل میں مبتلا تھا۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر قرآن حکیم کے بارہویں سپارے سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے مالداروں' سرمایہ داروں اور حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لانے والے گمراہ لوگوں کے الفاظ آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ آپ کے لئے یہ بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے کہ قبول اسلام کی پاداش میں تمام انبیاء کے فرماں برداروں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ان کی مالی حالت کو ہدف تنقید بناتے ہوئے ان کا تمسخر اور مذاق اڑایا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت توحید کا ذکر یوں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ (سورۂ ھود آیت نمبر ۲۵ تا ۲۶)

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے کہا اے میری قوم!) میں تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بلاشبہ مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جب قوم کو توحید کا پیغام سنایا تو چند سلیم الطبع افراد نے فوراً انکی دعوت پر لبیک کہا اور حضرت نوح علیہ السلام کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے مگر برسراقتدار اور مال دار طبقے کو آپکی دعوت ناگوار گزری تو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام پر کئی قسم کے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور آپکے اطاعت گزاروں پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ ان بدزبانوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کون ہیں نبوت کا دعویٰ کرنے والے۔ آپ تو ہماری طرح کے بشر اور انسان ہیں۔ اور جو بشر ہو وہ رسول اور نبی نہیں ہو سکتا۔۔۔اور۔۔۔ہاں۔ اگر بالفرض آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بھی۔ تو آپکے یہ ذلیل اور کمینے پیروکار تو بالکل اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی رفاقت اختیار کی جائے۔ انکے پھٹے پرانے کپڑے۔ انکے متعفن جسم۔ اور انکی مالی کمزوری ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپکے درمیان حائل ہے۔ انکی موجودگی میں ہم آپ کے پاس بیٹھنے اور آپکی بات سننے کیلئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ قرآن حکیم انکے الفاظ نقل فرماتا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ۝

(سورۃ ھود آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ ◄ تو حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں اپنے جیسا بشر دیکھ رہے ہیں۔ اور تمہاری پیروی کرنے والے ہماری نگاہ میں حقیر و ذلیل اور موٹی سمجھ والے (یا عامی لوگ) ہیں اور ہمیں نظر نہیں آتا۔ کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت ہے۔ بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا خیال کرتے تھے۔

سامعین محترم! مشرکین مکہ کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے بھی ان سے یہی مطالبہ کیا تھا کہ تمہارے معتقد اور متبع افراد تو خستہ حال اور سادہ قسم کے لوگ ہیں۔ اور یہی مفلوک الحال لوگ ہر وقت آپ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ جہاں اس قسم کے کمتر، ذلیل و حقیر اور کمینے لوگ بیٹھے ہوں وہاں آنے کو ہمارا تو جی ہی نہیں چاہتا۔ آپ یوں کریں کہ انہیں اپنی مجلس سے نکل جانے کا حکم دیں تو پھر ہم آپ کے پاس آسکتے اور آپ کی بات سن سکتے ہیں۔ اپنی قوم کے مغروروں کے یہ مطالبات سن کر حضرت نوح علیہ السلام نے جواباً فرمایا۔

وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ (سورۃ ھود آیت نمبر ۲۹)

ترجمہ ◄ اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی مال طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور میں ایسے لوگوں کو (اپنی مجلس سے) نکالنے والا نہیں ہوں۔ جو ایمان لے آئے ہیں۔ بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ اور البتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری رائے میں تم جاہل قوم ہو۔

اب آیئے! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ کی طرف تو بات مزید واضح ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو حکم دے رہا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔

ترجمہ ⟵ (اے رسول ﷺ!) اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

رب کو پکارنا

سامعین گرامی قدر! یوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے خصائل 'فضائل' خصائص 'محامد اور محاسن کی فہرست خاصی طویل ہے۔مگر سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت مقدسہ میں ان پاکیزہ نفوس کا جو وصف امتیازی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔وہ ان کا "اپنے رب کو پکارنا" ہے۔

انسان اپنی روزمرہ زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا اور مختلف حالات سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔کبھی اسے خوشی میسر آتی ہے تو کبھی رنج وغم اسے پریشان کرتے ہیں۔کبھی وہ اظہار مسرت کرتا نظر آتا ہے اور کبھی حزن وملال میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا ہے۔کبھی اس کی پیشانی سے شادمانی ٹپک رہی ہوتی ہے اور کبھی اس کا پژمردہ چہرہ اس کی تکلیف واذیت کی کہانی سنا رہا ہوتا ہے۔الغرض۔انسان کو زندگی میں ان حالات سے گزرنا اور ان معاملات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔رب تعالیٰ کا محبوب اور برگزیدہ انسان اسے تصور کیا جاتا ہے جو مسرت اور خوشی کے موقع پر اپنے خالق ومالک کا ممنون اور شکر گزار ہو۔اور مصائب و مشکلات میں اسی کے حضور دست سوال دراز کرے۔اسے اس امر کا یقین کامل واکمل ہو کہ مجھے ان پریشانیوں 'صدموں' غموں' تکلیفوں اور اذیتوں سے اگر کوئی نجات دلا سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف "اللہ تعالیٰ" ہی ہے۔

جب مغموم انسان حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے حضور عاجزی اور انکساری سے دست سوال دراز کرتا ہے اور آنکھوں سے چند آنسو بہا کر اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو رب کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور مالک ارض و سماء کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔ اے میرے بندے! مانگنا تیرا کام ہے۔ اور دینا میرا کام ہے۔ سبحان اللہ۔

ارشاد ربانی ہے۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۂ مومن آئیت نمبر ۶۰)

اللہ احکم الحاکمین کو حضرات صحابہ کرام کا انداز طلب اور دعاء کا طریقہ اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنے آخری رسول ﷺ کو اس امر کا پابند فرما دیا کہ وہ عظیم انسان جو صبح و شام مجھے پکارتے ہیں۔ انہیں اپنی محفل و مجلس سے اٹھانے کی آپکو اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اپنے دلوں میں بسانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے رب کو پکارنا۔ ایسا طویل موضوع ہے کہ جسے رب تعالیٰ نے قرآن حکیم کی متعدد آیات بینات میں بیان فرمایا ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے ہم صرف مزید ایک آیت اور اس کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اکیسویں سپارے میں فرمان رب العالمین ہے۔ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ (سورت السجدہ آیت نمبر ۱۶)

ترجمہ ⟵ ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔ اور جو نعمتیں ہم نے انہیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ رب العالمین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں، صدائیں و التجائیں اتنی پسند اور محبوب ہیں کہ ان کی پکار اور صدا کے تذکرے وہ اپنے قرآن کی آیات میں فرما رہا ہے۔ اور اپنے حبیب مکرم ﷺ کو پابند فرما رہا ہے کہ توحید کے ان متوالوں اور دین کے ان شیدائیوں کو کبھی خود سے دور نہ ہٹائیے بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے نفس کو ان کی رفاقت اور معیت پر مجبور کیجئے۔ اور کبھی ان سے علیحدگی کا تصور بھی نہ کیجئے اور یاد رکھئے اگر آپ نے میری رضا کے ان طلب گاروں کو اپنی قربت سے دور ہٹانے کی کوشش کی۔ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ تو آپ ناانصافی کرنیوالوں میں سے ہو جائیں گے - آگے بڑھنے سے قبل پھر سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کو ذہن میں لائیے - تاکہ بات سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو - وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔

ترجمہ ⟵ (اے رسول!) اور آپ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں (اور) وہ اسی کی رضا کے طالب ہیں۔

معزز حضرات! چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اپنے رب کو پکارنے کا موضوع شروع ہو ہی گیا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ کہف کی اگلی آیت کریمہ کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے آپ احباب کے سامنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت میں سے چند ایک ایسی مثالیں عرض کردوں۔ جن سے عیاں ہو جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رب کو کیسے پکارتے ہیں اور اللہ کریم کے ساتھ ان کا تعلق کتنا گہرا اور قریبی ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعائیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص، جانثار، فداکار اور خدمت گزار صحابی تھے - آپ رضی اللہ عنہ کو یار غار اور رفیق غار ہونے کا شرف حاصل ہے - آپ رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا سارا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیا تھا آپ رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت عظمیٰ بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتوں کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل ہے۔

① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنی خدمات کے لحاظ سے اعلیٰ اور ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔

③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔

④ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بھی صحابیت کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔ سبحان اللہ

یہ مرتبہ بلند ملا جسے مل گیا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تہجد گزار، شب زندہ دار اور عبادت گزار انسان تھے۔ آپ کے خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے اور اکثر اوقات ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جایا کرتی تھی۔ قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے تو بے حد عاجزی اور انکساری سے دست طلب پھیلایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چند دعاؤں کے الفاظ سنیں اور ان کے معانی پر غور کریں تو اندازہ ہو گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔یدعون ربھم۔ کی عملی تفسیر تھے۔

① حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعامیں کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ فِیْ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَا تُعْطِیْنِیْ اَلْخَیْرَ رِضْوَانَکَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ ۔ (اخرجہ احمد فی الزہد۔ حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳ جلد ۳)

ترجمہ ⬅ اے میرے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو میرے لئے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اے میرے اللہ! جو خیر و برکت تو مجھے عطا فرمائے اسے اپنی رضامندی کیلئے عطا فرما اور مجھے نعمتوں والی جنت میں بلند درجات نصیب فرما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعاؤں میں اکثر یوں کہا کرتے تھے۔

أَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فِي الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا وَالشُّكْرَ لَكَ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرْضٰى وَبَعْدَ الرِّضَا وَالْخِيَرَةَ فِي جَمِيْعِ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ الْخِيَرَةُ بِجَمِيْعِ مَيْسُوْرِ الْأُمُوْرِ كُلِّهَا لَا بِمَعْسُوْرِهَا يَا كَرِيْمُ ۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۳ جلد ۳)

ترجمہ ← (اے میرے رب!) میں تمام اشیاء میں تجھ سے پوری نعمت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس نعمت پر شکر کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ اور رضامندی کے بعد خیر کی تمام چیزوں میں رضامندی کا سوال کرتا ہوں اور اے کریم! تیرے حضور یہ بھی عرض کرتا ہوں تمام امور میں میرے لئے آسانیاں پیدا فرما۔ اور ہر قسم کی دشواریوں سے محفوظ فرما۔

③ ابو یزید مدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ إِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا وَّمُعَافَاتًا وَّنِيَّةً ۔ (کذا فی الکنز جلد ۱، حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۴ جلد ۲)

ترجمہ ← اے میرے اللہ! مجھے ایمان، یقین، عافیت اور حسن نیت سے مالا مال فرما۔

حضرت عمرؓ کی دعائیں

خلیفہ دوئم، مراد رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات میں بھی عجیب لطف، کیف، سرور اور لذت پائی جاتی ہے۔ جب ان پر اثر اور درد انگیز الفاظ کے ساتھ وہ اپنے رب کے ساتھ ہم کلام ہوتے، ونگے تو استجابت و قبولیت کا دروازہ فوراً کھل جاتا ہوگا۔ سبحان اللہ۔

① حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ صَالِحًا وَّاجْعَلْهُ لَكَ خَالِصًا وَّلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا ۔

(رواہ احمد فی الزہد۔ حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۴ جلد ۳)

ترجمہ ← اے میرے اللہ! میرے عمل کو صالح بنا دے۔ اور میرے عمل کو خالص اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے کر لے۔ اور میرے ہر عمل میں اپنے سوا کسی دوسرے کیلئے کچھ بھی نہ ہو۔

② حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْاَشْرَارِ وَقِنِیْ عَذَابَ النَّارِ وَاَلْحِقْنِیْ بِالْاَخْیَارِ۔ (رواہ البخاری فی الادب المفرد۔ حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۱۴ جلد ۳)

ترجمہ ⬅ اے میرے اللہ! مجھے نیکوں کے ساتھ وفات عطا فرما اور مجھے برے لوگوں میں سے نہ کر۔ اور مجھے آگ کے عذاب سے محفوظ فرما اور مجھے اپنے محبوبوں کا الحاق نصیب فرما۔

③ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب ۲۳ ہجری میں اپنی زندگی کا آخری حج کر کے میدان منیٰ سے مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوئے تو مقام ابطح میں اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے سہارے کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعْیَتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ۔ (اخرجہ الحاکم۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۳)

ترجمہ ⬅ اے میرے اللہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اور میری قوتیں کمزور ہو گئی ہیں اور میرے خیالات منتشر ہو گئے ہیں۔ اب مجھے ضعف عقلی سے قبل ہی اپنے پاس بلا لے۔

④ شہادت کی موت' سعادت کی موت ہے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی حیات مستعار کے آخری ایام میں عام طور پر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ۔

(اخرجہ البخاری۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۳)

ترجمہ ⬅ اے میرے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما۔ اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں موت آئے۔

حضرات محترم! اگر اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی درد انگیز' پر اثر اور عبرت آموز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعاؤں کا تذکرہ جاری رہا تو موضوع خاصی طوالت اختیار کر جائے گا-اس لئے ہم اسے تشنہ تکمیل چھوڑتے ہوئے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت کی طرف لوٹتے ہیں-جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس خصوصیت کو کہ "وہ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں-" ارشاد الٰہی ہے-وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ- ترجمہ اور (اے رسول!) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں-(اور) صرف اسی کی رضا کے خواہش مند ہیں-

مختصر یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں' التجائیں اور صدائیں رب تعالیٰ کو اتنی محبوب اور پسندیدہ ہیں کہ ان کے ان وصف کو بطور خاص قرآن حکیم کی زینت بنایا گیا ہے-يَدْعُونَ رَبَّهُمْ-يَدْعُونَ رَبَّهُمْ-يَدْعُونَ رَبَّهُمْ-

محترم بھائیو! نبی مکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی دعاؤں اور رب تعالیٰ کے حضور ان کے راز و نیاز کا ذکر چھڑا ہے تو مجھے ایک ایسی صحابیہ رضی اللہ عنہا یاد آ رہی ہیں-جن کی طلب' دعاء' التجا اور صدا کا انداز ایسا پر اثر اور متاثر کن تھا کہ خالق ارض وسماء نے فوراً ان کی دعا کو درجہ قبولیت عطا فرمادیا اور اسی وقت سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی دے کر نازل فرمادیا-وہ مستجاب الدعوات صحابیہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں-

حضرت خولہؓ کا تعارف

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا انصار کے قبیلہ بنی عوف بن خزرج سے تعلق رکھتی تھیں-ان کا نکاح اپنے چچازاد حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے-ان دونوں بھائیوں کا شمار آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا-حضرت خولہ بھی اپنے شوہر اوس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسلمان ہوئیں-اور رحمت عالم ﷺ کی صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئیں-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ایک گھریلو خاتون تھیں اور گمنامی کی زندگی بسر کر رہی تھیں کہ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس نے انہیں لازوال شہرت عطا کر دی اور ان کی دعا و التجا کا تذکرہ قرآن حکیم کی آیات مقدسات میں آ گیا کہ قیامت تک جہاں جہاں قرآن حکیم کے اٹھائیسویں سپارے کی سورۂ مجادلہ تلاوت کی جائے گی۔ وہاں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی دعا کا ذکر خیر ہو گا۔ سبحان اللہ۔

حضرات محترم! حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت اوس رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ بزرگ تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان میں چڑچڑا پن پیدا ہو گیا تھا۔ ذرا سی بات پر شدید غصے میں آ جاتے اور بعض اوقات جوش غضب میں آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ ایک دن یوں ہوا کہ حالت غصہ میں حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا کہ ۔ أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي ۔ یعنی تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں یہ جملہ طلاق سے بھی زیادہ سخت سمجھا جاتا تھا اور ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد میاں بیوی کا اکٹھے رہنا ممنوع اور حرام گردانا جاتا تھا۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے حالت غضب میں زبان سے یہ الفاظ کہہ تو دیئے مگر جب غصہ اترا تو سخت نادم اور پریشان ہوئے اور پچھتائے کہ میں نے بڑی سخت بات کہہ دی۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی خاوند کی اس حرکت کی وجہ سے ازحد غمگین اور صدمہ میں مبتلا تھیں کہ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے انہیں بلانے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"اے اوس! گو تم نے میرے لئے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا لیکن میں نہیں سمجھتی کہ یہ الفاظ استعمال کرنے کے بعد میرے اور آپ کے درمیان میاں بیوی کا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ بخدا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کوئی فیصلہ نہ فرمائیں۔ تم میرے قریب نہیں آ سکتے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس صورت حال سے حیران و پریشان خولہ رضی اللہ عنہا دربار رسالت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں سارا واقعہ پیش کیا اور راور عرض کیا۔ آقا! جب اوس رضی اللہ عنہ نے مجھ شادی کی تھی۔ اس وقت جوان تھی۔ صاحب مال تھی۔ میرے گھر والے بھی موجود تھے۔ اب میرا شباب رخصت ہو چکا۔ میں بوڑھی ہو گئی۔ میرے گھر والے بھی نہ رہے۔ مال بھی خرچ ہو گیا اور راوس رضی اللہ عنہ نے مجھے۔ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ کہہ دیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! کیا کوئی گنجائش ہے کہ ہم آئندہ زندگی اکٹھے رہ سکیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی تک اس بارے میں کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور قول کے موافق فرمادیا۔ حَرُمْتِ عَلَیْهِ۔ کہ اے خولہؓ! تو اپنے خاوند کیلئے حرام ہو گئی ہے۔ خولہ نے عرض کیا۔ آقا! میری جوانی تو شوہر کی خدمت میں صرف ہو گئی۔ اب بڑھاپے میں اس نے میرے ساتھ یہ معاملہ کر دیا۔ میں کہاں جاؤں۔ میرا اور میرے بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہمارا گزارہ کیسے ہو گا۔ اور راے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ! مَاذَکَرَ طَلَاقًا۔ میرے شوہر نے تو طلاق کا نام ہی نہیں لیا۔ بغیر طلاق کا لفظ بولے۔ طلاق کیسے ہو گئی۔ اور راے شفیق آقا صلی اللہ علیہ وسلم ! قَدْ نَسَخَ اللّٰهُ سُنَنَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو جاہلیت کے طریقوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ کیا زمانہ جاہلیت کی ظہار کی رسم منسوخ نہیں فرمائی۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے بار بار اصرار اور سوالات کے جواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے خولہ! مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ فِیْ هٰذَا شَیْءٌ۔ اس بارے میں مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں کی گئی۔ خولہ رضی اللہ عنہا پھر مصر ہوئیں۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُوْحِیَ اِلَیْکَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَطُوِیَ عَنْکَ هٰذَا؟ باقی ہر چیز کے بارے میں آپ پر وحی اتاری گئی ہے مگر اس معاملے کو ہی گول کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ھُوَمَاقُلۡتُ لَکِ۔ خولہ! جوبات تھی۔ میں نے تم سے کہہ دی۔ کہ اس بارے میرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اور جب تک اللہ کریم کی طرف سے بذریعہ وحی حکم نازل نہ ہو۔ میں اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ قرآن فرماتا ہے۔

مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ۝ اِنۡ ھُوَاِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۝ (سورۃ نجم آیت نمبر ۳-۴)

ترجمہ ← رسول اکرم ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے وہ تو صرف وحی الٰہی کے مطابق ہی بات کرتے ہیں۔

بقول فارسی شاعر۔ کہ۔

؎ مصطفٰی ہرگز نہ گفت تا نہ گفت جبرائیل
وجبرائیلش ہم نہ گفت تا نہ گفت کردگار

حضرت خولہؓ کی دعا

سرور دو جہاں' رحمتہ للعالمین' آقائے نامدار ﷺ اپنی رائے پر قائم رہے اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا آپ کو قائل کرنے کی کوشش کرتی رہیں اور بالآخر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عرضداشت دربار الٰہی میں پیش کردی اور آنحضرت ﷺ کے گھر میں ہی اپنے رب کے حضور دامن پھیلا کر اور ہاتھ اٹھا کر عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَشۡکُوۡ اِلَیۡکَ...... اَشۡکُوۡ اِلَی اللّٰہِ فَاقَتِیۡ وَوَحۡدَتِیۡ وَوَحۡشَتِیۡ وَفِرَاقَ زَوۡجِیۡ وَابۡنَ عَمِّیۡ ...... اِلَی اللّٰہِ اَشۡکُوۡا لَااِلٰی رَسُوۡلِہٖ۔

ترجمہ ← اے میرے اللہ! میں اپنے معاملے میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔ میرے رب! میں تجھ سے اپنے فاقہ' تنہائی' خستہ حالی اور اپنے خاوند سے جدائی کا شکوہ کرتی ہوں۔ اے میرے مالک! میں تیرے رسول سے نہیں بلکہ تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔

میرے خالق و مالک! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں ان کے باپ کے سپرد کرتی ہوں تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر انہیں اپنے پاس رکھتی ہوں تو وہ بھوکے مرجائیں گے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کچھ ایسے انداز' خلوص' عاجزی' تواضع اور انکساری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دعا کی۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔ خولہ رضی اللہ عنہا کی فریادرسی کا دردناک منظر دیکھ کر میرے سمیت گھر کے تمام افراد اشکبار ہو گئے اور خولہ رضی اللہ عنہا کی باتیں سننے والا کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی اس نیک بندی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی دعاء التجا اور صدا جاری تھی کہ یکایک رحمت کائنات ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ خولہ! انتظار کرو۔ شائد اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے اور مسئلے کا حل فرما دیا ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کیلئے یہ گھڑی سخت امتحان اور آزمائش کی تھی کہ اگر رب کائنات نے فیصلہ میرے خلاف کر دیا تو اس صدمے سے جانبر نہ ہو سکوں گی۔ پھر اللہ کریم سے عرض کیا۔ میرے اللہ! میرے بڑھاپے پر رحم فرما۔ میرے لئے آسانیاں پیدا فرما اور اپنے رسول پر میرے حق میں وحی نازل فرما۔ ابھی خولہ رضی اللہ عنہا نے دعا والے ہاتھ منہ پر نہیں پھیرے تھے اور ان کی زبان پر یہ دعائیہ الفاظ تھے۔ اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْا حَاجَتِیْ۔ کہ سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے وحی کی کیفیت ختم ہوئی اور آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ یَا خَوْلَۃُ اَبْشِرِیْ۔ اے خولہ! مبارک ہو۔ کہ خالق کائنات نے تیرے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اور اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے سورت مجادلہ کا پورا رکوع نازل فرما دیا ہے۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۲۷۰ جزء ۱۷۔ تفسیر ابن کثیر وغیرہ)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ سورۃ مجادلہ آیت نمبر ۱-۲)

ترجمہ ← اے نبی ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس عورت (خولہ رضی اللہ عنہا) کی بات سن لی۔ جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار و اصرار کر رہی تھی۔ اور (اپنے رنج و غم کا) اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے شکوہ کر رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنم دیا ہے۔ بے شک یہ لوگ بہت بری بات کہتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔

ظہار کا کفارہ

کسی شخص کا اپنی بیوی کو اپنی ماں یا دیگر محرمات ابدیہ جیسی قرار دینے یعنی۔ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ یا اس جیسے الفاظ کہہ دینے کا نام "ظہار" ہے اور یہی حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا۔ جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی دعا کی برکت سے اس مسئلہ کی وضاحت نازل فرمائی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ جاؤ۔ اپنے خاوند کو بلا کر لاؤ۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک غلام آزاد کرو۔ عرض کیا۔ میرے پاس تو کوئی غلام ہے ہی نہیں۔ ارشاد ہوا کہ پھر دو ماہ کے متواتر روزے رکھو۔ عرض کیا۔ اے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں دن میں تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ میں دو ماہ کے مسلسل روزے کیسے رکھ سکتا ہوں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ آقا! میں غریب و نادار ہوں، ساٹھ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلا سکتا۔ ہاں۔ آپ میرا تعاون فرمائیں تو ایسا ممکن ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ مسکینوں کیلئے سامان خوراک عطا فرمایا۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے یہ سامان صدقہ کر کے اپنے ظہار کا کفارہ ادا کیا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ

① ایک غلام آزاد کیا جائے۔ (یا) ② دو ماہ کے متواتر روزے رکھے جائیں (یا) پھر ③ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ اسی بارے میں فرمان خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (سورۂ مجادلہ آیت نمبر ۳-۴)

ترجمہ ⟵ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں- پھر وہ اپنی کہی ہوئی بات سے پلٹنا چاہیں تو وہ خاوند (بیوی کو) ہاتھ لگانے سے قبل غلام آزاد کرے- یہ ہے جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے- اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے- پس جو شخص غلام نہ پائے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے- قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کے قریب جائیں- اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے- یہ اس لئے ہے کہ تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان کی تصدیق کرو- اور یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور منکرین کیلئے دردناک عذاب ہے-

حضرت خولہ رض کا احترام

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی دعا و التجا کی بدولت جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ نازل فرمائی تو اس خصوصیت کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا- یہاں تک کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی ازحد توقیر و تعظیم کرتے تھے- علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ - امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک دفعہ گدھے پر سوار لوگوں کے ایک ہجوم کے ساتھ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے قریب سے گزرے تو انہیں نہایت ادب سے سلام کیا- حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے سلام کا جواب دینے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور انہیں نصیحت فرمانے لگیں- فرمایا-

"اے عمر! کیا وہ دن تجھے یاد ہیں جب تمہیں عمیر کہا جاتا تھا- پھر تمہیں عمر کہا جانے لگا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اب تمہیں لوگ "امیرالمومنین کہتے ہیں" فَاتَّقِ اللّٰہَ یَا عُمَرُ۔ پس اے عمر! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ جو شخص موت پر یقین رکھتا ہے۔ اسے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی ضروری کام رہ نہ جائے۔ اور جسے حساب کا یقین ہوتا ہے وہ عذاب سے ڈرتا رہتا ہے۔"

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ هُوَ وَاقِفٌ يَسْمَعُ كَلَامَهَا۔ وہ بڑے صبر و تحمل سے کھڑے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی نصیحتیں غور سے سماعت فرما رہے تھے کہ کافی وقت گزرنے پر لوگوں نے عرض کیا۔ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَتَقِفُ لِهٰذِهِ الْعَجُوزِ هٰذَا الْوُقُوفَ؟ اے امیرالمومنین! اس بوڑھی عورت کے لئے آپ کب تک کھڑے رہیں گے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَوْ حَبَسَتْنِيْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلٰى آخِرِهٖ لَا زِلْتُ إِلَّا لِصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذِهِ الْعَجُوْزُ ؟ هِيَ خَوْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ - أَيَسْمَعُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَوْلَهَا وَلَا يَسْمَعُهٗ عُمَرُ؟

(تفسیر قرطبی صفحہ ۲۶۹ جزء ۱۷)

ترجمہ ⇐ اللہ کی قسم! اگر یہ بڑھیا مجھے صبح سے شام تک روکے رکھے۔ تو میں کھڑا رہوں گا۔ صرف فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اجازت لوں گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ بوڑھی عورت کون ہے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ جس کی فریاد کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنا تھا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ رب العالمین تو اس کی بات سنے اور عمر رضی اللہ عنہ نہ سنے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

حضرات گرامی! کیا آپ نے غور فرمایا کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو یہ احترام 'یہ عزت' یہ شان' یہ مرتبہ اور مقام کیوں نصیب ہوا۔ کہ انہوں نے سورۃ کہف کی زیر بحث آیت کے مطابق۔ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ۔ رب کو پکارنے کا حق ادا کیا۔ اور رب ان سے اتنا راضی ہوا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کلو کر قرآنی آیات میں محفوظ فرمادیا۔

پنجابی شاعر نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی دعاء کو بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔کہ

مائی خولہ' جد لاچار ہوئی — اگے نبی دے عرض گزار ہوئی
نبی موڑ دتی' دکھیار ہوئی — پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
رب گھلی وحی تے شاد کیتی — خولہ اجڑی پھر آباد کیتی
بے مدد دی دی امداد کیتی — پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

معزز سامعین! صحابہ کرام اور صحابیات عظام کی دعاؤں کی بات قدرے طویل ہو گئی اور ایک لحاظ سے ابھی شروع ہوئی ہے۔مگر وقت کی قلت اور نزاکت کے پیش نظر سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت کے اگلے حصہ کی تعبیر توضیح شروع کرتے ہیں۔

نظریں نہ پھیریں

سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت مقدسہ میں جہاں رسول رحمت ﷺ کو صحابہ کرام کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔وہاں آپ ﷺ کو اس امر کا بھی پابند فرمایا گیا کہ آپ ان مخلص لوگوں سے اپنی نظر شفقت کو نہ ہٹائیں۔کیونکہ یہ آپ کی نگاہ محبت کے بھوکے اور نظر شفقت کے پیاسے ہیں ۔وہ جب آپ کے رخ زیبا کو دیکھتے ہیں تو انہیں سرور زندگی حاصل ہوتا ہے۔اور جب آپ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں تو وہ پریشان اور رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔

اے میرے محبوب پیغمبر ﷺ ! آپ کے صحابہ کرام کو نہ تو مال و دولت سے پیار ہے اور نہ سطوت و ثروت سے لگاؤ۔نہ انہیں جاہ و جلال کی طلب ہے اور نہ درہم و دینار کی چاہت۔نہ انہیں عہدوں کا لالچ ہے اور نہ جہانگیری کا شوق۔ان کے دل میں تو بس ایک ہی جذبہ' ایک ہی ولولہ' ایک ہی تڑپ' ایک ہی خواہش' ایک ہی آرزو' ایک ہی تمنا' ایک ہی حسرت اور ایک ہی امنگ ہے۔اور وہ ہے۔نبی مکرم' رسول معظم' پیغمبر اعظم' سرور عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت اور آپ کے مبارک لبوں سے جھڑنے والے موتیوں کی سماعت۔ سبحان اللہ۔

اے میرے رسول! جب آپ انہیں ایک مرتبہ محبت و شفقت بھری نگاہوں سے دیکھ لیتے ہیں تو انہیں تمام رنج والم بھول جاتے ہیں۔ اے محبوب مکرم ﷺ! کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی نگاہ التفات ان سے پھر جائے اور ان سے یہ جانکاہ صدمہ برداشت نہ ہو سکے۔ فرمایا۔

لَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ۔ اور آپ کی نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔ سبحان اللہ۔

زینت دنیا کی خواہش

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نظر شفقت سے محروم نہ کرنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اے میرے محبوب! آپ کا کیا خیال ہے کہ ان فقراء، غرباء اور مساکین صحابہ کو کچھ وقت کیلئے اپنی محفل سے الگ کر کے مال دار، سرمایہ دار اور دنیادار لوگوں کو قریب لانے اور ان کے اسلام قبول کرنے سے مذہب کی ترقی ہو جائے گی اور دین پر رونق آ جائے گی۔ فرمایا۔ نہیں۔ محض مال و دولت سے اسلام ترقی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسلام اور ایمان پر رونق آئے گی تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے آئے گی۔ اس لئے آپ محض دنیا کی زینت یعنی اکثریت کی خاطر ان مخلصین سے بے اعتنائی نہ برتیں اور ایسے افراد و اشخاص کی باتوں پر ہرگز توجہ نہ دیں۔ جن کے دل ذکر الٰہی سے غافل ہیں وہ خواہشات کے پجاری اور معاملات میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ بلکہ آپ ایسے پاکباز اور جانثار رفقاء کو اپنے قریب بٹھایئے جو رب کو پکارنے والے، اس کی رضا کے طالب و خواہش مند اور معاملات میں اعتدال پسند ہیں۔ آیت زیر بحث کا آخری حصہ سماعت فرمائیں۔ اس کا ترجمہ سمجھیں تو بات نکھر کر سامنے آ جائے گی۔ ارشاد ربانی ہے۔

تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا۝ ترجمہ ⟵ کیا آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہتے ہیں۔ اور ایسے شخص کی ہرگز پیروی نہ کیجئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

حضرات گرامی! خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خاتم الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے توسط سے ساری امت کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ نادار اور غریب اہل ایمان کو حقیر نہ سمجھیں۔ انہیں اپنی مجالس و محافل سے نہ اٹھائیں بلکہ ان کی ہم نشینی اختیار کریں۔ ان سے اظہار ہمدردی کریں۔ دولت مندوں کی خوشامد نہ کریں اور غرباء کو نظرانداز نہ کریں۔ مال و دولت کو ترجیح نہ دیں بلکہ آڑے وقت میں ساتھ دینے والے مساکین کی خدمات کو یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کی اسی رہنمائی اور ارشاد فرمائی کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ المصابیح ۴۴۷) اے میرے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں موت دے اور میرا حشر بھی مسکینوں کے ساتھ ہی فرما۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ سب کو قرآن فہمی اور احکام قرآنی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 8

ظالمین کی سزا اور صالحین کی جزا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا○ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا○ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۲۹-۳۱)

ترجمہ ⟵ اور (اے پیغمبر) فرما دیجئے (یہ) تمہارے رب کی طرف سے حق ہے پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے' بے شک ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے' جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ (پانی کیلئے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی کے ساتھ ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہوگا (اور اتنا گرم ہوگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو چہروں کو بھون دے گا' یہ مشروب بڑا ناگوار اور یہ قرار گاہ بڑی تکلیف دہ ہے- بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (تو) ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے- ایسے لوگوں کے لئے ہمیشگی کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں- انہیں ان جنتوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک ریشمی کپڑے اور موٹے ریشمی کپڑے کا سبز لباس پہنیں گے (اور) مرصع پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے- یہ اجر کتنا اچھا ہے- اور یہ آرام گاہ (بھی) کیسی (عمدہ) خوبصورت ہے-

تمام تعریفات اللہ رب العالمین کیلئے ہیں جو حی و قیوم اور علیم و خبیر ہے' جو وحدہ لاشریک اور حکیم و کریم ہے جس کی کوئی ابتداء و انتہاء نہیں ہے' جو قدیم ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے- اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد اور بے شمار درود و سلام سید الرسل' خاتم النبین' شفیع المذنبین' رحمتہ للعالمین' خطیب الانبیاء' سید الاتقیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر و اقدس' اعلیٰ و ارفع پر جنہیں رب کائنات نے ہدائیت کائنات کیلئے مبعوث فرمایا اور لوگوں کو جادۂ حق کی طرف دعوت دینے کا منصب عطا فرمانے کے علاوہ قرآن عزیز جیسی پر رحمت اور پر عظمت کتاب کے نزول کے لئے آپ کے قلب مصفی کا انتخاب فرمایا-

کافروں کو جواب

سورۂ کہف کی گزشتہ آیات کی توضیح میں بات تفصیل سے بیان ہو چکی ہے کہ بعض مشرکین عرب نے نبی اکرم ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ حضرت بلال' صہیب' خباب' اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے فقراء' غرباء اور مساکین کو اپنی مجلس و محفل میں نہ بٹھلایا کریں کیونکہ ہمیں ان کے کپڑوں سے بدبو آتی ہے اور ان کی موجودگی میں آپ کی صحبت میں بیٹھنے کو ہم اپنی توہین سمجھتے ہیں- لہٰذا اگر آپ ہم سرداران قریش کو اپنے قریب کرنا چاہتے ہیں تو ان پراگندہ حال غریبوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین و کافرین کی ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کو حکم فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب! ان ناسمجھ' ناداں اور حقیقت ناشناسوں کی بے سروپا باتوں کا کوئی اثر قبول نہ کریں اور انہیں صاف صاف بتا دیں کہ تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمیں تمہاری دلجوئی مقصود نہیں بلکہ تبلیغ حق ہماری زندگی کا نصب العین ہے اور ہم تمہاری خاطر ان وابستگان توحید اور کشتگان تسلیم و رضا سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ تمہارا جی چاہے تو ایمان قبول کر کے ان فقیروں کے ساتھ آ ملو اور اگر جی نہ چاہے تو ایمان قبول نہ کرو' ہم تمہارا کافر رہنا تو برداشت کر سکتے ہیں مگر ان فرمانبرداروں کو اپنی محفل سے اٹھانا کسی صورت بھی گوارا نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔

اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

ترجمہ ⬅ اور فرمائیے یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے کافر رہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے آخری پیغمبر ﷺ کے جانثار صحابہ سے کتنی محبت اور الفت ہے کہ کافروں سے کہا جا رہا ہے کہ تمہارا جی چاہے تو کلمہ پڑھ لو اور جی چاہے تو کفر پر ڈٹے رہو' ہمیں تمہارے مشروط ایمان سے ان کا فقر زیادہ عزیز اور تمہارے مال سے ان کی غربت زیادہ محبوب ہے۔

آپ سوچیں کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کا سیدھا اور سادہ جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا کی تمام اشیاء سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دین سے محبت ہے۔ ایمان کے ساتھ ان کی اس بے مثل وابستگی کا ذکر رب تعالیٰ اپنے قرآن مجید میں بھی فرماتے ہیں کہ۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔

ترجمہ ⬅ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی زینت بنادیا ہے۔ سبحان اللہ۔

بقول شاعر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا نظریہ اور عقیدہ یہ تھا کہ۔

نہ ہم سیم و زر اے خدا مانگتے ہیں
نہ ہستئی شوکت نما مانگتے ہیں
فقط ایک تجھ سے دعا مانگتے ہیں
محمدؐ کے در کی قضا مانگتے ہیں

کوئی اپنی غربت پہ رہتا ہے پر نم
کسی کو طلب جاہ و حشمت کی ہر دم
کوئی مائل شان و شوکت مگر ہم
مدینے میں تھوڑی سی جا مانگتے ہیں

کوئی جانے کیا ہم کیا مانگتے ہیں؟
خدا سے حبیب خدا مانگتے ہیں

حضرات محترم! صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی محبت ایمان کا جزو لاینفک اور لازمی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہمیشہ حق بیان کرو

عزیزان گرامی استقامت' استقلال اور حق گوئی سے لبریز اصحاب کہف کی داستان سنانے اور ان کے واقعہ کی تفصیلات بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ خاتم الرسل ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ حالات' موافق ہوں یا ناموافق' عوام ساتھ ہوں یا مخالف۔ برسراقتدار طبقہ حمایت کر رہا ہو یا مخالفت۔ اور ماحول سازگار ہو یا ناسازگار' اصحاب کہف کی طرح ہمیشہ حق بیان کرنا آپ کی ذمہ داری اور منصبی تقاضا ہے۔ اصحاب کہف کے قصہ عجیبہ کے جو واقعات اس سورۃ کی گزشتہ آیات میں بیان ہوئے ہیں ان میں وضاحت کی گئی ہے کہ اصحاب کہف عقیدۂ توحید اختیار کر لینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کسی طرح بھی گمراہ قوم سے مصالحت پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ انہوں نے عوام' حکمران اور قوم کے سامنے علی الاعلان کہا کہ ہم آسمان و زمین کے رب کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا معبود ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

ان مقربان الٰہی کے فکر انگیز واقعات کا ذکر کرنے کے بعد سرور دو عالم ﷺ کو فرمایا اور کفار و مشرکین کو سنایا جا رہا ہے کہ جو حق کو قبول کر کے صالحین و ابرار کی پاکباز جماعت میں شامل ہو جائے گا اسے دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور جو بدنصیب اس حق و صداقت سے روگردانی کرے گا' وہ رب تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا بلکہ اپنا ہی بیڑہ غرق کرے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اے نبی مکرم! آپ کا کام صرف حق سنانا اور پہچانا ہے' آپ پر جو "حق" رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسے بلاکم و کاست ان کے سامنے پیش کر دیں۔ وہ تسلیم کریں یا نہ کریں' اس کے بارے میں آپ سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ حق و صداقت کو قبول کر کے جنت کے حقدار بنتے ہیں یا کفر و انکار کر کے جہنم میں داخل ہوتے ہیں۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔

ترجمہ ⟸ آپ فرما دیجئے' یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ انکار کر دے۔

کفر سے مصالحت نہ کرو

بزرگان محترم! نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ حق کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور اس بارے میں کبھی بھی کوئی مداہنت اور نرمی اختیار نہیں فرمائی اور سورۂ کہف کی زیر بحث آئیت مقدسہ کے مطابق ہر میدان اور ہر مقام پر قوم کو دعوت حق سنائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کو دعوت حق کی تبلیغ اور توحید کی نشرو اشاعت سے باز رکھنے کیلئے مشرکین اور کافرین نے کئی حربے آزمائے۔ مگر ان کا کوئی وار بھی کارگر ثابت نہ ہوا اور وہ کسی طرح بھی رسول کریم ﷺ کو حق کی ترویج اور توحید کی تبلیغ سے باز نہ رکھ سکے۔ آپ ﷺ کی مکی زندگی میں ایک دفعہ سرداران مکہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور امیہ بن خلف اکٹھے ہو کر نبی کائنات ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔

"آپ کی تبلیغ اور دعوت سے دن بدن قوم میں انتشار پھیل رہا ہے اور یہ افتراق کسی اچھے مستقبل کا پیش خیمہ نہیں ہے۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان یہ انتشار یونہی بڑھتا چلا گیا تو ایک دن ایسا آئے گا جب ہم سب کی قوت ختم ہو جائے گی اور دشمن قبائل ہم پر حملہ کر کے ہمیں ختم کر دیں گے۔"

اس صورت حال سے ہم بے حد پریشان ہیں اور ہم ایک ایسی تجویز لے کر آپ کے پاس آئے ہیں کہ اگر آپ ا کو تسلیم کر لیں تو آپ کی بات بھی رہ جائے گی اور قوم کا اتحاد اور یکجہتی بھی برقرار رہے گی۔ آپ اس تجویز سے اتفاق کر لیں تو ہمارا اور آپ کا جھگڑا ختم ہو جائے گا اور افتراق و انتشار کی خلیج پاٹ جائے گی۔ وہ تجویز یہ ہے کہ۔

"ایک سال ہم سب مل کر آپ کے رب کی عبادت کر لیا کریں اور دوسرے سال آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے معبودوں کی پرستش کر لیا کریں۔"

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور دعوت حق کے علمبردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے کفار کی یہ تجویز سن کر فرمایا۔ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اُشْرِکَ بِاللّٰہِ غَیْرَہٗ۔ "میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں۔"

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان نے ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ ترجمہ ← (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجئے' اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا اور نہ ہی تم اس (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہو۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ ہی میں (کبھی) عبادت کرنے والا ہوں۔ ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو۔ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

اس سورت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں کفرو شرک کے سارے سرغنے جمع تھے۔ آپ نے بڑی جرات سے مجمع عام میں انہیں یہ سورت پڑھ کر سنائی اور کفرو شرک سے مصالحت کے تمام راستوں کو بند کرتے ہوئے اس حکم پر عمل کیا کہ۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔

ترجمہ ← کہہ دیجئے (اے پیغمبر!) یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ کفر کرتا رہے۔

آپ پریشان نہ ہوں

معزز سامعین! اسی سورت کے آغاز میں یہ بات بھی تفصیل سے گزر چکی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کی از حد محنت و کوشش اور سعی و جدو جہد کے باوجود اہل مکہ کی اکثریت مسلمان نہ ہوئی تو آپ بسا اوقات بڑے پریشان ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے فرمایا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

(سورۂ کہف آیت نمبر ۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ◄ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ اس حدیث یعنی کلام الٰہی پر ایمان نہ لائیں تو شائد آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔

زیر بحث آئیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتے ہیں کہ آپ کا کام ان کو نصیحت کرنا اور انہیں خواب غفلت سے جگاتا ہے۔ آپ اپنا فریضہ ادا کرتے رہئے یعنی حق کی تبلیغ کرتے رہئے۔ اس کے باوجود اگر یہ ظالم ہدائیت قبول نہ کریں تو آپ فکر مند نہ ہوا کریں ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو آپ سے بازپرس ہو گی۔ ایسا قطعاً نہیں' آپ نصیحت کرتے رہیں اور اعلان کر دیں کہ تمہارے ایمان لانے یا نہ لانے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں آپ کی تسلی اور تشفی فرمائی گئی ہے۔ سورت غاشیہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ (سورۂ غاشیہ آئیت نمبر ۲۱-۲۲)

ترجمہ ◄ پس آپ انہیں سمجھاتے رہا کریں۔ آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔ آپ انہیں زبردستی منانے والے تو نہیں ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ سراپا رافت و رحمت تھے اور آپ کی آرزو تھی کہ کوئی بھی شخص ایمان کی نعمت سے محروم نہ رہے۔ اس لئے کفار کی طرف سے حق کو قبول نہ کرنے میں بے اعتنائی آپ پر شاق گزرتی تھی۔ ان کفار میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے طے کر لیا تھا کہ وہ اس دعوت حق کو قطعاً" تسلیم نہیں کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس میں آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ جو لوگ اس سچی دعوت کی طرف سے بے نیازی کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ ان پر کوئی توجہ نہ دیں۔ اگر وہ ایمان نہ لائیں تو آپ پر کوئی بار نہیں کیونکہ ان کے اسلام لانے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ان کے کفر و شرک سے آپ کو کوئی ضرر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس آپ کا کام دعوت حق کا پہنچانا اور سنانا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ (سورۂ عبس آیت نمبر ۱۱-۱۲)

ترجمہ ــــ یہ (قرآن) تو نصیحت ہے' پس جو چاہے اس نصیحت کو قبول کرلے۔

یہی بات سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت میں بیان فرمائی گئی ہے کہ 'اے پیغمبر! تم حق بات کہہ دو۔ جس کے جی میں آئے اسے قبول کرلے ایمان لے آئے اور جس کے جی میں آئے اس دعوت حق کا انکار کرکے کفر پر ڈٹا رہے۔ انکار اور روگردانی کرنے والا اللہ اور اس کے رسول کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

حق سے روکنے کیلئے لالچ

کفار مکہ اور مشرکین عرب نے سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کی تبلیغ سے روکنے کی کئی تدابیر اختیار کیں مگر آپ سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ حق کا اعلان فرماتے رہے۔ ایک دفعہ رؤسائے قریش نے باہمی مشورہ سے عتبہ بن ربیعہ (جو گفتگو کا ماہر اور شعر گوئی میں یکتا تھا) کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ کو لالچ دے کر دعوت حق کی تشہیر سے منع کرے۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور اپنی خطابت و زبان آوری کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے یوں گویا ہوا۔۔۔ "اے محمد! (ﷺ) آپ کے حسب و نسب اور لائق و فائق ہونے میں ہمیں کوئی تردد اور شک و شبہ نہیں مگر افسوس کہ آپ نے قوم میں تفریق پیدا کردی ہے۔ آپ ہمارے معبودوں کو برا کہتے اور ہمارے آباء و اجداد کو احمق و ناداں بتلاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے چند باتیں کرنے کے لئے آیا ہوں۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے ابوالولید! تم جو کہنا چاہو' کہو' میں بغور سنوں گا تو عتبہ نے کہا۔

"اے میرے بھائی کے بیٹے! مجھے بتاؤ کہ تمہارا ان باتوں سے کیا مقصد ہے۔ اگر تم مال و دولت کے خواہاں ہو تو ہم سب تمہارے لئے اتنا مال جمع کردیں گے کہ بڑے سے بڑا امیر بھی تمہاری ہمسری نہ کرسکے گا اور اگر تم شادی کرنا چاہتے تو جس اور جتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں سے چاہو ہم تمہاری شادی کر دیں اور اگر عزت و سرداری مطلوب ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنالیں اور اگر حکومت چاہتے ہو تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تمہیں آسیب ہے تو ہم اس کا علاج کروا دیتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا 'اے ابوالولید! تم جو کچھ کہنا چاہتے تھے کیا وہ سب کہہ چکے ہو۔ عتبہ نے کہا 'ہاں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب میری بات غور سے سنو اور وہ یہ ہے کہ۔

"مجھے تمہارا مال درکار ہے نہ حکومت۔ مجھے شادی کروانے کی خواہش ہے نہ کوئی بیماری۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے 'مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں ثواب کی بشارت سناؤں اور اس کے عذاب سے ڈراؤں 'میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور بطور نصیحت و خیر خواہی اس سے تمہیں آگاہ کر دیا۔ اگر تم اسے قبول کرو گے تو تمہیں سعادت دارین اور فلاح کونین حاصل ہوگی اور اگر اسے تسلیم نہ کرو گے تو میں صبر کروں گا 'یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔" (سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۸۶ جلد ا)

آنحضرتؐ کی تلاوت قرآن حکیم

عُتبہ سے یہ باتیں کرنے کے بعد رسُولِ پاک ﷺ نے قرآن حکیم کی یہ آیاتِ بیّنات اُس کے سامنے تلاوت فرمائیں۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحَاتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ
الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ
فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً
لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا
طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ
وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ
صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۱-۱۳)

ترجمہ ⟵ حم' یہ قرآن رحمان و رحیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے- یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں جاننے والی قوم کے لئے تفصیل سے بیان کردی گئی ہیں- یہ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے- پس ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ پھیر لیا اور اسے سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل غلافوں میں (لپٹے ہوئے) ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان حجاب (پردہ) ہے پس تم اپنا کام کرو ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں' آپ فرمادیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں- البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے پس اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے مغفرت طلب کرو اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے- جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں- بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے ان کیلئے ختم نہ ہونے والا اجر ہے- آپ (ان سے) فرمائیے- کیا تم اس ذات (اللہ) کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور اس کے لئے مد مقابل ٹھہراتے ہو- وہ تو سارے جہانوں کا رب ہے اور اس نے زمین میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کے اندر اندازہ سے غذائیں مقرر فرمادیں (کہ ان کا حصول) طلب گاروں کے لئے برابر ہے۔ پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ محض دھواں تھا تو اس (اللہ) نے اس دھوئیں اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آجاؤ خوشی سے یا مجبوراً۔ دونوں نے عرض کیا ہم خوشی سے حاضر ہیں' پس اس نے دو دنوں میں انہیں سات آسمان بنادیا اور ہر آسمان میں اس کے حسب حال وحی فرمائی اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے مزین کردیا اور اسے محفوظ کیا یہ سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والے (اللہ) کا اندازہ ہے۔ پس اگر وہ روگردانی کریں تو آپ فرمادیجئے کہ میں نے تمہیں عاد و ثمود کی کڑک جیسی کڑک (ہلاکت) سے ڈرایا ہے۔

تاثیر قرآن حکیم

سرور کائنات کی زبان' رب کائنات کا قرآن اور سننے والا عتبہ' ماہر لسان۔ وہ نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے تلاوت قرآن سن کر ایسا دم بخود ہوا گویا اس پر سکتہ طاری ہے وہ دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب زمین پر ٹیکے ہوئے مبہوت ہو کر قرآن سنتا رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ پر پہنچے تو وہ آپ کی تلاوت کی اثر انگیزی سے تلملا اٹھا اور آپ کے لب مبارک پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا "اے محمد! میں تمہیں رحم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں' بس کیجئے' ورنہ ہم برباد ہو جائیں گے۔"

عتبہ نبی دوجہاں ﷺ کی باتیں اور تلاوت سن کر اٹھا اور سیدھا اپنے رفقاء کے پاس آیا مگر عتبہ اب وہ عتبہ نہیں تھا روسائے قریش دور سے ہی اس کی حالت دیکھ کر پکار اٹھے کہ "عتبہ پر محمد کا جادو چل گیا اور اس کے لذیذ دستر خوان نے اس کا دل موہ لیا ہے۔"

عتبہ سرداران قریش کی اس طعنہ زنی پر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں آج کے بعد محمد ﷺ سے قطعاً بات نہیں کروں گا۔ مگر تم میری بات کان کھول کر سن لو کہ۔

"میں حسب پروگرام اس کے پاس گیا اور کھل کر اس موضوع پر اس سے تبادلہ خیال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا لیکن محمد نے جو مجھے جواب دیا۔ واللہ! وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ کہانت ہے -اس نے مجھے قرآن کی آیات سنائی ہیں اور جب وہ عاد و ثمود کے عذاب والی آئیت پر پہنچے تو میں نے انہیں رحم کا واسطہ دے کر خاموش ہونے کو کہا اور ان کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اور تم خوب جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا فَخِفْتُ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ ۔ میں ڈر گیا کہ کہیں (اس کی مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے) تم پر عذاب نہ آجائے لہٰذا اگر تم میری بات مانو تو اسے اس کی حالت پر ہی چھوڑ دو۔ بخدا جو کلام میں اس سے سن کر آیا ہوں اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ عنقریب اس کی بڑی شان ہو گی اور یاد رکھو اگر عرب نے اسے ہلاک کر دیا تو تمہیں کسی فکر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر محمد (ﷺ) عرب پر غالب آگئے تو ان کی عزت تمہاری عزت اور ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ایک فرد ہیں۔"

محترم سامعین! واقعہ کی تفصیل میں بات طوالت اختیار کر گئی- ذکر یہ ہو رہا تھا کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ کو اعلان حق سے باز رکھنے کیلئے ہر ذریعہ اختیار و استعمال کیا مگر آپ سورۂ کہف کی زیر بحث آئیت مبارکہ- قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ - پر عمل کرتے ہوئے ہر میدان میں حق کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

ابو طالب سے شکایت

آگے بڑھنے سے پہلے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ قریش مکہ نے رسول مکرم ﷺ کو دین حق سے روکنے کے لئے آپ کے شفیق و مہربان چچا ابو طالب کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کی- جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور یہ بھی دیکھا کہ سردار ابو طالب آپ ﷺ پر مہربان اور آپ کے محافظ ہیں اور وہ آپ کو مشرکین کے حوالے کرنے کے لئے تیار اور آمادہ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں تو چند اہم سرداران قریش ابو طالب کے پاس آئے اور کہا۔

"اے ابو طالب! آپکا بھتیجا محمد (ﷺ) ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا' ہمارے دین میں عیب نکالتا' ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتاتا اور ہمارے عقل مندوں کو بیوقوف بناتا ہے۔ لہٰذا آپ یا تو اسے ان باتوں سے منع کریجئے یا ہمارے اور اسکے درمیان دخل نہ دیجئے۔ کیونکہ آپ بھی ہمارے دین کے پیرو اور ہمارے ہی ہم عقیدہ ہیں۔"

ابو طالب نے ان سرداروں کے ساتھ نرم گفتگو کر کے حسن تدبر سے انہیں واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ اسی طرح دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے تا آنکہ مشرکین مکہ کی مخالفت اور دشمنی میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا اور کشیدگی بڑھتی ہی چلی گئی اور کفار نے آپس میں ایک دوسرے کو آپ کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا۔ وہی سرداران قریش دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا۔

"اے ابو طالب! آپ عمر' نسب اور مرتبے کے لحاظ سے ہمارے لئے قابل احترام اور ایک خاص درجہ کے حامل ہیں۔ ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کو روکیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں نہ دے' ان کے عیب نہ نکالے اور عقل مندوں کو بے وقوف نہ گردانے' مگر محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے اسے منع نہیں کیا کیونکہ وہ اسی طرح اپنے نئے دین کی تبلیغ و تشہیر کر رہا ہے اور ہماری باتوں کا اس نے کوئی اثر قبول نہیں کیا۔

اب ہم آپ سے آخری بات کرنے کے لئے آئے ہیں کہ یا تو آپ محمد (ﷺ) کو ایسی باتوں سے روک دیں وگرنہ آپ درمیان سے نکل جائیں' ہم جانیں اور محمد (ﷺ) یہاں تک کہ ہم میں سے ایک گروہ برباد ہو جائے۔"

مشرکین عرب اور سرداران قریش ابو طالب سے یہ باتیں کر کے سخت غصے کی حالت میں چلے گئے اور جاتے ہوئے اعلان کر گئے کہ اگر اب بھی محمد (ﷺ) حق کے اعلان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باز نہ آئے تو ہم خود نپٹ لیں گے۔ ابو طالب پر اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی بڑی شاق گزری مگر اسے اپنے بھتیجے کو بے یار و مددگار چھوڑنا اور ان کے حوالے کرنا بھی گوارا نہ تھا۔

آنحضرتؐ کو ابو طالب کا مشورہ

ابو طالب نے اپنی برادری کے ان نام نہاد معززین اور شرفاء و رؤسا کی دھمکی کا گہرا اثر قبول کیا اور رسول مکرم ﷺ کو بلا کر آپ سے کہا۔

"اے میرے بھائی کے بیٹے! قوم میرے پاس آئی تھی اور اس طرح کی باتیں کیں (ابو طالب نے قوم کی طرف سے کی جانے والی تمام گفتگو آنحضرت ﷺ کو سنائی) لہٰذا اے محمد (ﷺ) مجھ پر رحم کرو اور اپنی جان پر بھی رحم کھاؤ اور مجھ پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈالو جسے برداشت کرنے کی مجھ میں سکت اور ہمت نہ ہو۔"

مبلغ حق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب نازک پر چچا کی ان باتوں نے گہرا اثر چھوڑا اور آپ نے خیال فرمایا کہ دنیوی اعتبار سے ایک چچا ابو طالب ہی خاندان میں میرا سہارا اور آسرا ہے اب محسوس یہ ہوتا ہے کہ چچا ابو طالب بھی میری حمایت سے دست کش ہو جائیں گے اور مجھے مشرکین کے حوالے کر دیں گے۔ گویا اب چچا سے بھی تعاون و اعانت کی کوئی امید نہیں رہی۔

نبی اکرمؐ کا جواب

آپ اندازہ فرمائیں کہ چچا کی ان باتوں سے بتقاضائے بشریت آپ کس قدر دل گرفتہ اور پریشان ہوئے ہونگے۔ مگر آپ استقامت و استقلال کے کوہ گراں ثابت ہوئے اور چچا کی گفتگو سننے کے بعد انتہائی خود اعتمادی سے جواب دیا۔ يَا عَمِّ! وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِيْنِي وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلٰى أَنْ أَتْرُكَ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ أَوْ أَهْلِكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهُ۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو صفحہ ۲۸۱ جلد ۱)

ترجمہ ◄ میرے چچا جان! اللہ کی قسم اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں اس معاملے (اعلان حق) کو چھوڑ دوں تو میں کبھی اسے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے غلبہ عطا فرما دے یا (اعلان حق کرتے کرتے) مجھے موت آ جائے۔

شاعر اسلام ابو الاثر حفیظ جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف "شاہنامہ اسلام" میں سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جواب باکمال کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ ؎

چچا کے دامن شفقت کو بھی ہٹتا ہوا پایا
تو ہو کر آب دیدہ ہادی برحق نے فرمایا
جفا و ظلم کی آندھی چلے طوفان آ جائیں
مٹانے کو میرے شداد اور ہامان آ جائیں
کسی دھمکی کسی ڈر سے میرا دل گھٹ نہیں سکتا
مجھے یہ فرض ادا کرنا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتا
میرے ہاتھوں میں لا کر چاند سورج بھی اگر رکھ دیں
میرے پیروں تلے روئے زمین کا مال و زر رکھ دیں
خدا کے کام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا
یہ بت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا
میں سچا ہوں تو بس میرے لئے میرا خدا بس ہے
کسی امداد کی حاجت نہیں اس کی رضا بس ہے

سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ رسول مکرم ﷺ کو یہی حکم فرما رہے ہیں کہ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔

ترجمہ ⟵ کہہ دیجئے (اے پیغمبر! ﷺ) یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے پس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرتا رہے۔

ظالموں کی سزا

بزرگان محترم! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو اس دعوت حق کو قبول نہیں کرے گا وہ اپنی جان پر خود ظلم کرے گا اور حق سے روگردانی کی وجہ سے وہ جس دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اس کا تھوڑا سا حال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق انہیں ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جہنم کی ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین۔۔۔ فرمایا' ظالموں کیلئے ایسی آگ ہوگی جس نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہوگا اور یہ بسیار کوشش کے باوجود اس آگ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکیں گے۔ سُرَادِقُ کا معنی عام مفسرین نے "قناتیں" کیا ہے۔

یعنی جہنم کی آگ قناتوں کے موٹے پردوں کی طرح انہیں اپنے گھیرے میں لئے ہوگی اور جامع ترمذی کی ایک روائیت کے مطابق آگ کے پردوں کی موٹائی چار دیواروں کے برابر ہوگی اور ان میں ہر دیوار اتنی موٹی ہے کہ اگر انسان چالیس سال تک چلتا رہے تو اس ایک دیوار کو طے نہ کر سکے۔

آپ اس سے خود اندازہ فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو گھیرنے والی آگ کی تپش کتنی تیز ہوگی اور ظالموں کو کتنے سخت اور اذیت ناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ کہف کی اسی آئیت میں فرماتے ہیں کہ اگر اہل دوزخ عذاب کی شدت اور گرمی کی تپش کے باعث پانی کے لئے فریاد کریں گے اور۔ اَلْعَطَشْ اَلْعَطَشْ۔ یعنی ہائے پانی ہائے پانی پکاریں گے تو انہیں پینے کے لئے پیپ جیسا پانی مہیا کیا جائے گا اور وہ اتنا سخت گرم ہوگا کہ منہ کے قریب کرتے ہی ان کے چہروں کو جلا ڈالے گا۔

قرآن حکیم کی سورۂ محمد میں اللہ تعالیٰ نے اسی حالت کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ○ (سورۂ محمد آئیت نمبر ۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← اور انہیں کھولتا ہوا گرم پانی پلایا جائے۔ جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔

آیئے! سورۂ کہف کی مذکورۃ الصدر آیت کو سن کر اس کا ترجمہ سمجھنے کی کوشش کریں اور اللہ کریم سے دست بستہ عرض کریں کہ مولا! ہمارے والدین' اہل و عیال' بہن بھائیوں اور تمام مسلمانوں کو جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین یارب العالمین۔

ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۂ کہف آیت نمبر۲۹)

ترجمہ ← بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اس آگ کی قناتوں (دیواروں) نے گھیر رکھا ہے اور اگر وہ (پانی کیلئے) فریاد کریں گے تو پیپ کی طرح کے (غلیظ) پانی کے ساتھ ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو پانی ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔ یہ مشروب بڑا ہی ناگوار اور قرار گاہ بڑی تکلیف دہ ہے۔

ظالم کون۔

سورۂ کہف کی مندرجہ بالا آئیت کریمہ میں ظالموں کیلئے آگ کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ظالم کون ہیں؟ قرآن و حدیث میں کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب کرنیوالوں کو ظالم کہا گیا ہے۔ مگر ہم وقت کی قلت اور موضوع کی طوالت کی وجہ سے صرف قرآن عزیز کی چند آیات سے ظالمین کی ایک فہرست پیش کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

1- مشرک

قرآن کریم میں مشرک کو ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اکیسویں سپارے میں ہے کہ جناب لقمان نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۂ لقمان آیت نمبر۱۳)

ترجمہ ← اے میرے پیارے فرزند! کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا' یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

قرآن حکیم کے ساتویں سپارے میں بھی شرک کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربانی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (سورۂ انعام آیت نمبر ۸۲) ترجمہ ⟵ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے نہ ملایا' انہی کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آئیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ بہت پریشان ہوئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ۔ ہم سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو (یعنی کوئی گناہ نہ کیا ہو) تو سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔

2- بدعتی

قرآن عزیز میں آنحضرت ﷺ کی گستاخی کرنے والے اور دین میں بدعت کو ترویج دینے والے کو بھی ظالم قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ (سورۂ الفرقان آیت نمبر ۲۷-۲۸) ترجمہ ⟵ اور اس (قیامت کے) روز ظالم (ندامت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا اے کاش! میں نے رسول اللہ کا راستہ اپنایا ہوتا۔ ہائے افسوس! کاش' میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا۔

یہ آئیت مبارکہ اگرچہ عقبہ بن معیط کے بارے میں نازل ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر اس بدبخت اور بدنصیب کا یہی حال ہو گا جو نبی کریم ﷺ کے دین حق اور آپ کی سنگت کو چھوڑ کر غیروں کی دوستی کا دم بھرے گا۔

3- اللہ کی بات کو بدلنے والا

قرآن حکیم میں ایسے اشخاص اور افراد کو بھی ظالم کہا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمودات کو بدلتے اور دین میں اپنی خواہشات کو داخل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⬅ پس ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی بات کو دوسری بات سے بدل دیا تو ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کر دیا بوجہ اس کے وہ نافرمانی کرتے تھے۔

ہوا یوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ شہر ''اریحا'' یا بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد جب تم فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہونے لگو تو دوسرے فاتحین کی طرح سرکش و مغرور ہو کر داخل ہونے کی بجائے عجز و انکساری کے ساتھ جھکتے ہوئے اور زبان سے مغفرت طلب کرتے اور حِطَّةٌ کا وظیفہ پڑھتے ہوئے داخل ہونا۔ فرمایا۔ زبان سے۔ حِطَّةٌ کہنا تمہارا کام ہے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دینا ہمارا کام ہے۔ مگر ان ظالموں نے تمسخر سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بدل دیا اور حِطَّةٌ (مغفرت) کی بجائے استہزاء حِنْطَةٌ (گیہوں) کہنا شروع کر دیا اور جھک کر داخل ہونے کی بجائے سرینوں کے بل سرکنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے شہر میں داخل ہوتے ہی ان پر طاعون کی شکل میں عذاب نازل فرما دیا اور دوپہر تک انکے ستر ہزار افراد مارے گئے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۵۸-۵۹)

ترجمہ ⬅ اور جب ہم نے فرمایا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ پھر اس میں جہاں سے چاہو با فراغت کھاتے رہنا اور دروازے سے سر جھکاتے ہوئے داخل ہونا اور حِطَّةٌ (مغفرت) کہتے جانا تو ہم تمہاری تمام خطائیں بخش دیں گے اور نیکیاں کرنے والوں کو زیادہ دیں گے۔ پس ان ظالموں نے اس بات کو بدل ڈالا خلاف اس بات کے جو انہیں کہی گئی تھی تو ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب نازل فرما دیا۔

آپ غور فرمائیں کہ حِطَّةٌ میں ایک نقطے کا اضافہ کر کے حِنْطَةٌ کہنے کیوجہ سے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کو طاعون جیسے شدید عذاب میں مبتلا کر دیا گیا مگر آج ہمارے دور میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ دین میں بدعات کو داخل کیا جاتا ہے اور فوراً کہہ دیا جاتا ہے کہ اس میں حرج کیا ہے۔ خدارا ذرا سوچیں کہ کتنا بڑا حرج ہے کہ دین میں رسومات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اللہ کریم ہمیں بدعات سے بچائے اور خالص قرآن و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

4- مساجد سے منع کرنے والا

قرآن عزیز ایسے شخص کو بہت بڑا ظالم قرار دیتا ہے۔ جو لوگوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے روکتا اور وہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منع کرتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۱۴) ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو روک دے اللہ کی مسجدوں سے کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے۔

محترم سامعین! بدقسمتی سے آج کئی مسجدیں ایسی ہیں۔ جہاں دوسرے مسلک والوں کو نماز پڑھنے بلکہ داخل ہونے سے روکا جاتا ہے اور ان مسجدوں کے منتظمین نے مسجدوں کے اندر اور دروازوں پر لکھوا رکھا ہے کہ اس مسجد میں فلاں مسلک کے لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں سے روکنے والوں کیلئے ظالم کی بجائے۔ اَظْلَمُ۔ اسم تفضیل کا صیغہ استعمال فرمایا ہے کہ اللہ کی مسجدوں سے روکنے والا سب سے بڑا ظالم اور بدبخت ہے اور ایسے ظالم کی سزا یہ بیان فرمائی۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ: ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق سے زندگی گزارنے اور مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5- اللہ پر افتراء باندھنے والا

اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے اور اس کی آیات کو جھٹلانے والے اور اس کے احکام سے گریز و اعراض کرنے والے کو بھی ظالم بلکہ۔ اظلم۔ کہا گیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیات کو جھٹلایا' بلاشبہ ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی موضوع کو قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں بھی بیان فرمایا ہے۔

- ۝ سورۂ انعام آیت نمبر ۹۳ و ۱۴۴ و ۱۵۷ ۝ سورۂ یونس آیت نمبر ۱۷
- ۝ سورۂ الاعراف آیت نمبر ۳۷' ۝ سورۂ ھود آیت نمبر ۱۸
- ۝ سورۂ کہف آیت نمبر ۱۵ و ۵۷' ۝ سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۶۸
- ۝ سورۂ سجدہ آیت نمبر ۲۲ ۝ سورۂ زمر آیت نمبر ۳۲
- ۝ اور سورۂ الصف آیت نمبر ۷۔ میں موضوع کی طوالت کے خوف سے آیات اور ان کے ترجمے کی طرف نہیں جاتا۔ مختصر یہ کہ ان تمام آیات بینات میں ایسے شخص کو ظالم گردانا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر افتراء' باندھتا' اس کی آیات سے اعراض برتتا اور اس کے احکام سے روگردانی کرتا ہے۔

6- حدود اللہ سے تجاوز کرنیوالا

اللہ تعالیٰ نے احکام و فرائض کی جو حدود مقرر فرمائی ہیں ان سے تجاوز کرنے والے اور ان کا خیال نہ رکھنے والے کو بھی قرآن حکیم "ظالم" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ـــــ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں پس تم ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرتا ہے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔

7- حقوق العباد ادا نہ کرنیوالا

ایسا شخص جو حقوق العباد کا احساس و خیال نہ کرے بلکہ حقوق العباد تلف کرے اور بندوں کے ساتھ زیادتی کا سلوک کرے وہ بھی ظالمین کی فہرست میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کے دوسرے سپارے میں عورتوں کے حقوق ادا نہ کرنے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱)

ترجمہ ـــــ اور جو کوئی اس طرح کرے گا تو وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں یتیم کے حقوق ادا نہ کرنے والے کی یہ سزا بیان فرمائی کہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ع (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ ـــــ بے شک وہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ تو بس اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ کھا رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

8- کسی پر زیادتی کرنیوالے

کسی کا مال ناحق ہڑپ کرنے والا اور کسی کا جائز حق ادا نہ کرنے والا بھی ظالم ہے......

آیئے! ہم سب اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور اپنے عقائد و اعمال پر غور کریں اور رب تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کریں کہ وہ ہمیں ہر قسم کے ظلم سے بچنے اور قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ رب العزت نے سورۃ کہف میں ظالموں کی سزا ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

ترجمہ ⟸ (بلاشبہ ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے کہ انہیں اس کی دیواروں نے گھیر رکھا ہے اور اگر وہ پانی کیلئے فریاد کریں گے تو انہیں پیپ جیسا پانی دیا جائے گا۔ جو ان کے چہروں کو بھون دے گا۔ یہ مشروب بڑا ناگوار اور ٹھکانا بڑا تکلیف دہ ہے۔

نیکوں کی جزا

سورۂ کہف کی مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ میں کفر، شرک اور ظلم کا راستہ اختیار کرنے والوں کی سزا کا ذکر تھا اور اگلی آیات میں اہل ایمان، صالح اور نیک انسانوں پر انعامات اور ان کی جزا کا تذکرہ ہے۔

قرآن حکیم کا یہ معجزانہ اسلوب ہے کہ ترغیب اور ترہیب ساتھ ساتھ چلتی ہیں یعنی جہاں گناہ گاروں کی سزا کا ذکر ہوگا وہاں ساتھ ہی نیکو کاروں کی جزا کا تذکرہ ملے گا اور جہاں صالحین کے ثواب کا بیان ہوگا ساتھ ہی کفار، مشرکین اور منافقین کے عذاب کا بیان بھی ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی ظالمین کی سزا کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد مومنین کی جزا کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝

ترجمہ ⟸ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو بلاشبہ ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

اس ضائع نہ ہونے والے اجر عظیم کی حقیقت اور تفصیل کیا ہے؟ فرمایا۔

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

ترجمہ ⟸ انہیں لوگوں کیلئے دائمی باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں (ندیاں) رواں ہیں، انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک ریشم اور موٹے ریشم کا بنا ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبز لباس پہنیں گے' (اور) مرصع پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے' یہ اجر کتنا اچھا ہے اور آرام گاہ کتنی عمدہ ہے۔

اس آئیت میں معجزانہ اختصار کے ساتھ جنت کی رہائش' اس کی نعمتیں' وہاں کا لباس' زیورات اور عنایات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے ---- واضح رہے کہ دنیا میں مردوں کیلئے سونے اور ریشم کا استعمال ممنوع اور حرام ہے مگر جنت میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنتیوں کو یہ چیزیں مہیا فرمائے گا۔ غرض جنت میں آرام' آسائش' راحت اور سکون کی ہر شئے ہر وقت میسر ہوگی اور ہر طرف سے سلام و سلام کی دعاؤں کے ساتھ جنتیوں کا استقبال کیا جائے گا۔ وہاں کسی دکھ' درد' تکلیف' اذیت' پریشانی اور صدمے کا اندیشہ تک نہ ہو گا۔

نقشہ جنت بزبان الفت

شاعر اسلام شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکات کے مطابق جنت کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اوہ جنت جدھے وچ ہمیشہ جوانی
جدھے وچ مچھلی دی پہلی مہمانی
جدھے وچ عیشاں تے خوشیاں سروران
جدھے وچ انوکھیاں مٹھیاں کھجوراں
جدھے وچ پھل میوے لکھاں ہزاراں
جدھے وچ دودھ دیاں جاری نے ناہراں
جدھے وچ خدمت لئی غلام ہزاراں
جدھے وچ لکھاں ای موجاں بہاراں
جدھے وچ ہر طرفوں خوشیاں سوائیاں
اوہ سونے دی تاراں دیاں چارپائیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدھے وچ سونے تے چاندی دے برتن
نصیباں والے سبحان اللہ ورتن
اوہ سونے دے کپڑے اوہ سونے دے کنگن
غرض اوہ ملی بہشتی جو منگن

اوہ جنت جدھے وچ زمردی زمیناں
زمیناں تے وچھیاں سبز رنگ قالیناں
قالیناں تے ریشم دے تکیئے لگے نے
گو عیش و عشرت دے دریا وگے نے

جدھے وچ عمدہ توں عمدہ پوشاکاں
جدھے وچ ودھیا توں ودھیاں خوراکاں
جدھے وچ طیوراں دے گوشت کبابان
جدھے وچ اطہر توں اطہر شراباں

جدھے وچ رتاں دی سختی نہ نرمی
نہ سردی زیادہ نہ بہتی ہی گرمی
تے غلمان پھردے ہوون گے دوالے
ہتھاں وچ پھڑ کے چاندی دے پیالے

ایہہ غلمان کیتے جو اللہ تیار اے
حدوں سوہنے جنہاں دے نقش و نگار اے

جنت کا سلام جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے انہیں بڑی عزت و تکریم اور احترام و توقیر کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ راستے کے دونوں طرف فرشتوں کی قطاریں ہونگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔جو جنتیوں کو انتہائی ادب و احترام سے سلام عرض کریں گے۔کیا خوبصورت منظر ہوگا جب اہل جنت گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے۔فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور ہر طرف سے ”سلام علیکم“ کی صدائے دل نواز بلند ہوگی۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس باعزت گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین۔ خلیفہ چہارم' داماد رسول ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ۔

”جب اہل جنت کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو دروازے کے قریب انہیں ایک درخت نظر آئے گا۔ جس کے نیچے دو چشمے رواں ہونگے۔ ان میں ایک چشمہ میں مومن غسل کرے گا تو جسم کے بیرونی حصے کی طہارت ہو جائے گی اور دوسرے چشمے کا پانی پیئے گا تو اندرونی طہارت و نفاست حاصل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنت کے دروازے پر ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے۔سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۰۷ جلد ۱۰)

قرآن حکیم نے اہل جنت کو جنت کی طرف لے جانے' استقبال کرنے اور فرشتوں کے سلام عرض کرنے کی تفصیل بیان فرمائی ہے ---- وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ (سورۃ زمر آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ ⟸ اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا حتی کہ جب وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو انہیں جنت کے محافظ کہیں گے ”تم پر سلام ہو“ تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اہل جنت کے قائد

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے اور اہل جنت کی قیادت فرمانے والے ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہونگے۔ آپ کے پیچھے اہل جنت کی قطاریں ہونگی۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا۔ سبحان اللہ۔

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داخلہ جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ؟ وَاَقُوْلُ "مُحَمَّدٌ" صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ (رواہ مسلم۔ مشکاۃ المصابیح صفحہ ۵۱)

ترجمہ ⟵ قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کیلئے کہوں گا تو جنت کا دربان پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا "میں محمد ہوں" تو وہ عرض کرے گا مجھے آپکے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

برادرِ محترم حضرت مولانا عبدُالرحمان رَاسخ رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیثِ مُبارکہ کا ترجمہ جب پنجابی اشعار میں لحنِ داوٗدی کے ساتھ سُنایا کرتے تو مجمع جھوم جھوم جایا کرتا تھا۔ آپ بھی سُنئیے اور دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ برادرِ مرحوم کو جنّت میں بُلند دَرجات عطا فرمائے۔ آمین۔

کوئی نبی ھالے قدم نہ اُٹھاوے
میرا آقا پہلا بہشتاں نوں جاوے
اوہ جنّت دا جا کے جاں کُنڈا ھلاوے
تاں دَربان جنّت دا عرضاں سُناوے
میرے مولا مینوں حکم ایہہ سُنایا
نہ کھولیں جناں چِر مُحمّد نہ آیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دربانِ جنت کی بات سُن کر آنحضرت ﷺ جو ارشاد فرمائیں گے۔ اُس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں محمدؐ، میں محمدؐ آمنہ دا جایا
جلدی دروازہ جنت کھولو میں اُمت نال لیایا

بزرگانِ محترم! اہلِ جنت، جنت میں کوئی بے ہُودہ لغو اور فضول گفتگو نہ سنیں گے، وہاں کِذب، غیبت، حسد، گالی گلوچ، سَبّ و شتم اور لڑائی جھگڑے کا نام و نشان نہ ہوگا بلکہ جنتیوں کیلئے ہر طرف سے "سلام ہی سلام" کی آواز آئے گی۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۲۵-۲۶)

ترجمہ ⟸ جنتی، وہاں لغو اور گناہ کی باتیں نہ سنیں گے۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

قرآنی آیات میں تو جنت کو "دارالسلام" یعنی سلامتی کا گھر کہا گیا ہے اور اس کے امن و سلام اور راحت و سرور کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ لایسمعون فیھا لغوا ولا کذابا۔ کہ جنتی وہاں کوئی بے ہودہ اور جھوٹی بات نہ سنیں گے۔ (جنت کی نعمتوں اور عنایات کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب "خطبات سورۂ مریم" میں خطبہ نمبر 16 "جنت کے نظارے" کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جنتیوں کی فہرست میں شامل فرمائے اور ہمیں قرآن و سنت کے مطابق عقیدہ و عمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 9

دو باغوں والے کا قصہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۞ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۞ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۞ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ اَبَدًا ۞ وَّمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۞ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ۞ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّیْ اَحَدًا ۞ وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۞ فَعَسٰی رَبِّیْ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۞ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۞ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ (سورۂ کہف آیت نمبر ۳۲-۴۴)

ترجمہ ⟸ اور ان کیلئے دو آدمیوں کی مثال بیان فرمایئے کہ ہم نے ان دونوں میں سے ایک کو انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان دونوں باغوں کے ارد گرد ہم نے کھجوروں کے درختوں کی باڑ بنادی اور ان دونوں کے درمیان کھیتی اگادی- یہ دونوں باغ اپنے اپنے پھل لائے اور ان سے کوئی چیز کم نہ ہوئی اور ہم نے انکے درمیان نہر جاری کردی اور اسکے اور بھی اموال تھے- تو اس نے اپنے ساتھی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں دولت کے لحاظ سے تم سے زیادہ اور نفری کے لحاظ سے بھی تم سے طاقتور ہوں- اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا درآنحالیکہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا' کہنے لگا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا اور میں یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ کبھی قیامت برپا ہوگی اور مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقیناً میں اس سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا- اسکے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا فرمایا پھر تجھے پورا مرد بنایا- لیکن میں (کہتا ہوں) وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا- اور تو نے باغ میں داخل ہوتے وقت مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کیوں نہیں کہا اگرچہ تو نے مجھے دیکھا کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں- پس قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے کوئی بہتر چیز عطا فرمادے- اور اس باغ پر کوئی آسمانی آفت بھیج دے- تو (یہ باغ) چٹیل میدان ہو جائے- یا اسکا پانی زمین کی گہرائی میں جذب ہو جائے پھر تو تلاش کے باوجود اسے نہ پاسکے- اور اسکا پھل (تمام مال) برباد ہو گیا پس وہ کف افسوس ملنے لگا اس مال کے نقصان پر جو اس باغ میں خرچ کیا تھا اور وہ باغ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپروں پر گرا پڑا تھا اور (اب) وہ کہنے لگا' کاش! میں نے کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنایا ہوتا۔ اور اللہ کے سوا اسکے پاس مدد کرنے کیلئے کوئی جماعت نہ رہی اور نہ وہ بدلہ (انتقام) لینے کے قابل تھا۔ یہاں سے ثابت ہو گیا کہ سارا اختیار اللہ سچے کے پاس ہے وہی بہتر ثواب والا ہے اور اسی کے پاس بہتر انجام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے بعد ان گنت' لاتعداد اور بے شمار درود و سلام' رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک پر' جن کی بعثت و تشریف آوری کی بدولت رب کائنات نے انسانوں کی ہدائیت کے لئے قرآن مبین نازل فرمایا اور قرآن حکیم کی سورۂ کہف کے پانچویں رکوع میں ہماری عبرت اور نصیحت کیلئے دو باغوں والے شخص کا قصہ تفصیل سے بیان فرمایا۔

مالدار اور غریب

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات واضحات میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا ایک واقعہ کفار مکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کے عین مطابق عبرت' نصیحت اور تذکیر کیلئے بیان فرمایا ہے اور یہ واقعہ ان دو آدمیوں (جن میں ایک مومن اور دوسرا مشرک تھا) کے درمیان مناظرانہ اور مکالمانہ انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

ان دو اشخاص میں سے جو مومن اور موحد تھا' وہ انتہائی مفلس اور غریب تھا اور جو مشرک و نافرمان تھا وہ ازحد مالدار' سرمایہ دار اور مرفہ الحال تھا۔ وہ دونوں آپس میں قریبی عزیز' رشتہ دار' بھائی یا دوست تھے۔ صاحب ثروت شخص کفر و شرک پر ڈٹے رہنے کے علاوہ قیامت کا منکر اور انتہائی متکبر اور مغرور تھا۔ جبکہ اس کا مومن و موحد ساتھی نیک اور صالح ہونے کے علاوہ اپنے حال پر راضی اور رب تعالیٰ کا شکر گزار بندہ تھا۔

آپ کو یاد ہو گا کہ سورۂ کہف کے چوتھے رکوع کی آخری آیات یعنی گزشتہ خطبہ کی زیر بحث آیات میں یہ ذکر ہوا تھا کہ جو لوگ مشرک' کافر اور منکر ہیں ان کے لئے جہنم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگ ہے اور جو مومنین' مخلصین اور موحدین ہیں ان کے لئے جنت کی عیش' آرام اور لذتیں ہیں - اس کے بعد ان زیر بحث آیات مقدسات میں بیان فرمایا جارہا ہے کہ منکرین و مشرکین کے لئے صرف آخرت کی ناکامیاں اور محرومیاں ہی نہیں بلکہ وہ ظالم و بدبخت اس دنیا میں بھی ناکام و نامراد اور خائب و خاسر ہی رہتے ہیں اور آن واحد میں ان کا غرور و تکبر اور مال و دولت خاک میں مل جاتا ہے اور وہ کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔

اس کے برعکس مومنین و موحدین جو بظاہر اکثر غربت و افلاس کا شکار رہتے' مال دار جن کی بے چارگی کا مذاق اڑاتے اور ان کی قلت تعداد پر پھبتیاں کستے ہیں ان کی یہ تنگ حالی چند روزہ اور عارضی ہوتی ہے' آخر کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومتی اور دنیا کے آرام کے علاوہ انہیں آخرت کی سعادتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

اسی حقیقت کو آشکارا کرنے اور اسی نکتے کی وضاحت کیلئے ان بابرکت آیات میں ایک مغرور مالدار اور ایک شکر گزار غریب کا قصہ بیان فرمایا جارہا ہے۔

حقیقت یا تمثیل

سورۂ کہف کی زیر بحث آیات بینات میں جو واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اس کے بارے میں بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ محض تمثیل ہے اس واقعہ کا حقیقتاً "موجود ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مسائل تمثیل سے سمجھائے ہیں مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں ننانوے اور سو (۱۰۰) دنبیوں کا قصہ ایک تمثیلی بات ہے۔

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حقیقتاً معرض وجود میں آیا اور اسی حقیقی قصہ کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بطور عبرت بیان فرمایا ہے۔ اس واقعہ کو حقیقی تسلیم کرنے والے مفسرین اس کے کرداروں کے بارے میں مختلف الخیال ہیں۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

❖ امام بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قبیلہ بنو مخزوم کے دو بھائی تھے ایک مومن کامل اور دوسرا کافر و مشرک تھا۔ مومن کا نام "ابو سلمہ عبداللہ" (ام المومنین جنابہ ام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلمہ رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر) اور کافر کا نام "اسود" تھا اور ان دونوں کے والد کا نام "عبد الاسود بن عبد یالیل" تھا۔ انہیں دو بھائیوں کے حق میں یہ آیات نازل فرمائی گئیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۲ جلد ۷)

❖ بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان آیات میں عینیہ بن حصین (جس نے نبی کریم ﷺ کو مشورہ دیا تھا کہ اپنی مجلس سے غریب صحابہ کو الگ کر دیں) اور اس کے رفقاء اور حضرت سلمان اور ان کے ساتھیوں (رضی اللہ عنھم) کے احوال کو بطور تمثیل بنی اسرائیل کے دو بھائیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (تفسیر الخازن صفحہ ۲۱ جلد ۴)

❖ یہ دونوں بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی اولاد تھے' ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور دوسرے نے دنیا کی زینت بڑھانے میں مال صرف کیا۔ (تفسیر الحسنات صفحہ ۹۳۹ جلد ۳)

❖ یہ بنی اسرائیل کے دو بھائیوں کا واقعہ ہے۔ جن میں ایک کافر اور دوسرا مسلمان تھا۔ کافر کا نام "خرطوس یا قطفیر" اور مومن کا نام "یہوزا یا ملیخا" تھا۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۲ جلد ۷)

❖ بعض کا قول ہے کہ۔ اَنَّهُمَا كَانَا حَدَّادَيْنِ كَسَبَا مَالًا۔ "یہ دونوں لوہار تھے ایک نے مال کما کر باغ لگائے اور دوسرے نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ (تفسیر الحسنات صفحہ ۹۳۹ جلد ۳)

❖ بعض اہل علم کا خیال ہے اس قصہ میں مذکورہ دو آدمیوں سے مراد کوئی مقرر اشخاص نہیں ہیں بلکہ عبرت و نصیحت کے لئے دو افراد (جن میں یہ اوصاف ہوں) فرض کر لئے گئے ہیں اور ان کی حالت بیان کر دی گئی ہے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۳ جلد ۷)

بہرحال یہ قصہ تمثیلی ہو یا حقیقی اور بیان کردہ اشخاص بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہوں یا مکہ کے باشندے ہوں' یہ واقعہ اپنے اندر بڑے اسباق اور نصیحتیں رکھتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں اس قصہ سے سبق حاصل کر کے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصہ کی ابتداء

اس قصہ کی ابتداء اور آغاز کے متعلق علماء تفسیر رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ۔

"ایک شخص کے دو بیٹے تھے دونوں کو باپ کی وراثت سے برابر حصہ چار' چار ہزار دینار حاصل ہوئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے ایک ہزار کی زمین خرید لی جبکہ دوسرے نے ہزار صدقہ کر کے رب تعالیٰ سے دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا قَدِ اشْتَرٰى اَرْضًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ وَاِنِّيْ قَدِ اشْتَرَيْتُ مِنْكَ اَرْضًا فِي الْجَنَّةِ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ۔ اے میرے اللہ! میرے بھائی نے ہزار دینار کی زمین خریدی ہے' میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کی زمین خریدتا ہوں۔

پہلے نے ایک ہزار دینار مزید خرچ کر کے مکان بنالیا اور دوسرے نے ایک ہزار خیرات کر کے اپنے اللہ سے عرض کی' اے میرے اللہ! اس نے ہزار دینار خرچ کر کے مکان بنایا میں ہزار دینار کے بدلے میں تجھ سے جنت کا مکان خریدتا ہوں۔

پھر پہلے نے ایک ہزار دینار صرف کر کے ایک عورت سے شادی کر لی جبکہ دوسرے آدمی نے ہزار دینار غرباء میں تقسیم کر کے پھر دعا مانگی' اے میرے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنت کی کسی عورت (حور) سے میرا نکاح کر دے۔

اول شخص نے چوتھا ہزار دینار خرچ کر کے خدام اور دیگر گھریلو سامان خریدا اور دوسرے نے ہزار دینار صدقہ کر کے دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْتَرِيْ مِنْكَ خَدَمًا وَمَتَاعًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِي الْجَنَّةِ۔ اے میرے اللہ! میں اس ہزار دینار کے بدلے میں تجھ سے جنت میں خدام اور سامان کی درخواست کرتا ہوں۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۲ جلد ۷' تفسیر خازن صفحہ ۲۲ جلد ۴)

دونوں بھائیوں کی ملاقات

اس صورت حال سے آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اول شخص نے مال و دولت میں نام پیدا کیا' جبکہ دوسرا آدمی غربت و افلاس اور تنگ دستی کا شکار ہو گیا۔ تھوڑی مدت گزرنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد دوسرے آدمی کو مال کی سخت ضرورت پیش آگئی تو اس نے سوچا کہ مجھے اپنے مال دار بھائی سے تعاون کی اپیل کرنی چاہیے وہ ضرور میری مدد کرے گا اور میری ضرورت باآسانی پوری ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر وہ اپنے بھائی کے راستہ میں بیٹھ گیا اور اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا' آخر اس کا دولت مند بھائی اپنے نوکروں اور خادموں کے جھرمٹ میں وہاں سے گزرا تو راستے میں بیٹھے ہوئے بھائی کو دیکھ کر متعجب و حیران ہوا اور اس سے یہاں بیٹھنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے اپنی غربت و افلاس کا حال اسے سنایا اور مالی تعاون کی درخواست پیش کی۔ دولت مند بھائی (جسے اپنی دولت اور مال پر بڑا غرور' فخر اور تکبر تھا) نے اس سے سوال کیا کہ تمہارا مال کہاں گیا۔ باپ کی جائیداد اور وراثت میں سے تم نے اپنا پورا حصہ وصول کر لیا تھا۔ غریب بھائی نے اپنی سرگزشت اور داستاں سنائی تو دولت مند بھائی نے ازراہ مذاق کہا "اچھا' تم صدقہ کرنے والوں میں شامل ہو گئے ہو۔" یہ کہہ کر اپنے تنگدست بھائی کا ہاتھ پکڑا اور اس کی غربت کا مذاق اڑانے اور اپنے مال و دولت اور باغات دکھانے کے لئے اسے اپنے باغات میں لے آیا۔ (تفسیر الخازن صفحہ ۲۴۲ جلد ۴)

باغوں کی حالت

قرآن کریم نے اس مال دار آدمی کے باغات کا جو نقشہ بیان کیا ہے وہ یہ کہ وہ دو باغ تھے جن میں خوش ذائقہ انگوروں کی بیلیں اپنی بہار دکھا رہی تھیں' ان باغوں کے اردگرد بلند قامت کھجوروں کے درخت کھڑے تھے جو ان باغات کیلئے باڑ کا کام بھی دیتے یعنی انہیں آندھیوں سے بھی بچاتے اور اپنے عمدہ اور شیریں پھل کی وجہ سے خود بھی منفعت بخش تھے اور انگوروں کی بیلوں کی قطاروں یا کھجوروں کے درختوں اور انگوروں کی بیلوں کے درمیان جو جگہ خالی تھی وہ بھی بیکار نہیں تھی بلکہ وہاں بھی کھیتی باڑی کی جاتی اور کئی اجناس کاشت ہوتی تھیں۔ وہ دونوں باغ اپنے وقت پر پورا پھل لاتے اور موسم کی تبدیلی یا اور کسی وجہ سے انکے پھلوں میں کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔ دونوں باغوں کے درمیان سے گزرنے والی نہر پانی کی ضرورت بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوری کرتی اور باغات کے حسن میں بے پناہ اضافہ بھی کرتی تھی- قرآن مجید فرماتا ہے-

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ

ترجمہ ◄ اور (اے پیغمبر ﷺ) ان کے لئے دو آدمیوں کی مثال بیان فرمائیے کہ ان میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان دونوں باغوں کے ارد گرد ہم نے کھجور کے درختوں کی باڑ بنادی تھی اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی اگادی تھی- یہ دونوں باغ اپنا پھل لائے اور اس سے کوئی چیز کم نہ ہوئی اور ہم نے ان کے درمیان نہر جاری کردی تھی اور مالک کو اس کا پھل ملتا رہتا تھا-

بعض مفسرین نے- وکان لہ ثمر- کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ ان باغوں کے علاوہ اس آدمی کے پاس اور بھی مال تھا- جیسے عام طور پر کسی شخص کی آمدنی کے ذریعے کو اس کا حاصل یا پھل کہہ دیتے ہیں اسی طرح فرمایا- كَانَ لَهُ ثَمَرٌ- (اس کیلئے پھل تھا)

اہل عرب' جن کی زمینیں بنجر اور ناقابل کاشت تھیں' جہاں پانی قلیل بلکہ اکثر مقامات پر نایاب تھا ان کے سامنے ایک صاحب ثروت' مال دار اور خوش حال آدمی کا جو نقشہ پیش کیا جارہا ہے وہ کتنا دلنشیں اور اثر آفریں ہے- سبحان اللہ-

باغات کہاں تھے؟

جن دو باغات اور ان میں بہنے والی نہر کا ان آیات مقدسات میں ذکر کیا گیا ہے- ان کے بارے میں مشہور مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں-

ذَكَرَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْكَاتِبُ فِي كِتَابِهِ عَجَائِبِ الْبُلْدَانِ أَنَّ بُحَيْرَةَ تِنِّيْسَ كَانَتْ هَاتَيْنِ الْجَنَّتَيْنِ- (روح المعانی صفحہ ۲۷۳ جزء ۱۵)

ترجمہ ◄ ابراہیم بن قاسم الکاتب نے اپنی کتاب "عجائب البلدان" میں ذکر کیا ہے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں "حیرہ" (نامی بستی) میں تھے۔

اور ان دو باغات کے درمیان سے گزرنے والی نہر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "اس نہر کا نام "نہر فرطس" اور یہ (فلسطین میں) رملہ نامی بستی کے قریب سے گزرتی تھی۔" (روح المعانی ۲۷۴ جزء ۱۵) اسی نہر کے کنارے وہ (حیرہ) بستی ہے جس میں یہ دو شخص رہتے تھے اور وہیں ان میں سے ایک کے لہلہاتے اور سرسبز و شاداب دو باغ تھے۔ اور بقول بعض مفسرین اگر یہ واقعہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسود اور اسود بن عبدالاسود یا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور عینیہ بن حصین کا ہے تو پھر لازمی امر ہے کہ واقعہ عجیبہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔

مال دار کی گفتگو

ابھی ذکر ہوا کہ مال دار مشرک اور مغرور و متکبر آدمی اپنے غریب موحد بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باغات کی طرف چل پڑا اور اس سے گفتگو کرتے ہوئے بڑے فخریہ انداز میں کہا کہ تیری نسبت میرے پاس مال و دولت بھی زیادہ ہے اور نفری کے لحاظ سے بھی میری قوت و طاقت تجھ سے بڑھ کر ہے کہ میری اولاد ہے' لونڈیاں اور غلام ہیں جبکہ تیرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں کئی دوسرے مقامات پر ذکر کیا گیا ہے کہ اکثر نافرمان' کافر' مشرک اور سرکش لوگ ایسی چیزوں پر فخر کیا کرتے ہیں اور اکثر دولت مند کم ظرف اور خود پسند ہوتے ہیں جو غرباء کی غربت کا مذاق اڑانے اور فخریہ انداز میں اپنی دولت کا ذکر کرنے میں ذرا بھر جھجک محسوس نہیں کرتے۔

قرآن کریم سورۂ کہف میں اس مال دار آدمی کی گفتگو کا ذکر کان الفاظ میں کرتا ہے۔

فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ○

ترجمہ ← پس اس (مال دار) نے اپنے ساتھی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں مال کے لحاظ سے بھی تم سے زیادہ ہوں اور نفری کے لحاظ سے بھی طاقت ور ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مالدار نے غریب بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور اپنے مال پر تکبر و نخوت کا اظہار کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تکبر' ذلت اور رسوائی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ۔

ترجمہ ◄ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

صحابی رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ایک آدمی نے عرض کی' اے اللہ کے رسول! ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَنَعْلُہٗ حَسَنَۃً۔

ترجمہ ◄ بے شک ہر آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا بہترین ہو۔

سوال کرنے والے نے سمجھا کہ شائد اچھا لباس پہننا اور اچھا جوتا پہننا بھی تکبر میں داخل ہے تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ○ (صحیح مسلم صفحہ ۶۵ جلد ۱ کتاب الایمان)

ترجمہ ◄ بے شک اللہ تعالیٰ خوب صورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے' غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ (آدمی) حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

باغ میں داخلہ

مال دار مشرک اور غریب موحد یہی گفتگو کرتے کرتے باغ کے دروازے پر پہنچ گئے جب صاحب ثروت آدمی نے اپنے سرسبز و شاداب اور پھلوں سے لدے ہوئے باغ کو دیکھا تو اس کے دماغ میں مزید بڑائی کا نشہ پیدا ہو گیا اور اپنے مفلس بھائی کی طرف حقارت کی نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں گمان نہیں کرتا کہ میرا یہ باغ اور دوسرا سامان کبھی تباہ ہو جائے گا۔"

اور جس قیامت کا تجھے ہر وقت کھٹکا رہتا ہے اور جس محاسبہ اعمال سے تو ہر وقت ڈرتا رہتا ہے "میں خیال نہیں کرتا کہ قیامت بھی واقع ہو گی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دیکھ میں نے اپنے ذاتی کمال، حسن تدبیر اور ذہانت سے کام لے کر اپنے سرمائے میں کتنا اضافہ کر لیا ہے کہ میرے لہلہاتے باغات ہیں، سرسبز و شاداب فصلیں ہیں، بہتی ہوئی نہر ہے اور مال و دولت کی فراوانی ہے۔ اگر تو بھی میری طرح عقل و فکر سے کام لیتا اور اپنی رقم کو صدقات و خیرات میں ضائع نہ کرتا تو آج تو بھی مرفہ الحال ہوتا اور تیرے پاس بھی دولت و سرمائے کی کثرت ہوتی۔ مگر تو نے آخرت کے ڈر اور خدا کے خوف کی وجہ سے سارا مال ضائع کر دیا اور اب بھوک و افلاس سے تنگ آ کر میرے پاس مانگنے کیلئے آ گیا ہے۔

میری بات غور سے سن! اگر بقول تیرے قیامت آ بھی گئی اور مجھے رب کی طرف لوٹا بھی دیا گیا تو جس طرح مجھے یہاں باغات اور مال و دولت حاصل ہے، آخرت میں بھی یہ چیزیں بلکہ اس سے بہتر چیزیں حاصل ہوں گی۔

قرآن حکیم میں اس ظالم و بدبخت کی اس متکبرانہ اور احمقانہ گفتگو اور باغ میں داخل ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

ترجمہ ⟸ اور وہ اپنے باغ کے اندر اس حال میں داخل ہوا کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہنے لگا، میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی تباہ ہوگا اور میں یہ گمان بھی نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو میں وہاں اس سے بہتر جگہ پاؤں گا۔

شرک کی بدترین قسم

یہ شرک کی ایک بدترین قسم ہے کہ دنیا کی نعمتوں اور لوازمات کو رب العزت کی عطاء اور احسان سمجھنے کی بجائے اسے اپنی عقل، علم، ہنر، سائنس اور ٹیکنالوجی کا کمال سمجھا جائے۔ قرآن حکیم میں ذکر ہے کہ "قارون" بھی اپنی دولت کے بارے میں یہی گمان کرتا تھا اور بڑے غرور سے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا کہ ۔اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۔(سورۃ قصص آیت نمبر ۷۸)

ترجمہ ⟸ میرے یہ تمام خزانے میرے علم کی وجہ سے ملے ہیں۔

افسوس! کہ آج کے کئی تاجروں اور دکانداروں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہیرا پھیری کر کے مال کماتے اور اسے اپنا کمال سمجھتے ہیں' نہ وہ جائز ذرائع سے کماتے ہیں' نہ اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہیں اور نہ ہی اسکے قائم کردہ حقوق کی پابندی کا احساس کرتے ہیں۔

قیامت کا انکار

سورۂ کہف میں ذکر کردہ اس مالدار مشرک کی طرح آج کے بعض متکبر سرمایہ دار لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ دنیا کی نعمتیں اور عیش و آرام ہمیشہ رہے گا اور جب ہم یہاں آسودہ حال اور مال دار ہیں تو آخرت میں بھی اسی طرح خوشحال اور صاحب مال ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے خیالات کو جابجا ذکر فرمایا ہے' طوالت کے خوف سے ہم صرف دو آیات اور ان کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ (سورۂ حم السجدہ آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ ⟸ اور اگر ہم (انسان) کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہتا ہے "میں اسی کا مستحق ہوں" اور میں خیال نہیں کرتا کہ قیامت برپا ہوگی' اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقیناً میرے لئے اس کے پاس خوشحالی ہی ہوگی۔ پس ہم کافروں کو ان کے اعمال سے آگاہ کریں گے اور ہم انہیں ضرور سخت عذاب چکھائیں گے۔

یعنی جب اللہ احکم الحاکمین انسان کو اپنی رحمت اور فضل سے نوازتا ہے تو پھر احسان فراموش انسان عجیب و غریب قسم کی باتیں بناتا ہے اور اپنی قابلیت' ذہانت' اور تجربہ پر فخر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہتا ہے میں اسی کا مستحق تھا کہ مجھ پر یہ انعام کیا جاتا اور مجھے اس منصب پر فائز کیا جاتا۔ "یہ خشک مزاج ملاں" جو مجھے ہر وقت قیامت کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے اور میرے عیش و عشرت میں خلل اندازی کرتا ہے اور یہ متکبر شخص اپنے تکبر کا اظہار و اعلان کرتے ہوئے یہاں تک بکواس کرنا شروع کر دیتا ہے کہ اولاً تو قیامت آئے گی ہی نہیں اور اگر بالفرض وہ آ بھی گئی تو ہم لوگ جو یہاں وزارت و صدارت و مشاورت کے عہدوں پر فائز ہیں' قیامت کے دن بھی ہمارا رتبہ بڑا بلند اور ہماری شان بڑی عظیم ہو گی اور ان خشک زاہدوں' نام نہاد مولویوں اور مذہبی راہنماؤں کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہو گا۔

عاص بن وائل

نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مشرکین و کفار میں سے عاص بن وائل سہمی ایسا شخص تھا جو انتہائی مغرور و متکبر ہونے کے علاوہ آخرت کا منکر اور قیامت کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صحابی رسول حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ لوہے کا کام کرتے تھے آپ نے قبل از اسلام عاص بن وائل کو اس کے کہنے پر ایک تلوار بنا کر دی۔ جس کی رقم اس کے ذمہ تھی۔ قبول اسلام کے بعد ایک دن جناب خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے اس رقم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا۔ لَا أُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ۔ "جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہ کرے گا۔ میں تیری رقم ادا نہ کروں گا۔"

صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا۔ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ۔ "میں قطعاً محمد ﷺ کا انکار نہ کروں گا یہاں تک کہ تجھے موت آجائے پھر تجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے (یعنی تجھے موت تو آسکتی ہے مگر میں محمد ﷺ) کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت رسول دیکھ کر عاص بن وائل نے ازراہ مذاق کہا۔ فَذَرْنِي حَتّٰى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَّوَلَدًا۔ پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ مجھے موت آجائے پھر قیامت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن اٹھایا جاؤں گا وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد کی فراوانی ہوگی اس وقت میرے پاس آنا تو میں تیرا قرض ادا کردونگا۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۱ جلد ۲)

اللہ تعالیٰ نے اس ظالم و بدبخت کے اس استہزاء اور انکار قیامت کے جواب میں فوراً آنحضرت ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ (سورۃ مریم آیت نمبر ۷۷ تا ۸۰)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ مجھے ضرور ضرور مال اور اولاد دیئے جائیں گے۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے اللہ رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں، جو یہ کہہ رہا ہے ہم اسے لکھ لیں گے اور اس کے لئے عذاب کو خوب لمبا کردیں گے اور جو وہ کہتا ہے اس (یعنی مال و اولاد) کے ہم ہی وارث ہونگے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

سورۃ کہف کی زیر بحث آیات میں ذکر کردہ شخص بھی ایسا ہی بدبخت، ظالم، دنیادار اور قیامت کا منکر تھا اور دنیوی نعمتوں کو دائمی گردانتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ۔ وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝ (اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو وہاں میں اس سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔)

مومن کی گفتگو

غریب اور مومن بھائی جو سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرچکا تھا اپنے امیر اور مغرور بھائی کی مبنی بر استہزاء باتیں سن کر اس سے یوں مخاطب ہوا۔

"کیا تو اپنے اس پروردگار اور خالق و مالک کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے قطرۂ آب سے پیدا فرما کر تیرے تمام اعضاء کو موزوں کرکے حسین و جمیل اور مکمل انسان بنادیا تو نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس ذات اقدس کا انکار کر دیا مگر میں تو اسی کو اپنا رب مانتا ہوں اور اپنے اس رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔"

سورت کہف کی زیر بحث آیت میں اس مومن کامل کی گفتگو کا ابتدائی حصہ یوں نقل کیا گیا ہے۔قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۞ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۞

ترجمہ ⬅ اسکے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔کیا تو نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پھر قطرۂ آب سے پیدا کیا پھر تجھے بنا سنوار کر مرد بنایا۔ لیکن (میں تو کہتا ہوں) وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔

برادران محترم! بندہ مومن کی توحید سے لبریز اس گفتگو پر غور فرمایئے اور اسی سے ایک موحد مومن کی سیرت و کردار کا اندازہ لگایئے کہ وہ کہتا ہے اے میرے ساتھی! تو نے تو اپنے اس خالق و مالک کو بھلا دیا جس نے تجھے کمال حکمت کے ساتھ تخلیق کے مختلف مراحل سے گزار کر ایک تندرست' خوبصورت' خوبرو اور باوقار مرد بنایا' مگر میں تو اپنے خالق کو بھول جانے کی جرات نہیں کر سکتا اور برملا اعتراف و اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی میرا پروردگار ہے اور میں کائنات کی کسی بڑی سے بڑی چیز کو بھی اس کا شریک بنانے کی غلطی نہیں کروں گا۔

ماشاء اللہ

پھر اس مومن نے اپنے کافر بھائی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ تجھے اپنے ان سر سبز و شاداب اور لہلہاتے باغات کو دیکھ کر اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا اور باغ میں داخل ہوتے وقت تمہاری زبان پر کلمات تشکر ہونے چاہیں تھے۔اپنے مال' دولت' باغات اور ثمرات کو دیکھ کر تو نے اللہ کریم کا شکر ادا کرنے کی بجائے ازراہ تکبر کہا کہ یہ کبھی تباہ نہ ہونگے اور قیامت نہیں آئے گی۔یہ تیری سخت غلطی' بہت بڑی نافرمانی اور حکم ربانی سے سرتابی و بغاوت ہے۔تم نے ہر چیز کو اللہ کے سپرد کیوں نہ کیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماشاء اللہ کہہ کر اس عقیدہ کا اظہار کیوں نہ کیا کہ کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور تمام قوتوں کا سرچشمہ اللہ کریم ہی کی ذات ہے۔

سورۂ کہف میں اس مرد مومن کے کلمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اس نے کہا۔ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ ⟸ اور تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ کیوں نہ کہا۔

حضرات محترم! ان کلمات طیبات کی حدیث شریف میں بھی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ رَأَى شَيْئًا فَاَعْجَبَهُ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَمْ يَضُرَّهُ۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۲۹ جلد ۷)

ترجمہ ⟸ جس نے کوئی چیز دیکھی اور اسے وہ پسند آئی اور اس نے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ دیا تو اس چیز کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا یعنی اسے نظر بد وغیرہ نہیں لگے گی۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہشام بن عروہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جناب عروہ کو جب کوئی مال پسند آتا اور عجیب معلوم ہوتا یا اپنے کسی باغ میں داخل ہوتے تو کہتے۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اس سے واضح ہوا کہ اللہ کریم جب کسی بندے پر کوئی انعام کرے تو اسے۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کہنا چاہیے۔ یہ کلمات کہنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے پریشانیوں اور حوادث سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ کلمات کہہ کر اس نے اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔

ان پاکیزہ کلمات کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام تفسیر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند امام احمد کے حوالے سے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ حضرت ابوہریرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ تَحْتَ الْعَرْشِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ، قَالَ اَنْ تَقُوْلُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۴ جلد ۳)

ترجمہ: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہیں عرش کے نیچے سے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں۔ میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان' ضرور بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ۔ لاقوۃ الا باللہ۔ ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ قرار دیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۴ جلد ۳)

امام مالکؒ کا تکیہ کلام

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اللہ رب العالمین پر توکل اور بھروسے کے باکمال کلمات ہیں اسی لئے مسجد نبوی کے خطیب و امام اور ائمہ اربعہ میں سے ایک مشہور امام حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا تکیہ کلام ہی یہ کلمات تھے یعنی وہ اکثر اوقات ان کلمات طیبات کو پڑھتے رہتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے اپنے مکان کی پیشانی پر یہ کلمات کندہ کرائے ہوئے تھے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ امام صاحب! قرآن حکیم میں تو یہ کلمات باغ کے بارے میں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"میرا گھر اور میری اولاد میرا باغ ہی تو ہے' میں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں' میں اس کی توحید کا قائل ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔"

مومن کا حسن ظن

اس مومن کامل نے اپنے بھائی کے طعن و تشنیع کا بھی جواب دیا اور کہا کہ اگرچہ میں مال و اولاد میں تجھ سے کم ہوں مگر میں اپنے رب کریم کی جود و سخا اور عنایت و عطا سے مایوس نہیں ہوں' مجھے یقین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میرا رب دنیا اور آخرت کی نعمتوں میں سے مجھے ایسی عمدہ نعمتیں عطا فرمائے گا جن کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے کیونکہ میرا مال اسی کی راہ میں خرچ ہوا ہے' وہ میری نیت اور ارادے کو بڑی اچھی طرح جانتا ہے۔ میں اس کی توحید کا قائل اور اس کا عبادت گزار بندہ ہوں اور قیامت پر یقین رکھنے والا ہوں لہٰذا وہ ضرور مجھے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

قرآن حکیم کی سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیات میں اس مومن کامل کے اپنے رب کے بارے میں اس حسن ظن کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے۔

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ۔

ترجمہ ⟸ اگر تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں مال اور اولاد میں تجھ سے کم ہوں۔ تو مجھے امید ہے کہ میرا رب تیرے باغ سے بہتر چیز مجھے عطا فرمائے گا۔

عذاب سے ڈرو

کافر مالدار جسے اپنی مالداری پر بڑا فخر تھا اور جو باغات و کھلیان اور مال و اولاد کو ابدی اور دائمی سمجھتا اور قیامت کے وقوع کا منکر تھا کو اس موحد و مومن بھائی نے اپنی گفتگو کے دوران اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہوئے سمجھایا کہ۔

"یہ سرسبز شاداب باغات اور لہلہاتی فصلیں جن کی وجہ سے تم فخر و غرور میں مبتلا ہو اور یہ مال و دولت جس کے گھمنڈ میں تم آخرت کے انکاری اور توحید ربانی کے منکر ہو چکے ہو' یہ سب چیزیں عارضی اور فانی ہیں۔ تم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ آپ کے پاس رہیں گی بلکہ اللہ کے عذاب سے ڈرو جس کے غضب و قہر کی ایک بجلی یا اس کا بھیجا ہوا طوفان اور آندھی ان چیزوں کا نام و نشان مٹا سکتی ہے اور تمہاری باغات سے بھرپور یہ زمین آن واحد میں چٹیل میدان کی شکل اختیار کرسکتی ہے۔

اور تمہارے باغات کے درمیان سے بہنے والی یہ نہر جس پر تمہیں بڑا فخر ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کے پانی کو اتنا گہرا کردے کہ تم اپنی تمام کوششوں اور ہمتوں کے باوجود اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پانی کو تلاش نہ کر سکو اور تمہاری کوئی مشینری اور ٹیوب ویل اسے بر آمد نہ کر سکے۔"

سورت کہف کی زیر بحث آیات میں اس توحید پرست کی نصیحت اور عذاب الٰہی سے ڈرنے والے الفاظ کو یوں نقل کیا گیا ہے۔ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝

ترجمہ ⟸ اور (ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ) اس باغ پر آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے تو یہ (سرسبز باغ) ایک چٹیل اور صاف میدان ہو جائے یا اس کا پانی بہت گہرا ہو جائے پس تو اسے تلاش کرنے کی طاقت نہ رکھے۔

باغ کی تباہی

سورت کہف کی ان آیات کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مخلص موحد کی ان نصیحتوں کا اس کافر و مغرور بھائی پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت شرک' کفر' فخر' غرور اور نافرمانی کے راستے پر چلتا رہا۔ تاآنکہ مہلت کی وہ گھڑیاں ختم ہو گئیں جو عصیاں شعار اور غلط کار انسانوں کو سنبھلنے اور راہ حق کی طرف لوٹ آنے کیلئے مرحمت فرمائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اس کے باغات اور مال و اسباب اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئے اس کا سب مال و متاع تباہ و برباد ہو گیا اور اس تباہ شدہ اجڑے ہوئے اور اکھڑے ہوئے باغات کو دیکھ کر کف افسوس ملنے لگا' کیونکہ نہ صرف اس کے باغات تباہ ہو گئے بلکہ اس نے باغ کی ترقی کے لئے جو سرمایہ کاری کی تھی وہ بھی ضائع ہو گئی اور جب اس نے اپنے باغات کے انگوروں کی بیلوں کو چھپروں اور فریموں پر گرے ہوئے اور ان چھپروں کو ٹوٹے پھوٹے' ادھر ادھر بکھرے اور زمین پر پڑے دیکھا کہ طوفان باد و باراں سے ہر چیز تباہ ہو چکی ہے تو اب اسے اپنا پروردگار یاد آیا اور کہنے لگا۔

"کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔"

مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی نافرمانی' غرور' فخر' تکبر' شرک' کفر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناشکری کا نتیجہ ظاہر ہو چکا تھا اور اس کے مال و دولت اور باغات سمیت ہر چیز پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا تھا۔ سورۃ کہف میں اس کے باغات کی تباہی و بربادی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

ترجمہ ⟵ اور اس کا پھل برباد ہو گیا تو وہ کف افسوس ملنے لگا اپنے اس نقصان پر جو اس نے باغ پر خرچ کیا تھا اور وہ باغ اپنے چھپروں پر گرا پڑا تھا اور وہ کہنے لگا "کاش! میں نے کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنایا ہوتا۔"

مگر اس کے افسوس کا اب کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ جب عذاب آجائے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ○ؕ

ترجمہ ⟵ اور اس کے پاس کوئی گروہ اور جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور وہ نہ ہی خود انتقام لینے کے قابل تھا۔

حضرات گرامی! قرآن کریم کے انتیسویں پارے کی "سورۃ القلم" میں ایسے ہی ناشکرے لوگوں کے باغات کی تباہی' بربادی اور ہلاکت کا ایک اور واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

صنعاء یمن کا ایک باغ

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تھوڑا عرصہ بعد کی بات ہے کہ صنعاء یمن سے دو فرسخ تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ایک نیک اور صالح شخص رہتا تھا۔ اس نے اپنی زمین میں بڑا وسیع و عریض باغ لگا رکھا تھا۔ وہ اس باغ کی آمدنی میں بڑی دریا دلی کے ساتھ غرباء' مساکین اور محتاجوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ نظام قدرت کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑے' جو بد قسمتی سے لالچی' کنجوس' بخیل اور مادہ پرست تھے۔ باپ کی وفات کے بعد انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ والد کے زمانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال و دولت کی فراوانی تھی اور اخراجات کم تھے۔ اب ہم تین ہیں اور ہم تینوں کے اہل و عیال ہیں۔ اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور آمدنی کا ذریعہ تو صرف ایک باغ ہی ہے جو ہمیں ترکہ میں ملا ہے۔ اس سے تو ہمارے اخراجات ہی بمشکل پورے ہونگے۔ لہٰذا اس کا ایک ہی حل ہے کہ صدقات و خیرات اور غرباء و فقراء کی خدمت کا جو دروازہ ہمارے والد صاحب نے کھول رکھا تھا اسے بالکل بند کر دیا جائے۔ اپنے خون پسینے کی کمائی ان مفت خوروں میں نہ لٹائی جائے۔ اگر ہم نے فوری طور پر یہ فیصلہ نہ کیا تو ہم غربت و افلاس میں پھنس جائیں گے۔ لہٰذا آج سے ہم یہ طے کرتے ہیں کہ آئندہ ہم منہ اندھیرے ہی باغ کی پیداوار سمیٹ لیا کریں گے اور رات کے آخری پہر میں اسے ٹھکانے لگا لیا کریں گے۔ تاکہ کسی سائل کے آنے کا امکان ہی باقی نہ رہے۔ ان کے درمیان والے بھائی نے جو کچھ سمجھدار اور دانا تھا۔ انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا تو وہ بھی ان کے ساتھ فیصلے میں شامل ہو گیا۔

ایک دفعہ ان کے باغ کا پھل پک کر تیار ہو گیا انہوں نے اسے کاٹنے کا پروگرام بنایا اور یہ طے کر لیا کہ صبح منہ اندھیرے جائیں گے اور صبح صبح پھل توڑ کر واپس لے آئیں گے نہ کسی غریب کو پتہ چلے گا اور نہ کوئی ہم سے سوال کرے گا۔ ہمارا سارا پھل محفوظ رہے گا۔ ہم اسے فروخت کر کے دولت جمع کریں گے اور مال دار ہو جائیں گے۔ مال و دولت کی حرص و ہوس میں وہ ایسے منہمک ہوئے کہ اپنے اس فیصلے پر "انشاء اللہ" بھی نہ کہا اور مشورہ کر کے سو گئے۔ صبح جس کی آنکھ پہلے کھلی اس نے دوسروں کو جگایا اور جلدی جلدی اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو تاکید کرنے لگے کہ آج کوئی غریب، مسکین، سائل اور حاجت مند ہمارے باغ میں داخل نہ ہونے پائے۔ یہ لوگ ہمیں خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں مفت میں جھولیاں بھر لے جاتے ہیں اور ہمارا نقصان کر جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم بھائیو! آپ اندازہ فرمائیں کہ کیا آج کے دولت مند کی سوچ اور فکر بھی یہی نہیں ہے۔ وہ غریبوں کو نظر حقارت سے دیکھتا اور سوالیوں کو جھڑکتا ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ دولت تو ڈھلتا ہوا سایہ ہے کوئی پتہ نہیں کہ آج کا غریب کل کو امیر ہو جائے اور آج کا امیر کل کو بھوک اور افلاس کا شکار ہو جائے۔ نہ معلوم کہ آج کا شاہ کل کو گدا ہو۔ اور۔ آج کا مسکین کل کروڑوں پتی ہو جائے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز○ اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل نہیں ہے۔

کاش! مہلت مل جائے

اے سرمایہ داران ملک وملت! غریبوں سے محبت کیجئے، مسکینوں سے پیار کیجئے، حاجت مندوں کی اعانت کیجئے۔ یتامی کے سروں پر دست شفقت رکھئے۔ بیوگان کی مدد کیجئے، اللہ کے دین کیلئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیجئے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق اور مال میں مزید برکت عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم نے بخیلی سے کام لیا۔ غرباء کا مذاق اڑایا۔ سائلوں کو جھڑکا، ضرورت مندوں کا تمسخر اڑایا، یتیموں کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ کے دین کی خدمت نہ کی تو یاد رکھئے جو اللہ کریم تمہیں مال و دولت عطا فرمانے پر قادر ہے وہ اسے چھیننے کی بھی پوری طاقت رکھتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (سورۃ منافقون آیت نمبر ۹-۱۰)

ترجمہ ◄ اے اہل ایمان! تمہیں تمہارے اموال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کردے۔ اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو، پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کے پاس موت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آجائے۔ تو (اس وقت) وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کیلئے مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرلیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔

باغ کی تباہی

محترم سامعین! مختصر یہ کہ مستحقین کے بارے میں اسی قسم کی ہتک آمیز گفتگو کرتے کرتے جب وہ اپنے باغ کے قریب پہنچے تو ان کی حیرت و پریشانی کی انتہاء نہ رہی کہ وہاں منظر ہی کچھ اور تھا۔ ہرے بھرے درخت اور پھلوں سے لدی ہوئی ٹہنیاں جلا کر سیاہ کر دی گئی تھیں اور رب کائنات نے ان کی ناشکری اور بے رحمی کی وجہ سے ان کے باغ کو اپنی قدرت سے راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر پہلے وہ سمجھے کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں اور رات کے اندھیرے میں کسی اور جگہ پہنچ گئے ہیں۔ مگر جب انہوں نے غور سے دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں اور بے ساختہ پکار اٹھے۔ ہائے! ہمارا باغ اجڑ گیا، ہم ہلاک ہو گئے اور بربادی ہمارا مقدر بن گئی۔

ان تین بھائیوں میں سے درمیان والے نے انہیں ان کی غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ میں تو تمہیں بار بار نصیحت کرتا تھا کہ والد کے قائم کردہ اصولوں کو مد نظر رکھو۔ اللہ کریم کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو۔ اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے غریبوں اور مسکینوں کو ان کا حق خوشی خوشی دو۔ لیکن تم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ ہماری اسی بخیلی، کنجوسی، مادہ پرستی اور دولت کی حرص کا نتیجہ ہے کہ خالق کائنات نے ہمیں ہمارے باغ کے نہ صرف پھل سے محروم کر دیا ہے بلکہ سرے سے باغ ہی تباہ و برباد کر دیا ہے۔ استغفر اللہ۔

اب اس واقعہ کے بارے میں قرآنی آیات سماعت فرمایئے اور مال و دولت کی بے جا محبت سے بچنے کی کوشش فرمایئے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۙ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۙ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۙ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۙ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۙ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ قلم آیت نمبر ۱۷-۳۳)

ترجمہ ◄ ہم نے ان (اہل مکہ) کو بھی آزمایا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ وہ اس کا پھل صبح سویرے ضرور توڑ لیں گے۔ اور انہوں نے انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ پس تیرے رب کی طرف سے اس باغ پر ایک آفت چاروں طرف سے گھوم گئی اور وہ سو رہے تھے۔ پس وہ باغ کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہو گیا۔ اب انہوں نے صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو آوازیں دیں کہ اگر تم پھل توڑنا چاہتے تو سویرے سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو۔ پس وہ چپکے چپکے سے باتیں کرتے ہوئے چلے کہ آج کے دن کوئی مسکین باغ میں تمہارے پاس داخل نہ ہو۔ اور صبح سویرے ہی چلے اور سمجھ رہے تھے کہ وہ اس ارادہ پر قادر ہیں۔ پس جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یقیناً ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ نہیں، نہیں۔ ہماری تو قسمت پھوٹ گئی۔ ان میں سے درمیان والا جو بہتر تھا اس نے کہا میں تمہیں کہتا نہ تھا کہ تم اس کی تسبیح کیوں بیان نہیں کرتے۔ کہنے لگے' ہمارا رب پاک ہے۔ بلاشبہ ہم ہی ظالم تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے۔ ہائے افسوس! یقیناً ہم سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔ (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نافرمانوں پر) اسی طرح عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ اس (حقیقت) کو جانتے۔

حضرات گرامی! کتب تفاسیر میں ہے کہ اپنے باغ کی یہ حالت دیکھ کر انہیں یقین آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے انسان اپنی تباہی و بربادی اور ہلاکت کا خود سامان مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سچے دل سے توبہ کی' اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوئے' اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی طلب کی تو رب العالمین نے بہت جلد ان کی توقع سے بھی زیادہ عطا فرمادیا۔ سُبْحَانَ اللہ۔

حضرات محترم! اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ ایسی دولت جو انسان کو رب تعالیٰ سے غافل کردے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ سے رکاوٹ پیدا کرے تو وہ دولت انسان کیلئے ہلاکت ہی ہلاکت اور بربادی ہی بربادی ہے۔

معزز حضرات! اس عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ سے ہم سب کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور مال و دولت کی عطا پر اپنے خالق کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے احکام الٰہی کے مطابق خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیے' اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو یقیناً ہماری دولت میں برکت اور اضافہ ہو گا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔ اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ۔ کہ اگر تم میرا شکر بجالاؤ گے تو تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ۔ اور اگر تم نے ناشکری کی اور کفر کیا تو یاد رکھو۔ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔ بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

اب آیئے! سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات مبارکات میں ذکر کردہ دونوں بھائیوں کے انجام کی طرف اور اللہ کریم سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سب کو اپنے راستے میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر قسم کی آزمائشوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں کا انجام

بزرگان محترم! باغات اور مال و متاع کی تباہی کے بعد آخر وہ وقت بھی آ گیا جس سے کوئی انسان بھاگ نہیں سکتا اور وہ موت کا وقت ہے یعنی وہ سرکش اور نافرمان موت کے منہ میں چلا گیا اور مومن صادق کو بھی موت آگئی- کافر و مشرک آدمی جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل کر دیا گیا اور موحد و فرمان بردار کو جنت کا داخلہ نصیب ہو گیا- بعض علماء تفسیر کی رائے ہے کہ سورۃ الصافات کی آیت نمبر ۵۰ تا ۶۰ میں انہیں دو اشخاص کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے- (تفسیر الخازن صفحہ ۲۲ جلد ۴)

اب سورۂ صافات کی وہ آیات اور ان کا ترجمہ سماعت فرمائیے اور ان کے انجام سے آگاہی حاصل کیجئے- ارشاد ربانی ہے-

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۞ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۞ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۞ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۞ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۞ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۞ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۞ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۞ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۞ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۞ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۵۰ تا ۶۰)

ترجمہ: پس وہ جنتی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال و جواب کریں گے- ان میں سے ایک کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک قریبی عزیز ہوا کرتا تھا- وہ مجھے کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی قیامت (پر ایمان لانے اور اس) کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو اس پر ہمیں جزا دی جائے گی- اللہ تعالیٰ فرمائے گا- کیا تم (اپنے) اس (ساتھی) کو دیکھنا چاہتے ہو- پس جب اس نے جھانکا تو اپنے ساتھی کو جہنم کے وسط میں دیکھا- جنتی پکار اٹھا اللہ کی قسم! تو تو مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا- اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی پکڑ کر لائے جانے والوں میں ہوتا- (جنتی کہیں گے) کیا اب تو ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت نہیں آئے گی۔ بجز پہلی موت کے اور نہ ہمیں عذاب دیا جائے گا۔ بیشک یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

حاصل کلام

سورۂ کہف کی زیر بحث آیات میں آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس سارے واقعہ سے حاصل ہونے والی نصیحت اور سبق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس واقعہ سے اس امر کا یقین کرلو کہ تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں وہی متصرف' حاکم' مقتدر' قادر' قدیر اور لاشریک ہے۔ حکومت اور اقتدار اعلیٰ کا مالک بھی وہی ہے وہ اپنے نیک بندوں کے اعمال کا بہتر بدلہ عطا فرمانے والا اور انہیں بہتر اجر و ثواب اور اچھا انجام دینے والا ہے۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع

ترجمہ ◄ یہاں سے ثابت ہو گیا کہ سارا اختیار اللہ سچے ہی کے پاس ہے' وہی بہتر ثواب دینے والا اور اسی کے ہاتھ میں بہتر انجام ہے۔

اللہ رب العالمین کے حضور عاجزانہ درخواست اور دعا ہے کہ وہ ہمیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرکے اپنا شکر گزار بندہ بننے اور نیکی کی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 10

دُنیا کی مثل اور باقیاتِ صالحٰت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ○ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَمَّا بَعْدُ -

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ○ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ○ (سورۃ الکھف آیت نمبر ۴۵-۴۶)

ترجمہ ⟸ اور ان کیلئے دنیوی زندگی کی مثل بیان فرمائیے کہ یہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا ہے پس اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خلط ملط ہو جاتی ہیں پھر (کچھ عرصہ بعد) وہ چورا چورا ہو جاتی ہیں کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے - مال اور بیٹے (تو صرف) دنیوی زندگی کی زینت ہیں - اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اچھی ہیں۔

ہر قسم کی تعریفات و تحمیدات' خالق کائنات' اللہ احکم الحاکمین کیلئے ہے۔ جس نے دنیا کی تمام اشیاء کو انسان کی خدمت کیلئے پیدا فرمایا اور انسان کو اپنی اطاعت اور عبادت کے لئے تخلیق فرمایا۔ اور انسان کی آزمائش' امتحان اور پرکھ کیلئے اسے دنیا میں بھیجا۔ اور قرآن حکیم میں مختلف مثالوں' دلائل اور براھین سے اس دنیا کو عارضی' فانی اور جلد ختم ہونے والی ثابت فرمایا۔ اور آخرت کی زندگی کو ازلی' ابدی اور دائمی قرار دیتے ہوئے انسان کو اس کیلئے محنت و کوشش کرنے اور نیک اعمال کا ذخیرہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور ایسے اوراد و وظائف بیان فرمائے جو انسان کی اخروی کامیابی کی سبیل بن سکیں۔

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد اور بے شمار و بے حساب درود و سلام سید الاولین و الاخرین' خاتم النبین' رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر و اعلیٰ پر کہ۔

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے
دل ان کا بھی چھینا جو سر لینے آئے
یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے
کہ خود کھائے جو اور جواہر لٹائے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

محترم بھائیو! قرآن کریم کی مشہور و معروف سورت یعنی سورۃ کہف کی توضیح و تذکیر اور اس کی آیات مقدسات کی تشریح و تفسیر کا آج دسواں خطبہ ہے۔ یہ اللہ کریم کا خاص لطف و کرم اور اس کی معمولی اور عنایت ہے کہ اس نے ہمیں قرآن عزیز کو سنانے اور سننے کی ہمت اور توفیق سے نوازا ہے۔ اللہ رب العالمین کے حضور دست بستہ التجا اور دردمندانہ دعا ہے کہ وہ اپنی آخری کتاب کے ساتھ ہمارے اس تعلق اور محبت کو قبول و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منظور فرمائے۔ قرآنی آیات میں بیان کردہ اسرار و رموز کو سمجھنے اور ان حکمت کے موتیوں سے ہمیں اپنی جھولیاں بھرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اور اسی قرآنی تعلق کو میری اور آپ کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

عارضی اور فانی دنیا

حضرات گرامی! قرآن حکیم کی سورۃ کہف کی آیت نمبر ۳۲ تا ۴۴ کی توضیحات کے ضمن میں آپ گزشتہ خطبہ جمعہ کی گفتگو میں ایک مال دار و دنیادار مشرک اور ایک اطاعت گزار و ایماندار غریب کی مثال سماعت فرما چکے ہیں۔ آپ کو یقیناً یاد ہوگا کہ مشرک آدمی' بڑا متکبر' مغرور اور مال و دولت کا دلدادہ تھا۔ جبکہ ایماندار غریب' عاجزی' انکساری اور تواضع کا مجسمہ تھا۔ مشرک آدمی اپنے اس غریب ساتھی یا بھائی کو مال و اولاد کی قلت کا طعنہ دیتا اور اپنی اولاد کی کثرت اور دولت کی فراوانی پر بڑا نازاں تھا۔ وہ صاحب ایمان' مسکین آدمی' اپنے سرمایہ دار بھائی کو شرک سے باز رہنے' انعامات ربانی پر اس کا شکر ادا کرنے اور۔ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کا وظیفہ پڑھنے کی تلقین و نصیحت کرتا تھا۔ مگر وہ نافرمان و سرکش انسان کسی نصیحت پر کان نہ دھرتا بلکہ الٹا اپنے غریب بھائی کا مذاق اڑاتا اور اسے حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

نظام قدرت کہ اس مال دار مشرک کے باغ کو عذاب الٰہی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سرسبز و شاداب کھیتوں اور ہرے بھرے درختوں پر ایسی آفت نازل ہوئی کہ آن واحد میں ہر چیز فنا ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے باغ راکھ کا ڈھیر بن گئے اور ہر شے جل کر خاکستر ہو گئی۔

مومن اور کافر کی یہ مثال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آج کے خطبے کی پہلی آیت مبارکہ میں دنیوی زندگی کی بے ثباتی' ناپائیداری اور عارضی و فانی ہونے کی مثال بیان فرمائی ہے۔ اور واضح فرمایا ہے کہ اے انسان! جس دنیا کے حصول کیلئے تو دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ جس دولت کی ہوس و حرص میں تو حرام و حلال کی تمیز نہیں کرتا۔ اور جس زندگی کی خاطر تو جائز و ناجائز کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عارضی اور فانی ہے۔اور اے انسان! اس دنیوی زندگی کی مثال پانی کی مانند ہے۔جسے ہم بلندیوں سے نازل فرماتے ہیں۔پھر وہ پانی زمین کے پودوں کے ساتھ مل جاتا ہے۔اور پانی اور مٹی کے اختلاط سے طرح طرح کی سبزیاں، اناج اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔پھر ایک وقت آتا ہے کہ یہ سرسبز و شاداب کھیتیاں مرجھا کر خشک ہو جاتی ہیں اور ہوائیں انہیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔وہی جگہ جہاں تھوڑی دیر قبل فصلیں اور باغات لہلہا رہے تھے۔اب کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی۔

اللہ کریم فرماتا ہے۔اے انسان! یہی تیرا حال اور تیری مثال ہے۔کہ تجھے ایک قطرۂ آب سے وجود بخشا جاتا ہے۔پھر تیری پیدائش ہوتی ہے۔پھر تو شباب اور جوانی کی منزلوں میں داخل ہوتا ہے۔تجھے زندگی کی تمام آسائشیں اور آرائشیں حاصل ہوتی ہیں۔زندگی کے بہترین حصے سے فائدہ اٹھانے کے بعد پھر تو بوڑھا اور کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اور آخر موت کی آغوش میں چلا جاتا اور مر کر مٹی ہو جاتا ہے۔۔جس طرح زمین پر باغات اور فصلوں کو ہمیشگی اور دوام حاصل نہیں ہے۔اسی طرح تجھے بھی اس دنیا میں دائمی بقا نصیب نہیں ہے۔اب آج کے خطبے کی ابتدائی آیت اور اس کا ترجمہ سنئے۔تو انشاء اللہ بات واضح ہو جائے گی۔ارشاد الٰہی ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○

ترجمہ ⬅ اور (اے رسول!) ان کیلئے دنیوی زندگی کی ایک مثال بیان فرمایئے۔یہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے ساتھ زمین کا سبزہ مل گیا۔پھر وہ (کچھ عرصہ بعد) خشک ہو گیا کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ جو پانی اور زمین کے اختلاط اور ملاپ سے فصلیں اگانے۔ انہیں پروان چڑھانے۔ ان پر پھل پھول لگانے۔ انہیں پکانے۔ خشکی عطا فرمانے اور ہواؤں میں اڑانے پر قادر ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ انسان کو مٹی اور پانی سے پیدا فرمانے۔ رحم مادر میں اسے ٹھہرانے اور دنیا میں لانے پر بھی قادر ہے اور۔ وہی اللہ۔ انسان کو جوانی عطا فرمانے۔ پھر بڑھاپے تک پہنچانے۔ پھر موت کی طرف لے جانے۔ بعد از مرگ مٹی میں دفنانے اور حشر کے دن قبر سے اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ کیونکہ۔ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شئ پر کامل قدرت رکھنے والا ہے۔

معزز حضرات! ہمیں غور کرنا چاہیے کہ یہ دنیا ہی ہمارے لئے سب کچھ نہیں۔ بلکہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کی کامیابی اور ناکامی عارضی اور فانی جبکہ آخرت کی کامیابی اور ناکامی لافانی اور دائمی ہے۔ جب حشر کے دن دربار الٰہی میں حاضری اور پیشی ہوگی تو پھر یقین آجائے گا کہ۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا‘ جو سُنا افسانہ تھا

اللہ رب السماوات والارض کے حضور دلی دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صرف دنیا کے پیچھے بھاگنے کی بجائے آخرت کا فکر کرنے اور اخروی زندگی کیلئے بھی کچھ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انسانی زندگی کا عروج و زوال

عزیزان گرامی! اگر ہم قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ خالق کائنات نے دنیوی زندگی کے عارضی‘ فانی اور ناپائیدار ہونے کی بات ہمارے قلب و ذہن میں پختہ کرنے کے لئے مختلف انداز اور طریقے استعمال فرمائے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسی مثالوں کو بیان فرمایا ہے جو انسانی فہم کے قریب تر اور عام مشاہدے کی چیزیں ہیں۔ قرآن عزیز کے گیارہویں پارے میں انسانی زندگی کے عروج و زوال کو ایک عمدہ اور عام فہم مثال کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذریعے یوں سمجھایا گیا ہے کہ ---اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ ـــ بے شک حیات دنیوی (کے عروج و زوال) کی مثال اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا- تو اس پانی کی وجہ سے زمین کو سرسبزی مل گئی- جسے انسان اور حیوان کھاتے ہیں- یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق پکڑ لی اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالکوں نے یقین کر لیا کہ وہ اس پر قابو پانے والے ہیں (تو اچانک) اس پر ہمارا حکم (یعنی عذاب آ گیا رات یا دن کے وقت- پس ہم نے اسے کاٹ کر رکھ دیا گویا کل وہ یہاں (آباد) ہی نہیں تھی- اسی طرح ہم فکر کرنے والی قوم کیلئے (اپنی قدرت کی) نشانیاں وضاحت سے بیان کرتے ہیں-

آپ اس مثال پر غور فرمائیں کہ یہ پوری انسانی زندگی پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے کہ جس طرح زمین اور پانی کے اختلاط سے پھل' کھیت' سبزیاں اور درخت وجود پکڑتے ہیں- آہستہ آہستہ ان میں تبدیلی آتی ہے اور آخر ایک دن آتا ہے کہ فصلیں پک کر تیار ہو جاتی ہیں- تو ان کا مالک خوشی اور مسرت سے پھولا نہیں سماتا کہ ابھی چند دنوں بعد میرے حالات بدل جائیں گے- میری خالی کوٹھڑیاں دانوں سے بھر جائیں گی- بدحالی کی جگہ خوشحالی آنے والی ہے- اور مجھے اس فصل کی وجہ سے اتنی آمدن ہو گی کہ میرے دن پھر جائیں گے- اور مال و دولت کی فراوانی ہو جائے گی- لیکن عین اس حالت میں کہ جب زمین اپنے پھلوں سے مزین ہوتی ہے- باغات کی سرسبزی و شادابی اور بھینی بھینی خوشبو اس کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ کر رہی ہوتی ہے- زمین کا مالک ان لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر فرحاں و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاداں ہوتا ہے۔ کہ اچانک دن یا رات کے وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ (جیساکہ پچھلے رکوع میں اس قسم کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا) اور وہ لہلہاتی فصلیں اس طرح ہو جاتی ہیں۔ كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۔ کہ گویا یہاں ان کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی حال انسانی زندگی کے عروج و زوال کا ہے۔ کہ انسان پیدا ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے جسمانی اعضاء مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اس کی شہرت و ناموری کا ڈنکا بج رہا ہوتا ہے اس کے عزیز و اقارب اس کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے منصوبے بنا رہے ہوتے ہیں۔ بوڑھے ماں باپ امیدیں لگائے ہوتے ہیں کہ اب ہماری زندگی کے ایام بدلنے والے ہیں ہمارا بیٹا جوان ہو گیا ہے' باصلاحیت ہے' اعلیٰ قابلیت کا مالک ہے۔ ڈاکٹر' انجنیئر' سائنس دان اور اعلیٰ افسر بن جائے گا۔ پیداواری عہدے پر فائز ہو گیا تو۔ بس چند دنوں کی بات ہے ہمارے دن پھرنے والے ہیں۔ عیش و آرام کی زندگی حاصل ہو جائے گی۔ ادھر یہ آرزوئیں اور تمنائیں پروان چڑھ رہی ہوتی ہیں کہ۔ اتاھا امرنا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرشتہ اجل آجاتا ہے اور سارا بنا بنایا کھیل یک دم بگڑ جاتا ہے۔ آرزوئیں خاک میں مل جاتی ہیں اور خوشی اور مسرت والا گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے اور آواز آتی ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اور اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

برادران گرامی! انسانی زندگی کے عروج و زوال کی اسی داستان کو ایک پنجابی شاعر نے بڑے پر تاثیر انداز میں ذکر کیا ہے کہ ؎

مٹی کولوں پانی بنیوں پھر جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معین وچ شکم مائی دے تیری بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آیوں پھر بنھی پھریں لنگوٹی
شیر جوانڑ پھر بڈھا ہویوں نہ ٹر سکیں بن سوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو پڑھیا سب بُھل گیا تینوں تیری مُک گئی گردن موٹی
دُنیا تے ضائع کرلئی عارف' رب عُقبٰی کرے نہ کھوٹی

دھوکے کے سامان

برادران گرامی! آگے بڑھنے سے پہلے اسی سلسلے کی ایک اور آیت قرآنی اور اسکے ترجمے پر غور فرمایئے تو دنیوی زندگی کی حقیقت مزید نکھر کر سامنے آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (سورۃ حدید آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ ⟵ اچھی طرح جان لو! کہ دنیوی زندگی محض کھیل تماشا' آسائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنے کا نام ہے۔ اس کی مثال تو بادلوں سے برسنے والے پانی کی طرح ہے کہ فصلوں کی شادابی کسانوں کو خوش کرتی ہے۔ پھر وہ اچانک سوکھنے لگتی ہے۔ تو اسے دیکھے گا کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ اور (دنیا پرستوں کیلئے) آخرت میں سخت عذاب ہو گا۔ اور (جبکہ متبعین والوں کیلئے) بخشش اور (اللہ تعالیٰ کی) رضامندی ہوگی۔ اور دنیوی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔

حضرات گرامی! آج ہم دنیوی زندگی پر اتنے فریفتہ اور اس دنیا کی عارضی آسائشوں کے اس قدر دل دلداہ ہیں کہ ہمیں اپنی عاقبت کو سنوارنے اور آخرت کو بنانے کا خیال اور فرصت ہی نہیں ہے۔ ہم حصول دنیا کیلئے بڑی سے بڑی تکلیف برداشت کر لیتے ہیں اور اس کیلئے قانون شکنی' ملت فروشی اور وطن سے غداری کرنے سے بھی ہچکچاہٹ اور خوف محسوس نہیں کرتے۔ سورۃ حدید کی اس آیت مقدسہ میں ہماری اس کم ظرفی اور کم عقلی پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ کی گئی ہے اور دنیوی زندگی کی جن چیزوں کے پیچھے ہم بھاگ رہے ہیں۔ان میں سے ایک ایک کا ذکر کر کے ہمیں اپنے طرزِ عمل پر نظرثانی کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ارشاد ہوا کہ یہ دنیوی زندگی تو عبارت ہے لہو و لعب سے ---- جو بچوں کا کام ہے ---- زینت و آرائش سے --- جو عورتوں کا شیوہ ہے --- اور تفاخر و تکاثر سے ---- جس میں نادان اور احمق ہی اپنے آپکو مصروف و مشغول رکھ سکتا ہے۔اے انسان! دنیا کی یہ تمام نعمتیں چند دنوں کیلیئے ہیں۔اصل چیز آخرت کی کامیابی اور جنت کا حصول و دخول ہے۔دنیا کی کیفیت تو یہ ہے کہ۔

چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

اس کے برعکس آخرت کی لذتیں اور خوشیاں دائمی اور ابدی ہیں وہ لوگ خوش نصیب و سعادت مند ہیں جو دنیوی زندگی کی فانی لذتوں کو اخروی زندگی پر غالب نہیں ہونے دیتے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی کامیابی اور نجات کیلیئے کوشش کرنے کی ہمت و طاقت عطاء فرمائے۔آمین۔

انسان کی مرغوب اشیاء

دنیا کی وہ کل کائنات اور مرغوب اشیاء جس کے لئے انسان دن رات بھاگ دوڑ کرتا ہے جنہیں حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتا ہے اور ان کی طرف طبعی اور فطری میلان رکھتا ہے۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ ① عورتیں ② بیٹے ③ مال و دولت ④ سواریاں ⑤ مویشی ⑥ فصلیں اور کھیتیاں۔قرآن حکیم کے تیسرے سپارے میں ان اشیاء کو دنیا کا ساز و سلمان قرار دیتے ہوئے ایک حد تک ان سے استفادے کی اجازت دی گئی ہے مگر اپنی تمام صلاحیتوں کو انہی چیزوں کے حصول کے لئے صرف کرنے اور ان اشیاء کی طرف اتنا میلان رکھنے کہ جس سے انسان آخرت سے غافل اور لاپرواہ ہو جائے سے منع کیا گیا ہے۔بالفاظ دیگر ان اشیاء کے دو پہلو ہیں۔ایک فطری اور دوسرا غیر فطری۔اگر ان مرغوب اور پسندیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشیاء کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور قرآن و سنت کے ضوابط کی روشنی میں استعمال کیا جائے اور ان کی رغبت میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے تو یہ فطری امر ہے اور اس میں کوئی ممانعت اور قباحت نہیں ہے اور اگر انسان ان مرغوب اشیاء کی محبت اور طلب میں غلو اور زیادتی سے کام لے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام و فرامین کو فراموش کردے اور ان چیزوں کے حصول ہی کو اپنی زندگی کا مقصد وحید بنالے تو یہ غیر فطری امر، سراسر گمراہی اور صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ○ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ ⬅ لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مزین کی گئی ہے عورتوں سے۔ اور بیٹوں سے۔ اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں سے۔ اور عمدہ نشان لگے ہوئے گھوڑوں سے۔ اور مویشیوں سے اور کھیتیوں سے۔ یہ تو دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔

حضرات گرامی! اب تک کی گفتگو کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ انسان کو صرف عارضی، فانی اور ناپائیدار دنیا کے مال و متاع اور ساز و سامان پر ہی اپنی تمام تر توجہ مرکوز نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ آخرت کی ابدی اور دائمی زندگی کیلئے اللہ کریم اور اس کے رسول عظیم کی اطاعت و فرمانبرداری کو شیوہ بنانا چاہیے۔ یہی بات سورۃ کہف کی زیر بحث آیت میں فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول ﷺ کو حکم فرمارہا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟸ (اے رسول!) اور ان کیلئے دنیا کی زندگی کی مثال بیان فرمایئے کہ یہ پانی کی طرح ہے۔ جسے ہم نے آسمان سے اتارا ہے۔ پس اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خلط ملط ہو جاتی ہیں تو (کچھ عرصہ بعد) وہ چورا چورا ہو جاتی ہے کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

دنیا کی زینت

برادران گرامی! آج کے خطبہ کی دوسری آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ میں اللہ احکم الحاکمین نے مال اور بیٹوں کو دنیا کی زینت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اے انسانو! تم اپنی تمام تر صلاحیتیں اس دنیا کی زینت کے حصول میں ہی صرف نہ کر دو۔ فرمایا۔ اگرچہ مال اور اولاد سے دنیوی زندگی مزین ہوتی ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھو کہ جب یہ زندگی ہی ناپائیدار ہے تو اس کے جمیع متعلقات بھی فانی اور ناپائیدار ہیں۔

معزز حضرات! حقیقت یہ ہے کہ مال اور بیٹوں کی خواہش ہر شخص کو ہوتی ہے ان دونوں کی کثرت سے کون ہے جو خوش نہیں ہوتا۔ اگر مال نہ ہو تو انسان اکثر اوقات پریشان رہتا ہے اور اگر اولاد خصوصاً بیٹے نہ ہوں تو پھر بھی انسان کی زندگی غمگین ہی گزرتی ہے۔

اسی لئے اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ؎

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے
ہے لطف زندگی کا تو دل کا سرور ہے
گھر میں اسی کے دم سے ہے ہر سمت روشنی
نازاں ہے اس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے
خوش قسمتی کی اس کو نشانی سمجھتے ہیں
کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہور ہے

حضرات محترم! دنیا کی مذمت اور آخرت کی فکر کے بارے میں قرآن حکیم کی درجنوں آیات اور رسول رحمت ﷺ کی بیسیوں احادیث بیان کی جا سکتی ہیں۔ مگر ہم اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کو سورۃ کہف کی متعلقہ آیات تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ترجمہ ــــ مال اور فرزند تو (صرف اور صرف) دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

زینت دنیا سے بس اتنا فائدہ اٹھانے کی ہی اجازت ہے جس سے زندگی کی گاڑی رواں دواں رہے اور اگر انسان اسی کا ہو کر رہ جائے تو سراسر خسارہ اور نقصان ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا۔اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْفَائِزِیْنَ۔ آقا! میری خواہش ہے کہ میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے اسے کامیابی کا گر سکھاتے ہوئے فرمایا۔

ذَرِ الدُّنْيَا وَخُذْ مِنْهَا كَالْمَاءِ الرَّاكِدِ فَإِنَّ الْقَلِيْلَ مِنْهَا يَكْفِيْ وَالْكَثِيْرَ مِنْهَا يُطْغِيْ ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۲ جز ۱۰)

ترجمہ ــــ دنیا کو چھوڑ دے اور اس میں سے کھڑے پانی کی مانند فائدہ اٹھا۔بے شک تھوڑا پانی کفایت کرتا ہے اور زیادہ پانی ہلاک کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دنیا اور آخرت میں کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔آمین۔

الباقیات الصالحات

اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ میں زینت دنیا کی حقیقت واضح کرنے کے بعد اہل ایمان کو الباقیات الصالحات یعنی باقی رہنے والی نیکیاں کمانے کی رغبت دلائی اور ارشاد فرمایا کہ ثواب کے اعتبار سے اور انجام کے لحاظ سے دنیوی اشیاء کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ باقی رہنے والی نیکیاں ہی ہر لحاظ سے بہتر، افضل اور فائدہ مند ہیں۔فرمان الٰہی ہے۔

وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

ترجمہ ــــ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجام کے لحاظ سے بھی باقیات الصالحات ہی بہتر ہیں۔

حضرات محترم! وہ نیک اعمال جو صرف رب تعالیٰ کی رضا' اسی کی خوشنودی اور اسی کا قرب حاصل کرنے کیلئے کئے جائیں اور ان سے انسان کو دائمی فائدہ اور ثواب حاصل ہوتا رہے۔ انہیں باقیات الصالحات کہا جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ۔

اَلْحَرْثُ حَرْثَانِ فَحَرْثُ الدُّنْيَا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ وَحَرْثُ الْاٰخِرَةِ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۴ جزء ۱۰)

ترجمہ ـــــ کھیتی دو قسم کی ہوتی ہے دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی دنیا میں اچھے اعمال اور نیک کام ہیں۔

باقی رہنے والی نیکیاں کون کون سی ہیں اور کن کن اعمال کو باقیات الصالحات کہا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں مختلف کتب تفاسیر میں ذکر کردہ اقوال کو اگر جمع کیا جائے تو تقریباً بیس اعمال کی فہرست بنتی ہے۔ جنہیں صحابہ کرام' تابعین عظام' مفسرین اور محدثین نے باقیات الصالحات قرار دیا ہے۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر ان میں سے چند اہم اعمال اور ان کے فضائل کا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں۔

1 صدقہ جاریہ

ایسا صدقہ اور خیرات جس کے کرنے والے کی وفات کے بعد بھی لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچتا رہے۔ اسے صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔ جیسے مساجد و مدارس کی تعمیر' رفاہ عامہ کیلئے پانی کا انتظام کرنا' سرائے کی تعمیر' ہسپتال کا قیام وغیرہ۔ جب تک لوگ ان چیزوں سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ ان مقلمات پر مال خرچ کرنے والے کو اگرچہ وہ فوت بھی ہوچکا ہو اس کا اجر و ثواب پہنچتا رہے گا۔ مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نیکیوں اور اعمال کا ذکر کرتے ہوئے جن کا اجر و ثواب ان کے کرنے والے کو موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْبَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ أَوْنَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْصَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ - (رواہ ابن ماجہ - مشکاۃ المصابیح صفحہ ۳۶ کتاب العلم)

ترجمہ ⟸ وہ مسجد جو اس نے تعمیر کروائی ہو - وہ مسافر خانہ جو اس نے بنوایا ہو - وہ نہر جو اس نے کھدوائی ہو - وہ صدقہ جو اپنے مال سے بحالت صحت اپنی زندگی میں کر گیا ہو - ان سب اعمال کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی (از خود) ملتا رہتا ہے -

معزز حضرات! اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کوئی صدقہ جاریہ کسی وجہ سے نہ کر سکے اور اس نے کوئی ایسی وصیت بھی نہ کی ہو تو اس کی اولاد اگر والدین کے ایصال ثواب کیلئے کوئی صدقہ جاریہ کرے تو رسول معظم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس صدقے کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے - ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ -

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ أُمِّيْ افْتُلِتَتْ وَلَمْ تُوْصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ - (صحیح مسلم صفحہ ۳۲۴ جلد ۱)

ترجمہ ⟸ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا - اے اللہ کے رسول! میری والدہ محترمہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور انہوں نے (صدقہ کی) کوئی وصیت بھی نہیں کی - میرا گمان ہے کہ اگر وفات کے وقت گفتگو کرتیں تو صدقہ کرتیں - اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا - رسول مکرم ﷺ نے فرمایا - ہاں -

سرور کائنات ﷺ کے ایک معروف صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا جب انتقال ہو گیا اور انہیں اپنی مرحومہ والدہ کو ثواب پہنچانے کا خیال آیا تو انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول رحمت ﷺ کی خدمت میں گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَلْمَاءُ - فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ - (رواہ ابوداؤد' ونسائی - مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۶۹)

ترجمہ ← میری والدہ فوت ہو چکی ہیں - کیا میں ان کی طرف سے (یعنی ان کے ثواب کیلئے) صدقہ کروں - آپ ﷺ نے فرمایا - ہاں - حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کونسا صدقہ بہتر ہے - آپ ﷺ نے فرمایا (لوگوں کیلئے) پانی کا انتظام کرنا - تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ اس کا ثواب "سعد کی ماں" کیلئے ہے -

آنحضرت ﷺ کے ان ارشادات مبارکات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ "صدقہ جاریہ" "باقیات صالحات یعنی دائمی نیکیوں میں سے ایک اہم نیکی ہے - اور فوت شدگان کیلئے ثواب کا یہ بہترین اور افضل طریقہ ہے -

2 نفع بخش علم

الباقیات الصالحات میں سے دوسرا اہم عمل 'نفع بخش علم ہے - جس کا اجر و ثواب زندگی کے علاوہ وفات کے بعد بھی انسان کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے - قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس - اسلامی علوم کی تبلیغ و اشاعت اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب کی تصنیف و تالیف ایسی دائمی نیکیاں اور ابدی اعمال ہیں - جس کا ثواب بھی ابدی اور دائمی ہے - نبی اکرم ﷺ کے عظیم صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ -

(رواہ ابن ماجہ - مشکوۃ المصابیح صفحہ ۶۳)

ترجمہ ← رسول اللہ ﷺ نے فرمایا - مومن آدمی کے مرنے کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا اجر و ثواب اسے ملتا رہتا ہے - ان میں سے ایک وہ علم ہے - جو اس نے لوگوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکھلایا اور اسے پھیلایا۔ اور دوسری وہ نیک اولاد ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑی۔ اور تیسرا وہ قرآن مجید ہے جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا۔

حضرات! اگر یہ بات آپ کی طبع نازک پہ گراں نہ گزرے تو عرض کروں ---- اور اگر یہ بات آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو تو بھی اس سے آپ کو آگاہ کرنا میرا فرض منصبی ہے ---- کہ آج ہم قرآن و حدیث کے علم سے نا آشنا اور دین سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایسی نیکیاں کر جائیں کہ ہم دنیا میں موجود نہ بھی ہوں تو ان کا ثواب ہمیں پہنچتا رہے۔

بھائیو اور بہنو! موت برحق ہے۔ مجھے بھی موت کی آغوش میں جانا ہے اور آپ سب نے بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کے بعد ہمیں نیکیوں کی اہمیت' افادیت اور حیثیت کا پتہ چلے گا۔ جب ہم ایک ایک نیکی کو ترسیں گے مگر کوئی قریبی سے قریبی عزیز۔ یہاں تک کہ والدین' اولاد' احباب' رشتے دار۔ غرض کوئی بھی ایک نیکی دینے کیلئے تیار اور آمادہ نہیں ہو گا ---- تو آیئے حضرات محترم! دینی علوم کی نشرو اشاعت کر کے۔ قرآن و حدیث کی تعلیم دینے والے مدارس کا انتظام کر کے۔ اسلامی احکام کی کتب عام کر کے اور قرآن کریم کی اشاعت و ترویج کر کے ہم ایسی باقیات صالحات اپنے پیچھے چھوڑ جائیں۔ جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ہمیں پہنچتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں التجا ہے کہ وہ ہمیں قرآن و حدیث پڑھنے' پڑھانے' پھیلانے اور اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اور وہ حضرات جو اپنے فوت شدہ والدین اور بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کے خواہش مند ہیں ان سے میری دردمندانہ درخواست ہے کہ ایصال ثواب کے مُروّجہ "من گھڑت اور بدعی طریقوں پر عمل کرنے کی بجائے مساجد میں قرآن کریم خرید کر رکھوائیں۔ دینی کتب لوگوں کو پڑھنے کیلئے خرید کر دیں۔ اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ صدقات جاریہ کا انتظام کریں۔ تو انشاءاللہ العزیز نبی مکرم ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق فوت شدگان کو ثواب ملے گا۔

مگر عزیزان گرامی! یہ بات قلب و ذہن میں محفوظ و منقش فرمالیجئے کہ ایصال ثواب کے جو طریقے آج ہم نے ایجاد کر رکھے ہیں۔ جیسے رسم قل، رسم دسواں، رسم چالیسواں اور برسی وغیرہ۔ اللہ کی قسم! قرآن و سنت میں ان کا کوئی وجود و ثبوت موجود نہیں ہے۔

3 صالح اولاد

حضرات محترم! صالح اولاد بھی والدین کیلئے ابدی نیکی اور باقیات صالحات میں سے ہے۔ کیونکہ فرزند صالح جب بھی نماز ادا کرے گا تو نماز میں اپنے والدین کیلئے دعاء مغفرت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس نیک بیٹے یا صالحہ بیٹی کی دعا کی بدولت اس کے والدین کے درجات کو بلند فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ! اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرماتا ہے۔ تو وہ آدمی عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "تیرے بیٹے نے تیرے لئے اِستغفار کیا ہے۔"

قرآن حکیم نے ایسے دعائیہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں جو ماں باپ کے لئے اولاد کی طرف سے بہترین تحفہ ہیں۔ تیرھویں سپارے میں والدین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا یوں سکھلائی گئی ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! میری بخشش فرما اور میرے ماں باپ کی بھی مغفرت فرما اور دیگر اہل ایمان کو بھی بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کے پندرھویں سپارے میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کیلئے لازم کر دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ بڑھاپے میں ان کی خدمت کرے۔ انہیں اف تک نہ کہے۔ انہیں ہرگز نہ ڈانٹے۔ ان کے ساتھ نرمی اور ادب واحترام سے گفتگو کرے۔ ان کیلئے تواضع اختیار کرے۔ اور ان کے لئے ان الفاظ میں رب تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہے۔

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ ⟵ اے میرے رب! ان (میرے والدین) پر ویسا ہی رحم فرما جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کے دوران روا رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے والدین کیلئے کثرت سے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

4- نیک بیٹیاں

ہمارے معاشرے میں بیٹیوں کو عام طور پر حقیر گردانا اور نظر انداز کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تصور اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی اور جہالت پر مبنی ہے۔ حدیث شریف میں تو بیٹیوں کو سِتْرٌ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی جہنم کی آگ سے بچاؤ کی ڈھال قرار دیا گیا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ۔

"میرے پاس ایک غریب عورت اس حالت میں آئی کہ اس نے دو بیٹیوں کو (کندھوں پر) اٹھا رکھا تھا۔ میں نے اس خاتون کو تین کھجوریں پکڑائیں۔ اس عورت نے دو کھجوریں دونوں لڑکیوں کو دے دیں اور۔ وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا۔ ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالنے کے لئے اٹھائی۔ ابھی اس نے کھجور منہ میں ڈالی نہ تھی کہ بچیوں نے ماں سے کھجور طلب کی۔ تو فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا۔ اس عورت نے اس کھجور کے جسے وہ کھانے کا ارادہ کر رہی تھی۔ دو ٹکڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے اور وہ بھی اپنی دونوں بیٹیوں میں اس طرح تقسیم کر دیئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے یہ منظر دیکھ کر بڑا تعجب ہوا تو میں نے اس کا ذکر رسول اکرم ﷺ سے کیا' آپ ﷺ نے میری بات سن کر ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَوْجَبَ لَھَا بِھَا الْجَنَّۃَ وَاَعْتَقَھَا بِھَا مِنَ النَّارِ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان بیٹیوں کے بدلے میں اس عورت کے لئے جنت کو واجب کر دیا ہے اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۸ جزء ۱۰)

اس حدیث مقدسہ سے بات واضح ہو گئی کہ بیٹیاں حقارت و نفرت کی چیز نہیں بلکہ والدین کیلئے جنت کے دخول کا سبب ہیں۔ بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا۔ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ۔ (رواہ مسلم۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۱۸ جزء ۱۰)

ترجمہ ⟵ جس نے دو بچیوں کی بلوغت تک پرورش اور تربیت کی۔ وہ جنت میں میرے اتنا قریب ہوگا۔ جتنی یہ دونوں انگلیاں۔ سبحان اللہ۔

حضرات گرامی! مختصر یہ کہ نیک بیٹوں کے علاوہ نیک بیٹیاں بھی ماں باپ کے لئے باقیات صالحات یعنی ہمیشہ رہنے والی نیکیاں ہیں۔ اگر ہم نے اپنی بچیوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کی۔ انہیں دین کا علم سکھلایا۔ اور نیک اعمال کی رغبت دلائی تو یہ بچیاں ہماری نجات کا سبب اور کامیابی کا ذریعہ ہونگی۔ انشاء اللہ۔

امام الرسل ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے (خواب میں) اپنی امت کے ایک فرد کو دیکھا کہ اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دے دیا گیا۔ تو اس کی نیک بچیاں اس سے چمٹ گئیں اور انہوں نے رونا اور شور مچانا شروع کر دیا۔ اور اللہ کریم سے یوں فریاد کناں ہوئیں۔ کہ اے ہمارے رب! اس نے دنیا میں ہم پر بڑا احسان کیا۔ کہ ہماری دینی تربیت کیلئے مشقت اٹھائی۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ اسے معاف فرمایا جائے۔ لڑکیوں کی آہ و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زاری کو سن کر۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِهِنَّ۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر رحم فرما کر اسے معاف کر دیا۔
سبحان اللہ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۳۴۱ جزء ۱۰)

حضرت عبید بن عمر نے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ هُنَّ الْبَنَاتُ۔ کہ باقیات صالحات سے مراد "بیٹیاں" ہی ہیں یعنی اَلْبَنَاتُ الصَّالِحَاتُ هُنَّ عِنْدَ اللّٰهِ لِاٰبَاءِ هِنَّ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۵ جزء ۱۰) یعنی نیک بیٹیاں اپنے والدین کیلئے ثواب کے لحاظ سے اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

حضرات محترم! اب تک جن چار چیزوں کو ابدی نیکیاں اور باقیات صالحات ثابت کیا گیا ہے۔ پس مرگ ان کے اجر و ثواب کے والدین کو پہنچنے اور ان کے دائمی اعمال ہونے کی تائید رسول رحمت ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ۔ (رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲)

ترجمہ ⇐ جب انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال جاری رہتے ہیں 1 صدقہ جاریہ۔ 2 علم جس سے استفادہ کیا جائے۔ 3 نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔

5 جنت کا خزانہ

امام الانبیاء، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک دعا اور وظیفے کو جنت کا خزانہ اور الباقیات الصّٰلحٰت قرار دیا ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم (موسم خزاں میں) رسول مکرم ﷺ کے ہمراہ بیرون مدینہ گئے۔ تو

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ غُصْنًا فَخَرَطَهٗ حَتّٰى سَقَطَ وَرَقُهٗ وَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَكْبَرُ - تَحَاتَتْ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَ هٰذَا خُذْهُنَّ إِلَيْكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ قَبْلَ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ وَصَفَايَا الْكَلَامِ وَهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ - (ذکرہ الثعلبی - تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۵ جز ۱۰)

ترجمہ ⟵ رسُول اللہ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر زور سے ہلایا تو اُس ٹہنی کے تمام پتّے زمین پر گرے - تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان آدمی جب کہتا ہے - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (کہ اللہ سُبحان ہے اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) تو اُس کے گناہ اِس طرح جھڑ جاتے ہیں جِس طرح اِس ٹہنی کے پتّے جھڑ گئے ہیں - فرمایا - اے ابُوالدرداء! موت کے آنے سے قبل اس وظیفے کو یاد کرلو - کیونکہ یہ وظیفہ جنّت کا خزانہ ' عُمدہ اور صاف کلام اور باقیاتُ الصّٰلحات ہے -

اور سُنن ابنِ ماجہ میں حدیثِ مُبارکہ کے الفاظ یُوں ہیں - حضرت ابُوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا -

عَلَيْكَ بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ - فَإِنَّهَا يَعْنِي يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا يَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا - (سُنن ابنِ ماجہ صفحہ ۲۷۹)

ترجمہ ⟵ تم - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ - کو لازم پکڑ لو - کیونکہ یہ وظیفہ اپنے پڑھنے والے (کے جسم) سے گناہوں کو اِس طرح گرا دیتا ہے - جِس طرح (موسم خزاں میں) درخت اپنے پتّوں کو گرا دیتا ہے -

برادرانِ گرامی! اِس حدیثِ مُبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مذکورہ وظیفہ بھی باقیاتُ الصّٰلحات یعنی باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے - آیئے! اِن الفاظ کو یاد کریں - بار بار پڑھیں - حرزِ جان بنائیں ' جنّت کا خزانہ حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے لئے ابدی اجر و ثواب کا سامان پیدا کریں - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6 جنت کے پودے

بعض روایات میں ان الفاظ کے آخر میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کا اضافہ بھی منقول ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِسْتَكْثِرُوا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ قِيْلَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ التَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۵ جز ۱۰)

ترجمہ ⟸ باقیات الصلحات کثرت سے کیا کرو۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! باقیات صالحات کیا ہیں۔ فرمایا۔ اَللهُ اَكْبَرُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ سُبْحَانَ اللهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ (یہ باقیات صالحات ہیں۔)

اس فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس دعا اور اہم وظیفے کے الفاظ یوں ہونگے۔

"سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔"

معزز حضرات! باقی الفاظ سے ہٹ کر اگر صرف "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کے فضائل کو ہی مد نظر رکھا جائے تو یہ وظیفہ بھی بڑا عظیم الشان اور لائق ورد زبان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات جب مجھے جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو۔ فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ مَعَكَ؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواباً فرمایا۔ مُحَمَّدٌ۔ کہ یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام (بڑے خوش ہوئے اور انہوں) نے مجھے "خوش آمدید" کہا۔ ثُمَّ قَالَ مُرْ اُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوْا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ فَاِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُرْبَتُهَا طَيِّبَةٌ وَأَرْضُهَا وَاسِعَةٌ فَقُلْتُ وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ -

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۶ جلد ۳)

ترجمہ ◄ پھر فرمایا - اپنی امت کو حکم دیجئے کہ جنت میں اپنے لئے پودے لگالیں - کیونکہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ اور اس کی زمین بے حد وسیع ہے - میں نے سوال کیا کہ جنت میں پودے لگانے کا طریقہ کیا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" کثرت سے پڑھنا - جنت میں پودے لگاتا ہے ---- سبحان اللہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے ہادی و رہنما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا کہ

اِقْرَأْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ - (تفسیر قرطبی صفحہ ۲۱۵ جزء ۶)

ترجمہ ◄ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا - (سبحان اللہ)

آنحضرت ﷺ کی امت کا شرف ملاحظہ فرمائیں کہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمیں جنت سے سلام بھیج رہے ہیں - اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اکرم ﷺ کا صحیح امتی بننے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین - اور انہیں آگاہ کردینا کہ جنت کی مٹی ازحد پاکیزہ اور اسکا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے - وہاں پودے لگانے کیلئے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" پڑھا کرو -

حضرات مکرم! یہ وظیفہ بے شمار فوائد و اثرات کا حامل ہے کہ اس کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں - انسانی جسم کو طہارت و پاکیزگی نصیب ہوتی ہے - یہ وظیفہ جنت کا خزانہ ہے اس کے پڑھنے سے انسان کے لئے جنت میں درخت اگتے اور پودے لگتے ہیں - اور یہ بات بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ یہ وظیفہ پڑھنے سے غم ' فکر ' دکھ ' درد ' تکلیف اور پریشانیاں ختم ہوجاتی اور آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں - بالفرض اگر کوئی شخص یہ پورا وظیفہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھ سکے تو صرف لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ہی پڑھ لیا کرے تو اسے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ فرمالیتا اور تکالیف سے نجات عطا فرمادیتا ہے۔ صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کثرت سے پڑھا کرو۔ اس سے تکلیف کے ننانوے دروازے بند ہوتے ہیں۔ اَدْنَاهُمْ اَلْهَمُّ۔ سب سے کم درجہ کی تکلیف جو اس وظیفہ کے پڑھنے سے دور ہوتی ہے۔ حزن و ملال اور فکر و غم ہے۔"

(معارف القرآن صفحہ ۵۹۵ جلد ۵)

7 العلی العظیم

حضرات گرامی قدر! بعض احادیث و روایات میں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کے بعد۔ اَلْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کے الفاظ بھی منقول ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ مذکورہ وظیفہ پڑھنے کو الباقیات الصلحت میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت اور صراحت موجود ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت حارث بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ فَمَا الْبَاقِيَاتُ الصّٰلِحَاتُ؟ يَا عُثْمَانُ! قَالَ هِيَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۵ جلد ۳)

ترجمہ ⟵ باقی رہنے والی نیکیاں (باقیات صالحات) کونسی ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" باقیات صالحات ہیں۔

محترم بھائیو اور بزرگو! ان احادیث مقدسات کی روشنی میں وہ وظیفہ جس کی فضیلت ابھی بیان کی گئی ہے اور جسے ابدی، دائمی اور ہمیشگی کی نیکیاں یعنی باقیات صالحات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا گیا ہے اس کے الفاظ یوں پڑھے جائیں گے۔ آپ سب حضرات مل کر پڑھ لیں تاکہ ہم سب کو یاد ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں یہ وظیفہ کثرت سے پڑھنے اور بے شمار نیکیاں حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

دائمی نیکیوں کی فہرست

حضرات گرامی! وقت کی قِلّت کے باعث آخر میں ہم دائمی نیکیوں اور باقیاتُ الصّالحات کی ایک فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ یاد رکھیں مذکورہ اعمال اور وظائف کے علاوہ مندرجہ ذیل اعمال و اوراد کو بھی دائمی نیکیوں اور باقیاتِ صالحات میں شمار کیا گیا ہے۔

8۔ حضرت ابُو میسرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق "اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ" یعنی پانچ نمازیں بھی باقیاتُ الصّالحات ہیں۔

9۔ ترجمانُ القرآن حضرت عبدُاللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اِنَّهَا كُلُّ عَمَلٍ صَالِحٍ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ يَبْقٰى لِلْاٰخِرَةِ۔ کہ نیک عمل اور اچھی بات جس کا ثواب آخرت کیلئے باقی رہے وہ باقی رہنے والی نیکی ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۱۴ جزء ۱۰)

10۔ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ "هِيَ ذِكْرُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ کا ذِکر بھی باقیاتِ صالحات ہے۔

11۔ نبیِّ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر دُرود شریف پڑھنا بھی ابدی نیکی ہے۔

12۔ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" پڑھنا بھی باقیاتُ الصّالحات میں سے ہے۔

13۔ روزوں کو بھی باقیاتُ الصّالحات میں شمار کیا گیا ہے۔

14۔ اِسلام کا اہم رُکن "حج" بھی باقیاتُ الصّالحات میں گِنا جاتا ہے۔

15۔ صدقات و خیرات بھی باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16-غلاموں کو آزاد کرنا۔ 17 اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

18-صِلہ رحمی کرنا۔ 19- اچھی اور پاکیزہ گفتگو کرنا بھی باقیاتُ الصّٰلحٰت ہیں۔

20 بعض عُلماء کا یہ قول بھی ہے کہ۔اَلْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ هِیَ النِّیَاتُ وَالْهِمَّاتُ۔نیکی کی نیّت اور کوشش کرنا بھی باقیاتُ الصّٰلحٰت میں ہے۔(تفسیر ابنِ کثیر ۸۷ جلد ۳)

آخر میں سُورۂ کہف کی زیرِ بحث آیت مُبارکہ کے آخری حِصّہ اور اس کے ترجمہ پر دوبارہ غور فرمالیں تو مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ○

ترجمہ ـــ مال اور بیٹے تو صِرف دُنیوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی اچھی ہیں۔

اللہ کریم سے دُعا ہے کہ ہمیں اِن اعمال و وظائف کو اپنانے اور کثرت سے ایسے اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔جو ہمارے لئے دُنیا و آخرت میں خیر و برکت کا مُوجب ہوں اور دُخولِ جنّت کا ذریعہ ہوں۔آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 11

قیامت، حشر اور نامۂ اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً وَّحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا ۝ (سورۂ کہف آیت نمبر ۴۷-۴۹)

ترجمہ ⇐ اور اس (قیامت کے) دن ہم پہاڑوں کو (ان کی جگہ سے) ہٹا دیں گے اور تم زمین کو کھلا میدان دیکھو گے۔ اور ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی پیچھے نہیں رہنے دیں گے۔ اور وہ آپ کے رب کی بارگاہ میں صفیں باندھیں ہوئے پیش کئے جائیں گے۔ (ہم کہیں گے) البتہ تحقیق (آج) تم ہمارے پاس اسی طرح آگئے ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم تو گمان کرتے تھے کہ ہم تمہارے لئے وعدے کا وقت مقرر نہیں کریں گے۔ اور (ان کے سامنے ان کا) نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا۔ پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ اس (نامہ اعمال) کے مندرجات سے ڈر رہے ہونگے۔ اور کہیں گے۔ ہائے ہمارا افسوس! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اسے شمار کر لیا ہے۔ اور اپنے اعمال کو اپنے ساتھ حاضر پائیں گے۔ اور (اے رسول!) آپ کا رب تو کسی پر زیادتی (ظلم) نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثناء' تعریف و تسبیح' تحمید و تمجید' بزرگی و برتری اور بڑائی کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام سرور کائنات' امام الانبیاء' سید الاتقیاء ﷺ پر جنہیں خالق ارض و سماء نے پوری انسانیت کا ہادی و رہنما بنا کر مبعوث فرمایا۔ حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد اللہ رب العالمین کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ صحابہ کرام' اولیاء عظام' ائمہ عظام اور محدثین کرام پر جن کی محنت' مشقت' تبلیغ' تعلیم اور تدریس کی بدولت قرآن کریم کی آیات اور امام الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہم تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو منور فرمائے۔ آمین۔

محترم بھائیو اور بزرگو! اللہ رب العالمین کا ازحد انعام و احسان ہے کہ اس ذات کبریا نے گزشتہ دس خطبات جمعہ سے مجھے اور آپ کو سورۂ کہف کی تشریح و تفسیر سنانے اور سننے اور سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرما رکھی ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو قرآن فہمی کے بعد اس کے احکام پر عمل کرنے کی ہمت و توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آج کے خطبہ جمعہ میں سورۂ کہف کی جو آیات مقدسات تلاوت کی گئی ہیں۔ ان میں اللہ احکم الحاکمین نے قیامت کی حقیقت' حشر کی تفصیلات' اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں انسانوں کی حاضری اور پیشی کا منظر' انسان کو اس کے نامہ اعمال کے عطاء کئے جانے اور مجرمین و کفار اور مشرکین و منافقین کی سزا کا ذکر فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربط آیات

حضرات محترم! اس سورۂ مقدسہ کے موضوعات میں سے آخرت کا وجود اور قیامت کا ثبوت ایک اہم موضوع ہے۔ اسی حقیقت کا یقین دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ کے آغاز میں اصحاب کہف کا واقعہ پوری شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ اور اس عجیب وغریب قصے سے نتیجہ یہ نکلا کہ جو رب العالمین اصحاب کہف کو موت سے دوچار کرنے کے تین سو نو سال بعد اپنی قدرت سے زندہ کر سکتا ہے۔ وہی اللہ عزیز و حکیم تمام انسانوں کو موت کے منہ میں لے جانے کے بعد زندہ کرکے اپنی بارگاہ میں حاضر کرنیکی پوری طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ آپکو یاد ہوگا کہ رب السماوات والارض نے اصحاب کہف کو دوبارہ زندگی عطا فرمانے کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا تھا۔ وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوٓا أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا۔ (سورۂ کہف۔۲۱)

ترجمہ ⟸ اور ہم نے اس بستی والوں کو اصحاب کہف پر اچانک آگاہ کردیا۔ تاکہ وہ جان لیں کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بے شک قیامت کے آنے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

قیامت کی یقینی آمد اور وقوع قیامت کے امر کا یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ کہف میں دو باغوں کے مالک کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا اور اس منکر قیامت کے الفاظ نقل فرماتے ہوئے کہا۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَآ أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً۔ (سورۂ کہف آیت نمبر ۳۵-۳۶)

ترجمہ ⟸ اور (ایک دن) وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اس حالت میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا۔ کہنے لگا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (سرسبز وشاداب) باغ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں یہ بھی خیال نہیں کرتا کہ کبھی قیامت برپا ہوگی۔

حضرات گرامی! اس مال دار اور قیامت کے منکر کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اسکے لہلہاتے باغات پر اپنا عذاب مسلط فرمادیا اور انہیں جلا کر خاکستر کردیا۔ اور قیامت تک آنیوالے انسانوں کیلئے اس حادثہ فاجعہ کو درس عبرت بنا دیا کہ اے لوگو! جو رب تعالیٰ سرسبز و شاداب فصلوں کو آن واحد میں تباہ و برباد کرنے پر قادر ہے۔ وہی رب العالمین اس چلتے پھرتے اور ہنستے بستے انسان کو اچانک موت کی آغوش میں دینے پر بھی قادر ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ پھر قیام قیامت کا یقین کامل و اکمل پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال بیان فرمائی۔ جس کی وضاحت گزشتہ خطبہ جمعہ میں کی جاچکی ہے کہ یہ دنیا عارضی اور فانی ہے۔ جبکہ اصلی، دائمی اور ابدی زندگی آخرت کی زندگی ہے اور دنیا کی کامیابی بھی عارضی، جبکہ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ پھر فرمایا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۝ مال و دولت اور فرزند تو محض دنیا کی زیب و زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں ہی ثواب کے لحاظ سے بہتر اور انجام کے اعتبار سے افضل و اعلیٰ ہیں

پہاڑوں کی کیفیت

قیامت کی آمد کے دلائل و براھین کو ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آج کی زیر خطبہ آیات طیبات میں قیامت کی ہولناکی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت آئے گی تو زمین پر پھیلے ہوئے بلند و بالا اور مضبوط و ٹھوس پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا اور چلا دیا جائے گا۔ زمین کو چٹیل میدان کی شکل دے دی جائے گی اور کائنات میں کسی چیز کا وجود قائم نہ رہ سکے گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا۝

ترجمہ ⬅ اور اس دن ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیں گے۔ اور زمین تمہیں کھلا میدان نظر آئے گی۔ اور ہم ان تمام لوگوں کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات محترم! کفار و مشرکین کے سامنے جب یہ بات بیان کی جاتی کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب کائنات کا سارا نظام درہم برہم کردیا جائے گا۔ نظام شمسی اور نظام فلکی تہ و بالا ہو جائے گا اور ہر چیز کا خاتمہ کردیا جائے گا تو وہ فوراً اعتراض و سوال کرتے تھے کہ یہ اونچے اونچے اور ٹھوس و مضبوط پہاڑ جو بلندی میں آسمان سے باتیں کر رہے ہیں اور مضبوطی میں اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتے۔ یہ کہاں جائیں گے۔ اللہ احکم الحاکمین نے کتاب مبین کے سولہویں سپارے میں ان کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب ارشاد فرمایا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۵-۱۰۷)

ترجمہ ⬅ اور (اے رسول ﷺ!) وہ آپ سے پہاڑوں کے (انجام کے) بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب انہیں جڑوں سے اکھیڑ دے گا۔ پس اس (پہاڑی علاقے) کو وہ ہموار میدان بنا دے گا (کہ) اس میں تمہیں کوئی موڑ اور ٹیلہ نظر نہیں آئے گا۔

برادران عزیز! آیئے وقوع قیامت کی اسی ہولناکی کی اہم نشانی "پہاڑوں کا اپنی جگہ سے سرکنا" کو قرآن عزیز کے ایک اور مقام کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم کا آخری سپارہ اور سورۃ کا نام "تکویر۔" اس سورت کی ابتداء میں نہ صرف پہاڑوں کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ سورج کے لپیٹنے' ستاروں کے بکھرنے' اونٹنیوں کے چھوڑے جانے' وحشی جانوروں کے اکٹھے ہونے اور سمندروں کو بھڑکانے کی تفصیلات بھی بیان فرمائی گئی ہیں۔ ہم تشریح و تفصیل کی بجائے صرف آیات اور ان کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ تکویر آیت نمبر ۱-۶)

ترجمہ ← (قیامت کا دن یاد رکھو) جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔

قیامت کا آنکھوں دیکھا حال

برادران گرامی! سورۃ تکویر جس کی ابتدائی آیات کی تلاوت اور ان کا ترجمہ ابھی آپ کو سنایا گیا ہے۔ اگر اس پوری سورت کو پڑھا اور سمجھا جائے تو قیامت کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ○ (جامع ترمذی صفحہ ۱۶۸ جلد ۳)

ترجمہ ← جو شخص قیامت کے دن (کے حالات اور اس کی کیفیات) کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ سورۃ تکویر' سورۃ انفطار اور سورۃ انشقاق کی تلاوت کرے۔

بلکہ ایک حدیث مبارکہ میں تو اس طرح بھی آیا ہے۔ مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! قَدْ شِبْتَ۔ آپ پر تو بڑھاپا طاری ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔

شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۱۶۲ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⬅ مجھے تو قرآن حکیم کی سورۂ ھود- سورۂ واقعہ- سورۂ المرسلات- سُوْرَۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور سُورۂ تکویر نے بُوڑھا کر دیا ہے-

یعنی ان سورتوں میں قیامت کے حالات پڑھنے سے مجھے غم اور فکر لاحق ہو گیا ہے اور اسی فکر اور غم کی وجہ سے مجھ پر بڑھاپا چھا گیا ہے- اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا-

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی فکر کرنے اور قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لئے نیک اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین- ابھی ہم سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ کی روشنی میں پہاڑوں کی کیفیت پر گفتگو کر رہے تھے کہ جب قیامت برپا ہو گی تو پہاڑوں کی حالت کیا ہو جائے گی؟-

محترم بھائیو! دنیا میں سب سے وزنی، ثقیل اور بوجھل چیز پہاڑوں کو ہی سمجھا گیا ہے- عربی اور دوسری کئی زبانوں میں پہاڑوں کی مضبوطی کو ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے- لیکن جب قیامت آئے گی تو ان مضبوط اور بلند و بالا پہاڑوں کو دھنکی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑا دیا جائے گا- قرآن کریم نقشہ یوں کھینچتا ہے-

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ (سورۂ القارعہ آیت نمبر ۱-۵)

ترجمہ ⬅ (قیامت کی) کڑک، یہ کڑک کیا ہے- اور آپ کو کیا معلوم کہ یہ کڑک کیا ہے- جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہونگے اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہونگے-

آگے بڑھنے سے پہلے قیامت کے دن پہاڑوں کی اسی کیفیت کو سورۂ معارج کی آیات بابرکت سے سمجھنے کی کوشش فرمائیں- خالق کائنات فرماتے ہے- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ (سورۂ معارج آیت نمبر ۹-۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← اس (قیامت کے) دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہو گا اور پہاڑ رنگ برنگی اون کی طرح ہو جائیں گے۔

بزرگان محترم! میرا جی چاہتا ہے کہ اسی سلسلہ میں آپ کو سورۂ نمل کی آیت اور اس کا ترجمہ بھی سناؤں تاکہ یہ مسئلہ مزید واضح ہو جائے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ إِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝

(سورۂ نمل آیت نمبر ۸۷-۸۸)

ترجمہ ← اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے گھبرا جائے گا۔ مگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہ نہیں گھبرائیں گے) اور اس کے دربار میں سب عاجزی کرتے ہوئے حاضر ہونگے۔ (اس دن) تو پہاڑوں کو دیکھے گا تو گمان کرے گا کہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ بادل کی سی (تیز) چال میں چل رہے ہونگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بے شک وہ تمہارے افعال کو خوب جاننے والا ہے۔

اب سنئے سورۂ واقعہ کی ابتدائی آیات مقدسات جن کے بارے میں ابھی آپ نے سنا کہ اس سورۃ میں بیان کردہ قیامت کے ہولناکی کے غم اور فکر نے ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بڑھاپے میں مبتلا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں قیامت کے دن وقوع پذیر ہونے والے حادثات کا ذکر کرتے ہوئے اور پہاڑوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝

ترجمہ ← جب قیامت برپا ہو جائے گی۔ اس کے وقوع کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہو گا۔ کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پست کرنے والی (اور) کسی کو بلند کرنے والی' جب زمین تھر تھر کانپنے لگی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پھر (وہ پہاڑ) غبار بن کر بکھر جائیں گے۔

حضرات گرامی! قرآن حکیم کی ان آیات بینات سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو انکی صلابت' قدامت' مضبوطی اور بلندی کے باوجود اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا۔ انہیں چلا دیا جائے گا۔ ریزہ ریزہ بنا دیا جائے گا۔ پھر گرد و غبار بنا کر اور رنگ برنگی دھنی ہوئی روئی کی شکل دے کر ہوا میں اڑا دیا جائے گا۔ بقول علامہ سیماب اکبر آبادی" ؎

ریزہ ریزہ ٹوٹ کر ہو جائیں گے جب کوہسار
اور پھر ہو جائیں گے اڑتی ہوئی گرد و غبار
دیکھ کر کہسار کو جلد سمجھتے ہوں انہیں
یہ اڑیں گے یوں ہوا میں جس طرح بادل اڑیں
اور جس دن ہم ہلا دیں گے جگہ سے یہ پہاڑ
تم کھلا میدان دیکھو گے زمیں کو اور اجاڑ

اللہ تعالٰی کے حضور دردمندانہ التجا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو قیامت کی سختیوں' تلخیوں' اذیتوں' پریشانیوں اور تکلیفوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

زمین کی حالت

حضرات گرامی! سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت مبارکہ اور قرآن حکیم کی دیگر آیات طیبات جو آج کے خطبے میں آپ نے سماعت فرمائی ہیں۔ میں روز قیامت پہاڑوں کی کیفیت بیان کرنے کے علاوہ اس دن زمین کی حالت کا بھی ذکر کیا گیا ہے مثلاً سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰۶ اور ۱۰۷ میں آپ نے سنا کہ۔ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝

ترجمہ ← اللہ تعالٰی اس دن زمین کو ایسی ہموار اور کھلی چھوڑ دے گا کہ اس میں کوئی موڑ اور ٹیلہ نظر نہیں آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سورۂ واقعہ میں آیا کہ۔ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ قیامت کے دن زمین تھر تھر کانپنا شروع ہو جائے گی۔ اور سورۂ انشقاق میں ارشاد ربانی ہے۔

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ (سورۂ انشقاق آیت نمبر ۱-۵)

ترجمہ ← جب (قیامت کے دن) آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے رب کا حکم کان لگا کر سنے گا اور اس کا حق بھی یہی ہے (کہ وہ رب کی بات بغور سنے اور اس پر عمل کرے) اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور زمین کے اندر جو کچھ ہے۔ سب باہر نکال دے گی۔

قرآن کریم کے آخری سپارے کی سورۂ زلزال (جو آنحضرت ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق۔ "تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ "نصف قرآن کے برابر ہے" قیامت کے دن زمین کی حالت کا نقشہ یوں بیان فرما رہی ہے۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝

ترجمہ ← جب زمین پوری شدت سے تھر تھرانے لگے گی اور وہ (زمین) اپنے دفینوں کو باہر نکال دے گی۔

سورۂ مزمل (جو قرآن کریم کی ایک مشہور سورت ہے۔) میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن زمین کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝

(سورۂ مزمل آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ ← اس (قیامت کے) دن زمین اور پہاڑ لرزنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے بن جائیں گے۔

حضرات محترم! جب قیامت برپا ہو گی تو زمین کس حالت سے دوچار ہو گی اس کا تفصیلی ذکر قرآن کریم کی متعدد آیات میں کیا گیا ہے۔ مگر ہم نے طوالت کے خوف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف چند آیات کی طرف اشارات کئے ہیں اور اسی سلسلہ میں سورۂ فجر کی آیت نمبر اکیس پیش کر کے ہم سورۂ کہف کی زیر بحث آیات کی طرف آنا چاہتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○ خبردار! جب زمین کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

عزیزان محترم! اسی سورۂ کہف کی آیت نمبر نو (۹) کی تفسیر میں یہ بات تفصیل سے بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی خوبصورتی اور سجاوٹ کے لئے اسے طرح طرح کے پھلوں، پھولوں، سبزیوں، کھیتوں اور درختوں وغیرہ سے مزین فرمایا ہے۔ اور انسان کو اس زمین کا عارضی مالک بنا دیا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انسان کو آزمائے کہ کون رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور کون ناشکری کا ارتکاب کرتا ہے۔ کون اعمال صالحہ بجالاتا ہے اور کون نافرمانی کا شیوہ اختیار کرتا ہے۔ کون اس فانی دنیا کو آخرت کی نجات کا ذریعہ بناتا ہے اور کون ہے جو اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے اور آخرت کو فراموش کر دیتا ہے۔ اور پھر فرمایا۔ کہ لوگو! یہ زمین جس کی ملکیت کے تم دعویدار ہو۔ جس کی سرسبزی اور شادابی پر تمہیں فخر ہے۔ جس کی کثیر پیداوار پر تم بڑے اتراتے اور غرور کرتے ہو۔ یاد رکھو۔ ایک وقت آئے گا جب زمین کی ہر شئے کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ ساری زمین چٹیل میدان اور بنجر ہو جائے گی۔ اور زمین پر کسی جگہ بھی تمہیں ہریالی نظر نہ آئے گی۔ آپ کی یاد دہانی کے لئے میں سورۂ کہف کی آیت ۷۔۸) اور اس کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ○

ترجمہ ـــ بے شک ہم نے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس (زمین) کے لئے زینت بنایا۔ تاکہ ہم انہیں (زمین پر بسنے والوں کو) آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اور ہم ہی (قیامت کے روز) زمین کے اوپر کی چیزوں کو چٹیل (اور) غیر آباد میدان بنانے والے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب آیئے سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت کی طرف اور اس بات کو سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب قیامت برپا ہو گی تو ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیں گے اور زمین کو کھلا اور وسیع میدان بنا دیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝

ترجمہ ← اور جس (قیامت کے) دن ہم پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیں گے اور تم زمین کو کھلا میدان دیکھو گے اور ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو پیچھے نہیں رہنے دیں گے۔

یہ کام کب ہو گا۔

جب اللہ تعالیٰ کے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کفار مکہ کے سامنے قیامت کے وقوع پذیر ہونے' پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑنے اور کائنات کے نظام کے درہم برہم ہونے کا ذکر فرماتے تو وہ ان باتوں کا نہ صرف انکار کرتے بلکہ ان باتوں کی وجہ سے امام الرسل ﷺ کا مذاق اڑاتے اور تمسخر کرتے اور کہتے تھے کہ جس قیامت کا ذکر محمد (ﷺ) کرتے ہیں۔ یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے اور اس کی کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں ہے۔ جب رسول رحمت ﷺ قیامت کی آمد' پہاڑوں کی کیفیت اور زمین کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس پر اصرار فرماتے تو وہ کفار و مشرکین ازراہ مذاق کہا کرتے تھے کہ ہمیں بتاؤ وہ قیامت کب آئے گی اور یہ کام کب ہو گا قرآن کریم ان کا یہ قول نقل کرتا ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۸)

ترجمہ ← اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا) وعدہ کب آئے گا؟ اگر تم سچے ہو۔ (تو اس کا مقررہ وقت بتاؤ۔)

کفار مکہ کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس طرح نہیں آئے گی کہ پہلے اس کی آمد کا اعلان کیا جائے کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت برپا ہوگی-کائنات کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا-پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے-اور زمین کی حالت تبدیل ہو جائے گی بلکہ فرمایا کہ تمام انسان اپنے اپنے کام کاج میں مصروف و مشغول ہونگے-دکاندار اپنی دکان کر رہا ہوگا-کاشتکار زمین کے سنوارنے میں لگا ہوا ہوگا-ملازم پیشہ افراد اپنی ملازمت کی جگہ پر گئے ہوئے ہونگے اور اپنے فرائض ادا کر رہے ہونگے-گھریلو خواتین حسب معمول اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو رہی ہونگی-کہ اچانک ایک زوردار اور ہولناک کڑک اور چیخ ہر طرف پھیل جائے گی-اس کڑک کے سنتے ہی نظام کائنات تہہ و بالا ہو جائے گا-دکاندار گھر نہ آسکے گا-زمیندار اپنا کام مکمل نہ کر پائے گا-دفتر بند نہ ہوگا-بازار کھلے ہونگے-کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ جائے گا-جو جہاں ہے-وہیں موت کی آغوش میں چلا جائے گا اور کسی کو کسی کا ہوش نہ رہے گا-فرمان ربانی ہے-

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ○

(سورۂ یٰسین آیت نمبر ۴۹)

ترجمہ ⬅ وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا-جو اچانک انہیں پکڑ لے گی-اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہونگے-

حضرات گرامی! آیئے امام الرسل' رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان صدق بیان سے سماعت فرمایئے کہ جب قیامت کا حادثہ فاجعہ پیش آئے گا تو صورت حال کیا ہوگی-آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا-تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلَانِ قَدْ نَشَرَا ثَوْبَهُمَا يَتَبَايَعَانِهِ فَلَا يَطْوِيَانِهِ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ○ وَالرَّجُلُ يَلِيطُ حَوْضَهُ لِيَسْقِيَ مَاشِيَتَهُ مَا يَسْقِيهَا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَخْفِضُ مِيزَانَهُ وَمَا يَرْفَعُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَرْفَعُ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ وَمَا يَبْتَلِعُهَا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ-(تفسیر قرطبی صفحہ ۳۹ ج ۱۵)

ترجمہ ⬅ قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونگے۔انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا۔وہ اس تھان کو لپیٹ بھی نہ سکیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔اور ایک شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض کی لپائی اور درستگی کر رہا ہوگا۔تو مویشیوں کو پانی پلانے سے قبل ہی قیامت آجائے گی۔اور ایک آدمی کوئی شے تول رہا ہوگا تو اس کے ترازو اٹھانے سے پہلے ہی قیامت واقع ہو جائے گی اور ایک انسان لقمہ منہ میں ڈالے گا۔مگر چبا کر نگل نہ سکے گا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی۔

بھائیو اور بزرگو! قرآن مجید کی ان آیات مقدسات اور رسول مکرم ﷺ کے ان فرمودات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قیامت کی آمد یقینی اور حتمی ہے۔یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ اچانک آئے گی۔اور اس امر سے بھی آگاہی ہو گئی کہ جب وقوع قیامت کی گھڑی آئے گی تو مضبوط و بالا پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا۔انہیں چلا دیا جائے گا۔اور ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیا جائے گا۔پوری کائنات پر کوئی ٹیلہ اور پہاڑ نظر نہ آئے گا۔بلکہ ساری زمین ایک چٹیل، وسیع و عریض اور کھلے ہوئے میدان کی صورت اختیار کر جائے گی۔

شاعر توحید و سنت شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ اسی قیامت کی آمد کو اپنے شاعرانہ انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

ایہہ دنیا تے ہر چیز دنیا دی فانی
ایتھے صرف چند دن دی ہے زندگانی
جے اج نئیں تے کل ایتھوں جانا ہے چپنا
کسے نے وی ایتھے نئیں بیٹھ رہنا
کل نفس ذائقہ الموت والی ہے
ایہہ ہر اک نوں چینی پوے گی پیالی
ایہہ جرمانہ جینے دا سبھناں نے بھرنا
ہے مرنا یقیناً تے ہر اک نے مرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب حشر بپا ہوگا

حضرات گرامی! قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں آپ یہ بات تفصیل سے جان چکے ہیں کہ قیامت کا آنا یقینی اور حتمی ہے۔ اور جب قیامت کا حادثہ فاجعہ رونما ہوگا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے یعنی سینگ کی شکل کا بگل بجائیں گے جس سے ایک انتہائی زوردار، خوفناک اور ہولناک گرج، کڑک اور چیخ پیدا ہوگی۔ جسے سنتے ہی کائنات کا سارا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا۔ سورج کی کرنیں اس کے گرد لپیٹ دی جائیں گی۔ اس کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔ ہر طرف اندھیرا چھا جائے گا۔ ستارے تیزی سے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔ سیاروں کا قانون کشش منسوخ کر دیا جائے گا۔ بلند و بالا پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑا دیئے جائیں گے اور ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ ہر ذی روح پر موت طاری کر دی جائے گی اور کوئی کسی کو کفنانے اور دفنانے والا نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام انسان کٹے ہوئے پتنگوں کی طرح ادھر ادھر گرے پڑے ہونگے۔

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث مقدسہ اور جامع ترمذی کی ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک یہی حالت قائم رہے گی۔ چالیس سال کے طویل عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت اسرافیل علیہ السلام (جو اللہ تعالیٰ کے مقربین فرشتوں میں ایک ہیں) کو حکم دیا جائے گا۔ وہ دوسری دفعہ صور پھونکیں گے۔ تو تمام لوگ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کھڑے ہونگے۔ اور میدان حشر میں خالق کائنات کی عدالت میں حاضری کے لئے تیز تیز چل پڑیں گے۔ کوئی شخص دربار الٰہی سے اوجھل نہ رہ سکے گا۔

حشر یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی شان میں حاضری کا تذکرہ سورۂ کہف کی زیر بحث آیت میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے کہ۔ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝

ترجمہ ◄ اور ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور ان میں سے کسی کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے۔

قرآن عزیز کے انتیسویں سپارے میں حشر کی حقیقت یوں بیان کی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

(سورۂ معارج آیت نمبر ۴۳-۴۴)

ترجمہ ۔۔۔ اس دن وہ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے گویا کہ کسی نشانی پر دوڑے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی (اور) ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

یعنی جس طرح شکاری شکار کے جال کی طرف یا تیر اپنے نشانے کی طرف تیزی سے جاتا ہے۔ صور پھونکے جانے کی آواز سنتے ہی اسی طرح لوگ اپنی قبروں سے نکل کر رب العزت کی بارگاہ کی طرف دوڑیں گے۔

آیئے! اسی بات کو قرآن حکیم کے دل "سورۃ یٰسین" کی آیت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ (سورۂ یٰسین آیت نمبر ۵۱)

ترجمہ ۔۔۔ اور جب (دوسری دفعہ) صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے۔

ھائے افسوس

حضرات محترم! حشر کے دن جب تمام انسانوں کو ان کی خواب گاہوں اور قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ اس دن سخت دھوپ، شدید گرمی، انسانوں کے بے انتہاء ہجوم اور بھوک وپیاس کی وجہ سے لوگ انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی میں مبتلا ہونگے۔ اور اسی پریشانی کی حالت میں ایسے بدبخت افراد جو مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کیا کرتے تھے۔ آخرت کی فکر کرنے کی ترغیب دینے والوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ عذاب قبر اور یوم حشر کی تکذیب کیا کرتے تھے اور لوگوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے کہ "ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کنھے ڈِٹھا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگ اس دن انتہائی پریشانی، پشیمانی، ندامت اور حسرت و یاس سے کہیں گے۔ ہائے افسوس۔ ہم تو ہمیشہ مر کر اٹھنے کا انکار کرتے رہے۔ اسے خلاف عقل گردانتے رہے اور اسے مولویوں کے دماغ کی اختراع قرار دیتے رہے۔۔ لیکن۔ آج ہمیں یہاں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ وہ حیرانی، تعجب اور افسوس سے سوال کریں گے کہ ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے اور کس نے ہمیں حساب کے لئے رب تعالیٰ کے حضور کھڑا کر دیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜهٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ ⟵ وہ کہیں گے۔ ہائے افسوس! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔) یہی وہ دن ہے جس کا رحمان نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہی حشر ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول تمہیں سچ سچ بتایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کافر کہسن ڈر دے ہائے ہائے! سانوں کس اٹھایا
کہن فرشتے وعدہ رب دا نبیاں یاد کرایا

بارگاہ الٰہی میں حاضری

بزرگان محترم! سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت کریمہ میں قیامت برپا ہونے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور انہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کرنے کی کیفیت اور حالت بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ○ ترجمہ ⟵ اور اس (قیامت کے) دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور زمین تمہیں کھلا ہوا میدان نظر آئے گی۔ اور ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ان میں کسی ایک کو بھی پیچھے نہیں چھوڑیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتب تفاسیر میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اعلان کریں گے۔

اَیَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِیَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطِّعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۲۴۲ جزء ۴)

ترجمہ ⟵ اے بوسیدہ ہڈیو' اور کٹے ہوئے جوڑو' اور ٹوٹے ہوئے بالو' اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو جاؤ اور فیصلے کے لئے بارگاہ الٰہی میں پیش ہو جاؤ۔

یہ الفاظ سننے کے بعد کسی کی مجال نہ ہوگی کہ وہ اس پکار پر سستی کا مظاہرہ کرے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ دل سینوں میں خوف سے دھڑک رہے ہونگے۔ پھر لوگ دربار الٰہی کی طرف ایسے بھاگتے ہوئے جا رہے ہونگے۔ جیسے ایک بہت بڑا لشکر ایک متعین سمت میں دوڑا جا رہا ہو۔ یہی بات قرآن حکیم کے ستائیسویں سپارے میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ یَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (سورۂ قمر آیت نمبر ۶-۸)

ترجمہ ⟵ اس دن انہیں بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ ان کی آنکھیں (خوف کی وجہ سے) جھکی ہوئی ہونگی۔ وہ قبروں سے پراگندہ (اور) بکھری ہوئی ہڈیوں کی طرح نکلیں گے۔ وہ ڈرتے ہوئے بلانے والے کی طرف بھاگ رہے ہونگے (اور) کافر کہیں گے۔ یہ دن تو بڑا ہی سخت ہے۔

یہ بہت آسان ہے

کفار اور مشرکین یہ سمجھتے ہیں کہ موت کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا اور انہیں حساب کے لئے جمع کرنا یہ انتہائی دشوار اور مشکل کام ہے اور ایسا ہونا محال اور ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ کام ہمارے لئے کوئی مشکل اور دشوار نہیں بلکہ انتہائی آسان اور سہل ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو خالق ایک قطرۂ حقیر سے اتنا بڑا انسان بنانے کی قدرت رکھتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے - وہی اللہ رب العالمین اسے موت سے دوچار کرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے اور اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے پر بھی پوری طرح قادر ہے - اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا -

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (سورۃ روم آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ :- اور وہی اللہ ہی تو ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے - پھر اسے (موت کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا - اور یہ کام اس کیلئے ازحد آسان ہے - اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند و بالا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے -

یہی حقیقت قرآن حکیم کے چھبیسویں سپارے میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائی -

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ○ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَالِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ○ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ○ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَالِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ○ (سورۃ ق ۴۱-۴۴)

ترجمہ :- اور غور سے سنو - اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا - جس دن لوگ یقیناً ایک گرج دار آواز سنیں گے - وہی قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا - بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور ہم ہی مارتے ہیں اور سب نے ہماری طرف ہی لوٹنا ہے - اس دن ان کے اوپر سے زمین پھٹ جائے گی تو وہ جلدی سے نکل کھڑے ہونگے - یہی حشر ہے (اور یہ) ہمارے لئے بالکل آسان ہے -

بزرگان محترم! حشر کے دن انسانوں کا دوبارہ زندہ ہونا - دربار الٰہی میں حاضری دینا اور اعمال کی جزا و سزا پانا خاصہ طویل اور تفصیلی موضوع ہے - جس کی بعض تفصیلات اور اس پر کفار کے اعتراضات اور ان کے الٰہی جوابات ہم نے خطبات سورۃ مریم اور خطبات سورۃ یٰسین میں بیان کر دیئے ہیں - جنہیں ہم یہاں دہرانا نہیں چاہتے - اور اپنی گفتگو کو صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۂ کہف کی زیر بحث آیات تک ہی محدود رکھنے کے خواہش مند ہیں۔لہٰذا اس موضوع کے مزید قرآنی دلائل' حدیثی شواہد اور تاریخی حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے سورۂ کہف کی اگلی آیت کی تشریح شروع کرتے ہیں اور خالق ارض و سماء کے حضور دعاگو ہیں کہ وہ ہم سب کو دنیوی اور اخروی کامرانیوں' کامیابیوں' عزتوں' رفعتوں' بلندیوں اور عظمتوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

قطار اندر قطار

اللہ احکم الحاکمین کا ارشاد گرامی ہے کہ حشر کے دن تمام انسان میرے دربار عالی شان میں قطار اندر قطار حاضر ہونگے۔اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ رہ سکے گا۔یعنی صورت حال یوں ہوگی۔کہ ہر گروہ اور ہر قسم کے لوگوں کی الگ الگ قطاریں ہونگی۔اور کوئی شخص رب تعالیٰ کی نگاہ سے چھپ نہ سکے گا۔

- نمازیوں کی الگ قطار
- بے نمازوں کی الگ قطار
- زکوٰۃ دینے والوں کی قطار
- زکوٰۃ نہ دینے والوں کی قطار
- روزے داروں کی قطار
- روزے نہ رکھنے والوں کی قطار
- حاجیوں کی قطار
- استطاعت کے باوجود حج نہ کرنیوالوں کی قطار
- زنا سے بچنے والوں کی قطار
- زانیوں کی قطار
- شراب سے اجتناب کرنیوالوں کی قطار
- شراب پینے والوں کی قطار
- چوری نہ کرنے والوں کی قطار
- چوروں کی قطار
- حقوق اللہ ادا کرنے والوں کی قطار
- حقوق اللہ کو پامال کرنے والوں کی قطار
- حقوق العباد کا خیال رکھنے والوں کی قطار
- بندوں کے حقوق غصب کرنے والوں کی قطار
- مظلوموں کے حمائیتوں کی قطار
- ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کی قطار
- توحید کے شیدائیوں کی قطار
- شرک کے فدائیوں کی قطار
- سنت رسولؐ سے محبت کرنیوالوں کی قطار
- بدعات کا ارتکاب کرنیوالوں کی قطار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ❖ محبان مصطفیٰ کی قطار
- ❖ گستاخان مصطفیٰ کی قطار
- ❖ اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کی قطار
- ❖ غیراللہ کے پجاریوں کی قطار
- ❖ مساجد کو آباد کرنیوالوں کی قطار
- ❖ اللہ کے گھروں کو برباد کرنیوالوں کی قطار
- ❖ راہ خدا میں خرچ کرنیوالوں کی قطار
- ❖ دولت پر سانپ بننے والوں کی قطار
- ❖ قرآن کریم کے قاریوں کی قطار
- ❖ قرآن حکیم سے بے رغبتی کرنیوالوں کی قطار
- ❖ دینی علم پڑھنے والوں کی قطار
- ❖ صرف دنیوی علم حاصل کرنیوالوں کی قطار
- ❖ تہجد گزاروں کی قطار
- ❖ بادہ خواروں کی قطار
- ❖ شب زندہ داروں کی قطار
- ❖ قمار بازوں کی قطار
- ❖ اللہ کے پیاروں کی قطار
- ❖ ابلیس کے یاروں کی قطار
- ❖ علماء کی قطار
- ❖ جہلاء کی قطار
- ❖ اولیاء الرحمٰن کی قطار
- ❖ اولیاء الشیطان کی قطار
- ❖ محمدؐ کے وفاداروں کی قطار
- ❖ رسولؐ کے غداروں کی قطار
- ❖ نیکوکاروں کی قطار
- ❖ بدکاروں کی قطار

غرض ہر قسم اور ہر وصف کے لوگوں کی الگ الگ قطاریں اور الگ الگ صفیں بنا کر دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر گروہ اور ہر جماعت کے ساتھ ان کے اعمال و افعال کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ آج کے خطبے کی دوسری آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ کی تشریح عرض کر رہا ہوں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَعُرِضُوا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا۔ اور (اے رسول اللہ ﷺ!) وہ لوگ آپ کے رب کی بارگاہ میں صفیں باندھے ہوئے پیش کیے جائیں گے۔

ایک سو بیس صفیں

بعض علماء کا خیال ہے کہ حشر کے دن جو صف بندی اور قطار بندی ہوگی وہ بلحاظ امت ہوگی۔ یعنی ہر رسول اور نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ماننے والوں کی الگ الگ صفیں بنائی جائیں گی-اور کیفیت یوں ہوگی کہ

- حضرت نوحؑ کے پیروکاروں کی قطار
- حضرت شیثؑ کے فرمانبرداروں کی قطار
- حضرت ابراہیمؑ کے جانثاروں کی قطار
- حضرت اسماعیلؑ کے وفاشعاروں کی قطار
- ایوبؑ کے اطاعت گزاروں کی قطار
- حضرت زکریاؑ کے فداکاروں کی قطار
- حضرت موسیٰؑ کے امتیوں کی قطار
- حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی قطار
- حضرت یوسفؑ کے شیدائیوں کی قطار
- حضرت محمد مصطفیٰؐ کے فدائیوں کی قطار

اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے صحابیِ رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ- أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُنَادِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ- يَا عِبَادِيْ! أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَأَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ وَأَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ أُحْضُرُوْا حُجَّتَكُمْ وَيَسِّرُوْا جَوَابًا فَإِنَّكُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مُحَاسِبُوْنَ يَا مَلَائِكَتِيْ! أَقِيْمُوْا عِبَادِيْ صُفُوْفًا عَلٰى أَطْرَافِ أَنَامِلِ أَقْدَامِهِمْ لِلْحِسَابِ- وَفِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ "يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالَى الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ صُفُوْفًا"-

(روح المعانی صفحہ ۲۸۹ جزء ۱۵)

ترجمہ ⟵ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ندا فرمائے گا-اے میرے بندو! میں تمہارا اللہ ہوں- میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے-میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور میں سب سے بڑا حاکم ہوں اور بہت جلد حساب لینے والا ہوں- میرے حضور اپنے دلائل (معذرتیں) پیش کرو اور آسان (صحیح) جواب دو-بلاشبہ تم سوال کیلئے جاؤ گے (اور) حساب لئے جاؤ گے-(اللہ کریم فرمائے گا) اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی صفیں بنا کر انہیں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر کھڑا کرکے حساب کیلئے پیش کرو- اور صحیح حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک ہی سرزمین میں صفیں بنا کر جمع فرمائے گا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض روایات اور آثار میں ہے کہ حشر کے دن جب انسانوں کو رب العزت کی بارگاہ عالی شان میں پیش کیا جائے گا تو وہ خوش قسمت و خوش نصیب جنہیں جنت میں داخلے کا مژدہ سنایا جائے گا۔ ان کی صفوں کی تعداد ایک سو بیس (۱۲۰) ہو گی۔ اور ان قطاروں کی لمبائی اور طوالت کا کوئی حساب ہی نہیں ہو گا۔

حضرات محترم! ذرا غور اور توجہ سے سماعت فرمائیں کہ اہل جنت کی ان ایک سو بیس (۱۲۰) صفوں میں سے اسی (۸۰) صفیں امام الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے امتیوں کی ہو نگی۔ سبحان اللہ۔ حوالہ سنئے اور خالق کائنات کے حضور دعا کیجئے کہ رب العالمین ہم سب کو اہل جنت کی اگلی صفوں میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مشہور مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَفِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ - اَهْلُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ صَفًّا اَنْتُمْ مِنْهَا ثَمَانُوْنَ - (روح المعانی صفحہ ۲۸۹ ج ۱۵)

ترجمہ ⟸ بعض آثار میں ہے کہ قیامت کے دن اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہو نگی اور ان میں اسی (۸۰) تمہاری (یعنی رسول مکرم ﷺ کے امتیوں کی) ہو نگی۔

اشکال کا حل

قرآن حکیم کے ساتویں سپارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ - (سورۂ انعام آیت نمبر ۹۴) ترجمہ ⟸ اور البتہ تحقیق تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آؤ گے۔ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی دفعہ (اکیلے ہی) پیدا کیا تھا۔

اسی طرح قرآن عزیز کے سولہویں سپارے میں ہے۔ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ (سورۂ مریم آیت نمبر ۹۵) اور وہ سب اس کے سامنے قیامت کے دن تنہا آئیں گے۔

ان دونوں آیات طیبات سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اکیلے اور تنہا لایا جائے گا۔ جبکہ سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ لوگوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں صف بہ صف حاضر کیا جائے گا۔

بظاہر ان آیات مقدسات میں تعارض اور اختلاف نظر آتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم کی آیات پر غور و خوض کرنے سے یہ امر عیاں ہو جاتا ہے کہ حقیقتاً" ان آیات میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ سورۂ انعام اور سورۂ مریم میں انسانوں کے قبروں سے اٹھنے کی حالت بیان کی گئی ہے۔ جبکہ سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کریمہ میں دربار الٰہی میں حاضری کی کیفیت اور تفصیل ذکر فرمائی گئی ہے۔ یعنی حشر کے دن جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو اکیلے اکیلے ہونگے اور جب رب العالمین کی بارگاہ اقدس میں پیش کئے جائیں گے تو قطار اندر قطار اور صف بہ صف حاضر کئے جائیں گے۔ وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ○
(اے رسول اکرم ﷺ) انہیں آپکے رب کے روبرو صفوں کی شکل میں پیش کیا جائیگا۔

خالی ہاتھ - برہنہ جسم

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حشر کے دن انسانوں کی ایک عجیب و غریب حالت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح انسان دنیا میں خالی ہاتھ اور ننگے بدن آیا تھا۔ اسی طرح جب روز حشر حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔ تو اس کی کیفیت بھی وہی ہو گی کہ برہنہ جسم، ننگے بدن، خالی ہاتھ اور غیر مختون اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ○

ترجمہ ◄ (ہم انسانوں سے کہیں گے کہ) آج تم ہمارے پاس اسی طرح (برہنہ جسم اور خالی ہاتھ) آ گئے ہو۔ جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ بلکہ تمہارا گمان تو یہ تھا کہ ہم تمہارے وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کریں گے۔

حضرات گرامی! اس امر سے انکار تو ناممکن اور محال ہے کہ انسان جب دنیا میں آیا تھا تو خالی ہاتھ اور برہنہ جسم تھا اور جب دنیا سے آخرت کی طرف سفر اختیار کرتا ہے تو چاہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتنا بڑا مال دار' جاگیردار' سرمایہ دار اور دنیادار کیوں نہ ہو۔ سوائے کفن کی چادروں کے۔ دنیا کی کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں جاتی۔

؎ سکندر جب دنیا سے گیا تو دونوں ہاتھ خالی تھے

قرآن عزیز کے سترھویں سپارے میں حشر کے دن انسانوں کی بارگاہ الٰہی میں حاضری کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۴)

ترجمہ ـــــ جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح کتاب میں کاغذ لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ جیسا ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے۔ یہ وعدہ (پورا کرنا) ہم پر لازم ہے بلاشبہ ہم ایسا کرنے والے ہیں۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے حشر کے دن انسانوں کی حالت کی تفصیل اور اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں بیان فرمائی۔ اِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَءَ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (بخاری و مسلم مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۸۳)

ترجمہ ـــــ تم سب کو ننگے پاؤں' برہنہ جسم اور بغیر ختنہ جمع کیا جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی "جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح کاغذوں کو کتاب میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اسی طرح ہم انہیں لوٹا دیں گے۔ یہ وعدہ (پورا کرنا) ہم پر لازم ہے۔ بلاشبہ ہم ایسا کرنے والے ہیں۔

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حشر کے دن انسانوں کی اس حالت کی تفصیلات سنیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ازراہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونگے۔ بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہو گا (اور وہ اسکے خوف سے حواس باختہ ہونگے)

حضرات گرامی! آیئے اسی بات کو ذرا مزید وضاحت سے قرآن عزیز کے آخری سپارے کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ارشاد ربانی ہے۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۴-۳۷)

ترجمہ ⟸ اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا) اس دن ہر شخص ایک فکر میں مبتلا ہو گا جو اسے ہر ایک سے بے پرواہ کردے گا۔

حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے غالباً انہیں آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے حشر کے دن کا نقشہ کیسے متاثر کن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

بہناں نوں چھیڑ دتا سکیاں بھراواں نے
یاد نہ کیتا یار دوست آشناواں نے
سٹ دتا روندا بچہ جندیاں ملواں نے
پتر نوں یاد نئیں کدھر گئی مائی آ
چھٹی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ

کوئی نئیں جے واھرو بن دا جند نمانی دا
لگی آ تیہہ گھٹ ملدا نئیں پانی دا
سامنے اک حوض دس دا نبی حقانی دا
پر پتہ نئیں ساقی کوثر قیمت کی لائی آ
چٹھی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ

اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں دردمندانہ التجا اور مخلصانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونگے۔ بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا (اور وہ اسکے خوف سے حواس باختہ ہونگے)

حضرات گرامی! آیئے اسی بات کو ذرا مزید وضاحت سے قرآن عزیز کے آخری سپارے کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۴۔۳۷)

ترجمہ ⬅ اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا) اس دن ہر شخص ایک فکر میں مبتلا ہوگا جو اسے ہر ایک سے بے پرواہ کر دے گا۔

حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے غالباً انہیں آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے حشر کے دن کا نقشہ کیسے متاثر کن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

بہناں نوں چھڈ دتا سکیاں بھراواں نے
یاد نہ کیتا یار دوست آشناواں نے
سٹ دتا روندا بچہ جندیاں ماواں نے
پتر نوں یاد نئیں کدھر گئی مائی آ
چھٹی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ

کوئی نئیں جے واھرو بن دا جند نمانی دا
لگی آ تیہہ گھٹ ملدا نئیں پانی دا
سامنے اک حوض دس دا نبی حقانی دا
پر پتہ نئیں ساقی کوثر قیمت کی لائی آ
چیتھی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ

اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں دردمندانہ التجا اور مخلصانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا اور آخرت کی سرخروئی نصیب فرمائے اور اس جہان اور اگلے جہان کی ذلت و رسوائی سے ہم سب کو محفوظ و مصئون فرمائے- آمین ثم آمین-

سب سے پہلے لباس

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات کی توضیح میں ابھی آپ نے سماعت فرمایا کہ میدان حشر میں انسانوں کو برہنہ اور ننگا پیش کیا جائے گا- اور خوف و دہشت اور ہیبت و فکر کا یہ عالم ہو گا کہ کسی کے ہوش و حواس قائم نہ رہ سکیں گے- اور برہنگی کا کسی کو احساس ہی نہ ہو گا- صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ- اَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاھِیْمُ -(مشکوۃ المصابیح ۴۸۳) کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا- سبحان اللہ-

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توحید الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں نمرودیوں کی مہینوں جلائی ہوئی آگ میں پھینکا گیا تو ان کا لباس اتروا دیا گیا تھا اور مادر زاد برہنہ کر کے آگ میں پھینکا گیا تھا- حشر کے روز اللہ کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس قربانی پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے پوری انسانیت میں سب سے پہلے انہیں "جنت کا لباس" پہنائے گا- سبحان اللہ -(تحفۃ الاحوذی صفحہ ۲۹۳ جلد ۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور باقی تمام انسانوں سے پہلے ہمارے آقا' سرور کونین' رسول الثقلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو جنتی لباس زیب تن کروایا جائے گا- اور جو لباس جنت حضور کی خدمت میں پہننے کے لئے پیش کیا جائے گا - وہ انتہائی خوبصورت' اعلیٰ' نفیس' عمدہ اور بے مثل جبہ ہو گا-

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے حشر کے دن لباس پہنانے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا-

اَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی مِنَ الْجَنَّۃِ اِبْرَاھِیْمُ یُکْسٰی حُلَّۃً مِّنَ الْجَنَّۃِ وَیُؤْتٰی بِکُرْسِیٍّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَیُطْرَحُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ ثُمَّ یُؤْتٰی بِیْ فَاُکْسٰی حُلَّۃً مِّنَ الْجَنَّۃِ لَا یَقُوْمُ لَھَا الْبَشَرُ ثُمَّ یُؤْتٰی بِکُرْسِیٍّ فَیُطْرَحُ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ وَھُوَ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ۔

(رواہ البیھقی - تحفۃ الاحوذی صفحہ ۲۹۳ جلد ۳)

ترجمہ ⬅ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ انہیں جو "جنتی جبہ" زیب تن کروایا جائے۔ اور ان کے لئے عرش الٰہی کے دائیں جانب کرسی رکھی جائے گی۔ پھر مجھے لایا جائے گا اور ایسا "جنتی جبہ" پہنایا جائے گا۔ جو دوسرے کسی بشر کو نصیب نہ ہو گا۔ پھر میرے لئے اللہ رب العزت کے عرش کے دائیں طرف ہی عرش کے پائے کے بالکل قریب کرسی بچھائی جائے گی۔ سبحان اللہ۔

بزرگان محترم! آپ نے عظمت مصطفیٰ، شان مصطفیٰ، احترام مصطفیٰ، اکرام مصطفیٰ، توقیر مصطفیٰ اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا انداز فرمایا کہ پوری انسانیت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ مگر انبیاء اور رسولوں میں سے سب سے اول جنتی جبہ پہنایا جائے گا تو وہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو پہنایا جائے گا۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے بزرگ و برتر اور پوری کائنات سے بہتر پیغمبر ﷺ کا فرمانبردار بننے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات گرامی! بعض احادیث مقدسات سے تو یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حشر کے دن پوری انسانیت میں سب سے پہلے نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اطہر سے نکلیں گے اور اولین لباس بھی آپ ہی کو پہنایا جائے گا۔

مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ فَاُکْسَی الْحُلَّۃَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذَالِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۲۰۱ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مجھ سے زمین کو شق کیا جائے گا۔ اور جنت کے جبوں میں سے ایک جبہ مجھے پہنا دیا جائے گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ یہ وہ مقام ذی شان ہے جو تمام مخلوقات میں سے میرے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو گا۔

اس حدیث مبارکہ سے تو یہ بھی عیاں ہو گیا کہ ساری اولاد آدم کو برہنہ کر کے حشر کی طرف لے جایا جائے گا۔ مگر رسول اعظم ﷺ کو جنتی لباس زیب تن کروا کے رب تعالیٰ کے عرش کے پاس لے جایا جائے گا اور رب العزت اس دن آپ کو وہ مقام عطا فرمائے گا جو کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئے گا۔ سبحان اللہ۔

محترم حضرات! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کریمہ جس میں حشر کے دن کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے۔ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ۝

ترجمہ ⟸ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) البتہ، تحقیق تم ہمارے پاس اسی طرح آگئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار (ننگے بدن اور خالی ہاتھ) پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم گمان کیا کرتے تھے کہ ہم تمہارے لئے وعدے کا دن مقرر نہیں کریں گے۔

نامہ اعمال

حضرات محترم! جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ تمام انسان حشر کے دن اگرچہ برہنہ جسم ہونگے لیکن ایسی گھبراہٹ، دہشت اور خوف میں مبتلا ہونگے کہ کوئی ایک دوسرے کی طرف توجہ ہی نہ دے سکے گا۔ اور ہر شخص اپنے ہی شغل میں سرگرداں اور حیران و پریشان ہو گا۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حشر کے دن کی اس ہولناکی اور روحشت کا ذکر سن کر رسول امین ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ شغل کیا ہو گا جس کی دہشت سے برہنگی کا احساس ہی ختم ہو جائے گا۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! وہ شغل اور مصروفیت یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگی کہ اعمال نامے کھول کر سامنے رکھ دیئے جائیں گے تمام لوگوں کو اپنے اپنے اعمال ناموں کی فکر ہی اس قدر ہوگی کہ کسی دوسری طرف دھیان ہی نہیں جائے گا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۲۴ جلد ۷)

اسی اعمال نامے کا ذکر سورۂ کہف کی اگلی اور آج کے خطبے کی آخری آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ○

ترجمہ ⟵ اور نامہ اعمال (ان کے سامنے) رکھ دیا جائے گا۔ پس تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس اعمال نامے کے مندرجات سے ڈر رہے ہونگے۔ اور زبان سے کہیں گے۔ صد حیف! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر ان سب کو شمار کر لیا ہے اور اس دن وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور (اے رسول ﷺ!) آپ کا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

محترم بھائیو اور بزرگو! روز حشر جب اعمال نامے انسانوں کے ہاتھوں میں تھما دیئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا کہ اے ابن آدم! دنیا میں تیری چرب لسانی ' تیز زبانی اور دولت کی فراوانی کی وجہ سے تیرے عیب لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ رہے۔ لیکن آج حشر کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھ کہ تو نے میری عطا کردہ حیات دنیوی میں کیا کیا گل کھلائے۔ آج تیرا نامۂ اعمال تیرے سامنے ہے۔ تیری کرتوتوں کی فہرست ' تیرے اعمال کا دفتر اور تیرا تمام کیا دھرا۔ اس صحیفۂ اعمال میں درج ہے۔ اب مجھے تیرا حساب لینے اور تجھ سے پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تو خود ہی اپنا حساب لے اور فیصلہ کر کہ تیرے اعمال بد کی تجھے کیا سزا دی جائے۔ قرآن حکیم میں ارشاد الٰہی ہے۔

وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ○ اِقْرَأْ كِتَابَكَ ۚ كَفَىٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۳-۱۴)

ترجمہ ← اور ہم اس (انسان) کیلئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالیں گے- جسے وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا- (اسے حکم دیا جائے گا کہ) اپنا اعمال نامہ پڑھو- آج اپنی باز پرس اور حساب کتاب کیلئے تم خود ہی کافی ہو-

انسان جب اس دفتر عمل میں ہر اچھائی اور برائی' نیکی اور بدی لکھی ہوئی دیکھے گا تو حیران و ششدر رہ جائے گا اور حسرت و افسوس اور ندامت و پشیمانی سے کہے گا-

یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا ○

ترجمہ ← ہائے افسوس! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر ان سب کو شمار کر لیا ہے-

تحریر کا بندوبست

انسان کے اس سوال کے جواب میں رب السماوات و الارض کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو اعمال بد اس نامہ اعمال میں درج ہیں- کیا تم نے ان کا ارتکاب نہیں کیا ہے- بندہ خاموشی اختیار کرے گا- تو اللہ تعالیٰ خود ہی جواباً ارشاد فرمائے گا-

ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(سورۃ جاثیہ آیت نمبر ۲۹) ترجمہ ← یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں حق اور سچ بیان کر رہی ہے- (دنیا میں) تم جو اعمال کرتے تھے بلاشبہ ہم اسے لکھواتے جاتے ہیں-

حضرات محترم! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے گا اے میرے رب! بعض اعمال تو ایسے تھے جو میں نے تمام انسانوں سے چھپ کر کئے تھے- اس گناہ کے وقت-

❖ میرا باپ مجھے نہیں دیکھ رہا تھا- ❖ میری ماں میرے پاس نہ تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ میں اپنی بیوی سے اوجھل تھا۔ ❖ میرے بچے اس جگہ موجود نہ تھے۔
❖ میرا استاد میری حرکت سے بے خبر تھا۔ ❖ میرے شاگردوں کو میرے فعل کا علم نہ تھا۔
❖ میرا بھائی میری کرتوت کو نہیں جانتا تھا۔ ❖ میری بہن میرے گناہ سے غافل تھی۔

مگر آج اس کتاب عمل میں مجھے نظر آرہا ہے کہ میرے وہ اعمال و افعال جو میں نے انسانوں کے تمام طبقات کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر کئے تھے اور میں نے کسی کو ان کی خبر بھی نہ ہونے دی تھی۔ وہ بھی اس میں درج ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔

يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۔ (سورۂ نساء آیت نمبر ۱۰۸)

ترجمہ ⟸ یہ لوگ انسانوں سے تو چھپ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے (ہرگز) نہیں چھپ سکتے۔ اور وہ (اللہ) تو راتوں کو بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب وہ ناپسندیدہ باتیں (حرکتیں) کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

بھائیوں اور بہنو! آپ نے غور فرمایا کہ قرآن حکیم کس طرح ہر بات کو کھول کھول کر بیان فرما رہا ہے۔ مگر ہمارا قرآن عزیز سے تعلق ہی کیا رہ گیا ہے کہ ہمیں کوئی بات سمجھ آئے۔ آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارا بوڑھا قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتا---- ہمارا جوان قرآن عزیز کی قرات نہیں کرتا---- ہماری عورتیں قرآن کو ہاتھ نہیں لگاتیں---- ہماری بچیاں قرآن کی تعلیم سے دور بھاگتی ہیں---- اور تو اور---- آج ہمارا تو یہ حال ہے کہ منبر و محراب کا وارث' عالم و خطیب بھی ہمیں خطبے اور وعظ میں قرآن نہیں سناتا بلکہ سیف الملوک کے اشعار اور ہیر رانجھا کی داستانوں سے ہمارا وقت ضائع کرتا ہے۔ اگر یہ بات آپ حضرات کی طبع نازک پہ گراں نہ گزرے تو عرض کروں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان قوم کی ذلت' رسوائی و پسپائی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات سے روگردانی کی ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

کیا آج اللہ تعالیٰ وہی نہیں ہے---کیا آج ہمارا رب ہماری امداد پر قادر نہیں ہے---کیا آج اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان نہیں ہے---کیا آج مسلمانوں کی عزت کا رب تعالیٰ کو پاس نہیں ہے---سب کچھ اسی طرح اور وہی ہے۔ مگر ہم وہ نہیں رہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

معزز حضرات! عرض یہ کر رہا تھا کہ حشر کے دن انسان اپنے نامہ اعمال میں درج اپنے افعال دیکھ کر ان کی ترتیب اور تحریر پر تعجب کرے گا۔ اور رب تعالیٰ سے سوال کرے گا کہ میرے اللہ! تو نے میری زندگی بھر کی حرکات و سکنات کو ضبط تحریر میں لانے کا کیا بندوبست کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اپنے انتظامات کی تفصیل قرآن حکیم میں بیان فرمادی تھی۔ مگر تو نے کبھی میری کتاب عظیم کو پڑھنا گوارا ہی نہیں کیا تھا۔ میرا قرآن مجید تو واضح کر رہا تھا کہ ۔ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ (سورۃ الانفطار آیت نمبر ۹-۱۲)

ترجمہ ◄ اور بلاشبہ تم پر محافظ اور نگران مقرر ہیں۔ وہ باعزت (فرشتے) ہیں (جو تمہارے اعمال کو) لکھنے والے ہیں۔

قرآن حکیم کے انتیسویں سپارے کی سورۃ الحاقہ میں انسانوں کے اعمال نامے ان کے دائیں اور بائیں ہاتھ میں تھمانے اور اس کے رد عمل میں نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے حالات و واقعات اور الفاظ و کلمات کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔ مگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے واپس سورۃ کہف کی زیر بحث آیت کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حشر کے دن انسانوں کے اعمال ناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ○

ترجمہ ⬅ اور نامۂ عمل ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پس تم دیکھو گے کہ مجرم اس سے ڈر رہے ہونگے جو اس میں ہے۔ اور کہیں گے۔ ہائے افسوس! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی بڑے اور چھوٹے گناہ کو نہیں چھوڑا۔ مگر اسے شمار کر لیا ہے اور وہ اپنے اعمال اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور (اے رسول ﷺ!) آپ کا رب تو کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حشر کے دِن ہم سب کو نامۂ اعمال ہمارے دائیں ہاتھ میں پکڑائے۔ ہمیں کامیابی عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے جنّت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ ربّ تعالیٰ تمام مُسلمانوں کو دُنیا اور آخرت کی ذِلت و رُسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمِین ثُمّ آمِین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 12

قصّۂ آدمؑ و ابلیسؑ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ○ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ○ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ○ وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ○

(سورۃ الکہف آیت نمبر ۵۰-۵۳)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا- وہ جنات میں سے تھا پس اس نے اپنے رب کے حکم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی کی' کیا تم اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں' ظالموں کیلئے برا بدلہ ہے۔ میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت حاضر نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کی جانوں کی پیدائش کے وقت (حاضر کیا تھا) اور میں گمراہوں کو اپنا دست و بازو بنانے والا نہیں ہوں۔ اور جس دن (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کہ بلاؤ میرے ان شریکوں کو جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے تو وہ ان کو پکاریں گے پس وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا دیں گے۔ اور مجرم (جہنم کی) آگ دیکھیں گے تو وہ خیال کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

ہر قسم کی حمد و ثناء' تعریف و تسبیح اور تحمید و تمجید اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہے جس نے انسان کو عدم سے وجود بخشنے کے بعد اشرف المخلوقات کا منصب عطا فرمایا۔ اور مسجود ملائکہ کا اعزاز نصیب فرمایا۔ اور لاتعداد و بے حساب درود و سلام امام الرسل' خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو تمام اولاد آدم کے سردار اور افضل ترین انسان ہیں۔

ربط آیات

معزز حضرات! سورۂ کہف کے موضوعات میں "تکبر کی مذمت" ایک اہم موضوع ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اصحاب کہف کی عبادت اور ان کی عاجزی و انکساری کے علاوہ اس دور کے بادشاہ "دقیانوس" کے تکبر اور فخر و غرور کی مذمت کی گئی ہے۔ پھر روسائے قریش کے تکبر کی مذمت کے بعد دو آدمیوں کی مثال کے ذریعے مال دار اور صاحب حیثیت آدمی کے فخر و غرور کا رد کیا گیا ہے اور اس کے غرور و تکبر کو اس کے مال کی بربادی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اسی تکبر ہی کے ضمن میں آج کی زیر بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے متکبر اول یعنی ابلیس کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے بھی تکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کیا اور بالآخر ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ کے لئے مردود ٹھہرا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ عام گناہ سے تو انسان کسی وقت بھی توبہ کر لیتا ہے مگر جو گناہ تکبر کی بنا پر کیا جاتا ہے اس سے توبہ کی توفیق نہیں ملتی' لہٰذا ایسے آدمی سے بھلائی کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔ اللہ رب العالمین نے ان آیات بینات میں یہ بات بھی سمجھا دی ہے کہ کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی کے مرتکب اشخاص ہمیشہ شیطان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں حالانکہ شیطان اور اس کی ذریت بنی نوع انسان کی اولین دشمن ہے اور انسانیت کے ہر فرد کو ہر طریقے سے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا۔

متکبر اول

قرآن حکیم کی آیات کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ سب سے پہلے "ابلیس" نے تکبر کیا اور ابوالبشر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ ⟵ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کریں تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

امام قتادہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ "سب سے پہلا گناہ یہی تکبر ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا۔" اور صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اسی تکبر' کفر اور عناد کی وجہ سے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا اور وہ اللہ کریم کی رحمت سے مردود ہو کر باری تعالیٰ کے دربار سے دھتکار دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۸ جلد ۱)

ابلیس کے اسی تکبر اور عناد کا تذکرہ قرآن کریم میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَّآ إِبْلِيسَ ۚ لَمْ يَكُن مِّنَ ٱلسَّٰجِدِينَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ ﷺ اور تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر ہم نے ہی تمہاری شکل و صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا' وہ سجدہ کرنے والوں میں شریک نہ ہوا۔

سورت اعراف کی مذکورہ آیت مبارکہ میں بظاہر ایک عقدہ حل طلب ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں صورت بخشی پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔" حالانکہ ہماری تخلیق و تصویر سے پہلے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا گیا تھا۔

علماء تفسیر نے اس کے متعدد جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ جن میں سے ہمارا پسندیدہ اور عام فہم جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں "تمہیں پیدا کرنے سے مراد ہے کہ ہم نے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا پھر اسے خوبصورت شکل عطا فرمائی۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کریں۔"

یہ اسلوب اور انداز تخاطب قرآن مجید میں کئی مقامات پر اختیار کیا گیا ہے کہ خطاب حاضرین سے ہوتا ہے مگر اس سے مراد۔ ان کے اسلاف ہوتے ہیں۔

تکبر کا معنی

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تکبر انسان کے لئے ذلت و خواری اور رسوائی کا سبب ہے مگر ہر ایک پر یونہی متکبر ہونے کا الزام نہیں لگانا چاہیے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے تکبر کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "وہ شخص ہرگز جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر و غرور ہو گا۔" تو ایک شخص نے عرض کیا۔

إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ - (صحیح مسلم)

ترجمہ ⬅ ہر آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس خوبصورت ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (یعنی اچھا لباس وغیرہ تکبر نہیں بلکہ) حق کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔

قرآن عزیز میں متعدد مقامات پر تکبر کی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ ⬅ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فخر' غرور کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والوں کے انجام اور عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں فرمایا۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (سورۃ زمر آیت نمبر ۶۰)

ترجمہ ⬅ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے۔

قرآن اور قصہ آدم وابلیس

قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے قصہ کو سات مقامات پر مختلف اسالیب میں ذکر فرمایا ہے اور ہر جگہ ابلیس کے تکبر' عناد اور انسان دشمنی کا تذکرہ فرمایا ہے۔ سورت بنی اسرائیل میں اللہ کریم فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۱)

ترجمہ ⬅ اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا' کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

سورت حجر میں اسی قصہ آدم وابلیس کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ (سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۶-۳۱)

ترجمہ ⇐ اور تحقیق ہم نے انسان کو سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس سے پہلے جنوں کو بغیر دھویں کی آگ سے پیدا کیا۔ اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتی ہوئی سڑی مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں' پس جب میں اسے درست فرمادوں۔ اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ پس سب کے سب فرشتے سربسجود ہو گئے سوائے ابلیس کے۔ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

قرآن حکیم کے پہلے سپارے سورۂ بقرہ میں ابلیس کے سجدۂ آدم سے انکار' اس کے فخر اور تکبر کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ ⇐ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

آپ غور فرمائیں تو یہ امر واضح ہو جائے گا کہ ان آیات بابرکات میں ابلیس کی آدم دشمنی' اس کے تکبر و غرور اور فخر و مباہات کا ذکر کر کے اس کی مذمت بیان کی گئی ہے اور انسان کو شیطان کی جانب' اس کے ہتھکنڈوں اور اس کی سازشوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ آج کے خطبہ جمعۃ المبارکہ کی پہلی آیت مبارکہ میں بھی ابلیس کی رعونت'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خودپسندی اور نافرمانی کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ۔

ترجمہ:- اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ "یہ آدم کو سجدہ کرو" تو سب نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے۔ وہ جنات میں سے تھا۔ پس اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

ابلیس اور سجدۂ آدم

سورۃ کہف کی زیر بحث آیت میں ابلیس کی جنس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ "كَانَ مِنَ الْجِنِّ" کہ وہ جنات میں سے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس تو اس سجدہ کے حکم میں شامل ہی نہیں تھا۔ مگر قرآن مجید میں جہاں بھی تخلیق آدم اور فرشتوں کے سجدے کا ذکر آتا ہے۔ وہاں ابلیس کے سجدہ کرنے سے انکار، اس کے تکبر اور نافرمانی کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ابلیس فرشتوں کی جنس میں سے ہی نہ تھا تو اس کی نافرمانی، سجدہ سے انکار اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عتاب اور ناراضگی کا مفہوم کیا ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے کئی جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ جن میں سے اقرب الی الصواب، سادہ، عام فہم اور آسان جواب یہ ہے کہ:-

"بلاشبہ ابلیس فرشتوں کی جنس میں سے نہ تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا تو اس وقت وہ اس مجلس میں موجود تھا اور غیر معینہ مدت سے فرشتوں کے درمیان رہ رہا تھا۔ اور ملائکہ کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحلیل میں مصروف و مشغول رہتا تھا۔ جب تمام حاضرین کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اکثریت کا اعتبار کرتے ہوئے لفظ "ملائکہ" استعمال ہوا۔ جبکہ حقیقت میں تمام موجودین کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ابلیس بھی اس حکم میں شامل تھا۔ اور ابلیس بذات خود بھی اپنے آپ کو اس حکم کا مخالف سمجھتا تھا۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے خود اس کا ذکر فرمایا ہے۔

قرآن حکیم کی سورۂ اعراف کی آیت نمبر بارہ میں ہے کہ جب ابلیس نے سجدۂ آدم سے انکار کیا تو رب تعالیٰ نے اس کی سرزنش کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ مَامَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ۔ جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس آیت میں۔ اذ امرتک۔ کے الفاظ اس معاملے میں حرف آخر ہیں کہ ابلیس کو بھی سجدے کا حکم دیا گیا تھا۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی اس ڈانٹ کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں فرشتہ نہیں ہوں اس لئے میں سجدے کے حکم کا مخاطب ہی نہ تھا۔ بلکہ اس نے ازراہ غرور کہا کہ۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ۔ میں آدم سے بہتر ہوں۔ اس لئے میں نے اسے سجدہ نہیں کیا۔"

ابلیس فرشتوں میں

حضرات گرامی! فرشتے اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ' پاکیزہ اور فرماں بردار مخلوق ہیں اور انہیں نوری مادے سے پیدا کیا گیا ہے۔ عصیان' نافرمانی' حکم عدولی' فسق' فجور اور گستاخی و سرتابی نام کی کوئی چیز ان کی سرشت اور فطرت میں شامل و داخل ہی نہیں ہے۔ قرآن کریم ان کی فرماں برداری اور اطاعت گزاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ (سورۂ تحریم آیت نمبر ۶)

ترجمہ ⟵ فرشتے' اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

جبکہ جن سرکش' باغی' نافرمان' عاصی اور فاسق و فاجر مخلوق ہے۔ اور انہیں آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کریم جنات کی تخلیق کا ذکر یوں کرتا ہے۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ (سورۂ حجر آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ ⟵ اور ہم نے جنات کو اس سے بھی پہلے شعلے مارنے والی آگ سے پیدا کیا تھا۔

اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے تخلیق فرما کر خوبصورت شکل سے نوازا۔ قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجید انسان کی تخلیق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

(سورۂ حجر آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ ⬅ اور ہم نے انسان کو خشک مٹی سے پیدا فرمایا جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ (سورۂ مومنون آیت نمبر ۱۲) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔

رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں فرمایا۔ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے بنایا۔ ویسے انسان کا وجود مختلف عناصر کا مجموعہ ہے۔ تاہم اس میں مٹی غالب ہے۔ اس لئے اس کی تخلیق کی نسبت مٹی کی طرف کی جاتی ہے۔ مذکورہ تخلیقی مادوں کی وجہ سے ہی فرشتوں کو "نوری" جنات کو "ناری" اور انسان کو "خاکی" کہا جاتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی وضاحت یوں فرمائی۔

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَ خُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔ (رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۰۶)

ترجمہ ⬅ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا۔ اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس (مٹی) سے پیدا فرمایا گیا جسے تمہارے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب فرشتوں اور جنات کی حقیقت اور تخلیق الگ الگ ہے تو ابلیس جو جنات میں سے ہے اور تمام شیطانوں کا سردار ہے۔ وہ فرشتوں کی صف میں کیسے گھس آیا۔ اور کیونکر فرشتوں کے ساتھ زندگی گزارنے لگا؟

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ابلیس کے جنات کی نوع سے تعلق رکھنے کے باوجود۔ وہ بڑا نیک، پرہیزگار، عبادت گزار اور فرمانبردار تھا۔ اس کی اسی نیکی اور عبادت کی وجہ سے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے ملائکہ کے ساتھ رہنے کی اجازت حاصل تھی- ساتویں صدی کے مشہور بزرگ خواجہ شمس الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ-

"ابلیس نے سات لاکھ سال (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کی- فضا میں اس کو اقتدار حاصل تھا -جہاں چاہتا بلا روک چلا جاتا-(معالم العرفان صفحہ ۳۴۱ جلد ۱)

اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ابلیس اپنی عبادت گزاری کی وجہ سے اعزازی طور پر فرشتوں کے ساتھ ہی رہتا تھا- اور جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ملائکہ کے ساتھ ابلیس بھی اس کا مخاطب تھا- فرشتوں نے حکم الٰہی کی تعمیل کی- مگر ابلیس نے تکبر کی بناء پر انکار کردیا- وہ اپنی اسی نافرمانی' تکبر اور آدم دشمنی کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوگیا اور ملعون و معتوب قرار دیا گیا-

سجدۂ تعظیمی

حضرات گرامی! سجدہ کا لغوی معنی "تذلل' عاجزی اور خضوع" ہے اور شریعت اسلامیہ میں سجدے سے مراد- وَضْعُ الْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ- یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا ہے- اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جس سجدے کا حکم دیا تھا- اس کی حقیقت کیا ہے- اس بارے علماء تفسیر میں سے بعض کا خیال ہے کہ یہاں سجدہ کا لغوی مفہوم مراد ہے- یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کا احترام بجالانے کا حکم دیا تھا-

مگر علماء تفسیر کی اکثریت کا فرمان یہ ہے کہ یہاں سجدہ سے مراد شرعی سجدہ ہے یعنی ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے اپنی پیشانیاں رکھنے کا حکم دیا گیا تھا- اب اس سجدہ کی دو صورتیں ہیں-

① پیشانی جھکانے والا یہ اعتقاد اور نظریہ رکھے کہ میں جس کے حضور سر جھکا رہا ہوں- وہ میرا معبود' مشکل کشا اور حاجت روا ہے- تو اس قسم کے سجدے کا حق دار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے- جو وحدہ لاشریک اور پوری کائنات کا خالق' حاکم اور رازق ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ رب العزت کے سوا کسی دوسرے کو اس قسم کا سجدہ کیا جائے تو یہ صریح شرک' گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ اس طرح کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے کرنا' کسی بھی نبی اور رسول کی شریعت میں جائز نہیں ہے۔ بلکہ تمام انبیاء کی بعثت کا اولین مقصد ہی یہ تھا کہ وہ لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیں اور دوسروں کی عبادت سے منع کریں۔ لہذا یہ ناممکن بات ہے کہ جس کام سے روکنے کیلئے اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسل مبعوث فرمانے والا تھا اور اسی آدم کی اولاد کو اس سے منع کرنے والا تھا۔ تخلیق آدم پر اس فعل کے ارتکاب کا فرشتوں کو حکم کرے۔ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا گیا فرشتوں کا سجدہ "سجدۂ عبادت" کسی صورت نہیں ہو سکتا۔

② سجدے کی دوسری صورت یہ ہے کہ سجدہ کرنے کا مقصد اور غرض مسجود کی عبادت نہیں بلکہ اس کی عزت و احترام اور توقیر و تعظیم ہو۔ "اسے سجدہ تحیہ" یا "تعظیمی سجدہ" کہا جاتا ہے۔ اس قسم کا سجدہ پہلے انبیاء کرام کی شریعتوں میں جائز تھا۔ مگر شریعت محمدیہ میں اس کی بھی اجازت نہیں۔ بلکہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اس طرح کا سجدہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمادیا ہے۔

مشہور مفسرِ قرآن علامہ حافظ عمادُ الدین ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ سجدۂ تعظیمی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ سَائِغًا فِي شَرَائِعِهِمْ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى الْكَبِيرِ يَسْجُدُونَ لَهُ وَلَمْ يَزَلْ هٰذَا جَائِزًا مِنْ لَّدُنْ آدَمَ إِلَى شَرِيعَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحُرِّمَ هٰذَا فِي هٰذِهِ الْمِلَّةِ وَجَعَلَ السُّجُودَ مُخْتَصًّا بِجَنَابِ الرَّبِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۹۱ جلد ۲)

ترجمہ ⟸ اور تحقیق یہ سجدۂ تعظیمی پہلے انبیاء کی شریعتوں میں جائز تھا کہ جب وہ بڑوں کو سلام کرتے تو ان کیلئے سجدہ بھی کرتے۔ اور یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جائز رہا۔ لیکن اس امت یعنی امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سجدہ کو حرام کردیا اور سجدہ صرف اور صرف اپنی اعلیٰ و پاک ذات کیلئے مخصوص کرلیا

سجدۂ تعظیمی کی حرمت

قرآن کریم کی متعدد آیات طیبات اور رسول مکرم ﷺ کے کئی ارشادات بابرکات میں سجدۂ تعظیمی کی ممانعت اور حرمت بیان کی گئی ہے۔ مگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مسئلہ ہذا کی وضاحت کیلئے صرف دو واقعات بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حیرہ نامی شہر میں گیا۔ فَرَءَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانَ۔ تو میں نے وہاں دیکھا کہ وہ لوگ اپنے حاکم (مرزبان) کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب یہ لوگ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کا حق تو بہت زیادہ ہے کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ چنانچہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے حیرہ شہر میں لوگوں کو اپنے حاکم کے حضور سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ۔ لہٰذا آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ میری یہ بات سن کر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا۔

اَرَءَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ قُلْتُ لَا۔ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ۔ (سنن ابی داود صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)

ترجمہ ⟸ تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرے تو کیا اسے سجدہ کریگا۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پس مجھے بھی سجدہ نہیں کرنا۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ (اللہ تعالیٰ کے سوا) کسی کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کیا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مردوں کے بڑے حقوق مقرر فرما رکھے ہیں۔

حضرات گرامی! آپ نے غور فرمایا کہ جب سرور کونین، سید الثقلین، امام القبلتین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو "سجدۂ تعظیمی" جائز نہیں تو اور کسی کیلئے کیسے روا ہو سکتا ہے؟ کتب احادیث میں ہے کہ اسی قسم کا واقعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ انہوں نے شام کے علاقہ کے لوگوں کو اپنے جرنیلوں اور علماء کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو واپس آکر رسول اکرم ﷺ کو آپ کی اجازت کے بغیر ہی سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا معاذ! یہ کیا؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کا حال عرض کیا تو پیغمبر اعظم ﷺ نے فرمایا۔ لَا تَفْعَلُوْا۔ معاذ! آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۳۴)

بزرگو اور بھائیو! سجدہ تعظیمی کی بات جب شروع ہو ہی گئی ہے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ بھی سماعت فرما لیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہے کہ ایک دفعہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَّسْجُدَ لَكَ - فَقَالَ ---- أُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوْا أَخَاكُمْ - (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۸۲ رواہ احمد)

ترجمہ ⇐ رسول اللہ ﷺ مہاجرین اور انصار کے گروہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو تو جانور اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں۔ ہمارا تو ان سے کہیں زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "رب کی عبادت کرو۔ یعنی اسی کو سجدہ کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔"

ان احادیث رسول اللہ ﷺ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر قسم کا سجدہ صرف اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف خالق کائنات اللہ رب العالمین کیلئے ہی خاص ہے۔اور مخلوق میں سے کسی شجر، حجر اور انسان کیلئے سجدہ کرنا اگرچہ تعظیمی ہی ہو منع، ناجائز اور حرام ہے۔شاعر مشرق علامہ اقبال" نے غالباً اسی بارے میں کہا تھا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

محترم بھائیو اور بہنو! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کئے گئے اسی سجدہ اور ابلیس کی طرف سے سجدے سے انکار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ۔ترجمہ ◄ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کریں تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔وہ جنات میں سے تھا۔پس اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

معنئ ابلیس

محترم حضرات! قرآن عزیز کی گیارہ مختلف آیات میں گیارہ دفعہ ابلیس کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔اور ہر جگہ اس سے شیطانوں کا وہ سردار مراد ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے حضور جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کی تھی۔

"ابلیس" کا مادہ اور ماخذ "بلس" ہے۔جو مایوسی اور ناامیدی کا معنی دیتا ہے۔اس میں مغموم اور ذلیل ہونے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔قرآن کریم میں ان مادہ سے بننے والا ایک اور لفظ "مُبْلِسُونَ" کفار کی حیرانی، مایوسی اور ناامیدی کے ذکر کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ۝ (سورۃ انعام آیت نمبر ۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟵ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھول گئے۔ جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو ہم نے ان پر ہر شئی کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ دی گئی اشیاء کی وجہ سے فرحاں و شاداں (یعنی متکبر) ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک اپنی پکڑ میں لے لیا۔ پس وہ حیرت زدہ ہو گئے۔

قرآن حکیم کے اٹھارہویں سپارے میں کفار کی اسی حیرت اور مایوسی کو پھر اسی لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حَتّٰىٓ اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ (سورۂ مومنون آیت نمبر ۷۷) ترجمہ ⟵ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو فوراً ہی وہ مایوس ہو گئے۔

کفار اور مجرمین کے جہنم کے شدید عذاب میں مبتلا ہونے' عذاب سے نجات نہ پانے اور رہا نہ ہونے کے بعد ان کی ناامیدی بیان کرنے کیلئے یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ (سورۂ زخرف آیت نمبر ۷۴-۷۵)

ترجمہ ⟵ بلاشبہ مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے یہ عذاب ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔

ان آیات قرآنی کے ذکر کرنے سے ہمارا مقصد "ابلیس" کے معنی کی وضاحت ہے کہ اس کا معنی ہی ناامید' مایوس' مغموم' حیران اور رذیل ہونے والا ہے۔ اکثر علماء "بلس" کا معنی ۔بُعْدٌ عَنِ الرَّحْمَةِ۔ یعنی رحمت سے دور ہونا۔ کرتے ہیں۔ چونکہ شیطانوں کا رئیس "ابلیس" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور ناامید ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے

ابلیس کی اولاد

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات میں سے پہلی آیت مقدسہ کے آخری حصے میں ابلیس کی ذریت' اس کی اولاد اور اس کے حواریوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو سمجھایا اور متنبہ کیا ہے کہ وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابلیس جس نے تمہارے باپ آدم کی تعظیم و توقیر سے انکار کر دیا تھا۔ جس نے خود کو آدم سے برتر ثابت کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ جس نے ابوالبشر آدم اور حوا کو ورغلا کر جنت سے نکلوا دیا تھا اور جس نے تمہیں گمراہ کرنے کے لئے رب تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت طلب کی تھی۔ آدم کو حقیر جانا اور اپنے آپ کو اس سے بہتر گردانا تھا۔ تم اسی ابلیس اور اس کے حواریوں کے فرمانبردار' اطاعت گزار اور وفاشعار بنے پھرتے ہو۔ اے انسانو! تمہیں اپنے اعمال و افعال اور حرکات و سکنات پر غور و خوض کرنا چاہیے کہ تم رحمان کے دوست بن رہے ہو یا شیطان کے۔ تم اولیاء الرحمٰن بننا پسند کرتے ہو یا اولیاء الشیطان۔ فرمان ربانی ہے۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ○

ترجمہ ⟵ (اے انسانو!) کیا تم مجھے چھوڑ کر اس (ابلیس) کو اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ (اور یاد رکھو) ظالموں کیلئے بہت برا بدلہ ہے۔

حضرات گرامی! آپ توجہ فرمائیں اور اس بات کو اپنے قلب و ذہن میں جگہ دینے کی کوشش کریں۔ اور اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔ اپنے کردار کا جائزہ لیں۔ کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو رحمان کے فرمان بردار اور کتنے ہیں جو شیطان کے وفاشعار ہیں۔ ابلیس تو اپنی ساری ذریت اور رفقاء و حواریوں سمیت انسانوں کو ورغلانے' راہ راست سے بھٹکانے اور اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے کیلئے سرتوڑ اور بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ ابلیس کی اسی انسان دشمنی اور انسانوں کو بہکانے کے طریقوں سے اپنی امت کو آگاہ کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يُفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً۔ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا۔ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أَرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ -
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸)

ترجمہ ⇐ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابلیس پانی پر اپنا تخت بچھا کر اپنے حواریوں کو جمع کرتا ہے پھر انہیں کائنات کے انسانوں میں فتنہ پیدا کرنے یعنی انہیں گمراہ کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے۔ پس اس کے حواریوں میں سے اس کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ پرداز ہوتا ہے۔ شیطان کے چیلوں میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ ابلیس جواب دیتا ہے کہ تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ پھر ابلیس کا ایک حواری آکر اطلاع دیتا ہے کہ میں ایک انسان کے دل میں ایسے وسوسے ڈالتا رہا اور اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوا جب تک میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق نہیں ڈال دی۔ ابلیس اسے شاباش دیتے ہوئے کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا ہے۔ امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا۔ شیطان اس سے معانقہ کرتا ہے۔

عزیزان گرامی! آپ نے دیکھا کہ ابلیس اولاد آدم کو راہ راست سے بھٹکانے اور ان میں فتنہ و فساد اور اختلاف و انتشار پیدا کرنے کیلئے کیا کیا طریقے اور حربے اختیار و استعمال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے انسان! شیطان اور اس کی ذریت تیرے ازلی اور ابدی دشمن اور مخالف ہیں تو اپنے دشمنوں کو پہچاننے کی کوشش کر۔ ان کا کہنا مان۔ بلکہ ان کے شر اور وسوسے سے بچنے کی تدبیر اختیار کر۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرماں بردار بن جا۔ اور شیطان کی دوستی کا انکار کر دے۔ غور تو کر! کہ تو رحمان کو چھوڑ کر شیطان کو دوست کیوں بنا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ○

ترجمہ ⇐ کیا تم نے مجھے چھوڑ کر ابلیس اور اس کی ذریت یعنی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ وہ تمہارا (کھلا) دشمن ہے۔(اور) ظالموں کیلئے برا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو شیطان کے فریبوں' اس کی چالوں اور حملوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ابلیس کی آدم دشمنی

حضرات محترم! قرآن عزیز بیان فرماتا ہے کہ ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ تکبرو سرکشی کے باعث سجدۂ آدم سے انکار کر دیا تو اللہ قہار و جبار نے اس بدبخت سے حکم عدولی کا سبب پوچھا۔ اس نے جواباً کہا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۲) میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے تو نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

آپ ابلیس کے تکبر' آدم دشمنی اور غلط قیاس کا اندازہ فرمائیں کہ وہ اپنی برتری کی کیسی عجیب و غریب دلیل پیش کر رہا ہے۔ جبکہ حقیقت میں اس کی اس دلیل میں کوئی وزن اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ کائنات ہست و بود میں افضل و اعلیٰ اور برتر و بہتر تو وہ ہے جسے رب السماوات والارض نے اپنے دست مبارک سے بنایا اسے بہترین توازن بخشا اور پھر خود ہی اس میں روح پھونکی۔ سبحان اللہ۔

اور پھر آپ ابلیس کی اس قیاسی دلیل پر بھی غور فرمائیں تو ہر اعتبار سے اس کی بات غلط ہی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آگ میں تیزی' بھڑکنے اور جلانے کا وصف پایا جاتا ہے جبکہ مٹی میں ٹھہراؤ' سکون اور ثبات ہے۔ نیز اس میں نمو' حیات اور اصلاح کی صلاحیت موجود ہے۔ اور یہ صفات آگ سے بہتر اور زیادہ مفید ہیں۔

عزیزان گرامی! جب ابلیس نے دربار خداوندی میں آدم دشمنی کا مظاہرہ کیا اور آدم علیہ السلام کو اپنے سے حقیر ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ احکم الحاکمین نے اسے ذلت و رسوائی کا طوق پہنا کر اپنی بارگاہ عالی سے نکال دیا اور حکم دیا۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (سورۂ ص آیت نمبر ۷۸) یہاں سے نکل جا۔ تو مردود ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت ہی لعنت ہے۔

دوسری آیت کے الفاظ ھیں۔ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۳) (کہ حکم ہوا) یہاں سے نیچے اتر جا۔ تجھے یہاں رہ کر تکبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ نکل جا۔ بلاشبہ تو ذلیلوں میں سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر کرنے والا احترام و تعظیم کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

طلب مہلت

ابلیس کو جب اس امر کا یقین ہو گیا کہ اب میری توقیر و تعظیم کی بحالی اور میرے مقام کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تو اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو گمراہی' ضلالت' بے راہ روی' جہالت' بے دینی اور نافرمانی میں مبتلا کرنے کے لئے مہلت طلب کی۔ اور رب تعالیٰ کے حضور گزارش کی۔ کہ۔ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۴) مجھے قیامت تک مہلت عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش کے مطابق اسے مہلت عطا فرما دی۔ جو رب العزت کی مشیت' ارادے اور حکمت کے مطابق تھی۔ اس کی حقیقت کا پورا علم تو صرف اللہ کریم ہی کو ہے۔ تاہم اس مہلت کے عطا کئے جانے میں ایک حکمت انسانوں کی ابتلاء' آزمائش اور امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس کی طلب کے مطابق مہلت دینے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۵) (اے ابلیس! جا) تجھے مہلت دے دی گئی۔

شیطان کو مہلت اور ڈھیل دے کر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے اس دنیا فانی کو امتحان گاہ بنا دیا۔ ابلیس کو کھلا چھوڑ دیا کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا پھرے۔ اور شاہکار تخلیق کو راہ راست دکھانے اور ابلیس کی فریب کاریوں سے بچانے کے لئے انبیاء کرام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعثت کا سلسلہ جاری فرمادیا- اب انسان کو اس امر کا اختیار ہے کہ وہ رحمان کا بندہ بن کر زندگی گزارے اور اپنی متاع گم گشتہ جنت کو حاصل کرلے- یا شیطان کا تابع بن کر رہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن جائے- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو جہنم کی گرم ہوا سے بھی محفوظ فرمائے- آمین-

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ جب ابلیس کو اس کی حسب خواہش قیامت تک مہلت مل گئی تو اس نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بہکانے' پھسلانے اور صراط مستقیم سے بھٹکانے کے اپنے منصوبے کا اعلان یوں کیا-

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۶-۱۷)

ترجمہ ⟸ ابلیس نے کہا (اے اللہ) بہ سبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے- میں ان (انسانوں) کیلئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا- (انہیں گمراہ کروں گا) پھر ان کے پاس (انہیں تیری نافرمانی پر آمادہ کرنے کیلئے) ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں جانب اور ان کی بائیں جانب سے آؤں گا- اور (اے اللہ!) ان میں سے اکثر لوگوں کو تو شکر کرنے والا نہیں پائے گا-

اللہ احکم الحاکمین نے شیطان کے اس اعلان اور چیلنج کے جواب میں ارشاد فرمایا-

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ ⟸ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا- ان میں سے جو تیرا کہا مانے گا تو میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا-

حضرات گرامی! یہی مفہوم سورۃ کہف کی زیر بحث آیت کا ہے- اللہ تعالیٰ ارشاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے اے انسانو! کیا تمہاری عقل و خرد جواب دے گئی ہے- تم سوجھ بوجھ سے کام کیوں نہیں لے رہے- تمہاری فہم و فراست اور عقل و دانش کو کیا ہو گیا ہے- کہ وہی ابلیس ہے جس نے تمہیں گمراہ کرنے اور جنت سے دور لے جانے کا اعلان روز ازل سے کر رکھا ہے تم اسی اپنے دشمن کے وفادار اور اطاعت شعار بن گئے ہو- اور میرے احکام اور میری توحید کو تم نے فراموش کر دیا ہے- جبکہ شیطان کی اتباع کو تم نے اپنے گلے کا ھار بنالیا ہے- سوچو! اور اپنی آخرت اور دنیا کو سنوارنے کے لئے شیطان کی بجائے رحمان کے بندے بن جاؤ-

أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝

ترجمہ ⟵ کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اس ابلیس اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رہے ہو- حالانکہ وہ تمہارا (ازلی) دشمن ہے- ایسے ظالموں کا بدلہ بہت برا ہے-

شیطانوں کے نام اور کام

معزز حضرات! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کریمہ کی تشریح سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابلیس اور اس کی اولاد و ذریت جنہیں عرف عام میں "شیاطین" کہا جاتا ہے- وہ تمام کے تمام نوع انسان کو صراط مستقیم سے ہٹانے اور راہ راست سے بھٹکانے پر لگے ہوئے ہیں- اور وہ سب اپنے فرائض کو پوری تندہی اور لگن سے سرانجام دے رہے ہیں- کہ وہ انسان کو پھسلانے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے- بلکہ وسواس' خیالات' احساسات اور جذبات کے ذریعے وہ اولاد آدم کو گمراہی کی دلدل میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں- اور انسان ہے کہ شیاطین کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنستا چلا جا رہا ہے-

ہم چاہتے ہیں کہ احادیث رسول ﷺ' اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور اخبار سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کی روشنی میں آپ کو مختلف شیطانوں کے کام اور ان کے نام سے متعارف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروائیں۔ تاکہ جب کسی کے دل و دماغ میں گناہ کا احساس پیدا ہو تو وہ سمجھ لے کہ یہ فلاں شیطان کا کام ہے اور وہ مجھے بہکا رہا ہے۔

① **خِنزَب** : نماز کے دوران نمازی کو اس کی قراءت، تسبیح اور ذکرِ الٰہی کے بارے میں التباس اور وسواس میں مُبتلا کرنے والے شیطان کا نام "خِنزَب" ہے اور اُس کا یہ نام نبی مکرم محمد رسُول اللہ ﷺ نے رکھا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ صحابیٔ رسُول حضرت عُثمان بن ابُوالعاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مَیں نے رسُولِ مُعظم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ صَلٰوتِیْ وَبَیْنَ قِرَاءَتِیْ یُلَبِّسُھَا عَلَیَّ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ شَیْطَانٌ یُقَالُ لَہٗ "خِنْزَبٌ" فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ وَاتْفُلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلَاثًا۔ فَفَعَلْتُ ذَالِکَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّیْ۔ (رواہ مُسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ نمبر ۱۹)

ترجمہ ⟸ بے شک شیطان میرے اور میری نماز و قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری نماز کو مُشتبہ بنا دیتا ہے۔ (یعنی رکعات کی تعداد یاد نہیں رہتی) تو رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ایسا شیطان ہے جسے "خِنزَب" کہا جاتا ہے۔ فرمایا جب تم ایسا محسوس کرو تو اللہ کی پناہ طلب کرو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھو) اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دو۔ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شیطان کو دُور کر دیا۔

① **وَلْہَان** : وُضو کے بارے میں انسان کے قلب و ذہن میں وَسوسے پیدا کرنے والے شیطان کا نام "وَلْہان" ہے۔ صحابیٔ رسُول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَہٗ "اَلْوَلْھَانُ" فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ۔ (جامع ترمذی صفحہ ۹ جلد ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔وضو میں بہکانے والا ایک شیطان ہے جسے "وَلْھَان" کہا جاتا ہے۔پس تم پانی کے متعلق وَسوسوں سے بچنے کی کوشش کرو۔

ہمارا مُشاہدہ ہے کہ واقعی بعض لوگ پانی اور وُضو کے بارے میں وہم اور وسوسے کا شکار رہتے ہیں۔ حقیقت میں یہ وہم وَلْھَان نامی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

③ **زَلَنْبُور** : اِس نام کا شیطان بازار میں اپنا جھنڈا گاڑے رکھتا ہے۔ تاجروں کو جھوٹی قسموں پر اُکساتا۔اُن کے مُونہوں سے غلط باتیں نکلواتا۔ جھوٹ بُلواتا' سَودے میں دھوکہ اور فریب کرواتا اور مال و اشیاء کے عیبوں کی پردہ پوشی کرواتا اور بُرے مال کی تعریف کرواتا ہے یعنی یہ شیطان ہر طریقے سے تاجروں کو گمراہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۴۲۱ جزء ۱۰)

④ **ثبر** : یہ شیطان مُصیبت' پریشانی' صدمے اور تکلیف کے وقت بندے کو گمراہ کرتا ہے۔ تفسیر کے مُستند امام حضرت مُجاھد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس شیطان کو "صاحبُ المصائب" کہا جاتا ہے۔یہ۔یَأمُرُ بِضَرْبِ الْوُجُوہِ وَشَقِّ الْجُیُوبِ وَالدُّعَاءِ بِالْوَیْلِ۔ مصیبت زدہ شخص کو رونے' پیٹنے' چہرے پر ہاتھ مارنے' گریبان پھاڑنے' جزع' فزع کرنے اور واویلا کرنے پر آمادہ اور تیار کرتا ہے۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۴۲۱ جزء ۱۰)

⑤ **اَعْوَر** : مَردوں اور عورتوں کو زِنا' بدکاری اور بے حیائی پر اُبھارنے والے شیطان کا نام "اَعْوَر" ہے۔

⑥ **مطوس** : جھُوٹی' بے اصل اور غلط افواہیں پھیلانے والے شیطان کو "مطوس" کہا جاتا ہے۔

سلام سے روکنے والا

⑦ **داسم** : گھر میں داخل ہوتے وقت اہلِ خانہ کو سلام نہ کہنے اور ذکرِالٰہی نہ کرنے والا "داسم" نامی شیطان کا پیروکار ہوتا ہے۔ایسے آدمی کو گھر کی ہر چیز بے محل رکھی ہوئی نظر آتی ہے۔جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اسے سخت غصہ آتا ہے اور وہ گھر والوں کو جھڑکنا شروع کر دیتا ہے- اور بات بڑھتے بڑھتے لڑائی اور اختلاف تک پہنچ جاتی ہے-

امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ خود اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ

"ایک دفعہ میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو مجھے گھر والوں کو سلام کہنا یاد نہ رہا اور میں گھر میں داخل ہوتے وقت "بسم اللہ" بھی نہ کہہ سکا- فَرَءَيْتُ مِطْهَرَةً- مجھے گھر کے صحن میں ایک لوٹا پڑا ہوا نظر آیا- (یہ اصلی اور حقیقی لوٹے کی بات ہے جس سے استنجا کیا جاتا ہے- اس سے "سیاسی لوٹا" مراد نہیں ہے) میں نے انتہائی غصے سے اہل خانہ کو اسے وہاں سے اٹھانے کا حکم دیا- وَخَاصَمْتُهُمْ- اور اس معمولی بات کی وجہ سے میں نے گھر والوں سے جھگڑنا اور انہیں سخت سست کہنا شروع کر دیا- پھر مجھے یاد آیا تو میں نے کہا- داسم- داسم- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ منه- یہ تو داسم ہے یہ تو داسم ہے- میں اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں- (اب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا- اور میں نے آئندہ سے پختہ ارادہ کر لیا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام ضرور کہوں گا- اور بسم اللہ ضرور پڑھوں گا-)

محترم بھائیو! آج ہم اپنے اپنے گھریلو ماحول کا جائزہ لیں تو کیا ہمارا ہر روز بلکہ ہر وقت یہی حال نہیں ہے کہ بات بات پر جھگڑنا' برتنوں کی وجہ سے گھر والوں کو ڈانٹنا' نمک مرچ کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے گالی گلوچ پر اتر آنا' اور معمولی سی کوتاہی پر اہل خانہ کو مارنا اور پیٹنا' باہر سے اچھے بھلے آنا اور گھر آتے ہی موڈ خراب کر لینا' بچوں کو جھڑکنا' بیوی سے بات نہ کرنا اور آتے ہی طوفان بدتمیزی برپا کر دینا ------ یہ ہماری عادت بن چکی ہے ---- حضرات محترم! یہ "داسم" نامی شیطان کی شرارت ہے- اب آپ اپنے رویئے میں تبدیلی پیدا کریں- گھر میں داخلے کے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھیں اور گھر والوں کو سلام کہیں تو آپ چند دنوں میں یقیناً ماحول کو بہتر محسوس کریں گے کہ نفرت و حقارت کی بجائے محبت و الفت پیدا ہو جائے گی- شیطان مایوس ہو جائے گا اور رحمان راضی ہو جائے گا- سبحان اللہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معزز بھائیو! سلام کی فضیلت اور اس کے اثرات ثمرات اور نتائج اس وقت میرا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے میں اس بات کو مزید۔ آگے نہیں بڑھاتا۔ صرف اللہ کریم کے حضور دعاگو ہوں کہ وہ ہم سب کو گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنے اور بسم اللہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تاکہ ہم اور ہمارے گھر شیطان کے عمل دخل سے محفوظ و مامون رہیں۔ اللہ ہمارے گھروں کو شیطانی اثرات سے محفوظ و مصئون فرمائے۔ آمین۔

⑧ **مُرّہ**: انسانوں کو گانے' ناچنے' ڈھول دھمال اور مزامیر کی طرف راغب کرنے والے شیطان کا نام "مُرّہ" ہے اور اسی وجہ سے شیطان کی کُنیت "ابو مرہ" ہے۔

⑨ **الھفاف**: بندوں کو شراب نوشی پر آمادہ کرنے اور اُمّ الخبائث پینے پر تیار کرنے والے شیطان کا نام "الھفاف" ہے۔

⑩ **لقوس**: انسانوں کو ایک دُوسرے کے خلاف اُکسانے والے شیطان کا نام "لقوس" ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۳۴۱ جزء ۱۰)

حضراتِ مُحترم! یہ بات خصُوصی طور پر سمجھ لیں کہ یہ شیطان صرف جنات یا غیر مرئی ہی نہیں بلکہ یہ انسانوں میں سے بھی ہو سکتے ہیں اور ان تمام خصائصِ قبیحہ سے جو بھی مُتصف ہوگا اگرچہ وُہ انسان ہی کیوں نہ ہو تو وُہ شیطان ہی کہلائے گا اور اسے ابلیس کی ذریت میں ہی شمار کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ترجمہ ـــــ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جن ہوں یا انسان۔

اللہ تعالیٰ کے حُضُور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اِن شیطانوں اور اِن کے کاموں سے بچائے اور شیطان کی بجائے رحمان کا دوست بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی

حضراتِ مُحترم! سُورۂ کہف کی زیرِ خُطبہ آیاتِ طیّبات میں سے دُوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے انسانو! جن شیطانوں کے پیچھے تم لگے ہوئے ہو' اور اُن کے کہنے پر جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخصیات کو تم اپنا کارساز' فریادرس' داتا' غریب نواز' گنج بخش اور حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہو' ذرا اس بات پر بھی غور کرو کہ ان کی طاقت کیا ہے۔ان کے اختیارات کیا ہیں۔ان کی حیثیت کیا ہے۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے کام میں کس حد تک شریک کار اور اس کے کس قدر مددگار ہیں۔کیا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت ان کے پاس موجود ہے۔فرمایا نہیں اور ہرگز نہیں۔یہ معبودانِ باطلہ۔نہ تو تمہارا کوئی نقصان کر سکتے ہیں نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ آسمانوں کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ زمین کی پیدائش میں کوئی کردار۔بلکہ ان کی اپنی تخلیق میں بھی ان کی مرضی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔تخلیق کائنات میں جن کا کوئی حصہ ہی نہ ہو۔تم انہیں معبود سمجھو۔تو پھر تم سے بڑا احمق اور بیوقوف اور کون ہو سکتا ہے۔

اور رہا۔ان میں سے اکثر تو ہیں بھی اللہ تعالیٰ کے باغی' سرکش اور نافرمان۔ذرا سوچو! کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنی خدائی کے کسی کام میں اپنے کسی نافرمان اور گمراہ کی مدد طلب کرے۔اسے تو کسی فرماں بردار کی معاونت اور مدد کی بھی ضرورت نہیں۔چہ جائیکہ وہ اپنے کسی باغی سے امداد حاصل کرے۔

سورۃ کہف کی اگلی آیت اور اس کا ترجمہ سنئے۔فرمان ربانی ہے۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ○

ترجمہ: میں نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت انہیں حاضر نہیں کیا تھا (یعنی ان سے کوئی مدد نہیں لی تھی) اور خود ان کی پیدائش کے وقت بھی ان کو حاضر نہیں کیا (یعنی ان کا تعاون یا مرضی حاصل نہیں کی) اور مجھے گمراہوں کو اپنا مددگار بنانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

فرمایا۔اللہ تعالیٰ تو خود اکیلا ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور حاکم و رازق ہے۔وہ اکیلا ہی نظام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات کو چلا رہا ہے۔ مدد اور تعاون تو دور کی بات ہے۔ وہ تو کسی کے مشورے اور رائے کا بھی محتاج یا پابند نہیں ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ اللہ بے نیاز ہے۔ ساری کائنات اس کی محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ کریم تو وہ ذات عالی شان ہے کہ۔

ساری دُنیا ہے تیری سارا زمانہ تیرا
جسے سُنتا ہوں وہی کہتا ہے فسانہ تیرا

اور

تیرے کرم سے اے کریم! کون سی شئے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

معبودان باطلہ کی بے بسی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت برپا ہوگی اور حشر کا دن آئے گا تو غیر اللہ کے پجاریوں کو حکم دیا جائے گا کہ آج اپنے ان معبودوں کو آواز دو۔ انہیں اپنی مدد کیلئے بلاؤ۔ اور ان سے کہو۔ کہ وہ تمہیں جہنم کے دردناک عذاب سے نجات دلوادیں۔ دنیا میں تو تم انہیں حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ ان کے نام کی دھائی دیا کرتے تھے۔ ان کی نذریں اور نیازیں چڑھاتے تھے۔ انہیں شیرینیاں اور نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ اب تم پر مصیبت آئی ہے کہ تمہیں آگ کے عذاب کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔ تو انہیں اپنی مدد اور نجات کے لئے پکارو۔

اللہ احکم الحاکمین فرماتا ہے کہ ان معبودوں کے پرستار اور عقیدت مند انہیں بلائیں گے۔ آوازیں لگائیں گے۔ اور چیخ چیخ کر کہیں گے کہ ہماری مدد کرو۔ ہمیں عذاب سے بچاؤ۔ ہمارے خون پسینے کی کمائی کھانے والے بہروپیو۔ آج کے دن کی کامیابی کے لئے ہی تو ہم تمہیں کھلاتے اور پلاتے تھے۔ آج اپنا وعدہ پورا کرو اور ہمیں جہنم کے راستے سے ہٹا کر جنت کی راہ دکھلاؤ۔ فرمایا۔ یہ پکارتے رہیں گے۔ مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ہم ان دونوں گروہوں یعنی عابدوں اور معبودوں کے درمیان ہلاکت' تباہی اور بربادی کی جگہ بنادیں گے۔ کہ غیراللہ کی عبادت کرنے والے اور اپنی عبادت کروانے والے سب کے سب ہلاکت کے مقام یعنی جہنم کی آگ میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اَعَاذَنَااللّٰہُ مِنْھَا۔ آمین۔

آج کے خطبے کی تیسری آیت ہے۔ وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَکَآءِ یَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْھُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَھُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَھُمْ مَّوْبِقًا○

ترجمہ ◄ اور اس (قیامت کے) دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ۔ جنہیں تم میرا شریک گمان کیا کرتے تھے۔ تو وہ انہیں پکاریں گے۔ پس وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔ اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنادیں گے۔

علامہ عاشق حسین سیماب اکبر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا کیا خوبصورت ترجمہ کیا ہے ؎

فکر اس دن کی بھی کرنی چاہیے لوگو ذرا
شرک کرنے والوں کو جب حکم دے گا کبریا
اب بلاؤ ان کو سمجھے تھے جنہیں ساجھی میرا
جب پکاریں گے' نہ دیں گے جواب اس بات کا

مجرموں کا انجام

معزز سامعین! آج کے اس خطبے کی آخری آیت مقدسہ میں اللہ رب العزت نے شیطان کے پیروکاروں' غیراللہ کے پرستاروں اور جرم و گناہ کے وفاداروں کا انجام بیان فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ مجرم لوگ قیامت اور حشر کے دن اپنی آنکھوں سے آگ کا عذاب دیکھیں گے اور آگ کے شعلوں کو دیکھتے ہی اپنے برے اعمال و افعال اور جرائم کی بناء پر انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس آگ میں جلنے کے لئے گرنے ہی والے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ترجمہ ⬅ اور مجرم لوگ (جہنم کی) آگ (اپنی آنکھوں سے) دیکھیں گے۔ تو انہیں یقین آجائے گا کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

حضرات محترم! مجرمین و کافرین جب جہنم کی شعلے مارتی ہوئی آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو انتہائی پریشان' حیران اور پشیمان ہونگے۔ اپنے اعمال پر پچھتائیں گے۔ ان کے سر ندامت سے جھکے ہوئے ہونگے۔ شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھائیں گے۔ اسی کسمپرسی' بدحالی اور حیرانی و پریشانی کی حالت میں بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تیری طرف سے نازل شدہ قرآن مجید' فرقان حمید اور ترے رسول کریم ﷺ نے جس دردناک' خوفناک' الم ناک اور ہیبت ناک عذاب سے ہمیں ڈرایا تھا۔ آج ہم نے اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا ہے۔ اس کی وحشت ناک آواز کو اپنے کانوں سے سن لیا ہے۔ اب ہم خواب غفلت سے بیدار ہوگئے ہیں ہمیں حقیقت حال کا پوری طرح احساس و ادراک ہوگیا ہے اور آج کے دن کی جواب دہی پر پورا یقین ہوگیا ہے۔ اے خالق کائنات! ہماری یہ عاجزانہ درخواست قبول فرمالیا اور ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیج دے۔ ہم تیرے ساتھ پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ اور تیرے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ ہم تیری فرمانبرداری اور تیرے رسول کی اطاعت گزاری کر کے اپنی سابقہ نافرمانیوں کے داغ دور کردیں گے۔ اور تیرے عبادت گزار بندے بن کر زندگی گزاریں گے

میرے بھائیو! "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔"

اس دن کا پچھتاوا اور ندامت و پشیمانی کسی کام نہ آئے گی اور رب تعالیٰ مجرموں کی کسی فریاد کو قبول نہ فرمائے گا اور انہیں اوندھے منہ کر کے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے اکیسویں سپارے میں فرماتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (سورۂ سجدہ آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ ← اور کاش وہ منظر تم دیکھو۔ جب مجرمین (ندامت سے) اپنے سر جھکائے اپنے رب کے حضور پیش ہونگے۔ (اور) کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم نے (تیرا عذاب) اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا ہے۔ پس ایک بار ہمیں (دنیا میں) لوٹا دے۔ ہم نیک عمل کریں گے۔ بلاشبہ اب ہمیں یقین آگیا ہے۔

مجرموں کی اس فریاد اور آہ و زاری کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب دنیا میں واپس جانے کی تمہاری خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ اب اعمال کا کام ختم ہو چکا۔ آج تو محاسبہ اعمال اور جزا و سزا کا دن ہے۔ اب اس عذاب کا مزہ چکھو۔ جس کا دنیا میں تم مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور اس عذاب سے ڈرانے والوں کو رجعت پسند اور بنیاد پرست کہا کرتے تھے۔ تمہارا یہ مقولہ تو زبان زد عام تھا۔ کہ۔

"ایہہ جگ مِٹھا تے اگلا کِہنے ڈِٹھا"

اور اے مجرموں اور نافرمانوں! جس طرح دنیا میں تم نے ہمیں اور ہمارے احکام کو فراموش کر دیا تھا۔ آج اسی طرح ہم نے تمہیں نظرانداز کر دیا ہے۔ اب تمہاری کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ تمہارے ساتھ نرمی کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ تمہیں رحمت کی چادر میں نہیں لپیٹا جائے گا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور اس دردناک عذاب سے نکلنے کے تمام راستوں کو مستقل طور پر مسدود کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ ہم ان مجرموں سے کہیں گے۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورت سجدہ آیت نمبر ۱۴) ترجمہ ← پس۔ اس جرم کی سزا چکھو۔ کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا۔ بے شک (آج) ہم نے تمہیں نظرانداز کر دیا ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب ابدی عذاب چکھو۔ان اعمال کے بدلے میں جو تم دُنیا میں کیا کرتے تھے۔

غالباً قرآنِ عزیز کی انہی آیاتِ مُقدسات کا پنجابی ترجمہ ہے۔

رو رو کہن دُنیا اندر بھیج رَبّا اِک واری

مَن قرآن' حدیث نبی دی کرساں تابعداری

حکم ہوسی مُن دُنیا اندر مُول نہ ہرگز جانا

وِچ عذاب جہنم اندر دآئم بُرا ٹھکانا

مُجرموں کیلئے اِسی عذابِ شدید کا تذکرہ کرتے ہُوئے اللہ تعالیٰ نے سُورۂ کہف میں ارشاد فرمایا۔

وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْآ اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ترجمہ ۔۔ اور مُجرم لوگ جہنم کی آگ کو دیکھیں گے تو وہ یقین کرلیں گے کہ وُہ اس میں گرنے والے ہیں۔اور وُہ اس سے بچنے (یعنی نجات) کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا' دردمندانہ التجا اور فقیرانہ استدعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی رُسوائی اور دُنیا کی ذِلّت سے محفوظ فرمائے۔اور ہمیں صالحین و ابرار کا ساتھ نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُطبہ نمبر 13

قُرآن کی امثال اور گمُراہی کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۙ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۙ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۙ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۵۴-۵۵) ترجمہ ←اور البتہ تحقیق ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کے لئے مُختلف طریقوں سے بار بار ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔ اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔ اور لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے بعد انہیں ایمان لانے سے اور اپنے رب سے اِستغفار کرنے سے صرف اسی چیز نے روکا۔ کہ اُن کے پاس پہلے لوگوں کا دستور آجائے یا اُن کے پاس عذاب بالکل سامنے آجائے۔

ہر قسم کی تعریفات، تسبیحات، تہلیلات، تکبیرات، تحمیدات، تمجیدات اور عبادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اور صرف اللہ رب العالمین' ارحم الراحمین' احکم الحاکمین اور احسن الخالقین کیلئے ہیں۔ جس نے ساری کائنات کو کسی کی امداد اور تعاون کے بغیر پیدا فرمایا۔ اور وہ اکیلا ہی کائنات اور جہان کے سارے نظام کو چلا رہا ہے۔ وہی متصرف الامور اور عزیز الغفور ہے۔ اس نے کائنات کی ہدایت کے لئے رسول کائنات ﷺ پر بے مثل و بے مثال اور لاریب و باکمال کتاب قرآن کریم کی شکل میں نازل فرمائی ہے۔ اس کتاب مبین پر ایمان لانے والوں۔ اس کے احکام پر عمل کرنے والوں اور اس کی نواہی سے اجتناب کرنے والوں کیلئے جنت بنائی ہے اور اس کتاب ہدایت کا انکار کرنے والوں۔ اس کے احکام سے روگردانی کرنے والوں اور اس کی آیات کا مذاق اڑانے والوں کیلئے جہنم کی آگ تیار فرمائی ہے۔

اللہ رب العزت کی بے پایاں حمد و ثناء کے بعد درختوں کے پتوں سے بڑھ کر' ریت کے ذرات سے زیادہ' بارش کے قطرات سے کثیر۔ الغرض خالق کائنات کی تمام مخلوق سے زیادہ بلکہ ان گنت اور بے شمار درود و سلام ہوں۔ نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم' پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس واطہر واعلیٰ واکرم واعظم پر۔ جنہیں رب العالمین نے شفیع المذنبین' سید الاولین والآخرین اور رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ربط آیات

محترم بھائیو' بزرگو' ساتھیو اور عزیزو! گزشتہ خطبہ جمعۃ مبارکہ میں سورۂ کہف کی آیات نمبر 46 تا 53 کی تشریح و توضیح میں قصہ آدم و ابلیس کی تفصیلات' انسانوں کو ابلیس اور اس کی ذریت کے حملوں سے بچنے کی ہدایات شیطانوں کے پھندوں میں پھنس جانے والوں کیلئے تنبیہات۔ زمین و آسمانوں کی تخلیقات' قیامت کے حالات' حشر کے دن مشرکین و مجرمین کی کیفیات اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کا ذکر ہوا تھا۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اللہ رب العزت نے آج کے خطبے کی زیر بحث آیات مقدسات میں انسانیت کی رشد و ہدایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور راہنمائی کیلئے جو کتاب نازل فرمائی گئی ہے اس کے فضائل و اثرات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس پر عمل کرنے والوں کے ثمرات بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور اس کی آیات کا مذاق اڑانے والوں کے انجام اور سزا کی تفصیلات بھی بیان فرمائی ہیں۔ اسی ضمن میں لوگوں کے ہدایت حاصل کرنے کے راستے کی رکاوٹوں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے طریقوں کی طرف راہنمائی بھی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن کریم کو پڑھنے اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورۂ کہف اور ذکر قرآن

آپ حضرات اس سورت کے آغاز میں یہ بات جان چکے ہیں کہ سورۂ کہف آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر مکہ مکرمہ میں نازل فرمائی گئی۔ عام طور پر مکی سورتوں میں جو موضوعات بیان ہوئے ہیں ان میں ''قرآن مجید کی حقیقت'' ایک مستقل موضوع ہے۔ مکی سورتوں میں جہاں توحید الٰہی، رسالت محمدی علیہ التحیۃ والتسلیم، قیامت اور حشر کے دلائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ وہاں قرآن عزیز کے منزل من اللہ ہونے اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے مبرا اور پاک ہونے کے براھین بھی ذکر فرمائے گئے ہیں۔ اسی طرح سورۂ کہف کی متعدد آیات طیبات میں بھی قرآن حکیم کی عظمت و جلالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سورۃ کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ سکتۃ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝

ترجمہ ⟵ تمام تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی نہیں رہنے دی۔ (بلکہ یہ کتاب دوسروں کی کجی کو درست کرنے والی ہے۔ تاکہ وہ ڈرائے اس سخت گرفت سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور نیک اعمال کرنیوالے ایمانداروں کو خوشخبری سنائے۔کہ ان کیلئے عمدہ جزا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کتاب ہدایت کی ایک خوبی اور صفت تو یہ ہے کہ اس میں کوئی کجی، کمی اور خامی نہیں ہے۔اور اسی کا دوسرا اہم وصف یہ ہے کہ یہ کتاب مبین دوسروں کی کمیوں، کجیوں اور خامیوں کی اصلاح کرتی ہے۔اور انسانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کیلئے ایسے قوانین، اصول اور بنیادیں فراہم کرتی ہے کہ ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا بلکہ کامیابی اور کامرانی ہمیشہ اس کے قدم چومتی ہے۔

حضرات محترم! آپ کو یاد ہوگا کہ اسی سورۃ کے چوتھے رکوع میں بھی مختصراً قرآن حکیم کی عظمت و رفعت کا ذکر ہوا تھا۔جب مشرکین مکہ رسول مکرم ﷺ کو پریشان کرنے کے لئے مختلف قسم کے اعتراضات اور سوالات کرتے تھے۔کبھی اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں، کبھی غار کے اندر ان کی مدت قیام کے بارے میں، کبھی اصحاب کہف کے موجودہ مقام کے بارے میں------تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا تفصیلی واقعہ بیان فرمانے کے بعد رسول معظم ﷺ کو حکم فرمایا تھا کہ آپ ان کافروں اور مشرکوں کے بے ربط اور بے جا اعتراضات کی وجہ سے پریشان نہ ہوا کریں بلکہ انہیں اپنا کام کرنے دیں اور آپ اپنا کام جاری رکھیں اور آپ کا اصل کام کیا ہے؟ "کتاب اللہ کی تلاوت:"

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ○ (سورۃ کہف آیت نمبر ۲۷) ترجمہ: آپ ان لوگوں کو اپنے رب کی کتاب سے اپنی طرف کی گئی وحی پڑھ کر سنائیے۔اس (اللہ تعالیٰ) کے ارشادات و کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔اور آپ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں پائیں گے۔

آج کی زیر خطبہ آیات میں سے پہلی آیت کریمہ میں اللہ ربّ العالمین نے پھر قرآنِ عزیز کی حقانیت، صداقت، عظمت، رفعت، مقام و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ اور اس کے طریق نصیحت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○

ترجمہ ـــ اور ہم نے اس قرآن حکیم میں لوگوں (کی نصیحت) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بار بار بیان کی ہیں اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

منافقین کی مثال

حضرات محترم! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسانوں کی فلاح و بہبود اور ہدایت و رہنمائی کیلئے قرآن کریم میں طرح طرح کی مثالیں بار بار بیان فرمائی ہیں۔ تاکہ انسان میری بیان کردہ ان مثالوں کو سمجھ کر ان سے سبق حاصل کریں اور اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ یوں تو "امثال القرآن" یعنی قرآنی مثالیں ایک بڑا طویل اور تفصیل طلب موضوع ہے۔ مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیات طیبات سے چند مثالوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ آپ اگر غور فرمائیں گے تو انشاء اللہ العزیز صرف قرآنی آیات اور ان کے سادہ ترجمے سے ہی بات نکھر کر سامنے آجائے گی۔ کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو راہ ہدایت پر لانے اور کفر و شرک سے بچانے کیلئے نصیحت کے کیسے کیسے انداز اختیار فرماتا اور کیسی کیسی موثر اور عام فہم مثالوں سے انسان کے مشکل مسائل کو حل فرماتا ہے۔ تاکہ انسان ہدایت کا راستہ اختیار کرے اور ضلالت و گمراہی سے بچ جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ مگر انہیں جب یہاں اپنے دنیوی مقاصد پورے ہوتے ہوئے نظر نہ آئے تو انہوں نے نفاق کا راستہ اختیار کر لیا۔ یعنی زبان سے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر ان کے دل کفر پر جمے ہوئے تھے۔ اللہ رب العالمین نے ایسے منافق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دوغلے انسانوں کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مثال کے ذریعے انکے اعمال و کردار' عقائد و نظریات اور فوائد مفادات کی وضاحت اور مذمت فرمائی - اور ارشاد فرمایا کہ ان منافقوں کی مثال اس شخص کی سی ہے - جو شدید اندھیرے میں گھرا ہوا تھا - اس نے روشنی کیلئے آگ جلائی - جس سے اسکا ماحول روشن ہو گیا - اور فائدہ مند اور نقصان دہ چیزیں جو اندھیرے کی وجہ سے اسے نظر نہیں آرہی تھیں وہ اس پر واضح ہو گئیں - جب اسے اس روشنی سے فائدہ پہنچنے کا یقین ہو گیا تو وہ روشنی اور آگ اچانک بجھ گئی - اور وہ شخص حسب سابق تاریکی میں ڈوب گیا - فرمایا - یہی حال منافقین کا ہے کہ پہلے وہ کفر و شرک کی تاریکی میں مبتلا تھے - کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے تو اسلام کی روشنی میں آگئے اور حلال و حرام اور خیر و شر کو پہچان گئے - لیکن جب وہ دوبارہ کفر و شرک کی طرف لوٹ گئے تو پھر اسلام کی ساری روشنی جاتی رہی اور وہ پہلے سے گہرے اندھیروں کا شکار ہو گئے کہ اب انہیں کچھ بھی نظر نہیں آیا - قرآنی الفاظ اور انکے ترجمے پر غور فرمائیے کہ رب العزت نے کیسے خوبصورت الفاظ اور متاثر کن انداز میں یہ مثال بیان فرمائی ہے - ارشاد الٰہی ہے -

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ○ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ ـــ ان (منافقوں) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی - پس اس کے آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھتے -

انفاق فی سبیل اللہ کی مثال

حضرات گرامی! قرآن کریم میں اللہ احکم الحاکمین نے اپنے راستے میں مال و دولت خرچ کرنے والوں کی فضیلت اور ثواب کا مسئلہ سمجھانے کیلئے بھی ایک بڑی بہترین مثال بیان فرمائی ہے - اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "جو شخص محض میری رضا کے لئے اپنے مال کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ غرباء اور مساکین کی مدد کرتا ہے۔ کمزور اور تنگ دست لوگوں سے تعاون کرتا ہے۔ بیوگان اور یتامیٰ کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ محتاجوں اور غریبوں کے حال پر ترس کھاتا ہے۔ تو اس کے ان صدقات' خیرات اور عطیات کی مثال اس دانے جیسی ہے۔ جس سے سات بالیاں نکلتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں۔ گویا کہ ایک دانہ سے کسان کو سات سو دانے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو اللہ کریم کی راہ میں خوش دلی سے مال خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ایک کے بدلے میں سات سو عطا فرماتا ہے اور اگر اس خرچ کرنیوالے کی نیت میں زیادہ خلوص اور للہیت ہو تو اللہ تعالیٰ سو گنا سے بھی زیادہ ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ قرآن حکیم کے تیسرے سپارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر:۲۶۱)

ترجمہ ـــ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس دانے جیسی ہے۔ جس میں سے سات بالیاں نکلیں (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے۔ اس سے بھی بڑھا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا (اور) علم والا ہے۔

سورۂ بقرہ کی جو آیت مقدسہ باترجمہ آپ نے ابھی سنی ہے۔ اس سے چند آیات آگے۔ اللہ رب العالمین نے پھر ان خوش قسمتوں کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے کہ اگر وہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوش دلی سے اور اللہ کریم کی رضا طلب کرنے کی نیت سے خرچ کریں گے تو انکے مال کی مثال اس باغ کی مانند ہے جو پُر فضا مقام اور بلند چوٹی پر ہو۔ کہ اگر زوردار بارش ہو تو وہ باغ دُگنا پھل دے اور اگر زوردار بارش نہ بھی ہو تو ہلکی پھوار اور شبنم ہی اس کیلئے کافی و وافی ہوتی ہے۔ اسی طرح اہل ایمان کے صدقات و خیرات چاہے کم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں یا زیادہ۔ اگر نیت درست ہے تو اللہ رب العالمین کے نزدیک وہ کئی گنا اجر و ثواب کے مستحق ہونگے۔ قرآن حکیم کی آیت سماعت فرمائیں اور اپنے قلوب کو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنیکی طرف راغب کرنیکی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۶۵)

ترجمہ: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش برسے تو وہ اپنا پھل دگنا دے۔ اور اگر بارش نہ بھی ہو تو اسے پھوار ہی کافی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

کلمہ طیبہ کی مثال

عزیزان گرامی! خالق کائنات نے قرآن مجید فرقان حمید میں کلمہ طیبہ کی ایک بڑی عمدہ اور بلیغ مثال بیان فرمائی ہے اور واضح کیا ہے کہ کلمہ طیبہ یعنی ایمان کامل ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے۔ اور پاکیزہ اور عمدہ درخت کی صفات اور خوبیاں یہ ہوتی ہیں کہ اس کی جڑیں اتنی گہری ہوتی ہیں جنہیں تیز ہوا اور آندھی بھی اکھیڑ نہ سکے۔ اس کی شاخوں اور ٹہنیوں کا پھیلاؤ بڑا وسیع اور بلند ہوتا ہے۔ اس کا سایہ خوب گھنا ہوتا ہے۔ وہ پھل دار بھی ہوتا ہے اور اس کا پھل بڑا لذیذ' مزے دار اور کثیر بھی ہوتا ہے۔ فرمایا۔ ایمان بھی ان تمام صفات سے متصف اور ان سب خوبیوں سے مزین ہوتا ہے اس کی جڑیں دل کی گہرائیوں میں پیوست ہوتی ہیں۔ مصائب' مشکلات اور تکالیف و آلام کا کوئی طوفان اسے ہلا نہیں سکتا۔ ظلم و تشدد سے شجر ایمان اکھڑ نہیں سکتا اور اس ایمان کا پھل اتنا کثیر اور لذیذ ہوتا ہے کہ جو لذت ایمان سے سرشار ہو جاتا ہے وہ کٹ تو سکتا ہے مگر خدا اور مصطفیٰ ﷺ سے پیچھے ہٹ نہیں سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

؎ صداقت کے بیاں کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر خوددار کا پر جھک نہیں سکتا

آیت قرآنی سنئے! اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو مضبوط بنائے اور ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۴-۲۵)

ترجمہ ◄ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی کیسی عمدہ مثال بیان فرمائی ہے۔ وہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے۔ جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دے رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

کتب احادیث میں مذکور ہے کہ ایمان، کلمہ طیبہ اور لا الہ الا اللہ کی مثال جس شجرہ طیبہ سے دی گئی ہے اس سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب العلم) یعنی جس طرح شجرہ طیبہ ہر موسم میں پھل دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح صاحب ایمان کے اعمال صالحہ ہر لمحہ دربار الٰہی میں پیش ہوتے رہتے اور درجہ قبولیت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے اسی کلمہ طیبہ کی مثال کیا خوبصورت الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔؎

خودی کا سر نہاں، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
خودی ہے تیغ فساں، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

یہ دور اپنے براھیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ مال و دولت دنیا' یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گمان' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں' نہ مکاں' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کلمہ خبیثہ کی مثال

کلمہ طیبہ یعنی ایمان کامل کی مثال بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت مقدسہ میں "کلمہ خبیثہ" یعنی کفر ونفاق کی مثال بھی بڑے موثر پیرائے میں بیان فرمائی ہے- اور یہ حقیقت عیاں کردی ہے کہ کفر' شرک' اور نفاق ایک خبیث درخت کی طرح ہیں- جس کی جڑ زمین کے اوپر ہی ہوتی ہے- اور ہوا کا ایک جھونکا اسے اکھاڑ دور پھینک دیتا ہے- فرمان الٰہی ہے-

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ○ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر۲٦-۲۷)

ترجمہ ⇐ اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی طرح ہے- جسے زمین کے اوپر سے ہی اکھاڑ لیا جائے- اسے کوئی مضبوطی حاصل نہ ہو- اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول (ی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برکت) سے دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

علماء تفسیر کی رائے کے مطابق خبیث درخت سے مراد حنظل (اندرائن) کا پودا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کافر کے اعمال بالکل بے حیثیت ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور نہ ہی خالق ارض و سماء کی بارگاہ میں درجہ قبولیت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کے ایمان کو مضبوط فرمائے۔ ہمارے اعمال صالحہ کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت کی کامیابی اور کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

غیر اللہ کی بے بسی کی مثال

عزیزان گرامی! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے سترھویں سپارے میں معبودان باطل کی بے بسی اور بے اختیاری کی بڑی شاندار اور موقع محل کے مطابق بڑی مناسب مثال بیان فرمائی ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اے انسانو! میری بیان کردہ اس مثال کو بغور سنو اور اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ یہ ہے کہ مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ انہیں حاجت روا اور مشکل کشا گردانتے ہیں۔ انہیں اولاد دینے والا' رزق عطا کرنے والا' بارش برسانے والا باور کراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان غیر اللہ کے پجاریوں کے پاس اپنے اس شرکیہ عقیدے کی کوئی عقلی اور نقلی دلیل موجود ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔ کہ۔ اے مشرکو! جن معبودوں کو تم نے خدائی اختیارات کا مالک بنا رکھا ہے۔ ان کی بے بسی' بے اختیاری اور محتاجی کا عالم تو یہ ہے کہ وہ دنیا کی کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ اور یاد رکھو۔ کوئی بڑی نفع بخش' فائدہ مند اور خوبصورت چیز بنانا اور تخلیق کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ وہ تو سب مل کر ایک بالکل حقیر اور کمزور سی مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور مکھی کو بنانا تو درکنار۔ ان بے چاروں کے پاس تو اتنی طاقت' استطاعت اور اختیار بھی نہیں کہ اگر مکھی ان کی اشیائے خوردنی میں سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس شئے کو واپس لے سکیں۔ فرمایا۔ جن معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کا یہ عالم ہے۔ کیا انسان۔ جو اشرف المخلوقات اور احسن تقویم ہے۔ کیلئے زیبا ہے کہ وہ مسجود ملائک کا شرف حاصل کرنے کے بعد ان غیر اللہ کے آگے جھکنا اور ان سے مرادیں مانگنا شروع کر دے۔ اگر کوئی شخص ان حرکات قبیحہ اور شرکیہ افعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے بڑا احمق' نادان اور بے وقوف کوئی نہیں ہو سکتا۔ قرآنی آیات اور ان کے ترجمے پر غور فرمایئے اور قرآن مجید کے اعجاز' اختصار اور بلاغت پر "سبحان اللہ" کی آواز بلند کیجئے۔ فرمان الٰہی ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ (سورۃ حج آیت نمبر ۷۳-۷۴)

ترجمہ ::: اے لوگو! (تمہیں سمجھانے کیلئے) ایک مثال بیان کی جا رہی ہے:۔ اسے غور سے سن لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو۔ یہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ (اس کام کیلئے) سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اسے اس مکھی سے نہیں چھڑا سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں ہی بڑے کمزور اور بے بس ہیں۔ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور (اور) غالب ہے۔

شاعر نے اسی مثال کو اپنے شاعرانہ اسلوب میں بیان کیا ہے۔

اے خالق کل' اے مالک کل' اے حاکم کل' اے رازق کل
سبحان ہے تو' رحمان ہے تو' کوئی تیری صفتیں پا نہ سکا
تیرے سوا سب مل کر بھی بنا سکتے نہیں اک مکھی بھی
مکھی تو بنانا دور رہا اک بال بھی بدلا جا نہ سکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ غیر اللہ کے طالب یعنی ان کے پجاری اور مطلوب یعنی معبود دونوں ہی کمزور اور بے بس ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال

قرآن کریم میں اللہ رب العزت کے نور کی مثال بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ علماء تفسیر نے نور کے متعدد مفاہیم اور معانی ذکر فرمائے ہیں۔ جنکی تفصیل عرض کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ (اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی تو سورۂ یوسف، سورۂ مریم، سورۂ یٰسین اور سورۂ کہف کی طرح ''سورۂ نور'' بھی خطبات جمعہ میں بیان کرنے کا ارادہ ہے۔ جب اس سورۂ مبارکہ کی تفسیر انشاء اللہ بیان ہوگی تو پھر اسکے معانی کی تفصیلات گوش گزار کی جائیں گی۔) فی الوقت ہم صرف قرآنی الفاظ اور اس کے ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نور الٰہی کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک طاق میں ایسا چراغ ہو جو شیشے کی قندیل میں ہو۔ اس میں ایک بابرکت درخت (زیتون) کا ایسا تیل ڈالا گیا ہو کہ وہ آگ (دیا سلائی) دکھائے بغیر ہی بذات خود روشن ہو جانے کے قریب ہو۔ یوں یہ ساری روشنیاں ایک طاق میں مجتمع ہو گئیں اور بقعۂ نور بن گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دلائل و براھین کی حیثیت ہے کہ وہ واضح بھی ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر بھی۔ یعنی ''نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ'' (احسن البیان صفحہ ۹۶۴)

اب سنئے اللہ کے نور کی مثال کے بارے میں قرآن مقدس کے الفاظ اور ان کا ترجمہ۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۂ نور آیت نمبر ۳۵)

ترجمہ ⇐ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاق میں چراغ ہو - وہ چراغ شیشے کی قندیل میں ہو - اور شیشہ موتی کی طرح چمکتے ہوئے روشن ستارے کی مانند ہو - وہ چراغ ایک بابرکت درخت' زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو - جو درخت مشرقی ہے نہ مغربی - قریب ہے کہ اس درخت کا تیل آگ کو چھوئے بغیر ہی روشنی دینے لگے - (یہ تو) نور پر نور ہے - اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے - اور لوگوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں بیان فرماتا ہے - اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پوری طرح علم رکھنے والا ہے -

معزز حضرات! اس آیت کے آخری الفاظ اور سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت مبارکہ کے الفاظ پر غور فرمائیں تو یہ امر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی رشد و رہنمائی اور ہدایت کیلئے قرآن حکیم میں کئی قسم کی مثالیں بیان فرماتا ہے - اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پوری طرح علم رکھنے والا ہے - تاکہ لوگ قرآنی امثال کی روشنی میں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح اور درستگی کر سکیں - مگر کچھ انسان ایسے بھی ہیں جو قرآن حکیم میں بیان کردہ ان مثالوں سے سبق حاصل کرنے اور نصیحت پکڑنے کی بجائے الٹا ان مثالوں کا مذاق اڑاتے' استہزاء کرتے اور قرآن مجید کے بارے میں اپنی زبان سے نازیبا کلمات ادا کر کے دنیا اور آخرت کی تباہی کا سامان پیدا کرتے ہیں اور "جھگڑالو انسان" کا لقب حاصل کر لیتے ہیں - ارشاد ربانی ہے - وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

ترجمہ ⟸ اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن مجید میں لوگوں (کی ہدایت) کیلئے طرح طرح کی مثالیں تمام طریقوں سے بیان فرمادی ہیں اور انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے -

جھگڑالو انسان

محترم بھائیو! سورۃ کہف کی اس آیت کریمہ کے آخری الفاظ میں انسان کو اکثر اشیاء سے زیادہ جھگڑالو قرار دیا گیا ہے - اس سے مراد ہر وہ انسان ہے جو احکام الٰہی کا مذاق اڑائے' رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر پھبتیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسے' قرآنی آیات کا انکار کرے۔ قیامت اور حشر و نشر کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرے۔ اور دین اسلام سے انحراف اور روگردانی کرے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیت زیر بحث میں "جھگڑالو انسان" سے مراد مکے کا مشہور کافر نضر بن حارث ہے۔ وہ قرآن مجید کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے بحث و مباحثہ اور جھگڑا کیا کرتا تھا۔ اور قرآن عزیز کو اللہ تعالیٰ کا کلام' ہدایت کی کتاب اور رب العزت کی طرف سے نازل شدہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۵ جز ۱۱)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے ابن السائب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے کہ یہاں جھگڑالو انسان سے مراد ابی بن خلف ہے۔ یہ ظالم اکثر اوقات نبی اکرم رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور رب تعالیٰ کے دربار عالی شان میں پیش کئے جانے کے بارے میں اکثر جھگڑتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ یہ کافر اور منکر قیامت قبرستان سے کسی مردے کی بوسیدہ اور پرانی ہڈی اٹھا لایا۔ اور اسے دونوں ہاتھوں سے مسل کر ریزہ ریزہ کر کے مٹی کی مانند بنادیا اور پھونک مار کر فضا میں اڑاتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے ازراہ مذاق اور تمسخر کہنے لگا۔ اَيُعِيْدُ اللّٰهُ عَلٰى اِعَادَةِ هٰذَا وَفَتَّهٗ بِيَدِهٖ۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ (روح المعانی صفحہ ۳۰۰ جز ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے رسول کائنات ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے رسول! ﷺ آپ اس کافر و ظالم شخص کو جواباً ارشاد فرمایئے اور اسے بتایئے کہ جس اللہ رب العزت نے تمہیں عدم سے وجود بخشا ہے اور ایک قطرۂ حقیر سے انسان بنایا ہے۔ وہی اللہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ فرمان ربانی ہے۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○ (سورہ مریم آیت نمبر ۶۶ - ۶۷)

ترجمہ ■ اور انسان کہتا ہے کہ کیا میں جب مر جاؤں گا۔ تو مجھے پھر زندہ کر کے قبر سے نکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ کیا اس انسان کو یاد نہ رہا۔ کہ ہم نے اسے اس سے قبل پیدا کیا تھا۔ حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔

سورۂ مریم کی اس آیت کریمہ اور سورہ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ میں "الانسان" سے مراد یہی "ابی بن خلف" ہے۔ جو امام الرسل سے مختلف معاملات مثلاً قیامت' حشر' جنت اور دوزخ کے بارے سے جدل و جدال اور مناظرہ و مباحثہ کرتا رہتا تھا اور اسی کو ہی اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا جھگڑالو قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ کہ (یہ) انسان تمام چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

حشر کے دن کا جھگڑالو

محترم سامعین! بعض انسان ایسے جھگڑالو ہوتے ہیں کہ جھوٹے ہونے کے باوجود خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک جھگڑالو شخص کی بات بیان کرتے ہوئے امام الرسل ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص بغرض حساب دربار خداوندی میں حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کثیر احسانات و انعامات کا ذکر فرمانے اور جتلانے کے بعد اس کے اعمال و افعال کے بارے میں سوال کرے گا۔ وہ انسان جواباً عرض کرے گا۔ يَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِيْ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ۔ اے میرے پروردگار! میں تجھ پر' تیری کتاب پر' اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا۔ اور میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور صدقات دیئے۔ اسی طرح جہاں تک ہو سکے گا وہ نیک اعمال کے حوالے سے اپنی تعریف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ هٰذِهٖ صَحِيْفَتُكَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ۔ یہ تیرا صحیفہ اعمال ہے۔ اس میں تو اس قسم کی نیکیوں کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ آدمی کہے گا۔ يَا رَبِّ اِنِّيْ لَا اَقْبَلُ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ۔ میں اس نامہ اعمال کے مندرجات سے اتفاق نہیں کرتا۔ اسے کہا جائے گا۔ هٰذِهِ الْمَلَائِكَةُ الْحَفَظَةُ يَشْهَدُوْنَ عَلَيْكَ۔ ان محافظ فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کی گواہی بھی تیرے خلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جارہی ہے۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! كَيْفَ أَقْبَلُهُمْ وَلَا هُمْ مِّنْ عِنْدِيْ وَلَا مِنْ جِهَتِيْ۔ میں ان کا کہا ہوا کیسے قبول کرلوں۔ جبکہ وہ میرے پاس ہی نہ تھے اور وہ میرے حمائتی بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اچھا۔ هٰذَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ قَدْ شَهِدَ بِذٰلِكَ۔ یہ لوح محفوظ تیری بد اعمالیوں اور سیاہ کاریوں کی گواہی دے رہی ہے۔ وہ کہے گا۔ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ؟ اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ قَالَ بَلٰى۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ہاں۔ میں نے تجھے ظلم سے پناہ دی ہے۔ وہ کہے گا لَا أُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ إِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ۔ اے اللہ! میں اپنے خلاف اپنی ذات کے سوا کسی کی گواہی کو جائز اور صحیح نہیں مانتا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا۔ اَلْآنَ نَبْعَثُ عَلَيْكَ شَاهِدًا مِّنْ نَّفْسِكَ۔ اب ہم تیرے خلاف تیری ذات ہی سے گواہ کھڑا کرتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میری ذات سے میرے خلاف یہاں کون گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ وَيُقَالُ لِفَخِذِهٖ وَلَحْمِهٖ وَعِظَامِهٖ اِنْطِقِيْ۔ اور اس کی ران' اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو۔ تَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ۔ اس کی ران' اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں' اس کے برے اعمال کی گواہی دیں گی۔ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ أُنَاضِلُ۔ تو بندہ اپنے جسم کے اعضاء سے کہے گا۔ تم دور ہو جاؤ۔ ہلاک ہو جاؤ۔ میں تو تمہیں عذاب سے بچانے کیلئے جھگڑا کر رہا تھا۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۹ جلد ۲)

یہی مفہوم ہے سورۃ کہف کے ان الفاظ و کلمات کا۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ اور انسان ہر شئی سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۵ جز ۱۱)

اعضاء کی گواہی

حضرات محترم! مشرکین' کفار' منافقین اور مجرمین میں سے اسی قسم کے جھگڑالوؤں کے برے اعمال و افعال اور بد حرکات و سکنات کے خلاف ان کے اعضاء کی گواہی کے مسئلے کو قرآن کریم کے چوبیسویں سپارے میں ایک دوسرے اسلوب اور انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن اللہ رب العالمین کے دشمنوں' باغیوں' سرکشوں' نافرمانوں' توحید خداوندی کے منکروں اور قیامت و حشر کے بارے میں فضول بحث مباحثہ کرنے والوں کو جانوروں کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب یہ لوگ دوزخ کی آگ کے قریب جائیں گے۔تو اپنے برے اعمال اور غلط عقیدے سے براءت کا اظہار و اعلان کریں گے اور اپنے کئے ہوئے افعال کا انکار کر دیں گے۔اور عرض کریں گے۔اے اللہ رب العزت! جن جرائم کی وجہ سے ہمیں جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔وہ تو ہم نے کئے ہی نہیں۔اے اللہ آج اگر تیرے دربار عالی شان میں انصاف نہیں ہو گا تو کہاں ہو گا۔اے ہمارے رب یہ اصول کیا ہوا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

ان کا خیال ہو گا کہ جس طرح دنیا میں جھوٹ فریب اور دھوکے سے ہم اپنا کام نکال لیا کرتے تھے اور جھوٹے ہونے کے باوجود محض اپنی چرب زبانی اور زبان درازی کی وجہ سے جدل و مباحثہ کر کے کامیاب ہو جایا کرتے تھے۔شاید اسی فلسفہ پر عمل کر کے اور وہی جھگڑے اور مکرو فریب کا راستہ اختیار کر کے آج ہم عذاب سے بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس انکار اور جھگڑے کے باعث ان مجرموں کے کانوں' آنکھوں اور چمڑے کو بولنے کا حکم دے گا اور ان کی تیز زبان سے نطق و گویائی اور بولنے کی صلاحیت کو وقتی طور پر سلب کر لیا جائے گا۔اب ان کے کان' آنکھیں' پاؤں' ہاتھ اور جسم کے دوسرے اعضاء اور حصے ان کے خلاف گواہی دیں گے۔کہ اے رب العزت! ان ظالموں اور باغیوں نے واقعتاً یہ جرائم اور گناہ کئے تھے۔اور اپنے برے اعمال کی پاداش میں یہ عذاب کے مستحق اور سزاوار ہیں۔اپنے ہی اعضاء سے اپنے خلاف یہ گواہی سن کر مجرم لوگ بڑا سٹپٹائیں گے۔اپنے اعضاء کو برا بھلا کہیں گے اور ان کو کوستے ہوئے کہیں گے کہ تمہیں دردناک عذاب سے بچانے کیلئے تو ہم نے یہ جھوٹ گھڑا تھا۔غلط بیانی کی تھی اور دربار گاہ رب العالمین میں بھی جھگڑا' مجادلہ اور مناظرہ کرنے سے دریغ نہیں کیا تھا۔تم نے ہمارے خلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گواہی کیوں دی ہے۔ ان کٹ حجتوں، جھگڑالوؤں اور جھوٹوں کو ان کے اعضاء جواب دیں گے کہ جس اللہ کریم نے ہر چیز کو بولنے کی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ جو تمہارا خالق اول ہے اور جس کی طرف آج تم لوٹائے گئے ہو۔ اس کی حکم عدولی ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ صرف ہم کیا؟ اس کے حکم پر تو ہر چیز بول رہی ہے۔

عزیزان گرامی! جو باتیں میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآنی آیات کا مفہوم بیان کر رہا ہوں۔ بات مختصر کرتے ہوئے قرآنی الفاظ سنئے اور ان کے ترجمے پر غور فرمایئے اور اللہ خالق ارض و سماء سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سب کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین۔ رب العالمین کا فرمان ذی شان ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (سورۃ حٰم السجدۃ آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰)

ترجمہ ⟸ اور اس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف اکٹھا کیا جائے گا پھر انہیں گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ اس بارے میں جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں دی؟ وہ کہیں گے ہمیں اس اللہ تعالیٰ نے بلایا جس نے ہر شئے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اسی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا اور تم اسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو۔

سورۂ کہف کی اگلی آیت کی توضیح و تشریح شروع کرنے سے قبل مذکورہ آیات کا ترجمہ۔ مفسر قرآن حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خوبصورت اور موثر پنجابی اشعار میں سماعت فرمایئے۔ اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن فہمی کے بعد اس کے احکام پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

جو لکھن قول تے فعل بندیاں دے دن تے رات فرشتے
اوہ وی آکر دین گواہی وسن طور سرشتے
پر کافر سخت کمل انکاروں کرن قبول نہ کائی
بند زبان اونہاں دی ہوسی قادر مہر لگائی
بولن ہتھ تے پیر اونہاں دے دسے بدن جو ہوئی
اکھاں کن بھی دین گواہی باقی عذر نہ کوئی
طعنے، جھڑکاں، پھٹکاں دیون کافر عضواں تائیں
آکھن سانوں جھوٹیاں کرکے لیسو، تسیں سزائیں
منکر ہوئیاں تمامی بچ دے کیتی تسّاں تباہی
عضوے کہن بلایا سانوں قدرت نال الہٰی
رکھیا جس تساڈی تابع دنیاں وچ اسانوں
ھن اوسے قدرت نال بلایا آکھیا سچ تسانوں
تسیں مالک نال مخالف ہوئے نعمت شکر بھلایا
ظلم کیتا اوپر اپنے سانوں نال مرایا

وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ کہ انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

علیؓ اور فاطمہؓ سے مکالمہ

نبی کریم ﷺ مختلف مواقع پر اپنی گفتگو میں قرآنی آیات سے استشہاد اور استدلال فرمایا کرتے تھے اور بطور دلیل قرآن حکیم کی آیت یا آیت کا کچھ حصہ تلاوت فرماتے تھے۔ اسی قسم کے انداز، گفتگو اور طرز استدلال کا ایک واقعہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ سرور کائنات کے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذَالِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ـ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ (صحیح بخاری - کتاب الاعتصام - بالکتاب والسنہ)

ترجمہ ⬅ بلاشبہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کے پاس تشریف لائے - تو فرمایا - کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے - حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - میں نے عرض کیا - اے اللہ کے رسول! ہماری جانیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں - وہ جب ہمیں جگانا چاہتا ہے جگا لیتا ہے (اور ہم نماز تہجد پڑھ لیتے ہیں) رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر پیٹھ موڑ کر چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا - جب آپ جا رہے تھے تو میں نے سنا کہ آپ اپنی ران (مبارک) پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے - "انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے -"

اس حدیث مقدسہ سے ہمیں جو سبق حاصل ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ -

① ہر مسلمان کو نماز تہجد پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے -
② نیک اعمال نہ کرنے کیلئے تقدیر کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے -
③ ہر بات میں جھگڑنے اور مباحثے کی صورت اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے -

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے - آمین -

ایمان میں رکاوٹ

حضرات گرامی! آج کے خطبے کی دوسری آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب ہم نے انسانوں کی رشد و رہنمائی اور ہدایت کے لئے قرآن مجید میں مختلف مثالیں اور مسائل کئی طریقوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سمجھائے ہیں۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ مثالوں سے نصیحت حاصل کرتے۔ ان مسائل کو سمجھتے اور ایمان قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لیتے۔ مگر ہوا یوں کہ اس قدر تفصیل و تشریح اور وضاحت و توضیح کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لائے اور انہیں اپنے رب سے سابقہ گناہوں کی معافی مانگنے کی سعادت نصیب نہ ہو سکی۔ فرمایا۔ ان ظالموں اور مشرکوں کے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کے بیان یا نبی معظم ﷺ کے فرمان کی تفہیم و تشریح میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ ان کے قبول ایمان میں سب سے بڑی اور اہم رکاوٹ ان کا تکبر، تعصب اور ہٹ دھرمی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ کو سچا سمجھنے کے باوجود ایمان لانے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ان پر بھی پہلی امتوں اور قوموں جیسا عمل وقوع پذیر ہو۔ یعنی جس طرح امم سابقہ پر رسولوں کے انکار اور نافرمانی کے باعث عذاب آئے تھے۔ اسی طرح ہم پر بھی عذاب آجائے اور ہمیں نیست و نابود کر دیا جائے۔ ہمیں بربادی اور تباہی برداشت ہے۔ مگر محمد ﷺ کو رسول ماننا گوارا نہیں ہے اور بعض لوگوں کے قبول ایمان میں بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو ان کی نافرمانی، تمسخر اور مذاق کی پاداش میں ضرور اللہ کا عذاب نازل ہونا چاہیے اور اگر ایسا ہوا تو جونہی ہمیں عذاب الٰہی نظر آئے گا ہم فوراً کلمہ پڑھ کے مومن اور مسلمان ہو جائیں گے اور رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں گے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے زیر بحث آیت مبارکہ میں مشرکین مکہ کے ان خیالات و احساسات اور ان کے قبول اسلام کی راہ میں ان دو بڑی رکاوٹوں کا ذکر معجزانہ اختصار اور بلیغانہ انداز میں یوں فرمایا ہے۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟵ اور لوگوں کے پاس ہدایت آ جانے کے باوجود انہیں ایمان لانے اور مغفرت طلب کرنے سے صرف اسی بات نے روک رکھا ہے کہ ان کے پاس پہلوں جیسا دستور آ جائے یا عذاب ان کے بالکل سامنے آ جائے۔

توبہ کا دروازہ بند

اللہ تعالیٰ قرآن عزیز میں فرماتا ہے کہ ان ظالموں' باغیوں' سرکشوں اور نافرمانوں کو یہ علم نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جائے تو پھر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور عذاب نظر آنے کے بعد کسی کی توبہ اور اس کے ایمان کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ کر تو فرعون جیسا سرکش اور ربوبیت کا دعوے دار بھی توحید الٰہی کا اقراری ہو گیا تھا۔ مگر اس وقت اس کی توبہ اور پڑھا ہوا کلمہ اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا نہ سکا۔ میں اس وقت غرق فرعون کے واقعہ کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ صرف قرآنی الفاظ اور ان کا ترجمہ سنیئے۔ اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اقرار توحید کو قبول فرمالے اور ہمیں ہر قسم کے دنیوی اور اخروی عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۖ حَتّٰٓى إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوٓا إِسْرَآئِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (سورۃ یونس آیت نمبر۹۰)

ترجمہ ⟵ اور ہم نے (اپنی قدرت کاملہ سے) بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ تو فرعون نے اپنے لشکر کے ہمراہ ظلم اور زیادتی (کے ارادے) سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ (فرعون پانی) میں ڈوبنے لگا تو پکار اٹھا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور (اب) میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں۔

فرعون لعین جب اپنی زبان سے توحید کا اقرار' بنی اسرائیل کے خدائے واحد کا پرستار اور اہل اسلام کی صفوں میں شمار ہونے کا اظہار کر رہا تھا۔ تو سید الملائکہ حضرت جبریل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام دریا کا کیچڑ اس کے منہ میں ڈال رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان فرما رہے تھے۔ آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (سورہ یونس آیت نمبر ۹۱-۹۲)

ترجمہ ⟸ (اے فرعون!) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کیا کرتا تھا۔ اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ پس ہم تیری لاش کو نجات دیں گے (یعنی محفوظ رکھیں گے) تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کیلئے عبرت کا نشان بن جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

معزز حضرات! جب فرعون غرق اور تباہ و برباد ہو گیا تو بہت سے لوگوں کو اس کی موت کا یقین نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا۔ اس نے فرعون کی لاش کو باہر خشکی پر پھینک دیا۔ تمام لوگوں نے اس ظالم کی لاش کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ بات بڑی مشہور ہے کہ آج بھی فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ اور تمام انسانوں کے لئے درس عبرت ہے۔

قرآن کریم نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان فرمادیا ہے کہ جب موت سامنے نظر آجائے تو توبہ کی قبولیت کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت پچھتانے 'نادم ہونے اور افسوس کا اظہار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے آٹھویں سپارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۵۸)

ترجمہ ⟸ کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں۔ یا آپ کا رب ان کے پاس آئے۔ یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے۔ جب آپ کے رب کی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بڑی) نشانی آگئی ہو تو کسی ایسے شخص کا ایمان اسے کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہیں رکھتا تھا- یا اس نے اپنے ایمان (کی حالت) میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو- آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو- ہم بھی منتظر ہیں-

محترم بھائیو اور بہنوں! بات یہ ہو رہی تھی کہ مشرکین مکہ کے قبول اسلام و ایمان میں جن دو بڑی رکاوٹوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت میں فرمایا ہے- وہ یہ ہیں کہ-

① بعض لوگ پہلی امتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب برداشت کرنے کو تیار تھے- مگر ضد' تعصب' عداوت' حسد' بغض کے باعث نبی اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھنے کیلئے تیار نہیں تھے-

② بعض لوگ رسول مکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کے بارے میں شک اور شبے کا شکار تھے- ان کا خیال تھا کہ اگر یہ سچے رسول اور نبی برحق ہوئے تو نافرمانوں پر ضرور عذاب نازل ہو گا اور جب نزول عذاب کا وقت آئے گا تو ہم فوراً ایمان قبول کر لیں گے- اور رب تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لیں گے-

عذاب کی دعا

مشرکین مکہ' رسول کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے متعلق حسد کی آگ میں اس قدر جلے ہوئے اور اپنے عقائد باطلہ پر ایسے مضبوط' پختہ اور جمے ہوئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر محمد (ﷺ) واقعی تیرا سچا رسول ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل فرما کر ہمیں تباہ و برباد کر دے یا ہمیں کسی دوسرے دردناک عذاب میں مبتلا کر دے- ہمیں نیست و نابود ہونا اور عذاب الیم میں گرفتار ہونا تو گوارا ہے مگر محمد (ﷺ) کو رسول ماننا ہمارے بس کی بات نہیں ہے-

حضرات! آپ مشرکین کی ضد اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی عداوت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کا اندازہ فرمائیں اور غور فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ انہیں کیا دشمنی اور عداوت تھی۔ کیا آپ ﷺ نے کسی کی چوری کی' ڈاکہ ڈالا' کسی کی عزت و ناموس پر حملہ کیا' کسی کا مال غصب کیا' کسی کی زمین چھینی' کوئی آدمی قتل کیا' کسی کی جائیداد پر قبضہ کیا۔ کیا کسی کو گالی دی' برا کہا یا کسی کے حقوق کی ادائیگی سے انکار کیا--- نہیں --- اور قطعاً نہیں۔ بلکہ آپ کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ۔ ؎

وہ کہتے تھے لوگو پڑھو لا الہ ------- خدا کے سوا کوئی داتا نہیں ہے

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اے بنی نوع انسان! رب العزت نے تمہیں خوبصورت پیشانی۔ حجر' شجر اور قبر پر رگڑنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی بارگاہ اقدس میں جھکا کر "سبحان ربی الاعلی" کے وظیفہ کیلئے عطا فرمائی ہے۔ مختصر یہ کہ مشرکین عرب کو سرور کائنات ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ماننا گوارا نہ تھا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے عذاب کی دعا ان الفاظ میں کیا کرتے تھے۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ انفال آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ ⟵ اور جب انہوں نے کہا۔ اے اللہ! اگر محمد ﷺ کی نبوت تیری طرف سے سچ اور حق ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے۔ یا ہم پر دردناک عذاب مسلط کر دے۔

عذاب نہ آنے کی وجوہات

اللہ رب العالمین نے قرآن عزیز میں مشرکین کے عذاب مانگنے کی جس دعا یا بددعا کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد تو ان ظالموں پر فوراً عذاب الٰہی آجانا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ دعا مانگنے والے اسلام اور صاحب اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وہ دشمن اور باغی ہیں۔ جو سالہا سال سے اسلام کو مٹانے اور پیغمبر اسلام کو اذیتیں پہنچانے میں مصروف و مشغول تھے۔ اور اب تو ان سرکشوں نے محمد ﷺ کے رب کو چیلنج دے دیا تھا کہ اے اللہ! اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد (ﷺ) اور اس کا دین سچا ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا کر تباہ و برباد کر دے۔ مگر۔ آپ حیران ہونگے کہ ان کی طلب عذاب کی درخواست کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر فوری عذاب نازل نہ فرمایا۔ آخر کیوں۔ اسی سورۃ انفال کی اگلی آیت کریمہ میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ان مشرکین کے اعمال' عقائد اور افعال واقعی اس امر کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ان کی خواہش کے مطابق ان پر تباہ کن عذاب نازل کیا جائے۔ اور انہیں یکبارگی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ مگر۔ اللہ تعالیٰ کا قانون سزا یہ نہیں ہے کہ کسی کی طلب اور بددعا پر عذاب بھیج دیا جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بعض وجوہات کی بناء پر عذاب کو ٹالتا رہتا ہے اور جب تک وہ وجوہات باقی رہیں تو طلب اور خواہش کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مشرکین مکہ پر عذاب کے نازل نہ ہونے کی پہلی وجہ نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم' پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود مسعود ہے۔ فرمایا:۔ جب تک میرا رحمتہ للعالمین پیغمبر مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ کفار و مشرکین عذاب کا مطالبہ بھی کریں تو ان پر عذاب نازل نہیں ہو سکتا۔ اور عذاب سے رکاوٹ کی دوسری وجہ اہل مکہ میں سے بعض لوگوں کا استغفار ہے کہ وہ اپنی نافرمانی کے باوجود رب تعالیٰ سے۔ غُفْرَانَکَ۔ غُفْرَانَکَ۔ ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں۔ ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں۔ کا وظیفہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کے اس استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب رکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان مشرکوں کے اعمال تو واقعی عذاب کے متقاضی ہیں۔ مگر رسول رحمت ﷺ اور استغفار کی برکت سے ابھی ان پر عذاب نازل نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن عزیز میں فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ انفال آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ ⬅ اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔ جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

حضرات گرامی! بات سورۃ کہف کی زیر بحث آیت مقدسہ کی ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان اہل مکہ کو اسلام قبول کرنے اور نبی معظم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر استغفار کرنے سے دو چیزوں نے روک رکھا ہے اور وہ یہ ہیں کہ یا تو یہ لوگ پہلی امتوں کے دستور یعنی ہلاکت و بربادی کے خواہش مند ہیں اور یا پھر اس انتظار میں ہیں جونہی عذاب آئے گا ہم توبہ کرلیں گے اور کلمہ طیبہ کا اقرار کرکے مسلمان ہو جائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ○

ترجمہ ⬅ اور لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے باوجود انہیں ایمان اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف اسی چیز نے روک رکھا ہے کہ ان کے پاس پہلے لوگوں کا دستور آجائے یا عذاب ان کے سامنے آجائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 14

رسولوںؑ کا کام اور ظلم کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَمَآ اُنْذِرُوْا ھُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰہُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُھُمْ اِلَی الْھُدٰی فَلَنْ یَّھْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَۃِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ بِمَا کَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَھُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّھُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْکَ الْقُرٰٓی اَھْلَکْنٰھُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَھْلِکِھِمْ مَّوْعِدًا ۝ ع

(سورۃ کہف آیت نمبر ۵۶ تا ۵۹)

ترجمہ ⟵ اور ہم تو رسولوں کو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجتے ہیں۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافر لوگ باطل دلیلوں کی آڑ لے کر جھگڑتے ہیں۔ تاکہ اس سے حق کو مٹا دیں اور انہوں نے میری آیات کو اور جس سے وہ ڈرائے گئے۔ اسے مذاق بنالیا ہے۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے۔ جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی گئی تو اس نے اس سے روگردانی کی اور اس نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجے ہوئے (برے اعمال) کو فراموش کردیا۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے۔ تاکہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور (ہم نے) ان کے کانوں میں گرانی پیدا کردی ہے۔ اور اگر آپ انہیں ہدائیت کی طرف بلائیں تو بھی وہ ہدائیت قبول نہیں کریں گے اور آپ کا رب تو بخشنے والا' رحمت والا ہے۔ اگر وہ انہیں ان کے کیے پر پکڑ لیتا تو ان پر جلد عذاب بھیجتا۔ بلکہ ان کے لئے سزا کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ اس سے سرکنے کی جگہ نہیں پائیں گے اور یہ ہیں وہ بستیاں جن (کے باشندوں) کو ہم نے ان کے مظالم کی وجہ سے ہلاک کردیا۔ اور ان کی تباہی کا بھی ہم نے وقت مقرر کر رکھا تھا۔

اللہ رب العزت کی بے پناہ تعریف و تسبیح اور حمد و ثنا کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام امام المتقین' سید الاولین والا خرین' خاتم النبیین' رحمتہ للعالمین' شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر جنہیں خالق ارض و سماء نے پوری کائنات کیلئے راہنما' پیشوا اور مقتدا بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنی فرمانبرداری اور ان کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا۔ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ گویا۔

بعثت انبیاء کا مقصد

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کی مقدس' بابرکت اور آخری کتاب قرآن مجید میں سے سورۂ کہف کی جن آیات بینات کی تلاوت اور ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلی آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ میں انبیاء' رسولوں اور پیغمبروں کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب العالمین ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے رسولوں کو "تبشیر اور انذار" کے لئے مبعوث فرمایا ہے یعنی رسولوں کا کام یہ ہے کہ وہ توحید پرستوں' فرماں برداروں اور اطاعت گزاروں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور کافروں' مشرکوں اور نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے ڈرائیں۔ اور لوگوں کو اس امر کا یقین دلائیں کہ یہ دنیا عارضی اور فانی ہے جبکہ آخرت کی زندگی ابدی اور دائمی ہے۔ جو لوگ اس عارضی زندگی میں احکام الٰہی پر عمل کریں گے اور رسول مکرم ﷺ کی اتباع کریں گے۔ انہیں آخرت میں آرام' سکون اور اطمینان نصیب ہو گا اور جنت میں ہر قسم کی نعمتوں سے فیض یاب ہونگے اور جو لوگ اس فانی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور بغاوت کریں گے انہیں قیامت کے دن دردناک اور خوفناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور وہاں انہیں اس عذاب شدید سے کوئی چھڑا اور بچا نہ سکے گا۔ آج کے خطبے کی پہلی آیت کریمہ کے ابتدائی الفاظ اور ان کے ترجمے پر غور فرمائیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ ترجمہ ← اور ہم نے رسولوں کو تو صرف خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے

قرآن عزیز میں انبیاء اور رسولوں کے اس مقصد بعثت کو مختلف اسالیب میں بیان فرمایا گیا ہے۔ بائیسویں سپارے میں نبی مکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد اور آپ کی بعثت کی غرض ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۵-۴۷)

ترجمہ ← اے نبی! (ﷺ) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ (بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر مبعوث فرمایا ہے) اور اہل ایمان کو خوشخبری سنا دو۔ کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہو گا۔

معزز حضرات! انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کے مقاصد اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے اغراض' ایک تفصیلی اور طویل موضوع ہے ۔ مگر ہم اپنی گفتگو کو صرف سورۂ کہف کی زیر بحث آیات تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ کہ ہم نے رسولوں کو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

کافروں کا جدال

انبیاء کرام علیہم السلام کی سچی دعوت اور مبنی بر صدق احکام پر رد عمل تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ لوگ ان کی دعوت کو فوراً قبول کر لیتے اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر دینوی اور اخروی سعادتوں سے بہرہ مند ہوتے ۔ مگر ہوا یوں کہ بہت کم لوگوں نے ان کی پکار پر لبیک کہا اور لوگوں کی اکثریت نے نہ صرف ان کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ مخالفت اور مخاصمت پر اتر آئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ لڑائی' جھگڑا اور جدال شروع کر دیا۔ آج کے خطبے کی پہلی آیت مبارکہ کے آخری حصے میں کفار کے اسی جدال اور حق کے خلاف ان کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰيَاتِىْ وَمَا اُنْذِرُوْا هُزُوًا ○

ترجمہ ⟸ اور کافر لوگ جھوٹی باتوں کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ حق کو زائل کر دیں۔ اور انہوں نے میری آیات کو اور میرے ڈراوے کو مذاق بنا لیا ہے۔

یعنی کافر لوگ نہ صرف یہ کہ حق کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اپنی من مانی تاویلات کے ذریعے حق کو دبانے' مٹانے اور گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور احکام الٰہی' آیات الٰہی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرامین الٰہی کا مذاق اڑاتے اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! یوں تو ہر نبی اور رسول کو اپنی قوم کی مخالفت' مخاصمت اور منافقت کا سامنا کرنا پڑا اور ہر پیغمبر کو مذاق اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر ہم سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کریمہ کی روشنی میں صرف نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہی مطالعہ کریں تو واضح ہو گا کہ رسول رحمت ﷺ کے ساتھ تو مجادلت اور مخاصمت کی انتہاء کر دی گئی اور کفار نے آپ کو اور آپ کے مشن کو ناکام بنانے کیلئے قیل و جدال کا ہر طریقہ اور ہر حربہ اختیار و استعمال کیا۔ طوالت میں جائے بغیر چند قرآنی آیات کی روشنی میں کفار کے جدال اور دشمنان اسلام کی مخالفت اور مخاصمت کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن فہمی کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

بشریت کا جھگڑا

نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کفار عرب کے سامنے تھی۔ انہیں آنحضرت ﷺ کی ولادت' بچپن' لڑکپن' عنفوان شباب' جوانی کے ایام' آپ کے شب و روز اور لیل و نہار کا بخوبی علم تھا۔ وہ پورے شرح صدر سے یہ جانتے اور سمجھتے تھے آپ ﷺ ایک انسان اور بشر ہیں بلکہ انسان کامل اور سید البشر ہیں۔ مگر ان مشرکین کے لئے کسی انسان اور بشر کا رسول ہونا سخت تعجب اور حیرانی کی بات تھی۔ وہ اس بات کو قبول اور تسلیم کرنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھے کہ کیا ایک ایسا انسان جو ہماری ہی طرح پیدا ہوا ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ ہماری طرح چلتا پھرتا اور سوتا جاگتا ہے۔ ہماری طرح ہی اس کے رشتے دار' احباب' رفقاء اور واقف کار ہیں۔ وہ اللہ کا رسول ہو سکتا ہے؟۔ وہ بڑی حیرانی اور تعجب سے سوال کیا کرتے تھے کہ کیا بشر بھی رسول ہو سکتا ہے۔ اور اس بات کو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی رسالت سے انکار اور آپ سے جدال کا ایک بہانہ بنا لیا تھا اور ان کا یہی خیال قبول حق میں رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کے پندرھویں سپارے میں کفار کے اس جدال کا ذکر یوں فرماتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا○

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۴)

ترجمہ ــــ اور لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا "کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

کفار کے اس اعتراض و جدال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب زمین پر زندگی گزارنے اور بسنے والے انسان ہیں تو ان کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے رسولوں کا انسان ہونا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی غیر انسان اور غیر بشر تو انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ ہاں۔ اگر زمین پر نوری مخلوق فرشتے آباد ہوتے تو ان کی ہدائیت کے لئے کسی نوری فرشتے کو رسول اور نبی بنا کر مبعوث فرما سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس علم فہم اور سادہ جواب کو قرآن حکیم کے بلیغانہ الفاظ میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا○ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۵)

ترجمہ ــــ (اے رسول!) آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور آباد ہوتے تو ہم ان کیلئے آسمان سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتے۔

لیکن چونکہ زمین پر انسان بستے ہیں۔ اس لئے انسانوں کے لئے انسان ہی کو یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

حضرات گرامی! رسول رحمت ﷺ کے انسان اور بشر نہ ہونے کا عقیدہ کسی مشرک اور کافر کا تو ہو سکتا ہے مگر کلمہ گو مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر مشرکین اور کافرین کا ایک بہت بڑا اعتراض اور آپ ﷺ کے خلاف جدال یہ تھا کہ آپ بشر ہیں اور بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ۔ (رسالت اور بشریت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے تفصیلی دلائل ہم نے اپنی کتاب "خطبات سورۂ یٰسین" میں بیان کر دیئے ہیں۔)

سورۂ کہف کی زیر بحث آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ۔ کہ کافر لوگ باطل اور غلط طریقے سے حق کو مٹانے کیلئے اس کے خلاف جدال اور جھگڑا کرتے ہیں۔ حالانکہ حق کی صداقت کے دلائل ایسے مضبوط اور پائیدار ہیں کہ سب کفار مل کر بھی ان کا رد نہیں کر سکتے۔

نزول قرآن پر جھگڑا

معزز حضرات! کفار عرب نے رسول کائنات ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے کیلئے ایک بہانہ' اعتراض اور جدال یہ بنا رکھا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو منصب رسالت کیلئے منتخب کرنا ہی تھا تو اسے سرزمین عرب میں "محمد جیسا یتیم" ہی نظر آیا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ۔ ان کا خیال تھا کہ مکہ اور طائف کے سرداروں' وڈیروں' سرمایہ داروں' جاگیرداروں اور کثیر المال افراد میں سے کسی کو اس منصب پر فائز کرنا چاہیے تھا۔ وہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کا دعویٰ نبوت اس لحاظ سے بھی ناقابل یقین ہے۔ کہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہے نہ دولت۔ نہ جاگیر ہے نہ چودھراہٹ۔ نہ جاہ و منصب ہے نہ قوت و حشمت۔ ایسا مفلس' غریب' یتیم' بے سہارا اور دولت دنیا سے خالی شخص سیادت' قیادت' اور نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن عزیز کفار کے اس اعتراض و جدال کو ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ○

(سورۂ زخرف آیت نمبر ۳۱) ترجمہ ⟵ اور ان (کفار) نے کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا۔

اللہ رب العزت نے کفار کے اس اعتراض و جدال کو نقل کرنے کے بعد اس کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اے کفار و مشرکین! نبوت و رسالت تقسیم کرنا تمہارا کام نہیں اور رب تعالیٰ تمہارے مشورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رائے کا پابند بھی نہیں کہ جسے تم چاہو - اسے نبوت عطا فرمائے - بلکہ وہ اکیلا ہی ہر چیز پر قادر ہے - اسے ہر شئے کا علم ہے اور وہ ہر شخص کے حالات و کوائف سے پوری طرح واقف ہے - وہی بہتر اور خوب جانتا ہے کہ انسانوں میں سے کون نبوت و رسالت کے قابل ہے اور میں نے کسے منصب نبوت سے سرفراز فرماتا ہے - اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۲۴) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے - (یعنی کس کو رسول کے منصب عظیم کیلئے منتخب کرے -)

بشری رسالت پر جھگڑا

حضرات محترم! کفار عرب امام الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات کی تفصیل بیان کرنا اس وقت ہمارا مقصود نہیں ہے - صرف کفار کے جدال کی ایک جھلک عرض کرنے کا ارادہ ہے - اللہ کریم قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کی مخالفت اور مخاصمت میں یہ بات بھی برملا کہا کرتے تھے کہ اے محمد! ہم تمہاری رسالت کسی صورت ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں - اور ہمارا قلب و ذہن یہ تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منصب نبوت عطا فرمایا ہے کیونکہ نبوت اور رسالت ایک مقدس شئے ہے اور ہمارے خیال میں کوئی انسان اس عظیم منصب کا اہل اور اس مقام رفیع کے قابل نہیں ہو سکتا - خصوصاً آپ جیسا بے یارومددگار اور یتیم انسان تو قطعاً نبوت کا مستحق نہیں ہو سکتا - ہاں - اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول بھیجنا ہی تھا اور کسی کو اپنا پیغمبر اور نبی بنانا ہی تھا تو اسے اس منصب کیلئے کسی فرشتے کا انتخاب کرنا چاہیے تھا اور کسی فرشتے کو رسول بنا کر مبعوث فرمانا چاہیے تھا - قرآن حکیم کے چوبیسویں سپارے میں کفار کے اس جدال کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے -

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ ان کفار نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتوں کو (رسول بنا کر) نازل فرماتا۔ ہم تو تمہاری رسالت (کو نہیں مانتے بلکہ اس) کا انکار کرنے والے ہیں۔

کفار کے اس اعتراض و جدال کا جواب گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔ اگر زمین پر بسنے والی مخلوق فرشتے ہوتے تو ان کی ہدائیت کے لئے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ لیکن چونکہ زمین پر انسان بستے ہیں اس لئے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ایک انسان یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو معبوث فرمایا گیا ہے۔

کفار کے مطالبات

عزیزان کرام! کفار مکہ نے امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات' الزامات اور آپکے خلاف خصم و جدال کے علاوہ مطالبات کی ایک فہرست بھی پیش کی اور کہا کہ اے محمد! (ﷺ) اگر آپکو اپنی رسالت اور نبوت پر اصرار ہے اور آپ ضرور ہی ہم سے اپنی نبوت کا اقرار کروانا چاہتے ہیں تو ہمارے مطالبات پورے کردیں۔ ہماری حسب خواہش نشانیاں اور معجزات ظاہر کردیں تو ہم آپکو رب کا رسول ماننے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔ وہ مطالبات یہ تھے۔

① آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری فرمادیں۔
② آپ اپنے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ بنالیں۔
③ اور اس باغ کے درمیان نہریں جاری کردیں۔
④ آپ ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں۔
⑤ آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کریں۔
⑥ آپ کیلئے کوئی سونے کا گھر بن جائے۔
⑦ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں۔
⑧ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان سے کتاب لے آئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار کے ان مطالبات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ انہیں بتادیں کہ میرا اللہ تمام چیزوں پر قادر ہے۔ وہ چاہے تو آن واحد میں تمہارے تمام مطالبات پورے فرمادے۔ لیکن یہ اس کی مرضی اور منشاء پر منحصر ہے۔ میں اسے ان مطالبات کی تکمیل کے لئے نہ تو مشورہ دے سکتا ہوں اور نہ مجبور کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں تو اس کا رسول ہوں اور میرا کام صرف اس کے پیغام کو تم تک پہنچانا ہے اور وہ کام میں نے کر دیا ہے۔ اب اگر تم اس کے احکام و پیغام کو مان لو گے تو ابدی نعمتوں کے مستحق ٹھہرو گے۔ اور اگر اس کے ارشادات و فرمودات سے روگردانی کرو گے تو جہنم کے عذاب میں پھینک دیئے جاؤ گے۔ تمہاری خواہش کے مطابق تمہارے مطالبات پورے کرنا نہ میرے اختیار میں ہے اور نہ میرا یہ منصب اور مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کے پندرھویں سپارے میں کافروں کے ان مطالبات اور آنحضرت ﷺ کے جواب کو ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۰ تا ۹۳)

ترجمہ ⟵ اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دیں۔ یا آپ کیلئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اس کے درمیان آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں۔ یا آپ اپنے گمان کے مطابق ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں۔ یا آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑا کریں یا آپ کیلئے سونے کا خوبصورت گھر بن جائے۔یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھ جانے کا بھی یقین نہیں کریں گے جب تک آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود پڑھیں۔(اے پیغمبر!) آپ فرمادیجئے کہ میرا رب (ہر قسم کے عیوب سے) پاک ہے۔میں تو صرف ایک انسان ہوں جسے رسول بنایا گیا ہے۔

سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے کفار کے اسی قسم کے مطالبات' اعتراضات اور جدال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ۔ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰیٰتِیْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝

ترجمہ ـــ اور کفار' باطل دلیلوں کی آڑ لے کر جھگڑتے ہیں۔ تاکہ اس طرح وہ حق کو مٹا دیں۔اور انہوں نے میری آیات اور ڈراوے کو مذاق بنالیا ہے۔

حشر کے بارے میں جھگڑا

بزرگان محترم! کفار مکہ نبی مکرم ﷺ سے بعث بعد الموت کے بارے میں بھی بحث مباحثہ اور مجادلہ و مناقشہ کیا کرتے تھے اور وہ بڑے واشگاف الفاظ میں کہا کرتے تھے کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ (سورۃ مومنون آیت نمبر ۸۲) کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم اٹھائے جائیں گے۔

قرآن کریم کفار کے اسی جدال کو بیسویں سپارے میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ (سورۃ نمل آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ ـــ اور کافروں نے کہا جب ہم اور ہمارے باپ دادا (مرنے کے بعد) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے۔

یعنی ان کے نزدیک مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور دربار الٰہی میں حساب کیلئے پیش ہونا ناممکن اور محال تھا اور وہ اس عقیدے کو ماننے اور قبول کرنے کیلئے تیار ہی نہ تھے۔ بلکہ الٹا آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مذاق کرتے اور ازراہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمسخر کہتے تھے کہ۔ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۸) ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منکرین آخرت کے اعتراضات اور اشکالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ اے پیغمبر ﷺ آپ فرمادیجئے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی اللہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا۔ اور وہ ہر طرح کی تخلیق کا بخوبی علم رکھنے والا ہے۔

کفار کے اسی جدال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشہور مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر کی کتاب میں امام ابن سائب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے۔ کان جداله في البعث۔ کہ وہ بعث بعد الموت کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے جھگڑا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے اسی طرح کے جھگڑوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ۝

ترجمہ ◄ اور وہ کافر لوگ باطل دلیلوں کے ذریعے جھگڑتے ہیں۔ تاکہ وہ حق کو مٹا دیں۔ اور انہوں نے میری آیات اور ڈراوے کو مذاق بنالیا ہے۔

حضرات گرامی! آپ کیلئے شائد یہ امر حیرانی اور تعجب کا باعث ہو۔ کہ مشرکین مکہ کو رسول اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے اس درجہ بغض' عداوت' دشمنی اور مخالفت تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو برداشت کرنے کیلئے تیار تھے مگر امام الرسل ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کو سچا رسول ماننے کیلئے آمادہ نہ تھے۔ قرآن حکیم بیان فرماتا ہے کہ۔ جب مخالفین اسلام آنحضرت ﷺ کے دلائل اور حقائق کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ۔ اے اللہ! اگر محمد ﷺ واقعی تیرا سچا رسول اور قرآن حکیم تیری سچی وحی اور کتاب ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھروں کی بارش برسادے یا ہمیں کسی دردناک عذاب میں مبتلا کردے۔ ہمیں عذاب تو گوارا ہے مگر آنحضرت ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کلمہ پڑھنا گوارا نہیں ہے۔ قرآن مجید مشرکین و کفار کی اس دعاء عذاب کا ذکر یوں فرماتا ہے۔۔۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ (سورۃ انفال آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ ← اور جب ان لوگوں نے کہا۔ اے اللہ! اگر یہ قرآن واقعی آپکی طرف سے نازل شدہ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔

آپ ان دشمنان اسلام کی امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخالفت اور مخاصمت کا اندازہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہم سب کو اپنے آخری رسول ﷺ کا فرماں بردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

علامہ سیماب اکبر آبادی نے سورۂ کہف کی زیر بحث آیت کا کیا خوبصورت ترجمہ کیا ہے۔

ہم تو بس پیغمبروں کو بھیجتے ہیں اس لئے
مژدۂ رحمت سنائیں اور ڈرائیں قہر سے
جو ہیں کافر جھوٹے جھوٹے جھگڑے کرتے ہیں کھڑے
تاکہ سچ کو ڈگمگا دیں جھوٹ اور بہتان سے

آیاتِ استہزاء

اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کی سورۂ کہف کی زیر بحث آیت میں فرماتا ہے کہ مشرکین و کفار آنحضرت ﷺ سے مختلف امور اور اسلامی احکام و عقائد کے بارے میں بحث مباحثہ اور جھگڑا کرنے کے علاوہ اسلامی عقائد اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اور بات کا مذاق بھی اڑایا کرتے تھے۔ اور اسلام قبول کر کے صحابیت کا شرف عظیم حاصل کرنے والے جانثاروں کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ جس کی قدرے تفصیل اسی سورت کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا۔ اور ان کافروں نے ہماری آیات اور ہمارے ڈراوے کو مذاق بنا لیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا مذاق اڑانے اور قرآن حکیم کو گزشتہ زمانے کی داستانیں اور حکایات کہہ کر یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ ہم بھی ایسا کلام بنانے پر قادر ہیں اور اگر ہم چاہیں تو قرآنی آیات کی مانند منظوم کلام وضع کرسکتے ہیں۔ قرآنِ عزیزان کے اس دعوے اور استہزاء کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○ (سورۃ انفال آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ ⟵ اور جب ان کے سامنے ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے (اسے) سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اس طرح کی آیتیں کہہ سکتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہے۔

قرآن کے تین چیلنج

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم کے ساتھ ان کے استہزاء اور تمسخر کے جواب میں فرمایا کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم بھی اسی طرح کی آیات بنا سکتے ہیں۔ بالکل غلط اور جھوٹا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پوری کائنات کے جن اور انسان جمع ہو کر بھی اس جیسی کوئی کتاب تیار نہیں کرسکتے۔ اے مشرکین عرب! اگر تم اپنے دعوے میں سچے اور قول کے پکے ہو تو جاؤ۔ سب مل کر اس جیسی کوئی کتاب تیار کرو۔ مگر حضرات محترم! تاریخ عالم اس امر پر شاہد عدل ہے کہ سرزمین عرب کے باشندے اپنی تمام تر فصاحت' بلاغت اور زبان آوری کے باوجود قرآن حکیم کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔ اور کوئی ماں کسی ایسے بچے کو جنم نہ دے سکی۔ جو قرآنی آیات کے مقابلے میں کلام تیار کرسکتا ہو۔ اور قرآن کریم کا یہ چیلنج آج بھی قرآن مجید کے منکروں اور کافروں کو للکار رہا ہے۔ لیکن ماضی کی طرح آج بھی کسی کی مجال نہیں کہ قرآن مجید کے اس چیلنج کو قبول کرسکے۔ قرآنی آیت مبارکہ سنئے اور دعا کیجئے کہ رب العزت ہم سب کو قرآن فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۸)

ترجمہ ⟵ (اے رسول!) فرمادیجئے کہ اگر سارے جنات اور تمام انسان اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن مجید کی مثل لائیں تو اس کی مثل ہرگز نہیں لاسکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین اسلام رسول کائنات ﷺ پر یہ الزام بھی لگایا کرتے تھے کہ آپ خود الفاظ و تراکیب گھڑتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کر کے "اللہ کا کلام" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کے اس اعتراض کو نقل کر کے فرمایا کہ۔ اے دشمنان اسلام! اگر تم قرآن حکیم جیسی کوئی کتاب تیار نہیں کر سکے اور نہیں کر سکو گے تو جاؤ۔ فصاحت و بلاغت کے سارے ماہرین مل کر اس جیسی دس سورتیں ہی بنالاؤ۔ مگر تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ عرب اپنی تمام تر سخن آوری کے باوجود قرآن حکیم کے اس چیلنج کا جواب بھی نہ دے سکے۔

قرآن حکیم ان کے الزام 'افتراء اور جواب الٰہی کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورۂ ھود آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ ⟵ کیا وہ کفار کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے یہ (قرآن) خود گھڑ لیا ہے۔ آپ فرمایئے۔ کہ تم بھی اس جیسی دس سورتیں گھڑ لاؤ۔ اور (اپنی مدد کیلئے) اللہ تعالیٰ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو (تو جواب دو)

عزیزان گرامی! جب مخالفین اسلام قرآن حکیم کے اس چیلنج کا جواب بھی نہ دے سکے۔ یعنی قرآن عزیز کی دس سورتوں کے مقابلے میں اس جیسی دس سورتیں نہ بنا سکے تو خالق ارض و سماء نے ان کے استہزاء' مخالفت' اور قرآنی آیات کے انکار کی وجہ سے تیسرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیلنج پیش فرمایا کہ اے دشمنان اسلام۔ اگر تمہیں اب بھی قرآن مجید کے منزل من اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہونے میں کوئی شک و شبہ ہے تو اپنے تمام رفقاء اور حمائتیوں کو جمع کر کے اس کی سورتوں میں سے کسی ایک سورت جیسی کوئی سورت بنا کر دکھاؤ اور یاد رکھو۔ تم پہلے کی طرح اس قرآنی چیلنج کا جواب بھی ہرگز نہ دے سکو گے اور تمام کوششوں اور ہمتوں کے باوجود اس جیسی ایک سورت بھی تیار نہ کر سکو گے۔ جب تمہاری بے بسی کا یہ عالم ہے تو پھر اس کتاب مبین پر ایمان لا کر اپنے آپ کو آخرت کے عذاب سے بچالو جسے منکرین قرآن کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳-۲۴)

ترجمہ ــ اور اگر تمہیں شک ہے اس بارے میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمایا ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو (تو یہ کام کیوں نہیں کرتے) پس اگر تم نے نہ کیا اور (یاد رکھو) تم (یہ کام) ہرگز نہ کر سکو گے۔ تو (اس قرآن پر ایمان لا کر) اس آگ سے بچ جاؤ۔ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ (اور) وہ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

اسی مفہوم اور چیلنج کو قرآن مبین کے گیارہویں سپارے میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے کفار مکہ! تمہارا یہ دعویٰ کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمایا بلکہ محمد (ﷺ) نے اسے خود گھڑا ہے۔ حق و صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان قرآنی الفاظ کو کسی غیر اللہ نے نہیں بنایا بلکہ رب السماوات والارض نے نازل فرمایا ہے۔ اور اس میں ضروری احکام کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیئے نبی مکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا ہے۔ اور اے منکرین قرآن! اللہ تعالیٰ کے اس غیر مبہم اور واضح اعلان کے باوجود اگر تمہارا دعویٰ اور اصرار ہے کہ ان آیات کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود بنایا اور ترتیب دیا ہے تو تم اس کے مقابلے میں دنیا بھر کے ادیبوں' خطیبوں اور شعراء کو اکٹھا کرو۔ اور تمام فصحاء' بلغا اور ادباء مل کر اس قرآن عزیز کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت بنا کر پیش کرو۔ مگر اس بات کو قلب و ذہن میں رکھو۔ کہ پوری کائنات کے اہل علم' اہل قلم' اہل زبان اور اہل بیان مل کر بھی اس کتاب الٰہی کی چھوٹی سی سورت کی مانند کوئی سورت نہیں بنا سکتے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (سورۂ یونس آیت نمبر ۳۷-۳۸) ترجمہ ← اور یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے نہیں گھڑا گیا ہے بلکہ یہ تو پہلے سے نازل شدہ (کتابوں) کی تصدیق کرنیوالا ہے۔ اور ضروری احکام کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے (نازل کیا گیا) ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے اسے خود گھڑ لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ تم بھی اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جسے چاہو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو (تو اس چیلنج کا جواب کیوں نہیں دیتے)

قیامت کا مذاق

حضرات گرامی! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ کو جب قیامت کی سختی' تلخی' ہولناکی اور وحشت سے ڈرایا جاتا تو خوف کھانے اور ڈرنے کی بجائے وہ قیامت کے دن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاق اڑاتے اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے کہ جس قیامت' حشر اور محاسبۂ اعمال کی بات محمد (ﷺ) کرتے ہیں یہ محض جھوٹ' افتراء اور کذب ہے۔ اور اس کی اصل حقیقت کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ اپنے ان غلط نظریات کے پرچار میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے اور وعدۂ قیامت کا استہزاء اور تمسخر اڑاتے ہوئے کہتے کہ اے محمد! (ﷺ) اگر حادثہ قیامت واقعی برحق ہے تو ہمیں بتلاؤ کہ قیامت کب آئے گی اور اس کا مقررہ وقت کیا ہے۔ قرآن حکیم کفار کے اس استہزاء اور مذاق کا ذکر یوں فرماتا ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ (سورۂ یٰسین آیت نمبر ۴۸)

ترجمہ ـــ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ (اے محمد ﷺ!) اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ کہ وعدۂ قیامت کب آئے گا۔

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت میں کفار کے اسی مذاق آخرت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ○ کہ ان کافروں نے ہماری آیات کو اور جس چیز سے انہیں ڈرایا جاتا ہے اس کو مذاق بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے اس مذاق کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔ قیامت اس طرح نہیں آئے گی کہ پہلے اس کی آمد کا اعلان کیا جائے کہ فلاں تاریخ کو اتنے بج کر اتنے منٹ پر قیامت برپا ہوگی۔ اور کائنات کا نظام درہم برہم کردیا جائے گا۔ بلکہ فرمایا۔ صورت حال یہ ہوگی لوگ اپنے اپنے کام اور کاروبار میں مصروف ہونگے۔ دکاندار اپنی دکان پر بیٹھے ہونگے۔ کاشتکار اپنی زمین کو سنوارنے اور اسے بنانے میں مشغول ہونگے اور کسی کو قیامت کے حادثے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا کہ اچانک ایک ہولناک اور خوفناک چیخ اور کڑک ہر طرف پھیل جائے گی۔ اس چیخ اور کڑک کو سنتے ہی کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ دکاندار گھر نہ آسکے گا۔ کاشتکار کام مکمل نہ کرپائے گا ۔ دفتر بند نہ ہوگا۔ بازار کھلے ہوئے ہونگے۔ کاروبار زندگی عروج پر ہوگا۔ کہ جہاں کوئی ہے۔ وہیں موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۹) وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا جو اچانک انہیں پکڑ لے گی۔ جبکہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہونگے۔

حضرات محترم! جب قیامت کی بات شروع ہو ہی گئی ہے تو سورۃ کہف کی اگلی آیت مقدسہ کی تشریح شروع کرنے سے قبل اس بارے میں سرور کائنات' ہادی کائنات' رحمت کائنات اور محسن کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد مبارک بھی سماعت فرمالیجئے۔ مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلَانِ قَدْ نَشَرَا ثَوْبَهُمَا يَتَبَايَعَانِهِ فَلَا يُطْوِيَانِهِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَلِيْطُ حَوْضَهُ لِيَسْقِيَ مَاشِيَتَهُ مَا يَسْقِيْهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔ وَالرَّجُلُ يَخْفِضُ مِيْزَانَهُ وَمَا يَرْفَعُهُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَرْفَعُ اُكْلَتَهُ اِلٰى فِيْهِ فَمَا يَتَلِعُهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۹۳ جزء ۱۵)

ترجمہ :::: قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہونگے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا وہ اس تھان کو لپیٹ نہ سکیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ اور ایک شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کیلئے حوض کی لپائی اور درستگی کر رہا ہوگا تو مویشیوں کو پانی پلانے سے قبل ہی قیامت آجائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا اس کے ترازو کو اوپر اٹھانے سے پہلے ہی قیامت واقع ہو جائے گی۔ ایک شخص روٹی کا لقمہ منہ میں ڈالے گا۔ مگر اسے چبا نہ سکے گا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قیامت کی سختیوں' تلخیوں اور پریشانیوں سے محفوظ و مصئون فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظلم کی اقسام

بزرگان محترم! قرآن کریم میں متعدد افعال کا ارتکاب کرنے والوں کو "ظالم" کہا گیا ہے جن کی تفصیل بیان کرنے کا وقت اور موقع نہیں ہے چونکہ سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت مقدسہ میں "اَظْلَمُ" یعنی بہت بڑے ظالم کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے ظالمین کی ایک فہرست آپ کی خدمت میں پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں

1- شرک کا ارتکاب کرنے والوں۔
2- غیر اللہ کی پوجا کرنے والوں۔
2- حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والوں۔
4- حکم الٰہی پر عمل نہ کرنے والوں۔
5- فرمان خداوندی کو بدل دینے والوں۔
6- فحش حرکات کرنے والوں۔
7- یتیموں کا مال کھانے والوں۔
8- حکم الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں۔
9- کفر اپنانے والوں۔
10- بدعت پر عمل کرنے والوں۔
11- اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں۔
12- توبہ نہ کرنے والوں۔
13- زنا جیسا فعل کرنے والوں۔
14- کسی کا مال چرانے والوں۔
15- راہ خدا میں مال خرچ نہ کرنیوالوں۔
16- آیات خداوندی کا انکار کرنیوالوں۔
17- کسی پر زیادتی کرنے والوں۔
18- کسی کا ناحق مال کھانیوالوں۔

کو "ظالم" قرار دیا ہے۔

آٹھ بڑے ظالم

معزز حضرات! قرآن عزیز نے ظلم کی ان اقسام اور ظالموں کی اس فہرست کے علاوہ آٹھ قسم کے بڑے بڑے ظالموں کا ذکر بھی فرمایا ہے اور انہیں "اَظْلَمُ" یعنی بہت بڑے ظالم قرار دیا ہے۔ تفصیل میں جائے بغیر صرف قرآنی آیات اور ان کے ترجمے پر غور فرمائیں۔

1 مساجد سے روکنے والا

جو شخص کسی مسلمان کو مسجد میں آنے سے روکتا ہے اور وہاں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے منع کرتا ہے ایسے بدنصیب شخص کو قرآن کریم میں سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ ===► اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام ذکر کرنے (یعنی اس کی عبادت کرنے) سے روکتا ہے۔ اور ان مسجدوں کی (آبادی کی بجائے) بربادی کی کوشش کرتا ہے۔

حضرات محترم! آج آپ کو کئی ایسی مساجد نظر آئیں گی جن کے دروازوں پر لکھا ہوا ہو گا کہ "اس مسجد میں فلاں جماعت کے لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے۔" اور ایسے بدبخت اشخاص بھی دکھائی دیں گے جو لوگوں کو بعض مسجدوں میں جانے سے منع کرتے ہیں اور ان کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور اہل توحید کی بنائی ہوئی مساجد سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے طرح طرح کی الزام تراشی اور دشنام طرازی کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا خاص احسان اور اس کا فضل و کرم ہے کہ جوں جوں لوگوں کو توحید پرستوں کی مسجدوں سے روکا جاتا ہے۔ توں توں ان مساجد کی رونق میں اضافہ ہو رہا ہے اور --- الحمد للہ --- لوگوں کے قلب و ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ اگر قرآن و سنت کے مطابق تقریر کرتے ہیں تو صرف "اہلحدیث" کرتے ہیں اور فرقہ واریت سے ہٹ کر اہل اسلام کو قرآن و حدیث پر اتحاد کی دعوت دیتے ہیں تو صرف "اہلحدیث" دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے نام نہاد مذہبی راہنما پریشان ہیں اور لوگوں کو اہلحدیث مساجد میں آنے سے روکتے اور ہمارے علماء کا وعظ سننے سے منع کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ؎

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

عزیزان گرامی! ایسے ظالم بلکہ سب سے بڑے ظالم۔ جو لوگوں کو اللہ کے گھروں سے روکنے کی کوشش کریں ان کی سزا کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں (جس کا ابتدائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ ابھی آپ نے سماعت فرمایا ہے۔) یوں فرمایا ہے۔

لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ○

ترجمہ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور رسوائی اور آخرت میں سخت ترین عذاب ہے۔

میرے بھائیو! یاد رکھو جو افراد' اللہ کے گھروں کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو برباد کر دیتا ہے اور جو خوش قسمت انسان مساجد کو آباد کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کے گھروں کو آباد فرماتا ہے۔ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

اِذَا رَءَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ۔

(رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۹)

ترجمہ جب تم کسی شخص کو مسجد کا خیال رکھتے اور اس کی نگرانی و حفاظت کرتے ہوئے دیکھو تو گواہی دے دو کہ "یہ ایمان دار شخص ہے۔"

گویا ایمان کی صداقت اور قبولیت کا معیار ہی مسجد کی نگہداشت ہے۔ اگر کوئی فرد مسجد کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے تو وہ صاحب ایمان ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کا دشمن' مخالف اور مسجد میں آنے میں رکاوٹ ڈالنے والا ہے تو قرآنی الفاظ کے مطابق وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ۔

2 گواہی چھپانے والا

قرآن کریم میں اہل ایمان کو سچی گواہی دینے اور جھوٹی گواہی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مسلمان کو ہمیشہ عادلانہ گواہی کا پابند بنایا گیا ہے کسی کی حمایت یا مخالفت میں جھوٹی گواہی دینا اسلام کی نظر میں سخت معیوب اور کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی اور عداوت تمہیں عدل و انصاف اور سچی گواہی سے نہ روکے۔ بلکہ ہمیشہ اور ہر شخص سے عدل و انصاف کرو۔ اور عدل و انصاف کی بنیاد اور اساس گواہی ہے۔ اس لئے گواہی نہ چھپانے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا گیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۸)

ترجمہ ← اے اہل ایمان! انصاف کے ساتھ اللہ کیلئے گواہی دینے کو کھڑے ہو جاؤ۔اور کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل کے خلاف آمادہ نہ کرے۔عدل کرو۔عدل ہی پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

حضرات محترم! سچی اور حقیقی گواہی کو چھپانا اور وقت آنے پر سچی گواہی دینے کیلئے تیار نہ ہونا ظلم بلکہ "بہت بڑا ظلم" ہے۔اللہ تعالیٰ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۰)

ترجمہ ← اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے۔جس نے وہ گواہی چھپائی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

معزز بھائیو! اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ آٹھ بڑے ظالموں میں سے ایک بڑا ظالم گواہی چھپانے والا بھی ہے۔

3 اللہ پر جھوٹ باندھنے والا

اللہ احکم الحاکمین کی حرام کردہ اشیاء کو حلال یا حلال چیزوں کو حرام قرار دینا۔مخلوقات میں سے کسی کو رب العالمین کی اولاد باور کرانا۔جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف اور آخرت میں شفاعت کا اختیار نہیں دیا۔انہیں ان اختیارات کا مالک سمجھنا۔اور اپنی طرف سے مسائل گھڑ کر انہیں اللہ رب العزت کی طرف منسوب کرنا' بہت بڑا ظلم اور صریحاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادتی ہے۔ قرآن مجید نے اس قبیح حرکت کے مرتکب کو بہت بڑا ظالم قرار دیا ہے۔ آٹھویں سپارے میں ارشاد الٰہی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۴۴)

ترجمہ :- پس اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھے تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو ہدائیت عطا نہیں فرماتا۔

اسی بات کو قرآن کریم کے بارھویں سپارے میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ ھود آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ :- اور اس آدمی سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور گواہ عرض کریں گے کہ یہی ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ یاد رکھو۔ ظلم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے والے کی مذمت اور اسے "اظلم" قرار دیتے ہوئے اٹھائیسویں سپارے میں فرمایا گیا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الصف آیت نمبر ۷-۸)

ترجمہ :- اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھے۔ اور اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نصیب نہیں فرماتا۔ وہ (ظالم) چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور (اسلام) کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرنے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے خواہ کافر اسے ناپسند ہی کریں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

4 جھوٹا مدعی نبوت

حضرات گرامی! قرآن حکیم میں ایسے شخص کو بھی بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اور اپنی من گھڑت باتوں کو وحی الٰہی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کرے اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دے۔ یا یہ دعویٰ کرے جس طرح نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ میں بھی اسی طرح کلام نازل کر سکتا ہوں۔ ایسا شخص بد بخت' بد نصیب اور بد اعمال ہونے کے علاوہ بہت بڑا ظالم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کے ساتویں سپارے میں ایسے ہی بڑے ظالم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ۔ (سورۃ انعام آیت نمبر ۹۳)

ترجمہ: اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی۔ اور وہ شخص (بھی بڑا ظالم ہے) جو کہے کہ میں بھی اسی طرح کلام نازل کروں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔

حضرات گرامی! آپ نے غور فرمایا کہ اللہ رب العالمین نے نبوت کے جھوٹے دعوے دار کو سب سے بڑا ظالم فرمایا ہے۔ آپ حضرات یہ بات اپنے قلب و ذھن میں پختہ کریں کہ جس طرح مسیلمہ کذاب' جھوٹا' ظالم اور کافر تھا' اسی طرح مسیلمہ پنجاب یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بھی کذاب' جھوٹا اور کافر و مرتد ہے۔ وہ رسول رحمت ﷺ کی شان ختم نبوت کا انکاری اور بے ایمان و دغا باز اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اس کے اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریت کے افکار سے بچنا از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی آخر الزمان ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

5 آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والا

اللہ رب العزت کے احکام‘ فرامین‘ ارشادات اور اس کی آیات کو جھٹلانے والا‘ فرمودات الٰہی کی تکذیب کرنے والا اور اس کی وحی کا انکار کرنے والا بھی بہت بڑا ظالم بلکہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کے ساتویں سپارے میں ایسے ہی ظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورۃ انعام آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ ― اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا۔ یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ بلاشبہ ظلم کرنے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

یہی مضمون اور مفہوم قرآن حکیم کے آٹھویں سپارے میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِی الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ○ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۵۷)

ترجمہ ― پس اس سے بڑا ظالم اور کون ہے۔ جس نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ عنقریب ہم اپنی آیات سے منہ موڑنے والوں کو برے عذاب سے سزا دیں گے۔ اس وجہ سے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے۔

یہی بات قرآن عزیز کے گیارہویں سپارے میں یوں سمجھائی گئی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ ― پس اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا یا اس کی آیات کو جھٹلایا۔ یقیناً ایسے مجرم لوگ (کسی صورت) فلاح نہیں پائیں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

6 حق کی تکذیب کرنے والا

برادران گرامی! اللہ رب السموات والارض نے حق کی تکذیب کرنے والے۔
سچائی کو جھٹلانے والے اور دین حق کا انکار کرنے والے کو بھی بہت بڑا ظالم قرار دیا ہے۔
قرآن مجید کے اکیسویں سپارے میں فرمان ربانی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورت عنکبوت آیت نمبر ۶۸)

ترجمہ ــــ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا جب اس کے پاس حق آجائے تو اس کی تکذیب کرے (یعنی حق کو جھٹلا دیں) کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہوگا (یعنی حق کو جھٹلانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا)

حق 'سچ اور حقیقت کو جھٹلانے والے 'اس کا انکار کرنے والے اور دین کی دعوت کو ٹھکرانے والے کے ظلم اور زیادتی کا ذکر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کے چوبیسویں سپارے میں یوں کیا گیا ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورۃ زمر آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ ــــ پس اس آدمی سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور صدق اور سچائی کی تکذیب کرے۔ جو اس کے پاس آچکا ہے کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے۔

7 انبیاء کے نافرمان

حضرات گرامی! قرآن عزیز کے ستائیسویں سپارے میں عادیوں 'ثمودیوں اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت 'تباہی 'بربادی اور عذاب الٰہی کی زد میں آنے کا ذکر کیا گیا ہے اور ان قوموں کی تباہی کا سبب یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے انبیاء کے نافرمان 'سرکش اور بہت بڑے ظالم تھے۔
قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ سنئے اور اللہ کریم سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سب کو اپنے آخری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اطاعت گزار اور فرماں بردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ِۨالْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰى ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ (سورۂ نجم آیت نمبر ۵۰-۵۲)

ترجمہ ــ اور بے شک اس (اللہ تعالیٰ) نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور ثمود کو (بھی) اس نے باقی نہ چھوڑا۔اور اس سے قبل قوم نوح کو (بھی تباہ کر دیا) بے شک وہ بہت بڑے ظالم اور سرکش تھے۔

8 اللہ کی آیات سے اعراض کرنے والا

برادران محترم! بہت بڑے ظالموں میں سے آٹھویں قسم کا بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اللہ رب العالمین کی آیات مبارکات سے اعراض کرتا اور احکام الٰہی سے روگردانی کرتا ہے۔اسے لاکھ نصیحت کی جائے مگر وہ نصیحت کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے اسے درخور اعتناء ہی نہیں سمجھتا۔اسی قسم کے آدمی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ (سورۂ سجدہ آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ ــ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے۔جسے اللہ کی آیات سے نصیحت کی گئی تو اس نے اس سے منہ پھیر لیا۔بلاشبہ ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

حضرات ذی وقار! سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیت کریمہ میں اسی قسم کے بڑے ظالموں کا ذکر کیا گیا ہے اور ارشاد فرمایا گیا ہے جن لوگوں کو آیات الٰہی کے ساتھ سمجھایا جائے۔وعظ و نصیحت کی جائے اور عذاب سے ڈرایا جائے اور وہ آیات خداوندی سے روگردانی کریں۔احکام قرآنی سے منہ موڑیں اور من مانی کرنے کی کوشش کریں تو ایسے لوگ سب سے بڑے ظالم ہیں۔فرمایا۔جب کوئی شخص ایسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے اور اگلی زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی آخرت کی فکر نہیں کرتا تو اس کی بد اعمالیوں' بد افعالیوں اور اعراض و روگردانی کی وجہ سے ہم اس کے دل پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور اس کے کانوں میں بوجھ پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے ہدایت کی طرف کتنا ہی کیوں نہ بلایا جائے اسے کبھی ہدایت نصیب ہی نہیں ہوتی۔ اب سورۂ کہف کی آیت مبارکہ سنئے اور اس کا ترجمہ سمجھنے کی کوشش فرمایئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○

ترجمہ ← اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے۔ جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی گئی تو اس نے اس سے روگردانی کر لی اور اس نے اپنے ان اعمال کو فراموش کر دیا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجے تھے۔ پس ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے تاکہ وہ قرآن کو سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی اور اگر تم انہیں ہدائیت کی طرف بلاؤ تو وہ ہرگز ہدائیت قبول نہیں کریں گے۔

برادران محترم! آپ نے قرآن حکیم کی تقریباً چودہ ایسی آیات سماعت فرمائی ہیں جن میں "اَظْلَمُ" کا لفظ آیا ہے۔ ان آیات سے واضح ہو گیا کہ سب سے بڑے ظالم آٹھ قسم کے افراد ہیں۔ جن کا تفصیلی تذکرہ آپ نے قرآنی آیات سے سنا اور سمجھا ہے۔ اللہ احکم الحاکمین کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے اور قرآن و سنت پر عمل کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رحمت اور مہلت

سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات میں جن سرکشوں' باغیوں' کافروں' مشرکوں' ظالموں اور آیات الٰہی کا مذاق اڑانے والوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے اعمال' افعال' حرکات اور اطوار اس قابل ہیں کہ انہیں فوراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب کی چکی میں پیس کرر کھ دیا جائے۔ پہلی امتوں کی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے اور ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کا کرم اور لطف عظیم ہے کہ وہ گناہ گاروں' خطا کاروں اور سیاہ کاروں کو فوری طور پر عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں مہلت عطا فرماتا ہے تاکہ وہ کفر و شرک اور نافرمانی سے توبہ کر کے رب کی رحمت اور جنت کے مستحق بن جائیں لیکن جب مہلت کے باوجود ایسا نہیں ہوتا اور مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور عذاب و ہلاکت کا جو وقت رب تعالیٰ نے مقرر کیا ہوتا ہے وہ آجاتا ہے تو پھر فرار کا کوئی راستہ نہیں رہتا اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوتی پھر ایسے ظالموں اور باغیوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے جو انہیں ہلاک و برباد اور تباہ کر کے رکھ دیتا ہے سورۂ کہف کی اگلی آیت میں رب تعالیٰ کی اس رحمت اور مہلت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ خالق کائنات اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ○

ترجمہ ⬅ اور آپ کا پروردگار تو بہت بخشنے والا اور رحمت والا ہے اگر وہ انہیں ان کے کئے پر پکڑ لیتا تو ان پر جلد عذاب بھیجتا بلکہ ان کیلئے وعدے کا ایک وقت مقرر ہے۔۔جس سے وہ سرکنے کی جگہ ہی نہیں پائیں گے۔

امم سابقہ کی ہلاکت

برادران گرامی! آج کے خطبے کی آخری آیت مبارکہ میں اللہ رب العالمین نے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق کو ٹھکرانے' آپ کے مشن کا مذاق اڑانے اور آوازۂ حق کو دبانے کی کوشش کرنے والے مشرکوں اور کافروں کو سمجھانے اور انہیں راہ راست پر لانے کیلئے بطور عبرت پہلی امتوں کی ہلاکت اور بربادی کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اے مشرکین مکہ! تم ہمارے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کر رہے ہو۔ آیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٰہی سے تمسخر کر رہے ہو اور رب تعالیٰ کے احکام کا مذاق اڑا رہے ہو۔ اور سب کچھ کرنے کے باوجود اب تک اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہو تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور تمہارے اعمال کی سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ مہلت تو اللہ رب العالمین کا طریقہ اور مستقل سنت ہے۔ جو ہر ایک گروہ کو وہ ایک مقررہ مدت تک عطا کرتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کا کوئی پہلو اختیار کر لیں۔ جب کوئی قوم مہلت کے باوجود اپنے عقیدے اور عمل کی درستگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتا ہے اور انہیں تباہ و برباد کر کے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ اور فرمایا اے مشرکین مکہ! عاد' ثمود' حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی اقوام کی بستیاں تو تمہارے قریب ہی تھیں انہیں بھی تمہاری طرح مہلت عطا کی گئی مگر جب انہوں نے اصلاح احوال کیلئے انبیاء کی دعوت کو قبول نہ کیا اور ان کا ظلم و سرکشی حد سے بڑھ گئی اور عذاب کا مقررہ وقت آ گیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

ترجمہ ⬅ اور یہ ہیں وہ بستیاں جن کے باشندوں کو ان کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہم نے ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر رکھا تھا۔

اللہ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے' سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 15

قصہ موسیٰؑ و خضرؑ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ○ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ○ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ○ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَاۤ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا ○ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○ (سورۃ کہف آیت نمبر ۶۰ تا ۶۴)

ترجمہ ــــ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان (ساتھی) سے کہا کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں۔ گو میں (چلتے چلتے) مدت دراز گزار دوں۔ پس جب وہ دونوں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھول گئے۔ پس اس (مچھلی) نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنالیا۔ جب دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ (تو) موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لے آؤ۔ تحقیق ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ اس (ساتھی) نے عرض کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے اس مچھلی کا ذکر صرف شیطان نے فراموش کروایا ہے اور اس نے دریا میں اپنا راستہ بڑے تعجب انگیز طریقے سے بنالیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہی تو وہ (جگہ) ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثناء اور تعریف و تسبیح کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام امام المتقین' سید الاولین والآخرین' خاتم النبیین' سرور دنیا و دین' رحمتہ للعالمین' شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر' جن کی نبوت و رسالت ہر قسم کے شک و شبہے سے بالاتر ہے اور جن کا مقام پوری کائنات میں تمام مخلوق سے افضل' اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو ایسے عظیم و برتر پیغمبر کا فرمان بردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

تمہید

برادران اسلام! سورۂ کہف کی توضیح و تذکیر کا آج پندرھواں خطبہ جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو قرآن حکیم کی اس بابرکت سورت کی تفسیر سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرما رکھی ہے۔ وگرنہ آج کل تو خطبات جمعہ میں بھی خطباء حضرات ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور نفرتوں کا بیج بونے سے پرہیز نہیں کرتے۔ میرے اور آپ کیلئے یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ ہم ہر خطبہ جمعہ میں قرآنی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ احکم الحاکمین اپنے قرآن مبین کے ساتھ ہماری محبت کو قبول فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔ تو آیئے آج کے خطبے کی آیات بابرکات کا منظوم ترجمہ سماعت فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جب موسیٰ جناب خضر سے ملنے چلے
تو وہ اپنے نوجوان خادم سے یوں کہنے لگے
مجمع البحرین پر پہنچوں نہ جب تک بالیقین
میں یونہی چلتا رہوں گا باز آنے کا نہیں
چاہے قرنوں تک مجھے چلنا پڑے، یوشع یونہی
دونوں دریاؤں کے سنگم پر جو یہ پہنچے مگر
چھوڑ آئے اپنی مچھلی کو وہیں پر بھول کر
اور اس مچھلی نے دریا میں بنا کر اک سرنگ
راہ لی اپنی کہ حکم رب یہی تھا بے درنگ
پھر جب آگے بڑھ گئے موسیٰ نے یوشع سے کہا
تھک گئے ہم لاؤ ہم کو دو ہمارا ناشتا
اس سفر میں واقعی زحمت ہوئی بے انتہا
بولے یوشع دیکھئے ٹھہرے جو ہم پتھر کے پاس
بھول اٹھا مچھلی وہیں ایسے میرے کھوئے حواس
فی الحقیقت یہ بھلا وہ مجھ کو شیطاں نے دیا
آپ سے جو ذکر میں اس کا نہ اب تک کرسکا
اور عجب مچھلی نے دریا میں بنایا راستا
بولے موسیٰ ہے وہ موقع ڈھونڈتے تھے ہم جسے
پھر ہوئے واپس وہ اپنے نقش پا پہچانتے

حضرات محترم! آپ اسی مقدس سورت کی تفسیر میں سن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تکبر، فخر اور غرور کو قطعاً پسند نہیں فرماتا بلکہ مخلوق کی طرف سے عاجزی، انکساری اور تواضع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے محبوب ہے۔ اسی سلسلے میں اس سورت کے اندر ایک مغرور باغ والے کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے پھر ابلیس کے تکبر کی مذمت کی گئی ہے۔ اور اہل مکہ کے غرور و عناد کو بھی بیان فرما کر انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ گزشتہ خطبہ کی آیات میں بھی امم سابقہ یعنی عاد و ثمود' قوم فرعون' قوم لوط اور اہل مدین کی ہلاکت و بربادی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ ان کے ظلم' زیادتی اور غرور کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا ۔ آج کے خطبے کی آیات مقدسات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ کسی انسان کو جب اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور اعلیٰ مقام عطا فرما دے تو اسے غرور اور گھمنڈ کی بجائے عاجزی کا اظہار کرنا چاہیے اور خود کو سب سے بڑا سمجھنے کے مرض میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی سلسلے میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے۔

بیان قصہ کی وجوہات

آپ اسی سورت کے آغاز میں یہ بات تفصیل سے سن چکے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کی مکی زندگی میں مشرکین مکہ نے یثرب (مدینہ) کے یہودیوں سے مشورے کے بعد رسول مکرم ﷺ سے تین سوال کئے تھے اور کہا تھا کہ اگر آپ ان سوالات کے درست جوابات دے دیں تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ آپ واقعتاً اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ وَاِلَّا۔ فَلَا۔ اور اگر آپ ان سوالوں کے صحیح جواب نہ دے سکے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول برحق نہیں ہیں۔

وہ تین سوالات یہ تھے کہ۔ ① اصحاب کہف کا واقعہ کیا ہے۔ ② روح کی حقیقت کیا ہے۔ ③ ذوالقرنین کا قصہ کیا ہے۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ دوسرا سوال روح کی حقیقت کے بارے میں نہیں بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کے بارے میں تھا۔ (تفہیم القرآن صفحہ ۷ جلد ۳)

مخالفین اسلام کے انہیں سوالات کے جواب میں سورۂ کہف نازل فرمائی گئی جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں "قصہ اصحاب کہف" تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ "قصہ موسیٰ و خضر" آج کی آیات سے شروع ہوتا ہے جو دو رکوعات پر محیط ہے اور اس کے بعد "ذوالقرنین کا واقعہ" پورے ایک رکوع میں (جو سورۃ کہف کا سب سے طویل رکوع ہے) بالوضاحت بیان فرمایا گیا ہے۔ تو گویا کہ ان آیات طیبات میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ مشرکوں اور یہودیوں کے اعتراض اور سوال کے جواب میں ہے اور نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی واضح دلیل اور قاطع برھان ہے۔

اس قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام کے یہاں بیان کرنے کی دوسری وجہ اور سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں' نصرانیوں اور مشرکوں کو بتانا چاہتا ہے کہ میرے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ اگر ان سوالات کا جواب نہ بھی دیں تو بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت پر کچھ حرف نہیں آتا۔ کیونکہ ہر شئے کا ہر وقت علم ہونا' تو صرف اور صرف رب العالمین ہی کا خاصہ اور اسی کے شایان شان ہے۔ کیونکہ کوئی نبی' ولی یا فرشتہ کلی علم کا مالک نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہیں تم تینوں گروہ رب تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہو انہیں بھی بعض امور سے واقفیت نہ تھی اور ان اسرار و رموز کا علم حاصل کرنے کیلئے انہیں ایک طویل سفر اختیار کرنا پڑا۔ اگر بعض امور سے عدم واقفیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کیلئے کوئی عیب و عار نہیں تھا۔ تو تمہارے ان سوالوں کا جواب نہ دینا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کے بھی منافی نہیں ..... لیکن تمہارے اصرار پر ہم اپنے رسول برحق کی زبان صداقت بیان سے ان سوالوں کا جواب تمہیں بتلا رہے ہیں ----- اور حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ قرآن حکیم میں بیان فرما رہے ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ذَكَرَ اللّٰهُ قِصَّةَ مُوْسٰى وَالْخَضِرِ تَنْبِيْهًا عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ لَا يَلْزَمُهُ اَنْ يَكُوْنَ عَارِفًا بِجَمِيْعِ الْقِصَصِ وَالْاَخْبَارِ۔ (تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۹۷ جلد ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ← اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا یہ قصہ اس تنبیہ کیلئے ذکر فرمایا ہے (تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے) کہ کسی نبی کیلئے تمام قصوں اور خبروں سے واقف ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس بات سے ہمارے ہاں کے بعض غلو پسندوں کے عقیدے کا بھی بطلان ہوتا ہے جو یہ سمجھتے کہ نبی کیلئے عالم الغیب اور۔ عَالِمِ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ ۔ ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کے مطابق صحیح عقیدہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصے کو یہاں ذکر کرنے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ قبل ازیں اصحاب کہف کا قصہ بالتفصیل بیان ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے اسی کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے دوسرا عجیب و غریب قصہ بھی بیان فرمادیا یعنی "قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام" جو قدرت کے عجائبات میں سے ایک اہم عجوبہ اور اس کی قدرت کی آیات اور نشانیوں میں بہت بڑی نشانی ہے۔

واقعہ کا پس منظر

حضرات گرامی! آیئے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات کی روشنی میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اس واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمارہے تھے اور آپ کی تقریر ایسی پر اثر اور دل نشیں تھی کہ سامعین کے دل نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں۔ حَتّٰی اِذَا فَاضَتِ الْعُیُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ۔ صحیح بخاری صفحہ ۶۸۸ جلد ۲) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خطاب سے متاثر ہو کر لوگوں کے آنسو بہہ پڑے اور دل نرم اور رقیق ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تقریر اور خطاب سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی گفتگو اور وعظ و نصیحت کے انداز کی بے حد تعریف کرتے ہوئے عرض کرنے لگا۔ اے موسیٰ! (علیہ السلام) هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ۔ (آپ کی تقریر نے لوگوں کو بڑا متاثر کیا ہے۔ آپ کے انداز خطابت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ روئے زمین کے سب سے بڑے عالم اور خطیب ہیں تو کیا اس وقت روئے زمین پر آپ سے بڑا کوئی عالم بھی موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ جلیل القدر اور کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا کے مصداق پیغمبر اور رسول تھے اور اپنے دور کے سب سے بڑے عالم اور شریعت کے ماہر بھی تھے اس لئے سائل کے جواب میں فرمایا کہ۔ نہیں۔ اس وقت مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

عزیزان گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بارے میں یہ خیال اور بیان اللہ رب العزت کو پسند نہ آیا کہ اس کا نبی اپنی زبان سے اپنے آپ کو سب سے بڑا عالم ظاہر کرے۔ کیونکہ اس طرح کے اظہار میں خود پسندی اور کبر کا عنصر پایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو تکبر و نخوت کے تصور سے بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سونپتے ہوئے کہنا چاہیے تھا کہ "اللہ رب العالمین ہی بہتر جانتا ہے کہ سب سے بڑا عالم کون ہے۔" حدیث مقدسہ کے الفاظ ہیں۔ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ کیا بلکہ خود سب سے بڑا عالم ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فوراً وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ خضر (علیہ السلام) ایسا بھی ہے جس کا علم تمہارے علم سے وسیع اور اس کی معلومات تمہاری معلومات سے زیادہ ہیں۔

صحیح بخاری صفحہ ۱۷ جلد ۱، صفحہ ۶۸۸ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰؑ کی تقریر

حضرات محترم! آپ سوچ رہے ہونگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ تقریر کیا تھی جسے سن کر سامعین پر رقت طاری ہوگئی اور وہ آپ علیہ السلام کی تقریر پر تاثیر کو سن کر رونا شروع ہوگئے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کا موضوع اور الفاظ بھی آپ کو سناؤں تا کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف پیدا ہو اور ہم اس ذات کریم کے بے انتہاء اور لاتعداد احسانات و انعامات پر اس کا شکریہ ادا کریں۔

تو آیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کا عنوان سنیے۔ آپ علیہ السلام کی اس تاریخی تقریر اور خطاب کا موضوع تھا۔"انعاماتِ الٰہی"۔ آپ نے بحکم الٰہی اس تقریر میں اپنی قوم بنی اسرائیل کو بتلایا کہ اے میری قوم! اللہ رب العالمین نے مجھ اور آپ پر اس قدر رحمتیں، نعمتیں اور برکتیں نازل فرمائی ہیں کہ ہم انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہمیں اپنے خالق و مالک کے شکر گزار بندے بن جانا چاہیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر بڑے بڑے خدائی انعامات کا ذکر اس طرح فرمایا۔ اے بنی اسرائیل!

1) اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات عطا فرمائی۔
2) رب کائنات نے تمہارے دشمنوں کو غرق اور ہلاک کر دیا۔
3) تمہاری نجات کیلئے رب تعالیٰ نے دریا میں راستے بنا دیئے۔
4) تمہیں اللہ کریم نے زمین پر خلافت عطا فرمائی۔
5) تمہارے نبی (موسیٰ علیہ السلام) سے اللہ رب العزت نے کلام فرمایا۔
6) مجھ (موسیٰ علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے برگزیدہ اور منتخب فرمایا۔
7) اے بنی اسرائیل! تمہارے رب نے تمہارا ہر سوال پورا فرمایا۔
8) تمہارا نبی (موسیٰ علیہ السلام) اہل زمین میں سب سے افضل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) تمہیں اور تمہارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنایا۔

(10) تمہاری راہنمائی کیلئے رب العالمین نے تورات جیسی مقدس کتاب نازل فرمائی۔

فَلَمْ یَتْرُکْ نِعْمَةً اَنْعَمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اِلَّا عَرَّفَهُمْ اِيَّاهَا۔

ترجمہ: غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر نازل فرمائی تھیں۔

بزرگان محترم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان نبوت سے انعامات الٰہی کے موضوع پر وعظ ہو رہا تھا اور اس کی تاثیر سے ہر شخص آنسو بہا رہا تھا کہ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے نبی! کیا روئے زمین پر آپ سے بڑا کوئی عالم موجود ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فوراً حضرت جبریل علیہ السلام کو نازل فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا۔ بَلٰی اِنَّ عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ رَجُلًا اَعْلَمُ مِنْکَ۔ کیوں نہیں۔ دریا کے کنارے ایک آدمی ہے جس کا علم تمہارے علم سے زیادہ ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۳۱۳ جزء ۱۵)

چنانچہ اس تقریر کے بعد قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام پیش آیا۔ جس کی تفصیل آج کی زیر خطبہ آیات میں بیان فرمائی گئی ہے۔

دوسرا پس منظر

مشہور مفسر قرآن علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ایک دوسرا پس منظر بھی ذکر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اَیْ رَبِّ! اَیُّ عِبَادِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ اے میرے پروردگار! تجھے اپنے بندوں میں کونسا بندہ زیادہ محبوب ہے۔ رب تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔ اَلَّذِیْ یَذْکُرُنِیْ وَلَا یَنْسَانِیْ۔ میرا محبوب بندہ وہ ہے جو میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور وہ کسی وقت بھی مجھے فراموش نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرا سوال یوں پیش کیا۔ فَاَیُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِکَ اَقْضٰی؟ تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ صحیح اور درست فیصلہ کرنے والا کون ہے۔جواب آیا۔اَلَّذِیْ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَلَا یَتَّبِعُ الْهَوٰی○وہ شخص جو حق کا فیصلہ کرتا ہے اور فیصلہ کرنے میں اپنی یا کسی دوسرے کی خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔یعنی ڈر‘خوف‘ طمع لالچ اور رشوت وسفارش کے بغیر صحیح اور مبنی برانصاف فیصلہ کرتا ہے۔

حضرات گرامی! اسلامی تعلیمات میں عدل و انصاف اور صحیح فیصلے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ قاضی‘جج اور ثالث‘دو فریقوں کے درمیان فیصلے کرتے وقت کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ نہ کرے اور کسی اپنے‘بیگانے اور واقف و ناواقف کی تمیز نہ کرے بلکہ دلائل وشواہد کی روشنی میں صحیح اور حق کا فیصلہ کرکے رب تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

افسوس! آج ہمارے ملک کے عوام کا اعتماد‘ملکی عدالتوں سے اٹھتا جارہا ہے۔کیونکہ یہاں سفارش کے ذریعے فیصلے ہوتے ہیں اور رشوت دے کر تبدیل کروا لیۓ جاتے ہیں ۔جبکہ ہادی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کی فاطمہ نامی عورت کی سزا میں تخفیف کی سفارش پر سخت غصے کی حالت میں فرمایا تھا۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَکُمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِیْفُ فِیْهِمْ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ وَاَیْمُ اللّٰهِ۔لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ یَدَهَا۔ (صحیح بخاری ۱۰۰۳ جلد ۲)

ترجمہ ⬅ اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے گمراہ ہوۓ کہ جب اُن میں کوئی باعزت شخص چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیا جاتا اور جب اُن میں کوئی کمزور آدمی چوری کرلیتا تو اس پر حد قائم کردی جاتی۔اللہ کی قسم! اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی (خدانخواستہ) چوری کرے تو میں محمد (ﷺ) اُس کا ہاتھ کاٹنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

بہرحال۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ صحیح فیصلہ کرنے والا وہ قاضی اور جج ہے جو سچا اور درست فیصلہ کرے اور خواہش نفس کا تابع نہ کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار الٰہی میں تیسری گزارش یہ کی۔ اَیُّ عِبَادِکَ اَعْلَمُ ؟ اے پروردگار عالم! تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ رب السموات والارض نے جواباً فرمایا۔ اَلَّذِیْ یَبْتَغِیْ عِلْمَ النَّاسِ اِلٰی عِلْمِہٖ عَسٰی اَنْ یُّصِیْبَ کَلِمَۃً تَھْدِیْہِ اِلٰی ھُدًی۔ وہ شخص سب سے بڑا عالم ہے جو محض حاصل شدہ علم پر اکتفا نہ کرے بلکہ لوگوں سے مزید علم حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔ ہو سکتا ہے اسے کسی سے کوئی ایسی بات حاصل ہو جائے جو اس کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث ہو۔ اللہ احکم الحاکمین کا یہ فرمان ذی شان سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْہُ۔ کہ ان (موسیٰ) سے بڑا تو کوئی صاحب علم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ رَبِّ! فَھَلْ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنِّیْ ؟ اے میرے پروردگار! کیا مجھ سے بڑا کوئی عالم بھی ہے۔ تو اللہ کریم کی طرف سے جواب آیا۔ اے موسیٰ! ہاں۔ میرا ایک بندہ علم میں تجھ سے بڑھ کر ہے۔ (تفسیر الدر المنثور صفحہ ۲۳۴ جلد ۴)

وہ کون اور کہاں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب معلوم ہوا کہ روئے زمین پر ان سے بڑا کوئی عالم و ماہر موجود ہے تو ان کے دل میں اس علمی شخصیت کی زیارت، ملاقات اور ان سے علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور انہوں نے دربار خداوندی میں عرض کیا۔ اے میرے رب! مَنْ ھُوَ؟ وہ کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا۔ ھُوَ الْخِضْرُ۔ وہ میرا بندہ خضر ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۴۳۴ جلد ۸)

عزیزان گرامی! علم کی طلب کا اشتیاق رکھنے والوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جب بھی کسی بڑے محقق، محدث اور ماہر شریعت کا پتہ پاتے ہیں تو فوراً طلب علم کے لئے رخت سفر باندھ لیتے ہیں اور اس عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں یہ جذبہ اور ترپ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اور شریعت محمدی کے موافق ہے۔ صحابی رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ۔

(رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲)

ترجمہ: جو شخص علم کی طلب اور تلاش کیلئے کسی راستہ کا سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ سبحان اللہ۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس علمی ہستی کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ اَیْ رَبِّ وَاَیْنَ؟ اے میرے رب! وہ شخصیت گرامی کہاں تشریف فرما ہے؟ ارشاد ہوا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ۔ کہ آپ سے بڑا عالم خضر دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر موجود ہے حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ اے میرے رب! اَلسَّبِیْلُ اِلٰی لُقْیِهٖ۔ میری ان سے ملاقات کیسے ہوگی۔ رب السماوات والارض نے فرمایا۔ اے موسیٰ! تم ان سے ملاقات کے لئے جاؤ تو زیارت حاصل ہو جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اَیْ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ عَلَمًا اَعْلَمُ ذٰلِکَ مِنْهُ ۝ اے میرے رب! میرے لئے ان سے ملاقات کی کوئی نشانی اور علامت مقرر فرما کہ جب وہ نشانی ظاہر ہو تو مجھے اس شخصیت سے ملاقات کا یقین ہو جائے

حضرات محترم! اللہ رب العالمین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ بطور علامت ایک تلی ہوئی مچھلی برائے غذا اپنے پاس رکھ لیں اور میرے اس صاحب علم بندے سے ملاقات کیلئے میرے حکم کے مطابق سفر شروع کر دیں۔ جس مقام پر اس مچھلی میں روح پھونک دی جائے اور وہ آپ سے گم ہو جائے۔ وہی آپ کی ملاقات کا مقام ہے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں۔ خُذْ نُوْنًا مَیِّتًا حَیْثُ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۸۹ جلد ۲) اور دوسری روایت میں ہے۔ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰیَةً وَّقِیْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّکَ سَتَلْقَاهُ۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۹ جلد ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو موسیٰ علیہ السلام کیلئے نشانی بنادیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ جب یہ مچھلی آپ سے گم ہو جائے تو وہاں آپ کی میرے صاحب علم بندے سے ملاقات ہو جائے گی۔ سبحان اللہ۔

رفیق سفر کا انتخاب

عزیزان گرامی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب علمی شخصیت سے ملاقات کیلئے سفر کی اجازت بلکہ حکم مل گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق سفر کی تیاری شروع فرمائی اور رفیق سفر کے طور پر ایک نوجوان کا انتخاب کیا جو سفر کے دوران آپ کی خدمت اور معاونت کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ صحیح بخاری شریف کی روایت کے مطابق اس نوجوان کا نام "یوشع بن نون" تھا۔ بعض تفسیری روایات کے مطابق یہ نوجوان یعنی یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۱ جزء ۱۱) یہی وہ صالح نوجوان ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ہی منصب نبوت عطا فرمادیا گیا تھا۔ اور یہی یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ بنے اور انہیں کی قیادت و سیادت میں بنی اسرائیل نے جہاد کرکے فلسطین فتح کیا۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فرزند افرائیم کی اولاد میں سے تھے۔

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتلادیا گیا تھا کہ میرے صاحب علم بندے سے آپ کی ملاقات "مجمع البحرین" کے مقام پر ہوگی۔ چنانچہ آپ نے یوشع بن نون سے فرمایا کہ ایک نمک لگی اور تلی ہوئی مچھلی زنبیل میں رکھ لو۔ اور میرے ساتھ سفر کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اور ہاں۔ یاد رکھو۔ ممکن ہے کہ یہ سفر ازحد طویل اور کٹھن ہو۔ لہٰذا ذہنی طور پر لمبے اور تھکا دینے والے سفر کیلئے تیار ہو کر نکلنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں ہی گھبرا جاؤ اور طویل سفر سے اکتا جاؤ۔ اے یوشع! میرا عزم اور ارادہ بغور سن اور سمجھ لو کہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے اگر مجھے ستر، اسی سال بلکہ زمانہ طویل یعنی تازیست بھی سفر کرنا پڑے۔ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروں گا مگر اپنے مقصد کو حاصل کیے بغیر واپس نہیں لوٹوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسی استقلال‘ عزیمت اور حصول علم کی تڑپ نیز صاحب علم سے ملاقات کی خواہش اور ارادے کا ذکر آج کے خطبے کی پہلی آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ○

ترجمہ ـــ اور جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان (رفیق سفر) سے کہا کہ میں باز نہیں آؤں گا۔ یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں۔ یا میں مدت دراز تک چلتا رہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق پر واضح کر دیا کہ اس عظیم شخصیت کی ملاقات و زیارت کے بغیر میں ہرگز واپس نہیں آؤں گا۔ چاہے مجھے ساری عمران کی تلاش میں سفر جاری رکھنا پڑے۔ اللہ اکبر۔

برادران گرامی! حضرت موسیٰ کے اس کلام سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔ مثلاً

① علم کی فضیلت اور صاحب علم کی قدر و منزلت۔
② حصول علم کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقامت۔
③ سفر کیلئے خورد و نوش کا انتظام کرنا انبیاء کی سنت ہے۔
④ اسباب کو استعمال میں لانا توکل کے خلاف نہیں ہے۔
⑤ سفر میں اپنے شاگرد یا خادم کو ساتھ رکھنے کی اجازت ہے۔
⑥ علم حاصل کرنے کیلئے دور دراز کا سفر کرنا طریقہ انبیاء ہے۔ اور
⑦ ہر عالم سے بڑا ایک عالم زمین پر موجود ہے۔ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۔

مجمع البحرین کہاں ہے۔

اللہ احکم الحاکمین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلا دیا تھا کہ میرے صاحب علم بندے سے آپ کی ملاقات مجمع البحرین (دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ) پر ہوگی۔ اور بطور علامت تلی ہوئی مچھلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لینے کا حکم دیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی مجمع البحرین کی طرف روانگی کا فیصلہ سناتے ہوئے اپنے رفیق سفر یوشع بن نون سے فرمایا تھا کہ میں مجمع البحرین تک پہنچے بغیر کسی صورت واپس نہ لوٹوں گا۔ چاہے مجھے تازیست یہ سفر جاری رکھنا پڑے ------ یہ مقام یعنی مجمع البحرین کہاں واقع ہے۔ اس جگہ کی تعین اور نشان دہی کے بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہے۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر مختلف کتب تفاسیر کا خلاصہ عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

① امام قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام مجاہدؒ کا خیال ہے کہ مجمع البحرین سے مراد، بحر روم اور بحر فارس کے ملنے کی جگہ ہے۔

② امام ابن عطیہؒ نے آذربائیجان کے قریب ایک جگہ کی نشان دہی فرمائی ہے۔

③ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد، بحر اردن اور بحر قلزم کے ملاپ کی جگہ ہے۔

④ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ مقام طنجہ کے نزدیک مجمع البحرین ہے۔

⑤ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مقام افریقہ میں ہے۔

⑥ امام سدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مجمع البحرین آرمینیہ میں ہے۔

⑦ بعض علماء تفسیر کی رائے ہے کہ اس سے مراد، بحر اندلس ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۹ جزء ۱۱، الدر المنثور صفحہ ۲۳۵ جلد ۴)

⑧ بعض فضلاء نے مجمع البحرین سے وہ جگہ مراد لی ہے۔ جہاں دریائے نیل کی دو شاخیں بحر ابیض اور ازرق آکر ملتی ہے۔ (ضیاء القرآن صفحہ ۳۹ جلد ۳)

⑨ بعض کہتے ہیں کہ دو دریاؤں سے مراد میٹھا اور کڑوا پانی ہے۔ اور جہاں یہ دونوں قسم کے پانی ملتے ہیں۔ وہی مجمع البحرین ہے۔ (معالم العرفان ۲۶۵ جلد ۱)

⑩ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں مجازی معنی مراد ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم کا دریا اور حضرت خضر علیہ السلام کے علم کا دریا۔ جس مقام پر علم کے دو دریا ملاقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ وہی مجمع البحرین ہو گا۔(فتح القدیر صفحہ ۲۹۸ جلد ۳)

حضرات گرامی! ان دس اقوال میں سے مجمع البحرین، کوئی دو دریاؤں کے سنگم کا نام ہو سکتا ہے اور قرآن حکیم کی ان آیات کا سمجھنا اس جگہ کے تعین پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں جگہ کی تعین پر بحث کرنے کی بجائے قرآن کریم کے اصل مقصد یعنی عبرت و نصیحت پر توجہ دینی چاہیے۔ کہ اس نادر اور محیّر العقول واقعہ اور قصہ سے ہمیں کیا کیا سبق حاصل ہوتے ہیں۔

تاہم آپ حضرات کی معلومات کے لئے میں نے علماء، فضلاء اور مفسرین کے اقوال کا اجمالی ذکر کر دیا ہے۔ اللہ رب العالمین کے حضور التجا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن عزیز کو سمجھنے، سمجھانے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں "حُقُبًا" کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین کرام نے مدت کی تحدید کے لئے بحثیں فرمائی ہیں کہ اس سے مراد ستر سال، اسی سال یا اس سے کم اور زائد مدت مراد ہے۔ ہم نے اس بحث کی تفصیل میں جانے کی بجائے آسان سا مفہوم آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رفیق سفر کے سامنے اپنے اس عزم مصمم کا اظہار فرما رہے ہیں کہ میں مجمع البحرین پر ضرور پہنچوں گا۔ چاہے اس مقام تک پہنچنے کیلئے مجھے ساری عمر سفر میں ہی گزارنی پڑے۔ میری زندگی ختم ہو سکتی ہے مگر میں اپنے مقصد کو حاصل کئے بغیر واپس نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دینی کاموں میں اسی قسم کی استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

طلب علم کیلئے سفر

حضرات محترم! مختصر یہ کہ اللہ کریم کے رسول عظیم حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک تلی اور بھنی ہوئی مچھلی توشہ دان یا ٹوکری میں رکھ کر جناب یوشع بن نون کے حوالے کرتے ہیں اور انہیں ہمراہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجمع البحرین کی طرف سفر شروع فرما دیتے ہیں۔ اگر آپ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لمحہ کیلئے اس امر پر غور فرمائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ طویل اور کٹھن سفر کسی دنیوی غرض اور مفاد کیلئے نہیں۔ بلکہ صرف اور صرف حصول علم کیلئے تھا۔ آپ کا یہ سفر

○ دولت کیلئے ہے نہ مال کیلئے۔ ○ عزت کیلئے ہے نہ شہرت کیلئے۔

○ جائیداد کیلئے ہے نہ مکان کیلئے۔ ○ اولاد کیلئے ہے نہ خواہشات کیلئے۔

○ کاروبار کیلئے ہے نہ ملازمت کیلئے۔ ○ عورت کیلئے ہے نہ شہوت کیلئے۔

بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سفر صرف اور صرف ایک مرد صالح کی زیارت کیلئے ہے اور اس سے علم حاصل کرنے کیلئے ہے----- آپ غور فرمائیں کہ آج ہم دنیا کی ہر غرض کیلئے ہزاروں میل کا سفر طے کر جاتے ہیں مگر دین کا علم اور فہم حاصل کرنے کے لئے قریب ترین سفر اختیار کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو دنیوی علوم سکھانے کیلئے اور مال کمانے کیلئے تو بیرون ملک خوشی سے روانہ کر دیتے ہیں مگر قرآن و سنت کا علم حاصل کرنے کیلئے ہم اپنی اولاد کو اپنے شہر کے دینی اداروں میں بھیجنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اللہ کریم ہم سب کو دین اسلام سے محبت کرنے اور اس کے احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب علم کی اہمیت اور فضیلت کی بات شروع ہو ہی گئی ہے تو۔ آیئے اِس بارے میں صرف ایک حدیثِ مبارکہ بھی سماعت فرمالیجئے۔ صحابیٔ رسول حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ الْعِلْمَ سَلَكَ اللَّهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۴)

ترجمہ ◄ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آکر کہا۔ اے ابوالدرداء! میں رسول اللہ ﷺ کے شہر سے آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سیکھنے آیا ہوں۔ جو آپ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس کا شوق علم دیکھ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب کے راستہ پر چلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور اللہ کے فرشتے طالب علم کی رضا کیلئے اس کے پاؤں تلے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور صاحب علم کیلئے آسمان و زمین کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی بخشش کی دعا کرتی ہیں اور صاحب علم (بے علم) عبادت گزار سے ایسے ہی افضل ہے۔ جیسے چاند تمام ستاروں سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء کرام درھم و دینار کے وارث نہیں ہوتے بلکہ وہ تو صرف علم کے وارث ہوتے ہیں۔ پس جس نے علم حاصل کر لیا اس نے وافر حصہ پا لیا۔

عزیزان گرامی! علم کی فضیلت و اہمیت ایک مستقل اور مفصل موضوع ہے۔ یہاں ضمناً یہ ایک حدیث مقدسہ میں نے بیان کر دی ہے۔ تاکہ ہم سب اندازہ کر سکیں کہ ہماری شریعت میں علم حاصل کرنے اور اسے طلب کرنے کی فضیلت کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں علم کی اسی محبت نے انہیں پر خطر اور طویل ترین سفر اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ صاحب علم شخص سے علمی استفادہ کیلئے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اگر آپ ائمہ حدیث، صلحاء امت، علماء سلف اور بزرگان دین کے حالات زندگی پڑھیں تو آپ کو اندازہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گا کہ انہوں نے دینی علوم پر دسترس حاصل کرنے کیلئے کیسے کیسے طویل اور تھکا دینے والے سفر اختیار کئے۔ صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۷ جلد اول میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث پڑھنے کیلئے ایک ماہ کا سفر کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث کا علم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مچھلی زندہ ہو گئی

حضرات گرامی! حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع ایک تلی ہوئی مچھلی کو توشہ دان میں رکھ کر علمی سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نوجوان رفیق سفر سے فرماتے ہیں۔ لَآ اُكَلِّفُكَ اِلَّآ اَنْ تُخْبِرَنِيْ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ۔ آپکی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ آپ نے مچھلی کا خیال رکھنا ہے اور جہاں مچھلی آپ سے جدا ہو جائے مجھے فوراً مطلع اور آگاہ کرنا ہے۔ حضرت یوشع نے جواباً فرمایا۔ مَا كَلَّفْتَ كَثِيْرًا۔ یہ تو کوئی مشکل اور تکلیف کا کام نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع کو مچھلی کا خاص خیال رکھنے کی دوبارہ تاکید کی اور دونوں دریا کے کنارے کنارے سفر پر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر دونوں پتھر کی ایک بڑی چٹان کے قریب ٹھہر گئے۔ اور پتھر پر سر رکھ کر دونوں سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت یوشع بن نون بیدار ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تھیلے میں بند تلی ہوئی مچھلی نے اچانک حرکت کی اور وہ تڑپ کر دریا میں جا گری اور دریا کے جاری پانی میں اس مچھلی نے سرنگ کی طرف اپنا راستہ بنالیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی کی رفتار کو روک دیا۔ وہ مچھلی پانی میں جس طرف جاتی تھی پانی دونوں طرف جامد ہو جاتا تھا۔ اور مچھلی کی گزرگاہ محراب کی صورت واضح نظر آتی تھی۔ صحیح بخاری میں ہے۔ فَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَانَ اَثَرُهٗ فِيْ حَجَرٍ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر دریا کی روانی روک دی اور پتھر پر مچھلی کا نشان بن گیا۔ ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مچھلی کے راستہ کا نقشہ بنا کر دکھایا۔ یعنی ہاتھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دونوں انگوٹھوں کو آپس میں اور دونوں شہادت کی انگلیوں کو ایک دوسری کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا اور بتایا کہ اس طرح پتھر پر مچھلی کا نشان بن گیا۔ سبحان اللہ۔

حضرت یوشع کے دل میں خیال آیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جگا کر اس حیران کن صورت حال سے آگاہ کریں۔ مگر ان کے سفر کی تھکاوٹ اور استاد کے احترام کے باعث انہیں بیدار نہ کیا اور یہ سوچ کر کہ جب خود بخود بیدار ہونگے تو واقعہ عرض کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیند سے بیداری کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے اور بیدار ہوتے ہی حضرت یوشع کو سفر جاری رکھنے اور وہاں سے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس جلد بازی میں نہ تو حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے بارے میں بتایا اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے مچھلی سے متعلق استفسار کیا۔ اور دونوں مچھلی کا ذکر کئے بغیر ہی اگلے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اللہ اکبر

حضرات محترم! اب سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات میں سے دوسری آیت کی تلاوت اور ترجمہ سنیے۔ تو انشاء اللہ العزیز پوری طرح بات سمجھ آجائے گی۔ ارشاد الٰہی ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ○

ترجمہ ⟵ پس جب وہ دونوں (موسیٰ اور یوشع علیہما السلام) دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ پہنچے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے۔ پھر اس مچھلی نے سرنگ بنا کر دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔

دونوں مچھلی کو بھول گئے کا مفہوم یہی ہے کہ یوشع مچھلی کی حالت بتانا بھول گئے اور موسیٰ علیہ السلام بیداری کے بعد مچھلی کے بارے میں سوال کرنا بھول گئے۔ نَسِيَا حُوتَهُمَا دونوں اپنی مچھلی بھول گئے۔ سبحان اللہ۔ قرآن! تیری عظمت کے قربان۔ تو نے دو لفظوں میں معانی اور مفہوم کا کتنا بڑا ذخیرہ سمو دیا۔

نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مچھلی زندہ کیسے ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع کے پاس جو مچھلی تھی وہ نمک لگی' بھنی ہوئی اور تلی ہوئی تھی اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا یہی حکم ملا تھا کہ۔ خُذْ حُوْتًا مَّیِّتًا۔ کہ مردہ مچھلی اپنے ساتھ لے لو۔ اور آج کے خطبے کی آیات میں ہی آگے آرہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھانے کیلئے یوشع سے یہی مچھلی طلب کی تھی۔ تو اصل راز کا انکشاف ہوا تھا۔ اور قرآن حکیم یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ مچھلی زندہ کیسے ہو گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔ البتہ صحیح بخاری میں امام سفیان ثوری کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ۔ وَفِیْ اَصْلِ الصَّخْرَۃِ عَیْنٌ یُقَالُ لَہُ الْحَیٰوۃُ لَا یُصِیْبُ مِنْ مَّاءِ ھَا شَیْءٌ اِلَّا حَیِیَ فَاَصَابَ الْحُوْتَ مِنْ مَّاءِ تِلْکَ الْعَیْنِ۔ فَتَحَرَّکَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِکْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ۔ (صحیح بخاری ۶۹۰ جلد ۲) اس پتھر کے قریب ایک چشمہ تھا جسے "آب حیات" کا چشمہ کہا جاتا تھا۔ اسکے متعلق مشہور ہے کہ جس (مردہ) چیز کو اس چشمہ کا پانی لگ جائے وہ زندہ ہو جاتی ہے تو اس مچھلی پر اس چشمے کے پانی کا چھینٹا پڑ گیا جس سے وہ زندہ ہو کر حرکت کرنے لگی اور تھیلے سے کود کر دریا میں چلی گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ اس "چشمہ آب حیات" کے پانی کا چھینٹا اس تلی ہوئی مچھلی پر کیسے جا گرا۔ اس بارے میں امام کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب یوشع بن نون نیند سے بیدار ہوئے اور انہوں نے اس چشمہ آب حیات سے وضو کیا تو ہاتھوں سے وضو کا پانی چھنکا جس سے ایک قطرۂ آب اس نمکین اور تلی ہوئی مچھلی پر جا گرا۔ اس پانی کے چھینٹے کا مچھلی پر گرنا تھا کہ وہ زندہ ہو کر پانی کی طرف دوڑی اور اس میں داخل ہو گئی۔ وہ مچھلی پانی کے جس حصہ پر چلتی تھی وہاں سے پانی خشک ہو کر راستہ بن جاتا تھا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۳۸ جلد ۷)

یہ اہل تفسیر کی آراء اور خیالات ہیں مگر اس بارے میں قرآن کریم اور حدیث مبارکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کوئی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ لہٰذا۔ اَبْہِمُوْا مَا اَبْہَمَہُ اللّٰہُ۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مبہم اور پوشیدہ رکھا ہے۔ ہمیں بھی اسے مبہم ہی چھوڑنا چاہیے۔ ہمارا عقیدہ اور نظریہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ وہ جو چاہے۔ جب چاہے۔ جیسے چاہے کر سکتا ہے۔ وہی زندوں کو مارتا اور مردوں کو زندگی عطا فرماتا ہے۔ اور اس کیلئے مردہ مچھلی کا زندہ کرنا محال امر نہیں ہے۔ اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سفر شروع کرنے سے قبل ہی بتا دی تھی کہ دوران سفر ایک مقام پر تمہاری مچھلی (زندہ ہو کر) تم سے جدا ہو جائیگی۔ اور جس جگہ تم مچھلی کو گم پاؤ گے۔ وہی تمہاری منزل مقصود ہو گی اور اسی جگہ میرے صاحب علم بندے سے تمہاری ملاقات ہو گی مختصر یہ کہ مچھلی کا زندہ ہو کر دریا کے پانی میں سوراخ بناتے ہوئے گزر جانا اور اس کی گزرگاہ کا سرنگ کی شکل اختیار کرنا اور دریا میں کودنے سے قبل جس پتھر پر سے وہ مچھلی گزری۔ اس پر نشان پڑ جانا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیطرف سے تھا اور اللہ تعالیٰ کسی مردہ شئی کو زندہ کرنے کیلئے کسی چشمہ آب حیات کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ کہف کی زیر بحث آیت میں فرماتا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِہِمَا نَسِیَا حُوْتَہُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا۝ پس وہ دونوں مجمع البحرین پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے۔ اور (اللہ تعالیٰ کی قدرت سے) اس مچھلی نے دریا میں سرنگ نما اپنا راستہ بنا لیا

زندگی کیا ہے۔

مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا محمد ابراھیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے زندہ ہونے اور زندگی کی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے بڑی خوبصورت علمی بحث فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں اس موضوع پر ان کی یہ تحریر حرف آخر ہے۔ اس لئے ہم اسے یہاں لفظ بلفظ نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”زندگی کیا ہے۔ ایک فیضان الٰہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مٹی کے پتلے میں جان پڑ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جانا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار جانوروں کا بعد ذبح کے پھر زندہ ہو جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سونٹے (عصا) کا سانپ بن جانا۔ بنی اسرائیل کے مقتول کو گائے کا ٹکڑا چھو جانے سے اس کا زندہ ہو جانا۔ بنی اسرائیل کے ستر نمائندوں کا بجلی سے ہلاک ہو کر پھر زندہ ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مٹی کے جانوروں میں جان کا پڑ جانا۔ اور انکے معجزے سے دیگر مردوں کا بھی زندہ ہو جانا۔ اور آنحضرت ﷺ کے ستون حنانہ میں شعور انسانی کی کیفیت کا پیدا ہو جانا اور ربالا خراس بھنی ہوئی یا نمک لگائی ہوئی خشک مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں چلے جانا۔ اور پانی میں انجمادی حالت کی طرح سوراخ کا بن جانا۔ یہ سب کچھ۔ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ ۔ کے کرشمے ہیں۔ اور فیضان الٰہی کی مثالیں ہیں۔ بے شک یہ مثالیں امور قدرت کو سطحی نظر سے دیکھنے والوں کیلئے تعجب ناک ہیں۔ لیکن ایک حقیقت شناس کیلئے ان میں کوئی بھی تعجب نہیں۔ کیونکہ تعجب فعل پر نہیں ہوتا۔ بلکہ فاعل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ ایک کام کو ایک (آدمی) نہیں کر سکتا۔ دوسرا کر سکتا ہے۔ نہ کر سکنے والے کی طرف منسوب ہو جائے تو تعجب ہے۔ اور کر سکنے والے کی طرف ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ پس ان مثالوں اور ان جیسی دیگر مثالوں میں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ امور منسوب کس طرف ہیں۔ اگر خدائے قدیر کی طرف منسوب ہیں۔ تو تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ زندگی کے متعلق جو چیز ہمارے علم اور روزمرہ کے مشاہدے میں آرہی ہے۔ وہ یہی ہے کہ بے جان ذرے ایک خاص ہیئات میں مجتمع ہوتے ہیں۔ اور بے جان جسم' دھڑ بن جاتا ہے۔ پھر اس دھڑ میں خدا کی قدرت سے فیضان حیات ہوتا ہے تو وہ شئے مدرک' حساس اور متحرک بالارادہ وغیرھا اوصاف سے متصف ہو جاتی ہے اور ہم اسے زندہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ پس ہمارے علم کی رسائی یہیں تک ہے۔ کہ ہم ایسا ہوتا دیکھتے ہیں اس سے آگے کہ وہ روح (عام اس سے کہ وہ نباتی ہو یا حیوانی یا انسانی) کہاں سے آتی ہے۔ اور ان بے جان اجزاء میں کس طرح سرایت کرتی ہے۔ یہ قدرت کا راز ہے۔ جو قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تہہ میں لپیٹ کر انسانی حواس وافکار سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس راز کا انکشاف چاہا اور اس کیلئے درخواست بھی کی۔ لیکن جواب ملا۔ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ؟ جس کا اقرار انکو کلمہ "بَلٰی" سے کرنا پڑا۔ آخر جب ابراہیم علیہ السلام نے۔ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ۔ کا عذر کیا تو چار جانوروں کو زندہ کر کے مشاہدہ کرادیا۔ لیکن "راز حیات" نہ بتلایا۔ اور حکم سنادیا۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ یعنی یقین رکھ کہ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن کرتا ہے وہ جو مقتضائے حکمت ہوتا ہے۔ بس ایمان کی راہ یہی ہے۔ اس سے زیادہ کریدنا دل اور دماغ کی خرابی کا نتیجہ ہے۔" (تفسیر سورۃ کہف صفحہ ۵۰)

ناشتہ لاؤ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے یوشع بن نون کو سفر پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں جلدی جلدی سفر پر روانہ ہو گئے۔ اسی تیزی اور جلدی میں جناب یوشع، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کا عجیب و غریب واقعہ نہ سنا سکے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے نوجوان خادم سے مچھلی کے بارے میں کوئی سوال نہ کیا۔ چنانچہ وہ دونوں دن کا بقیہ حصہ، پوری رات اور دوسرے دن ناشتے کے وقت تک مسلسل پیدل چلتے رہے۔ اتنا طویل اور مسلسل پیدل سفر کرنے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شدید تھکاوٹ اور سخت بھوک محسوس ہوئی تو آپ نے اپنے نوجوان خادم یوشع بن نون کو حکم دیا کہ تھیلے سے بھنی ہوئی مچھلی نکالو۔ تاکہ ہم ناشتہ کریں۔ کیونکہ اس سفر نے تو ہمیں تھکا کر رکھ دیا ہے۔ اللہ اکبر۔

سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے ایک نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى مَسًّا مِّنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِىْ اُمِرَ بِهٖ۔ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ مقام سے آگے نہیں بڑھے تھے۔ آپ کو تھکان کا احساس نہیں ہوا تھا۔ جب اس جگہ سے آگے گزر گئے تو تھکاوٹ کا شدید احساس ہوا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوشع سے اپنی تھکاوٹ کا ذکر کرتے ہوئے کھانا طلب فرمایا۔ (صحیح بخاری صفحہ ۲۳ جلد ۱)

قرآن حکیم کی سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھکاوٹ اور کھانا طلبی کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا○ ترجمہ ← پس جب وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے جوان ساتھی سے فرمایا۔ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ۔ بلاشبہ ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت اٹھانا پڑی ہے۔

یوشع کی معذرت

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کھانا طلب کیا تو انہیں یاد آیا کہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کی گم شدگی کی بروقت اطلاع نہ کر سکا------ اب انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا کہ "اے موسیٰ (علیہ السلام) اصل صورت حال یہ ہے کہ جب ہم فلاں چٹان کے پاس ستانے کیلئے ٹھہرے تھے تو وہاں مچھلی تڑپ کر دریا میں کود گئی تھی۔ اور مجھے سخت افسوس ہے کہ میں آپ کی بیداری کے فوراً بعد آپ کو اس امر کی اطلاع نہ دے سکا۔ بلکہ شیطان نے مجھے یہ واقعہ ایسے فراموش کرا دیا کہ دن اور رات گزرنے کے باوجود میں آپ کو صورت حال سے آگاہ نہ کر سکا۔" اور اے موسیٰ! (علیہ السلام) یہ بات میرے لئے تو از حد عجیب و غریب اور حیران کن ہے کہ تلی ہوئی مچھلی زندہ کیسے ہو گئی اور پھر اچھل کر دریا میں کیسے چلی گئی۔ قرآن عزیز جناب یوشع علیہ السلام کی گزارش کو معجزانہ اسلوب اور بلیغانہ اختصار سے یوں بیان فرماتا ہے۔

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا○

ترجمہ ← اس (یوشع) نے کہا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے وہ مچھلی تو شیطان نے بالکل فراموش کرا دی کہ میں اس کا ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروں۔ اور اس مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ بڑے عجیب طریقے سے بنالیا تھا۔

حضرات محترم! قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ میں اس واقعہ کو بھلا دینے کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ ورنہ حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت یوشع کو مچھلی کا ذکر بھلا دیا تھا۔ دراصل جب بھی کسی مومن کے امر خیر میں خلل واقع ہوتا ہے تو اسے شیطان کی طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ احتراماً ایسی باتوں کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف نہیں کی جاتی۔ لہٰذا جو حضرت یوشع بن نون نے یہاں مچھلی کے واقعہ کے نسیان یعنی بھلائے جانے کی نسبت شیطان کی طرف کی ہے۔

امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں ایک دوسرا نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ "حضرت یوشع اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آیات اور نشانات کے مشاہدے میں غرق ہو گئے تھے اور مچھلی (کے) زندہ ہونے' تھیلے سے نکل جانے' پتھر پر نشان پڑنے اور سرنگ نما راستے سے اس کے گزرنے کا واقعہ دیکھ کر ان کی ساری توجہ بارگاہ اقدس کی طرف کھنچ گئی تھی اور اسی مقام فنا میں پہنچ جانے کی وجہ نے انہیں مچھلی کا تذکرہ بھلا دیا تھا۔ لیکن فروتنی (عاجزی) اور انکسار طبع کی وجہ سے انہوں نے بھولنے کی نسبت اپنی طرف اور فراموش کرنے کی نسبت شیطان کی طرف کی۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۳۹ جلد ۷)

وہی منزل مراد تھی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت یوشع علیہ السلام سے مچھلی کے گم ہونے کا واقعہ سنا تو فرمایا۔ اے یوشع! وہی تو ہماری منزل مراد تھی اسی جگہ کی تلاش کے لئے تو ہم گھر سے نکلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صاحب علم بندے سے ملاقات کی یہی تو نشانی بتلائی تھی کہ جس مقام پر مچھلی گم ہو جائے گی۔ وہیں میرے اس بندے سے آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔ اے یوشع! ہمیں تو اسی چٹان کے پاس رک جانا چاہیے تھا۔ ہم تو خواہ مخواہ اپنی منزل سے بہت زیادہ آگے آ گئے۔ ہمارا مقصود تو پیچھے رہ گیا۔ اس لئے اب پیچھے کی طرف چلیں۔ اور اسی چٹان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس پہنچیں۔ہمارا مطلوبہ شخص ہمیں وہیں ملے گا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ اب وہ دونوں اسی راستے پر اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس لوٹے۔اور بار بار اپنے نشانات قدم دیکھتے تاکہ کہیں راستہ نہ بھول جائیں اور کہیں پھر اس چٹان سے آگے نہ گزر جائیں۔ قرآن عزیز فرماتا ہے۔قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۝ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔یہی تو وہ (جگہ) ہے) جس کی ہم تلاش کر رہے تھے۔پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس لوٹے۔سبحان اللہ۔

حضرات گرامی! جب وہ دنوں واپس اسی چٹان کے پاس پہنچے تو وہاں کیا ہوا اور حضرت خضر علیہ السلام سے ان کی ملاقات کیسے ہوئی۔کیا گفتگو ہوئی اور کیا کیا واقعات ظہور پذیر ہوئے۔اس کی تفصیلات کا ذکر اگلی آیات میں ہے۔جن کی تفصیل ہم انشاء اللہ آئندہ خطبہ جمعہ میں بیان کریں گے۔آج کی زیر بحث آیات بابرکات کی تشریح و توضیح میں قصہ موسیٰ و خضر کے بیان کی وجوہات‘اس اہم واقعہ کا پس منظر۔حضرت یوشع علیہ السلام کا مختصر تعارف۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے عالم کی قیام گاہ مجمع البحرین کے بارے میں مفسرین کے اقوال و خیالات۔طلب علم کیلئے سفر کی فضیلت۔قدرت الٰہی کی نشانیاں اور راور علامات۔مچھلی کا زندہ ہونا۔بہتے پانی کا رک جانا۔پتھر پر نشان پڑنا۔یوشع اور موسیٰ علیہما السلام کا مچھلی کو بھول جانا۔ان کا منزل مراد سے آگے نکل جانا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کھانا طلب کرنا۔حضرت یوشع کا اپنی بھول پر معذرت کرنا۔اور موسیٰ اور یوشع کا واپس مجمع البحرین کی طرف لوٹنے کی تفصیلات کے علاوہ دیگر کئی مسائل بیان کئے گئے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 16

موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی مُلاقات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا ○ قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا ○ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَکَ مِنْہُ ذِکْرًا ○ (سورۃ کہف ۶۵ تا ۷۰)

ترجمہ ⟵ تو (موسیٰ اور یوشع) ان دونوں نے (چٹان کے پاس) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا۔ جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی تھی اور اسے ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اس بندے سے کہا کیا میں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں۔ تا کہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا وہ علم سکھائیں جو آپ کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سکھلایا گیا ہے۔ اس (بندے) نے کہا (اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اس بات پر صبر کیسے کر سکتے ہیں۔ جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس بندے (خضر) نے کہا۔ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا۔ یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر کروں۔

ہر قسم کی حمد و ثنا' خالق ارض و سماء' اللہ جل و علا کیلئے ہے۔ جس نے انسان کو علم کی نعمت سے سرفراز فرما کر اسے افضل الخلائق' اکرم الخلائق اور اشرف الخلائق کا عظیم الشان منصب عطا فرمایا۔ اور انسانوں میں سے بعض افراد کو دوسروں کی نسبت زیادہ فہم و علم نصیب فرمایا۔ اللہ رب العالمین کی تعریف و تسبیح اور تحمید و تمجید کے بعد ان گنت' لاتعداد اور بے شمار و بے حساب درود و سلام اس ہستی مبارک پر۔ جو ----- حسینوں میں احسن ----- جمیلوں میں اجمل ----- کاملوں میں اکمل ----- شریفوں میں اشرف ----- فاضلوں میں افضل ----- کریموں میں اکرم ----- رحیموں میں ارحم ----- حامدوں میں احمد ----- قاریوں میں اقرء ----- حافظوں میں احفظ ----- عالموں میں اعلم ----- اور ----- محمودوں میں محمد ﷺ ----- ہے۔ جس کی غلامی باعث نجات اور جس کے احکام سے روگردانی وجہ عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان بردار اور اطاعت گزار بننے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ربط آیات

حضرات محترم! گزشتہ خطبہ جمعہ مبارکہ میں اللہ رب العزت کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک تقریر کا ذکر ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ رب العالمین کی بے حساب نعمتوں پر شکر بجالانے کی تلقین اور نصیحت فرمائی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہترین خطیب اور بلند پایہ مقرر تھے۔ آپ کی دلنشیں اور پراثر تقریر سن کر لوگوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑے۔ اور لوگ آپ کی تقریر کی خوبیوں اور خصوصیتوں کا ذکر کرنے لگے۔ تا آنکہ ایک شخص نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ میرے خیال میں روئے زمین پر آپ سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ صاحب کتاب رسول تھے۔ اس لئے آپ کو گمان گزرا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول سے زیادہ علم کس کے پاس ہو سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا بے ساختہ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے کہ۔ نہیں۔ مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے عظیم المرتبت رسول علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پسند نہ آئے کیونکہ ان الفاظ میں تعلّی اور بڑھائی کا مفہوم پایا جاتا تھا۔

اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ مجمع البحرین (دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ) پر میرا ایک بندہ ہے جس کا علم بعض معاملات میں آپ کے علم سے زیادہ اور بعض امور کے متعلق اسکی معلومات آپ سے فزوں تر ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اپنے سے بڑے عالم کے بارے میں پتہ چلا تو انہوں نے اس "مردِ صالح" اور "اَعلَم شخص" سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور رب تعالیٰ سے وہاں جانے کی اجازت طلب کرنے کے علاوہ وہاں جانیوالے راستے کے بارے میں راہنمائی اور ملاقات کی کوئی علامت اور نشانی مقرر کرنے کی درخواست کی۔ خالق کائنات نے وہاں جانے کی اجازت بھی دے دی۔ راستہ بھی بتلادیا اور فرمایا کہ ایک تلی ہوئی مچھلی توشہ دان میں رکھ لو اور اس راستہ پر چلتے چلتے جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے وہاں آپکی ملاقات اس بندے سے ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک نوجوان شاگرد اور خادم حضرت یوشع بن نون کو ہمراہ لیا۔ مچھلی اس کے حوالے کی اور رب تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستے پر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر دوپہر کے وقت آرام کرنے کی غرض سے ٹھہرے اور ایک پتھر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گئے۔ ابھی زمین پر دراز ہوئے ہی تھے کہ نیند غالب آگئی اور حضرت موسیٰ و یوشع علیہما السلام دونوں سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم جناب یوشع بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ مچھلی کود کر توشہ دان سے باہر آگئی اور دیکھتے دیکھتے دریا کے پانی میں داخل ہو گئی۔ اور وہ مچھلی جہاں جہاں سے گزری وہاں وہاں پانی دونوں طرف جم گیا اور پانی کے درمیان میں ایک پگڈنڈی سی بن گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریا میں ایک لکیر کھینچ دی گئی ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت یوشع جلدی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ واقعہ بیان نہ کرسکے اور دونوں آگے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دن کا بقیہ حصہ اور ساری رات دونوں منزل کی تلاش میں چلتے رہے۔ جب اگلی صبح بھوک نے ستایا اور تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان خادم کو ناشتے کیلئے توشہ دان سے بھنی ہوئی مچھلی نکال کر لانے کا حکم دیا۔ اب یوشع کو یاد آیا اور اس نے عرض کیا۔ استاذ محترم! جب ہم پتھر کی چٹان کے قریب آرام کرنے کیلئے ٹھہرے تھے تو وہاں مچھلی میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ کود کر دریا میں چلی گئی۔ استاذ محترم! مجھے از حد افسوس ہے کہ آپکی بیداری کے بعد میں یہ عجیب واقعہ آپ سے عرض نہ کرسکا۔ اللہ کریم کے عظیم المرتبت رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے یوشع! وہی تو ہماری منزل مقصود تھی اور اسی جگہ کی تلاش میں ہم گھر سے نکلے تھے۔ لہٰذا اب واپس چلیں اور وہاں پر اللہ تعالیٰ کے عبد خاص سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس لوٹے اور اسی چٹان کے قریب (جہاں مچھلی گم ہوئی تھی) پہنچ گئے۔ واپس اسی جگہ پہنچنے کے بعد کیا واقعات پیش آئے۔ انکی تفصیل اللہ تعالیٰ نے آج کے خطبے کی آیات میں بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ○ ترجمہ ⟵ تو انہوں (موسیٰ اور یوشع) نے وہاں ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو موجود پایا۔ جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی تھی اور اپنی جانب سے خاص علم سکھایا تھا۔ صحیح بخاری شریف کی متعدد روایات کے مطابق وہاں موجود "مرد صالح" کا نام "خضر" تھا۔

حضرت خضرؑ کا تعارف

اللہ تعالیٰ کے اس صاحب علم بندے (جن سے ملاقات کی خواہش حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی اور ان کی زیارت اور استفادۂ علم کیلئے طویل سفر اختیار کیا۔) کا نام "بلیا" کنیت "ابوالعباس" اور لقب "خضر" تھا۔ آپ کے والد گرامی کا اسم "ملکان" اور دادا کا نام "فالغ" تھا۔ آپ سامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض اہل علم نے آپ کا نام "ایلیا" خضرون عامر' الیاس اور الیسع ذکر فرمایا ہے۔(فتح الباری صفحہ ۴۳۳ جلد ۶)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جناب خضر علیہ السلام انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھے جبکہ صحیح مسلم شریف کے شارح امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے فرشتہ ہونے کا نظریہ غلط ہے۔ حقیقتاً انسانوں میں سے ایک انسان تھے اور ان کا سلسلہ نسب تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے کہ آپ انسان تھے اور خالق ارض و سماء نے آپ کو علم کی لازوال دولت سے نواز رکھا تھا۔ قرآن حکیم کی زیر بحث آیات کے الفاظ بھی آپ کے "عبد" یعنی بندہ ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○

ترجمہ ⬅ حضرت موسیٰ اور یوشع نے وہاں ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو موجود پایا۔ جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی تھی۔ اور اپنی جانب سے علم سکھلایا تھا۔

اس آیت مقدسہ میں حضرت خضر علیہ السلام کو بندگان خدا میں سے ایک بندہ مگر خالق کائنات کی خصوصی رحمت والا بندہ اور رب العزت کی طرف سے عطیہ سے کیے ہوئے خاص علم والا بندہ قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا صواب' درست اور صحیح موقف یہی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے اور ملائکہ میں سے نہیں تھے۔

خضر کی وجہ تسمیہ

"خضر" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "سرسبزی اور شادابی" کے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام جب خشوع و خضوع سے نماز ادا فرماتے تو پورا ماحول سرسبز ہو جاتا اس وجہ سے آپ کا نام یا لقب "خضر" مشہور ہو گیا۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ قِیْلَ لَهُ الْخِضِرُ لِاَنَّهٗ کَانَ اِذَا صَلّٰی اَخْضَرَ مَا حَوْلَهٗ ۔ (فتح الباری صفحہ ۴۳۳ جلد ۶) ترجمہ ⬅

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت خضر (علیہ السلام) کو خضر اس لئے کہا جاتا تھا کیونکہ آپ جب نماز پڑھتے تو اردگرد سرسبز ہو جاتا تھا۔

امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں حضرت خضر علیہ السلام کے نام کی وجہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک دفعہ بنجر زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہو چکی تھی۔ سبحان اللہ۔ اس لئے آپ کا نام خضر مشہور ہو گیا۔ یعنی وہ شخص جس کے بیٹھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بنجر زمین کو شادابی عطا فرما دی۔ آنحضرت ﷺ کے مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایات فرماتے ہیں کہ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخِضْرُ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءُ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۴۸۳ جلد ۱)

ترجمہ ⟸ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا خضر کا یہ نام اس لئے پڑ گیا کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹھے (جہاں سبزہ کا نام و نشان نہ تھا) جب وہ وہاں سے اٹھے تو زمین پر سرسبزہ لہلانے لگا۔

عزیزان گرامی! یہ خالق ارض و سماء کی قدرت کاملہ اور اختیارات واسعہ ہیں کہ وہ پتھریلی زمین پر حضرت اسماعیل کی ایڑی لگنے سے آب زم زم کا چشمہ جاری فرما دیتا ہے اور حضرت خضرؑ کے بیٹھنے کی جگہ کو سرسبز و شاداب فرما دیتا ہے۔ سبحان اللہ۔

الغرض یہی صالح، نیک اور بابرکت شخصیت ہے۔ جس سے ملاقات کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر سے نکلے اور مجمع البحرین کا دشوار گزار سفر اختیار کیا۔ اسی صاحب علم شخصیت کا ذکر قرآن عزیز کی زیر بحث آیت میں فرمایا گیا ہے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

ترجمہ ⟸ ان دونوں (موسیٰ اور یوشع) نے وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندے کو موجود پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما رکھی تھی اور اپنی جانب سے خصوصی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم دے رکھا تھا۔

میرا بندہ

محترم بھائیو اور بزرگو! قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ کے الفاظ اور ان کے معانی پر غور فرمائیں تو ایک اہم مسئلہ کی حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ خضر علیہ السلام کو باوجود عزت' عظمت' شان' بزرگی' برتری' مقام اور رفعت کے "عبدا من عبادنا" میرے بندوں میں سے ایک بندہ کہا گیا ہے۔ یعنی انسان چاہے کتنا بڑا عالم' ماہر' نیک' پرہیز گار' تہجد گزار' وفاشعار اور فرماں بردار' ہو جائے' یہاں تک کہ وہ "منصب نبوت" پر فائز کردیا جائے مگر وہ "اللہ کا بندہ" ہی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ قربت اور عزت کا مقام بندے ہی کو حاصل ہے۔ ابتدائے آفرینش سے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء اور رسل بندوں میں سے ہی مبعوث فرمائے گئے۔ جیساکہ رب السماوات والارض کا فرمان ذی شان ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (سورت انبیاء آیت نمبر ۷)

ترجمہ ««« اور (اے رسول! ﷺ) ہم نے آپ سے پہلے بھی تمام رسول مرد ہی بھیجے' جنکی طرف ہم وحی کرتے تھے (اے منکرین) پس اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو

آج بعض لوگ انسانوں کو حقیر گردانتے ہوئے انبیاء اور رسل کو نور ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر اور بندہ کہنے کو بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی تصور کیا جاتا ہے۔

برادران گرامی! یہ تصور سراسر جہالت' کم علمی اور انسان کی عظمت سے بے بہری پر مبنی ہے۔ اللہ احکم الحاکمین نے قرآن عزیز میں متعدد مقامات پر یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ انبیاء اور رسولوں کی بشریت اکثر لوگوں کیلئے ہمیشہ قبول حق میں مانع رہی ہے۔ اور اکثر قوموں نے حضرات انبیاء پر پہلا اعتراض ہی یہ کیا تھا کہ آپ تو انسان ہیں اور انسان ہو کر آپ نے نبوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا دعویٰ کر دیا ہے۔ حضرات انبیاء نے اپنی قوموں کو یہی جواب دیا کہ ہمیں اپنی بشریت سے قطعاً انکار نہیں ہے۔ اور نہ ہم نوری ہونے کے دعویدار ہیں۔ ہم بھی انسان اور بشر ہی ہیں مگر فرق یہ ہے کہ جو فضائل 'کمالات' محاسن' اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرحمت فرمائی ہیں۔ تمہیں ان سے نہیں نوازا گیا ہے۔ اور یہ ہمارا کوئی کمال اور خوبی نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں نبوت کا مقام رفیع عطا فرمایا ہے۔ صرف ایک آیت قرآنی سنئے اور اپنے عقائد کی اصلاح کرنے کی کوشش فرمایئے۔ فرمان الٰہی ہے۔ قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ إِن نَّحۡنُ إِلَّا بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦۖ (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ ــــ ان رسولوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری طرح بشر ہی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے (یعنی نبوت عطا فرماتا ہے۔

حضرات محترم! یہ عقیدے کی بات ہے کہ تمام انبیاء و رسل جنس کے اعتبار سے انسان اور مرد تھے۔ اور ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی انسان' بشر اور مرد ہی ہیں۔ مگر شان' فضیلت' عظمت' بزرگی' برتری' رفعت' کمال اور مقام کے اعتبار سے پوری کائنات میں سب سے افضل' اکمل' اعلیٰ' برتر' بہتر اور عظیم تر ہیں کہ باقی لوگ تو رہے ایک طرف۔ تمام انبیاء و رسل پیغمبر اور فرشتے مل کر بھی ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جائے وہ۔ عَبۡدٗا مِّنۡ عِبَادِنَآ۔ اللہ کا بندہ ہی رہتا ہے۔ (انبیاء کی بشریت اور رسالت پر تفصیلی دلائل ہم نے اپنی کتاب "خطبات سورہ یٰسین" میں بیان کر دیئے ہیں۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام

حضرات محترم! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام جب واپس اسی جگہ چٹان کے قریب پہنچے جہاں انہوں نے دوران سفر آرام کیا تھا۔ تو وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص کو صاف ستھرا اور خوبصورت جبہ پہنے اور چادر لپیٹے ہوئے دیکھا۔ان کے چادر لپیٹنے کا انداز اس طرح تھا کہ ۔جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ۔
چادر کا ایک سرا ان کے پاؤں تلے اور دوسرا ان کے سر کے نیچے تھا۔(صحیح بخاری صفحہ ۶۸۹ جلد ۲)
اور بعض روایات میں چادر کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے ۔مُسَجًّا ثَوْبًا مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا۔کہ حضرت خضر علیہ السلام چادر اوڑھے سیدھے لیٹے ہوئے تھے۔(صحیح مسلم ۲۷۰ جلد ۲)

امام سدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اون کا جبہ زیب تن فرما رکھا تھا اور جبہ کے اوپر اون ہی کی چادر لپیٹ رکھی تھی۔وَمَعَهُ عَصًا قَدْ أَلْقَى عَلَيْهَا طَعَامَهُ۔قریب ہی ان کا عصا زمین میں گڑا ہوا تھا اور اس پر ان کا کھانا لٹک رہا تھا۔

(فتح الباری صفحہ ۴۱۷ جلد ۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اس حالت میں دیکھتے ہی از حد مسرور ہوئے اور انتہائی ادب و احترام سے "السلام علیکم" کہا۔حضرت خضر علیہ السلام۔سلام کے الفاظ سن کر متعجب ہوئے کیونکہ اس علاقے میں سلام کے ان الفاظ کا رواج نہ تھا۔کیونکہ ۔إِنَّ أَهْلَ تِلْكَ الْأَرْضِ لَمْ يَكُونُوا إِذْ ذَاكَ مُسْلِمِينَ۔اس سرزمین کے لوگ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔(فتح الباری صفحہ ۴۱۷ جلد ۸) بہرحال حضرت خضر علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام سنا۔فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ۔تو اپنے چہرے سے کپڑا اٹھاتے ہوئے "وعلیکم السلام" کہا اور از راہ تعجب اور حیرانگی فرمایا۔هَلْ بِأَرْضٍ مِنْ سَلَامٍ۔اور بعض روایات میں ہے۔أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ اس سرزمین میں سلام کا رواج کہاں سے آگیا۔جب خضر علیہ السلام نے سلام کہنے والے کو غور سے دیکھا تو ان کیلئے موسیٰ علیہ السلام اجنبی شخص تھے اس لئے فوراً سوال کیا۔مَنْ أَنْتَ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے ادب سے جواباً فرمایا۔أَنَا مُوسَى۔میرا نام موسیٰ (علیہ السلام) ہے۔

(صحیح بخاری صفحہ ۶۸۹ جلد ۲۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۷۰ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام کے آداب

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس طرز عمل سے واضح ہو گیا کہ جب کوئی مسلمان شخص دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے تو آنے والے کو سب سے پہلے سلام کہنا چاہیے اور دوسرے شخص کو اس کے سلام کا جواب دینا چاہیے۔ آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں "سلام کا طریقہ" ہی سکھلایا تھا۔ اپنی بات نہیں کر رہا۔ بلکہ امام الانبیاء خاتم الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان عرض کر رہا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی آنحضرت ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ اور ان کا ترجمہ سنئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آج کے مسلمانوں کو "سلام" کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیزان گرامی! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے کہ آج کے بعض نوجوان جب آپس میں ملتے ہیں تو سب سے پہلے ایک دوسرے کو ماں بہن کی گالیاں بکتے ہیں اور پھر حال احوال پوچھتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک دوست دوسرے کی ملاقات کے لئے اسے گھر سے بلاتا ہے۔ وہ باہر نکلتا ہے۔ دونوں گلے ملتے ہیں۔ معانقہ کرتے ہوئے ان میں سے ایک منہ بھر کر بہن کی گالی دیتے ہوئے دوسرے کی خیریت دریافت کرتا ہے جبکہ دوسرا ماں کی گالی بکتے ہوئے اسے اپنی خیریت کی اطلاع دیتا ہے اور دونوں شاداں و فرحاں گپ شپ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو کیا کہا اور کیا سنا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بھائیو! آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔ کیا ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کا یہی حال نہیں ہے؟--- دوسری طرف ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو ان کے سلام کا انداز ہی بڑا عجیب ہے اور وہ یہ۔ کہ ایک پکارتا ہے "یا علی مدد" دوسرا جواب دیتا ہے "مولا علی مدد"۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ یہ بھی لوگوں نے ملاقات اور پہچان کا ایک ذریعہ بنالیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایک تیسری قسم کے لوگ ہیں جو ملاقات کے وقت "السلام علیکم" کی بجائے "سام لیکم" کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جو صرف ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور جواب دینے والے سر کے اشارے سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ بھائیو! یہ سب طریقے غلط' نامناسب اور غیر شرعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ کی سنت مطہرہ کے مطابق "السلام علیکم" کہنے اور "وعلیکم السلام" جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو ان میں روح پھونک کر انہیں فرشتوں کی جماعت کی طرف روانہ فرمایا۔ حدیث مقدسہ کے الفاظ اور ان کا ترجمہ سنئے۔

فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" فَقَالُوْا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" قَالَ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ (متفق علیہ۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۹۷)

ترجمہ ⬅ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو جا کر "سلام" کہو اور ان کے جواب کو غور سے سنو۔ کیونکہ تیرے سلام کا جو جواب فرشتے دیں گے وہی آپ کا اور آپ کی اولاد کا جواب ہوگا۔ چنانچہ حضرت آدم نے انہیں "السلام علیکم" کہا تو فرشتوں نے جواباً فرمایا "السلام علیک ورحمۃ اللہ" آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ فرشتوں نے جواب میں "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کر دیا۔

مسلمان کے حقوق

محترم حضرات! سلام کہنے اور اس کا صحیح جواب دینے کو مسلمان کے حقوق میں شمار کیا گیا ہے۔ خاتم الرسل ﷺ کی مشہور حدیث مبارکہ ہے۔ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ إِذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ۔ (مشکوۃ المصابیح ۳۹۷)

ترجمہ ⟵ مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔ [1] جب مریض ہو تو اس کی تیمارداری کرے۔ [2] جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ [3] جب دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ [4] جب ملاقات ہو تو سلام کہے۔ [5] جب چھینک آئے تو جواب دے۔ [6] دوسرے کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔

نبی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اسی سلام کے آداب اور تقاضے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي۔ کہ سوار آدمی پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔ وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ۔ اور پیدل چلنے والا۔ راستے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کہے۔ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ۔ کم۔ زیادہ کو سلام کہیں۔ وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ۔ چھوٹا۔ بڑے کو سلام کہے۔ (رواہ البخاری۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۹۷)

اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ بڑا چھوٹے کو سلام نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ چھوٹوں کو ادب سکھایا گیا ہے۔ کہ بزرگوں کے احترام کو ملحوظ رکھیں اور انہیں سلام کہنے میں پہل کریں۔ اور یہ بات امام کائنات ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا گزر لڑکوں کے قریب سے ہوتا۔ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ تو آپ انہیں سلام کہتے۔ سُبْحَانَ اللهِ۔

حضرات گرامی! آج ہمارے معاشرے اور ماحول میں تو ادب و احترام اور شفقت و محبت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں رہی۔ ہمارا دین تو ہمیں بڑوں کا ادب' احترام' تعظیم اور توقیر سکھاتا ہے اور چھوٹوں کے ساتھ محبت' شفقت' الفت اور پیار کرنے کا سبق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو بوڑھوں کا احترام کرنے اور بوڑھوں کو بچوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چالیس نیکیاں

حضرات گرامی! سلام کہنے کی بات جب شروع ہو ہی گئی ہے تو آپ کی معلومات کیلئے عرض ہے کہ سلام کہنے سے جہاں محبت والفت اور تعلقات میں اضافہ اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔ وہاں سلام کہنے اور سلام کا جواب دینے سے مسلمان اجروثواب کا مستحق بھی گردانا جاتا ہے اور سلام کے ساتھ دعائیہ کلمات بڑھانے سے نیکیوں میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ سلام کہنے والا اور جواب دینے والا۔ دس سے چالیس نیکیاں حاصل کرلیتا ہے۔ حدیث کی مشہور کتب جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے کہ۔

"ایک دفعہ رسول مکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ۔ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ ایک شخص نے نبی معظم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہا۔ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ آپ کی پاکیزہ محفل میں بیٹھ گیا۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس سلام کہنے والے کیلئے دس نیکیوں کا ثواب لکھ دیا گیا۔ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا۔ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ اور آپ کو ان الفاظ سے سلام کہا۔ آپ پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور نہایت ادب سے وہ بھی آپ ﷺ کی مقدس مجلس میں بیٹھ گیا۔ فَقَالَ عِشْرُوْنَ۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کیلئے بیس نیکیاں لکھ دی گئیں۔ اسی دوران ایک تیسرا شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" تم پر سلامتی۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔ کہا اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام کی صف میں بیٹھ گیا۔ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ثَلَاثُوْنَ۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں درج کردی گئی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تیسرے آدمی کے بیٹھنے اور رسول اللہ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان مقدس سے ان الفاظ کی ادائیگی کے معاً بعد ایک چوتھا شخص حاضر ہوا- اور اس نے یوں سلام عرض کیا- اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ- آپ پر سلامتی' اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کی برکت اور مغفرت نازل ہو- فَقَالَ اَرْبَعُوْنَ- تو نبی کائنات ﷺ نے فرمایا- اسے رب تعالیٰ کی طرف سے چالیس نیکیاں عطا کر دی گئی ہیں- سبحان اللہ-

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹۸)

تکبر سے نجات

محترم حضرات! سلام کے بارے میں صرف ایک اور مسئلہ توجہ سے سماعت فرمالیں تو سورۃ کہف کی اگلی آیت کی تشریح شروع کرتے ہیں اور وہ مسئلہ ہے "سلام میں پہل کرنے کا" ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو سلام کہنے میں پہل کرنے کی کوشش کرے اور یہ انتظار نہ کرے کہ دوسرا مجھے سلام کہے تو میں جواب دوں- رسول برحق ﷺ کے ارشاد مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے زیادہ قریب ہوتا ہے-

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ- (مشکوٰۃ المصابیح ۳۹۸)

ترجمہ ⟵ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا- لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ (کی رحمت اور مغفرت) کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے- سبحان اللہ-

حضرات گرامی! سلام میں پہل کرنے کے جہاں اور متعدد فوائد ہیں وہاں ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس عمل سے تکبر' غرور' فخر اور نخوت سے نجات مل جاتی ہے- امیر و غریب' شاہ و گدا اور مالک و ماتحت کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور اسلامی مساوات اور انسانی برابری کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے- اسی امر کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے خاتم الرسل ﷺ نے فرمایا- اَلْبَادِيْ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ- (رواہ البیہقی- مشکوٰۃ المصابیح ۴۰۰)

ترجمہ ⟵ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک اور بری ہو جاتا ہے- سبحان اللہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلام میں پہل کرنے کی توفیق عطا فرمائے- آمین- صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صرف لوگوں کو سلام کہنے کیلئے بازار جایا کرتے تھے- حالانکہ انہیں بازار میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا- چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت طفیل تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ-

"میرے والد محترم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ 'حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس صبح کے وقت تشریف لے جاتے اور پھر وہ دونوں بازار کا رخ کرتے- تو- لَمْ یَمُرَّ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَلٰی سَقَّاطٍ وَّلَا عَلٰی صَاحِبِ بَیْعَۃٍ وَّلَا مِسْکِیْنٍ وَّلَا عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْہِ- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راستے میں ہر چھابڑی والے' دکاندار' مسکین و غریب' غرض ہر ملنے والے کو سلام کہتے' حضرت طفیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد گرامی کسی وجہ سے ان کے پاس نہ جا سکے تو انہوں نے مجھے بھیج دیا- فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَی السُّوْقِ- میں جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اپنے ہمراہ بازار چلنے کو کہا- میں نے عرض کیا- آپ بازار جا کر کیا کریں گے- وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَیْعِ وَلَا تَسْئَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِھَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا ھٰھُنَا نَتَحَدَّثُ- نہ تو آپ کسی دکاندار کے پاس ٹھہرتے ہیں' نہ آپ اشیاء کے بارے میں پوچھتے ہیں' نہ آپ سودا کرتے ہیں' نہ آپ بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں کہ ہم بھی وہاں بیٹھ کر گفتگو یا بات چیت کریں-"

حضرت طفیل تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا- لہ اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ لَقِیْنَاہُ- ہم تو بازار میں صرف سلام کہنے جاتے تھے اور ہر ملنے والے کو سلام (کہہ کر ثواب حاصل) کرتے ہیں- (رواہ البیہقی- مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ کی درخواست

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کی ملاقات کے بارے میں ہم سورۃ کہف کی زیر بحث آیات کی تشریح و توضیح کر رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے منہ سے چادر ہٹاتے ہوئے پوچھا۔ مَنْ اَنْتَ؟ مجھے سلام کہنے والے تم کون ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواباً فرمایا اَنَا مُوْسٰی۔ میں موسیٰ ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حیرانگی اور تعجب سے پھر سوال کیا۔ مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ؟ کیا تم بنی اسرائیل والے موسیٰ (علیہ السلام) ہو؟ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ نَعَمْ۔ ہاں۔ میں وہی موسیٰ ہوں۔ مگر آپ کو میرا پتہ کیسے چل گیا؟ فرمایا جس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے۔ اس نے مجھے بھی بتا دیا ہے۔ سبحان اللہ۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۱۵ جز ۱۱)

جب حضرت خضر علیہ السلام کو کامل یقین ہو گیا کہ مجھے سلام کہنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور پیغمبر ہی ہیں اور انہیں بنی اسرائیل کی رشد و راہنمائی کے لئے اللہ کریم کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے پھر سوال کیا کہ۔ مَجِیْءُ مَا جَاءَ بِکَ؟ تم یہاں کیسے آئے ہو۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ ہیں۔ مَاشَانُکَ۔ تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے آنے کا مقصد کوئی دنیوی فائدہ' منفعت اور لالچ نہیں ہے۔ بلکہ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خاص علم عطا فرما رکھا ہے۔ آپ سے وہ علم سیکھوں ۔ گویا۔ میں آپ کی شاگردی اختیار کرنے اور آپ سے علم حاصل کرنے کے لئے اتنا طویل اور دشوار گزار سفر طے کر کے آیا ہوں۔ آج کے خطبے کی زیر بحث آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست کے الفاظ یوں بیان کئے گئے ہیں۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰۤی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○

ترجمہ ⟵ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں اس شرط پر آپ کی پیروی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا ہوں کہ جو رشد و بھلائی آپ کو سکھائی گئی ہے۔ آپ اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھلا دیں۔

جناب خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست کو سن کر اور حصول علم کی تڑپ اور جذبہ دیکھ کر فرمایا۔ لَمَا یَکْفِیْکَ اَنَّ التَّوْرَاۃَ بِیَدَیْکَ وَاِنَّ الْوَحْیَ یَاْتِیْکَ۔ (صحیح بخاری صفحہ ٦٨٩ جلد ٢) کیا آپ کیلئے اتنا علم کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات (جیسی مقدس کتاب) عطا فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ اس بات کو چھوڑیئے۔ میں تو آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو آپ کو سکھلایا گیا ہے۔

خضر اور موسیٰ کا علم

حضرت موسیٰ علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر' صاحب شریعت رسول اور عظیم المرتبت بندے تھے۔ رب العزت نے انہیں تورات جیسی معتبر اور مقدس کتاب عطا فرما رکھی تھی اور آپکو کئی معجزات سے بھی نواز رکھا تھا۔ مگر اسکے باوجود' وہ علم سیکھنے کیلئے گھر سے نکلے اور حضرت خضر علیہ السلام سے علم سیکھنے پر اصرار کیا۔ آخر وہ کونسا علم تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اب تک اس سے محروم رکھا گیا تھا۔ اہل علم' علماء تفسیر اور صوفیاء کرام نے اس سوال کے متعدد جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ ہم علمی جوابات میں سے مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جواب کو یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں' وہ انبیاء اور رسل جن کو اصلاح عامہ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ان کی شریعتوں کے احکام ایسے اصول اور ضوابط پر مبنی ہوتے ہیں۔ جن کی اصلاحات کا تعلق عوام سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی حکمت و مصلحت عوام کے ذہنوں پر منکشف ہوتی جاتی ہے۔ اور رہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی چاہیے۔ لیکن جو انبیاء کسی امت کی اصلاح کیلئے مبعوث نہیں ہوتے۔ ان کے پاس وحی کے ذریعہ سے آنے والے احکام کا مقصد صرف انبیاء کے نفوس کی اصلاح یا اللہ کے ساتھ انبیاء کے معاملات کی براہ راست درستی ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۴۲ جلد ۷)

استاذ المحدثین حضرت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ زمین و آسمان کے درمیان دو قسم کے احکام نازل کرتا ہے۔ ① تشریعی۔ ② تکوینی۔ تشریعی احکام بندوں کی اخلاقی و معاملاتی اصلاح اور اخروی سعادت و نجات کے متعلق ہیں اور وہ انبیاء و رسل کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں اور تکوینی احکام تدبیر و انتظام عالم کے متعلق ہیں۔ آسمان و زمین اور ان کی درمیانی اشیاء کے قدرتی انتظامات (نظام شمسی و قمری' اجرام فلکیہ کی تاثیر اور زمین کا ان سے متاثر ہونا) اور اس سلسلہ خلق و فنا کی وابستگی اسی قسم سے ہے۔ ایسی خدمات پر عموماً فرشتے مقرر ہیں۔ اور بعض خواص بنی آدم (یعنی زمرۂ انبیاء میں سے بعض) کو بھی اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے۔ ایک ان میں حضرت خضر علیہ السلام بھی ہیں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بوجہ ان کے نبی و رسول ہونے کے علم شریعت دیا گیا اور خضر علیہ السلام کو بعض امور تکوینیہ سپرد کیے گئے۔ ہر دو کی نوعیت الگ الگ ہیں۔" تفسیر سورۃ کہف صفحہ ۵۴)

حضرات گرامی! کتب احادیث میں بھی حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے اس علمی فرق کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "قصہ موسیٰ و خضر" بیان کرتے ہوئے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے خاص امور کا علم سیکھنے پر اصرار کیا تو انھوں نے جواباً فرمایا۔ يَا مُوسَىٰ إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۲۳ جلد ۱) ترجمہ ◄ اے موسیٰ! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھوں جو مجھے اسی نے سکھلایا ہے تو اس علم کو نہیں جانتا اور تو بھی ایک علم پر ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے جس کی تفصیل میں نہیں جانتا۔

صحیح بخاری شریف ہی کی دوسری روایت میں حضرت خضر علیہ السلام کے الفاظ اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ یَامُوْسٰی! اِنَّ لِیْ عِلْمًا لَایَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ تَعْلَمَهٗ وَاِنَّ لَکَ عِلْمًا لَایَنْبَغِیْ اَنْ اَعْلَمَهٗ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۸۹ جلد ۲) ترجمہ ⟵ اے موسیٰ! مجھے ایک علم دیا گیا ہے جس کا سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں اور آپ کو ایک علم عطا کیا گیا ہے جس کا سیکھنا میرے لائق نہیں ہے۔

شریعت اور طریقت

بعض لوگ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے اس قصے اور ان کے علم میں اس امتیاز سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شریعت اور طریقت دو الگ الگ سلسلے اور جدا جدا علم ہیں اور ان میں موافقت اور مطابقت ضروری نہیں ہے' بلکہ ان دونوں میں تخالف اور اختلاف بھی ہو جاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت کا جبکہ حضرت خضر کو طریقت کا علم دیا گیا تھا۔ اسی طرح ظاہری شریعت کا علم علماء کے پاس ہے۔ اور طریقت فقراء کے پاس ہے۔ محقق زماں حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ اس امر کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ امر کہ شریعت و طریقت میں مخالفت بھی ہو جاتی ہے اور یہ کہ مخالفت کے وقت طریقت کے حق میں صحت و درستی کا فیصلہ ہے اور یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ اس کی دلیل ہو سکتا ہے۔ سب کچھ نادرست ہے اور مغالطہ یا غلط فہمی ہے نہ شریعت و طریقت میں مخالفت ہو سکتی ہے اور نہ کوئی طریقت' شریعت انبیاء کی مخالفت کی صورت میں خدا رسی کا ذریعہ یا ولایت کا کوئی رتبہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ ایسی صورت میں زندقہ و بے دینی کا زینہ اور خدا تعالیٰ کے غضب و ناراضی کا موجب ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں تمام صوفیاء یک زبان ہیں۔ شیخ علی ہجویری' مولانا روم' سید عبدالقادر اور مجدد صاحب' رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم اکابر اولیاء اللہ کی تحریرات اس امر میں پیش از پیش ہیں۔ جن کا نقل کرنا موجب طوالت ہے۔ چنانچہ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ' صوفی کی عملی زندگی کا طریقہ ہوں یوں فرماتے ہیں۔ "اعتقاد صحیح کے بعد اس پر لازم ہے۔ قرآن و حدیث کے ساتھ پنجہ مارنا اور اصولاً و فروعاً ان کے امر و نہی پر عمل کرنا۔ (غنیہ)

اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ اس جنس سے ہے کہ وہ اس بے دینی کی دلیل ہو سکے۔ بلکہ وہ شریعت عباد اور تکوین الٰہی کی جنس سے ہے۔ طریقت' احکام شریعت کو خالص نیت سے ادا کرنے اور محرمات و شبہات سے پرہیز کرتے ہوئے اور اشغال دنیویہ کو کم کرکے اپنے قلوب و اوقات کو اذکار الٰہی میں مصروف و معمور کرنے کی صورت میں ایک منزل ہے۔ جس میں ترقی کرتے کرتے مومن' نبوت کے نیچے ولایت کے بہت سے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ پس ان ہر دو میں مخالفت ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ طریقت' حقیقت میں شریعت ہی کی ایک شاخ ہے اور نوع اور اس کی صنف (شاخ) میں مخالف نہیں ہوتی اور موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے علوم کی نوعیت جدا جدا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ پس مقابلہ تشریع اور تکوین کا ہے نہ کہ شریعت و طریقت کا۔" فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ۔ (تفسیر سورۂ کہف صفحہ ۵۴)

خالق اور مخلوق کے علم کی مثال

برادران گرامی! یہ ایک علمی اور ضروری مسئلہ تھا جس کی نشاندہی کرنا بے حد ضروری تھا۔ کیونکہ آج کے بعض جعلی پیر اور مفاد پرست فقیر اس قسم کی باتیں لوگوں میں پھیلا کر عوام کے اذہان کو شریعت کے احکام سے دور کرتے ہیں اور اپنی من پسند اور غلط حرکات کا جواز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور شریعت و طریقت کے الفاظ کا ناجائز اور غلط استعمال کرکے عوام سے مال بٹورتے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حکمت بھری کتاب قرآن مجید میں اور نبی مکرم ﷺ نے اپنے فرمان عالی شان میں اس امر کی وضاحت اور صراحت فرمادی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم جدا نوعیت کا اور حضرت خضر علیہ السلام کا علم دوسری نوعیت کا تھا۔اور اصل علم اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور وہ اس میں سے جتنا چاہتا ہے اپنے جس بندے کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ میں مکمل علم کا مالک ہوں بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اصل علم اللہ تعالیٰ کو ہے وہ جس کو جتنا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے علم حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔اے موسیٰ! اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ ترجمہ: تحقیق تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکے گا اور اس بات پر آپ صبر بھی کیسے کرسکتے ہیں جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں ہے۔یعنی میرے ہاتھوں بعض ایسے امور ظہور پذیر ہونگے جو بظاہر آپ کی معلومات اور علم کے مطابق نامناسب ہونگے۔مگر نتیجتاً بہتر اور صحیح ہونگے۔چونکہ ان نتائج وعواقب کا آپ کو پوری طرح علم نہیں ہے۔لہٰذا آپ کے لئے وہ کام تعجب اور حیرانی کا باعث ہونگے اور جب آپ مجھے وہ کام کرتے ہوئے دیکھیں گے تو صبروضبط نہ کرسکیں گے۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ حصول علم کیلئے میرے ساتھ رہنے سے باز رہیں۔آپ اپنے علم کے مطابق عمل کریں۔مجھے میرے علم کے مطابق فرائض سرانجام دینے دیں اور آپ مجھ سے علم حاصل نہ کریں اور میں آپ سے آپ کے علم کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔

ادھر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ ادھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک چڑیا یا کوئی پرندہ آیا اور قریب بہتے ہوئے سمندر یا دریا سے کچھ پانی پی کر اڑ گیا۔تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔اے موسیٰ! کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ میرا اور آپ کا علم ہی کل علم ہے اور رب تعالیٰ نے سارا علم ہم دونوں کو عطا فرمادیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس سمندر سے یہ پرندہ اپنی چونچ کے ساتھ جتنا پانی پی کر اڑ گیا ہے۔ ہم تو رب السماوات والارض کے علم سے اتنا علم بھی حاصل نہیں کر سکے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے پرندے کو پانی پی کر اڑتے ہوئے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ وَاللّٰہِ مَا عِلْمِیْ وَمَا عِلْمُکَ فِیْ جَنْبِ عِلْمِ اللّٰہِ اِلَّا کَمَا اَخَذَ ھٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِہٖ مِنَ الْبَحْرِ۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۸۹ جلد ۲) ترجمہ ← اللہ کی قسم! میرا اور آپ کا کل علم، اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے دریا کے مقابلے میں اس پرندے کا پیا ہوا پانی۔

قرآن عزیز اس امر کی صراحت فرماتا ہے کہ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ○ ہر صاحب علم کے اوپر ایک علم والا موجود ہے۔

خضرؑ نبی یا ولی

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور ولایت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف مشہور و معروف ہے۔ مگر جمہور اہل علم اور مفسرین کرام حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور پیغمبری ہی کے قائل ہیں۔ جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ۔ وَالْخِضْرُ نَبِیٌّ عِنْدَ الْجُمْھُوْرِ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۶ جزء ۱۱) حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے چند اہم دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

① قرآن حکیم نے "قصہ موسیٰ و خضر" کے آخر میں حضرت خضر علیہ السلام کے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ کہ میں نے یہ کام (خرق سفینہ، قتل غلام، اقامت دیوار) اپنی مرضی اور اپنی طرف سے نہیں کئے۔ (بلکہ وحی الٰہی کے مطابق کئے ہیں۔) قرآن عزیز کے ذکر کردہ یہ الفاظ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں قول فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

② امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وَالْاٰیَۃُ تَشْھَدُ بِذٰلِکَ لِاَنَّ النَّبِیَّ لَا یَتَعَلَّمُ مِمَّنْ دُوْنَہٗ۔ (فتح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الباری صفحہ ۴۳۴ جلد ۶)

ترجمہ ⟵ قرآنی آیت اس پر گواہی دے رہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ کیونکہ کوئی نبی اپنے سے کم تر شخص سے علم حاصل نہیں کر سکتا۔

③ حضرت خضر علیہ السلام کی پیغمبری کی تیسری دلیل شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اور امام قرطبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ وَلِاَنَّ الْحُکْمَ بِالْبَاطِنِ لَایَطَّلِعُ عَلَیْهِ اِلَّا الْاَنْبِیَاءُ۔ (فتح الباری صفحہ ۴۳۴ جلد ۶) اور باطن کے حکم پر انبیاء کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔

بعض واعظین حضرت خضر علیہ السلام کو ولی ثابت کرنے کے لئے بہت سی الٹی سیدھی اور اوٹ پٹانگ باتیں بناتے اور ولایت کا درجہ نبوت سے بڑھانے کی کوشش کر کے عوام کے عقائد و اعمال میں خرابی پیدا کرتے ہیں اور اس سے اپنی دکانداری چمکا کر لوگوں سے خوب مال اور رداؤ وصول کرتے ہیں اور کئی مقررین تو یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ انبیاء ظاہری علوم کے ماہر جبکہ اولیاء باطنی رموز کے کاشف ہوتے ہیں۔ برادران گرامی! عقیدے کی یہ بات اپنے ذہن میں پختہ فرمالیجئے کہ پوری کائنات کے اتقیاء' اصفیاء اور اولیاء جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے ایک نبی اور پیغمبر کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اللہ کریم کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء مل کر ہمارے ہادی و رہنما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو ولی کہنا در حقیقت انبیاء کرام کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کے مترادف ہے۔

کیا خضر زندہ ہیں؟

حضرات محترم! عوام الناس میں یہ بات بھی بڑی مشہور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور زمین پر بہنے والے سمندروں' دریاؤں اور ندی نالوں کے پانیوں پر انکا حکم چلتا ہے۔ بعض لوگ انہیں "خواجہ خضر" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور کئی جہلاء بحری جہاز یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کشتی میں سوار ہوتے وقت خواجہ خضر سے مدد اور اعانت کے طلب گار بھی ہوتے ہیں۔ اسلئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ "حیات خضر" کی حقیقت اور اصلیت سے بھی آپ حضرات کو آگاہ کردیا جائے اور چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی شخصیت کے تعارف کی بات شروع ہو گئی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں آج کے خطبے میں ہی آپکو تفصیل سے آگاہ کردیا جائے تاکہ آئندہ خطبے میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے علمی سفر کی داستان میں کوئی دوسرا موضوع داخل نہ ہو اور پورے رکوع کی مختصر تشریح و توضیح آئندہ خطبے میں مکمل ہو جائے۔ انشاءاللہ۔

حضرات! حضرت خضر علیہ السلام کی حیات ابدی کے بارے میں جتنی باتیں آج عوام میں مشہور ہیں یا مشہور کردی گئی ہیں۔ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ یہ محض کہانیاں، داستانیں اور من گھڑت واقعات ہیں جو عوام کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشہور کردیئے گئے ہیں تاکہ لوگوں کی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ آیئے قرآن و سنت کی روشنی میں حضرت خضر علیہ السلام کی حیات و موت کے مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(1) آج کے خطبے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام انسانوں میں سے ایک انسان اور رب العزت کے انبیاء کرام میں سے ایک نبی ہیں اور وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے طویل عرصہ قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے ہیں اور قرآن حکیم آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۳۴-۳۵)

ترجمہ ⟵ اور ہم نے آپ سے قبل کسی کو دوام نہیں بخشا۔ کیا اگر آپکو موت آگئی تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ کیلئے رہ جائیں گے۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم آزمائش کیلئے تم میں سے ہر ایک کو برائی اور بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔

یہ آیت کریمہ اس امر پر قاطع برھان ہے کہ آنحضرت ﷺ سمیت کسی شخص کو بھی اس جہان میں دوام اور ہمیشگی حاصل نہیں ہے اور حضرت خضر علیہ السلام بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔

② مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تمام انبیاء کرام سے پختہ وعدہ لیا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کی زندگی میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوں تو اس پر ایمان لانا اور اس کی دعوت کی اشاعت میں اس کی مدد کرنا تم پر لازم اور ضروری ہے۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں۔ مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْمِیْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ وَّھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ۔ کہ ہر نبی کی بعثت سے قبل اس سے مضبوط عہد لیا گیا کہ اگر کسی کی زندگی میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث فرمائے جائیں تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان (محمد ﷺ) پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ لَمْ یَأْتِ فِیْ خَبَرٍ صَحِیْحٍ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (فتح الباری صفحہ ۴۳۴ جلد ۶) کسی صحیح روایت میں حضرت خضر علیہ السلام کے نبی مکرم ﷺ کے پاس تشریف لانے (اور آپ پر ایمان لانے کا) ذکر نہیں ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام اگر زندہ ہوتے تو لازماً آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور کا کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے۔ ان کا آپ ﷺ کے پاس نہ آنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی مکرم ﷺ کے زمانے میں زندہ موجود نہ تھے۔ جب وہ حضور کے زمانے میں زندہ نہیں تھے تو آج کیسے زندہ ہو گئے۔

حضرات محترم! وفات حضرت خضر علیہ السلام کے دلائل کتب تفاسیر میں بکثرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں مگر ہم نے اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم اور حدیث رسول سے دو دلائل پر اکتفا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن عزیز اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میں صبر کروں گا

محترم حضرات! حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں ان ضروری توضیحات کے بعد اب آیئے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات مقدسات کی طرف۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال و جواب اور ان کی طرف سے حصول علم کیلئے ساتھ رہنے کی اجازت طلب کرنے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا○ (اے موسیٰ!) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے اور آپ اس بات پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ تھے کہ علوم تکوینیہ کے جو راز مجھ پر منکشف کئے گئے ہیں کوئی صاحب شریعت رسول اس پر سکوت اور خاموشی اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ نے قبل از وقت اشارہ فرما دیا کہ اے موسیٰ! مجھ سے بعض ایسے امور واقع ہونگے جن کی حقیقت و اصلیت اور ان کے نتائج و عواقب کی آپ کو پوری طرح خبر نہ ہوگی۔ لہٰذا آپ میرے افعال پر اعتراض کریں گے۔ اور وہ امور اس قسم کے ہونگے کہ آپ کوشش کے باوجود ان پر خاموشی اختیار نہیں کر سکیں گے اور صبر کا دامن آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ لہٰذا آپ میرے ساتھ رہنے سے باز رہیں تو آپ کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے اس فرمان کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ قرآن مجید یوں نقل فرماتا ہے۔

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا○

ترجمہ ← (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا پائیں گے اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

عزیزان گرامی! آپ قرآنی الفاظ پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر کا وعدہ کر رہے ہیں اور اس وعدے کو توفیق الٰہی کے ساتھ مشروط فرما رہے ہیں یعنی میں رب العزت کا رسول ہونے کے باوجود اس کی مشیت اور توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ہمیں بھی ہر کام کے وقت ''انشاء اللہ'' کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی سورۃ کہف کی آیت کریمہ میں ہمارے ہادی و رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکماً فرمایا گیا ہے۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ۔ (سورۃ کہف آیت نمبر ۲۴) اور آپ کسی کام کے بارے میں ہرگز یوں نہ کہیں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر (ساتھ یہ ضرور کہیں) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

ہم ''انشاء اللہ'' کے مسئلے کی تفصیل اسی آیت کی تشریح میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے یہاں دہرانا مناسب نہیں سمجھتے۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں آپ کے ساتھ صبر کروں گا اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

صبر کی حقیقت

برادران گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ صبر کرنیکا وعدہ کر کے صبر کی اصلیت' حقیقت اور اہمیت کی طرف اشارہ فرما دیا۔ حقیقتاً صبر ایک عظیم الشان ''خلق'' ہے اور یہ بہت سی برائیوں کیلئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ستر سے زائد مقامات پر اسکی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے مراتب علیا اور درجات رفیعہ کا مدار اسی فضیلت پر رکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ۔ ''صبر نصف ایمان ہے۔'' ایک دفعہ رسول مکرم ﷺ سے ''ایمان'' کے لازمی متعلقات کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواباً فرمایا۔ اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔ کہ صبر اور دریادلی کا نام ایمان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم حضرات! ہم اس موضوع کی تفصیل میں جائے بغیر صبر کی چند ضروری اقسام کا ذکر کرنا مناسب اور ضروری خیال کرتے ہیں۔چنانچہ

- اگر پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشات کے مقابلے میں "صبر" سے کام لیا جائے ہے تو اس کا نام "عفت" ہے۔
- اگر مصائب و مشکلات کے وقت جزع' فزع سے اجتناب اور رضا بالقضاء پر عمل کیا جائے تو اسے "صبر" ہی کہتے ہیں۔
- اگر دولت و ثروت کی کثرت میں صبر ہے تو اس کا نام "ضبط نفس" ہے۔
- اگر جنگ اور اسی قسم کے مہلک حالات پر صبر ہے تو اسے "شجاعت" کہا جاتا ہے۔
- اگر غیض و غضب کے حالات پر صبر ہے تو اس کو "حلم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
- اگر حوادثات زمانہ پر صبر ہے تو اس کا نام "وسعت صدر" (یعنی کشادہ دلی اور حوصلہ مندی) رکھا جاتا ہے۔
- اگر دوسروں کے پوشیدہ رازوں پر صبر ہے تو اس کا نام "کتمانِ سر" (پردہ پوشی) ہے۔
- اگر بقدرِ کفاف مُعیشت پر صبر ہے تو اس کو "قناعت" کہتے ہیں۔

قرآن عزیز میں صبر کی ان تمام اقسام کو جامع ایجاز و اعجاز کے ساتھ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ ترجمہ ◄ اور ہر قسم کی مصیبتوں اور مضرتوں اور جنگ کی ہولناکیوں پر صبر کرنے والے' یہی دراصل صادق اور یہی متقی اور پرہیزگار ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ صبر کا وعدہ ان الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۔ ترجمہ ◄ آپ مجھے انشاءاللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول علم کی شرائط

برادران گرامی! صبر یعنی حوصلہ مندی ویسے تو ہر کام میں کامیابی کے لئے ضروری چیز ہے مگر علم حاصل کرنے کیلئے صبر ایک بنیادی شرط ہے۔ حصول علم کے دشوار گزار سفر میں انسان کو بے پناہ مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کئی کئی دن بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے اور کئی لوگوں کے طعنے اور استاد کی جھڑکیاں سہنا پڑتی ہیں۔ خاص طور پر دینی علوم کی تحصیل تو ایک دشوار اور مشکل ترین مرحلہ ہے۔ ان بے پناہ مسائل اور لاتعداد مشکلات کا ایک ہی حل "صبر" ہے اور یہ امر بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ جو طالب علم، تحصیل علم میں پیش آمدہ دشواریوں پر صبر کرکے اپنی منزل پر پہنچ جائے یعنی علم کی گہرائیوں اور وسعتوں کو پالے تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنا راضی اور خوش ہوتا ہے کہ سمندروں، دریاؤں اور ندی نالوں کی مچھلیوں سمیت کائنات کی ہر چیز کو اس کے لئے بخشش، مغفرت، اور بلندی درجات کی دعاؤں پر لگا دیتا ہے۔ سُبحان اللہ۔ خالقِ ارض و سماء اسے دُنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار فرماتا اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما دیتا ہے۔ خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے ؎

رَضِینَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِینَا لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ
فَإِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ وَإِنَّ الْعِلْمَ لَیْسَ لَهٗ زَوَالٌ

ترجمہ: ہم اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم اور فیصلے پر راضی ہیں کہ اُس نے ہمیں علم کی دَولت سے نوازا اور جاہلوں کو مالِ دُنیا عطا فرما دیا ہے اور یاد رکھو۔ دُنیا کا مال تو عنقریب فنا اور ختم ہو جائے گا مگر علم کی دَولت ہمیشہ باقی رہے گی اور اُسے کبھی زوال نہیں ہوگا۔

ہم نے بات شروع کی تھی کہ "صبر" حصولِ علم کی شرائط میں سے ایک اہم شرط ہے کیونکہ صبر کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اِن عربی اشعار کی نسبت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہی کی گئی ہے۔ وہ علم حاصل کرنے کی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَلَا لَنْ تَنَالَ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ ۔۔۔ سَأُنْبِيْكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَيَانِ
ذَكَاءٌ وَّ حِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَّبُلْغَةٌ ۔۔۔ وَإِرْشَادُ أُسْتَاذٍ وَطُوْلُ زَمَانِ

ترجمہ ⬅ خبردار! جب تک تم چھ چیزیں اختیار نہ کرو گے۔ ہرگز علم حاصل نہ کر سکو گے۔ اُن اشیاء کا مفصل مجموعہ میں تمہارے لئے بیان کرتا ہوں۔ 1 ذہن کی صفائی اور تیزی۔ 2 علم کا شوق اور حرص۔ 3 صبر۔ 4 سامانِ علم۔ 5 اُستادِ کامل کا اِرشاد۔ 6 درازیٔ زمانہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بخوبی جانتے تھے کہ صبر و حوصلہ کے بغیر میں علم میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ اِس لئے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا۔ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ (اے خضر!) اِنشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

سوال نہ کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس یقین دہانی کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو میری معیت اور رفاقت اختیار کرنے کی اجازت تو ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ میرے ہاتھوں جو واقعات ظہور پذیر ہوں۔ انہیں آپ خاموشی اور اطمینان سے دیکھتے اور سنتے رہیں گے۔ اور ان واقعات اور حوادث کے بارے میں کسی قسم کا کوئی استفسار اور سوال نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں خود ہی اس راز سے پردہ اٹھادوں اور حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کردوں۔

قرآن مبین حضرت خضر علیہ السلام کے الفاظ نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔـلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓي اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ترجمہ ⬅ حضرت خضر (علیہ السلام) نے فرمایا اگر آپ میرے پاس رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا۔ یہاں تک کہ میں خود آپ سے اس کا ذکر کروں۔

حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے عائد کردہ اس شرط کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر ابتدائی اوقات میں طالب علم کی نظران عواقب اور نتائج پر نہیں ہوتی۔ جو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم و تربیت کے بارے میں استاد کے ذہن میں ہوتے ہیں۔ اگر شاگرد زمانہ طالب علمی میں ہر ہر بات پر کیوں 'کیسے اور کس طرح کی گردان شروع کر دے اور ہر سوال کے جواب پر اصرار کرے تو علم میں رسوخ اور فہم میں کمال حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ لہٰذا طالب علم کو استاد کے سامنے 'سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ (سمع و اطاعت) کی تصویر بن کر رہنا چاہیے۔ جوں جوں وہ علم کے زینے پر چڑھتا اور فہم و ادراک کی منزلیں طے کرتا جائے گا۔ توں توں اس کے سوالات کا جواب اسے خود بخود ملتا جائے گا۔ اور اگر طالب علم استاد پر اعتراض ہی اعتراض کرتا جائے گا تو اس سے دونوں کے درمیان بدمزگی اور بددلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے افادے اور استفادے کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان حصول مقصد کے لئے بعض شرائط طے ہو جانے کے بعد دونوں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس سفر کے دوران پیش آنے والے واقعات کی تفصیل اللہ رب العالمین نے اگلی آیات میں بیان فرمائی ہے۔ جن کی تشریح و توضیح ہم انشاء اللہ العزیز آئندہ خطبہ جمعہ میں عرض کریں گے۔ آج کے خطبے کی گفتگو میں حضرت خضر علیہ السلام کی شخصیت کا تعارف 'ان کے نام کی وجہ تسمیہ۔ ایک دوسرے کو سلام کہنے کے آداب اور فضائل۔ حصول علم کیلئے حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست۔ حضرت خضر علیہ السلام کے علمی امتیازات۔ شریعت اور طریقت کی حقیقت۔ خالق اور مخلوق کے علم کی مثال۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی اور موت کا مسئلہ۔ حضرت موسیٰ علیہ کا وعدۂ صبر۔ صبر کی حقیقت اور اقسام۔ تحصیل علم کی شرائط اور دیگر کئی مسائل کا ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ 'دردمندانہ' مخلصانہ اور حقیرانہ دعا ہے کہ وہ سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور ان پر عمل کی ہمت 'سعادت اور توفیق بخشے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 17

افعال خضر علیہ السلام اور اُن کی حکمتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ - اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ - اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ
جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا ○ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ قَالَ لَا
تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ○ فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا لَقِیَا
غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّكْرًا ○ قَالَ
اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍ
بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ○ فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا اَتَیَا
اَهْلَ قَرْیَةِ اِسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ
اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ - قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ○ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ
بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ○ اَمَّا السَّفِیْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ
مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ○ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَا بَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ (سورۃ کہف آیت نمبر ۷۱-۸۲)

ترجمہ: پس وہ دونوں (موسیٰ اور خضر علیہما السلام) چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خضر) نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ بول اٹھے۔ کیا تم نے اس میں اسلئے شگاف کیا ہے تاکہ اسکی سواریوں کو ڈبو دے۔ تحقیق تم نے عجیب کام کیا ہے۔ اس (خضر) نے کہا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھو گے۔ (موسیٰ نے) کہا۔ میری بھول کی وجہ سے مجھ پر گرفت نہ کریں اور میرے اس معاملے میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ پھر وہ دونوں چل پڑے حتیٰ کہ ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی تو اس (خضر) نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ بولے۔ کیا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلے کے بغیر ہی مار ڈالا۔ بلاشبہ آپ نے نازیبا کام کیا ہے۔ اس نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکے بعد اگر میں کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہونگے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ان کا گزر ایک بستی والوں پر ہوا۔ انہوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے انکی میزبانی سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی۔ جو گرنے کے قریب تھی۔ تو اس (خضر) نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس (خضر) نے کہا کہ اب میرے اور آپکے درمیان جدائی ہے۔ عنقریب میں آپکو ان باتوں کی حقیقت سے آگاہ کروں گا۔ (جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو دریا میں (ملاحی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام کرتے تھے - تو میں نے اسے عیب دار بنانے کا ارادہ کیا - کیونکہ انکے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ لیتا تھا - اور وہ جو لڑکا تھا - اسکے والدین مومن تھے - پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ (اگر وہ زندہ رہا تو) انہیں کفرو سرکشی پر مجبور کردے گا - تو ہم نے چاہا کہ ان کا رب انہیں بدلہ (میں ایسا بیٹا) دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور زیادہ مہربان ہو - اور وہ دیوار - تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی - اور اسکے نیچے انکا خزانہ (دفن) تھا - اور انکا باپ بڑا نیک شخص تھا - تو آپکے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں - یہ ان پر تیرے رب کی خاص رحمت تھی اور میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کیا - یہ ان امور کی حقیقت ہے جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا -

خالق ارض و سماء پوری کائنات کے الٰہ اور تمام مخلوقات کے خدا کی بے پناہ حمد و ثناء اور سید الاتقیاء، خاتم الانبیاء، بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ، والی بطحا، شافع روز جزا، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات، ستودہ صفات پر لاتعداد اور ان گنت درود و سلام کے بعد -

پچھلے رکوع میں

محترم بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم گزشتہ کئی ماہ سے قرآن عزیز کی ایک مشہور سورت مقدسہ یعنی سورت کہف کی تشریح و تفسیر سن اور سنا رہے ہیں - اللہ کریم ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت عطا فرمائے - آج کی زیر خطبہ آیات سورۂ کہف کے دسویں رکوع پر مشتمل ہیں اور اس پورے رکوع میں رب العالمین نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے ایک سفر کے دوران پیش آمدہ واقعات کی تفصیل اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے تین عجیب و غریب افعال کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں - آپ حضرات اس سے پہلے رکوع کی توضیح میں یہ بات جان چکے ہیں کہ اللہ احکم الحاکمین کے عظیم المرتبت رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی علمیت کے معاملے میں ذرا سی لغزش کی وجہ سے آزمائش میں ڈال دیا گیا تھا اور انہیں بتایا گیا تھا کہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ علم والا شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی تو انہیں ایک خاص سمت سفر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور انہیں آگاہ کیا گیا کہ آپ کی اس مرد صالح سے ملاقات مجمع البحرین کے مقام پر ہوگی۔ اور علامت یہ قرار دی گئی کہ جہاں تمہاری مچھلی گم ہو جائے گی وہاں آپ کو ہمارا وہ خاص بندہ مل جائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ایک نوجوان خادم اور شاگرد یوشع کے ہمراہ بحکم الٰہی سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک مقام پر استراحت فرما ہوئے تو وہاں پر مچھلی گم ہو گئی۔ مگر یوشع حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ عجیب واقعہ نہ بتا سکے اور سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ خاصا لمبا سفر شروع کرنے کے بعد راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد اور خادم سے کھانے کیلئے تلی ہوئی مچھلی طلب فرمائی تو انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں مچھلی کے دریا کو د جانے کا واقعہ عرض کیا۔ پھر وہ دونوں واپس اسی جگہ آئے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ رہ کر کچھ سیکھنا اور علم حاصل کرنا چاہا تو حضرت خضر علیہ السلام نے مختلف طریقوں سے انہیں اس امر سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شوق علم' اصرار کی شکل اختیار کر گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ شرائط پیش کیں کہ آپ کسی واقعہ کے بارے میں مجھ سے سوال نہیں کریں گے۔ میرے افعال پر اعتراض نہیں کریں گے اور کسی صورت بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ان شرائط کو من و عن قبول اور تسلیم کرنیکا وعدہ فرمایا اور حضرت خضر علیہ السلام سے یہ کہا کہ میں انشاء اللہ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھوں گا اور آپکے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

اس عہد و پیمان اور شرائط کی پابندی کے وعدے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہاں اپنے علمی سفر کا آغاز کیا۔ جس کی تفصیلات آج کے زیر خطبہ رکوع میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ دونوں (وہاں) سے چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔

یوشع کہاں گیا؟

قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ اور اس کے بعد اس رکوع کی کئی آیات میں دو اشخاص یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا ہی بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان خادم اور شاگرد حضرت یوشع بن نون کے بارے میں کوئی وضاحت اور صراحت نہیں ہے کہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات کے بعد وہ کہاں گئے۔

اس سوال کا سیدھا اور سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ چونکہ قرآن حکیم کی آیات اور رسول کریم کے ارشادات میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ لہٰذا اس بارے میں خاموشی اختیار کی جائے اور کسی قسم کی لب کشائی سے مکمل پرہیز اور اجتناب کیا جائے۔ ذاتی طور پر ہمارا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ۔ اَبْهِمُوْا مَا اَبْهَمَهُ اللّٰهُ۔ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے بیان نہیں کیا بلکہ مبہم رکھا ہے۔ ہمیں بھی اس چیز کے بارے میں یہی رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ تاہم علماء تفسیر نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے متعلق جو بحث فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

① اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضرت یوشع چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم کی حیثیت سے شریک سفر تھے۔ اور خادم اپنے آقا کے احکام کے تابع ہوتا ہے اسی لئے حضرت یوشع کا الگ ذکر نہیں کیا گیا۔ البتہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدمت گزار اور شاگرد کی حیثیت سے اس سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ (روح المعانی صفحہ ۳۳۵ جزء ۱۵)

② بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ آئندہ جو واقعات ظہور پذیر ہونے والے تھے ان کا تعلق حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے ساتھ تھا۔ اور چونکہ تعلیم و تعلم کا معاملہ بھی انہیں دو شخصیتوں کے درمیان تھا۔ اس لئے یوشع کی ہمراہی ــــــ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلاوجود ان آیات میں ان دو بزرگوں کا ہی ذکر کیا گیا ہے۔

③ اور کئی علماء تفسیر کی رائے یہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہو گئی اور ان کے درمیان ہم سفری کی شرائط طے پا گئیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم اور شاگرد حضرت یوشع بن نون کو اپنی قوم کے پاس واپس بھیج دیا۔ اور خود حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ آئندہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ واللہ اعلم۔ (روح المعانی صفحہ ۳۳۵ جزء ۱۵)

غرض حضرت موسیٰ اور حضرت خضر دونوں علمی اور تعلیمی سفر پر روانہ ہوئے۔ آج کی اصطلاح میں آپ ان دو بزرگوں کے اس مبارک سفر "مطالعاتی دورہ" کہہ سکتے ہیں۔

کشتی کا سفر

حضرات گرامی! حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام نے دریا کے کنارے خشکی پر پیدل سفر شروع کر دیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ۔ پس وہ دونوں دریا کے کنارے پیدل چلتے رہے۔ کیونکہ دریا کو عبور کرنے کے لئے ان کے پاس کشتی موجود نہ تھی۔ دریا کے کنارے ان کا سفر جاری تھا کہ۔ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ۔ ان کے قریب سے مگر ذرا فاصلے پر ایک کشتی کا گزر ہوا۔ فَنَادَاهُمْ خَضِرٌ۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے انہیں آواز دی کہ ہمیں بھی کشتی پر سوار کر لو۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ کشتی والوں نے دور سے ہی انہیں کشتی میں سوار کرنے سے انکار کر دیا اور سواریوں نے کشتی کے مالک سے کہا۔ اِنَّا نَرٰى رِجَالًا فِي مَكَانٍ مُخَوِّفٍ نَخْشٰى اَنْ يَكُوْنُوْا لُصُوْصًا۔ ہمیں اس خطرناک جگہ پر جو آدمی نظر آ رہے ہیں ممکن ہے یہ چور اور ڈاکو ہوں۔ لہٰذا آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور دریا میں اپنا سفر جاری رکھیں اگر ہم نے ان کی آواز پر دھیان دیا اور انہیں سوار کرنے کے لئے کشتی کو کنارے کی طرف لے گئے۔ تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا مال و اسباب لوٹ لیں اور پھر ہمیں شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ جب کشتی کے مالک نے سواریوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے احتجاج کی وجہ سے جناب خضر علیہ السلام کی آواز پر کوئی توجہ نہ دی تو آپ نے ان کے خدشے کو بھانپ لیا اور بلند آواز سے فرمایا۔ آپ ہمیں کشتی پر سوار کر لیں۔ اَنْ یُّعْطِیَ عَنْ کُلِّ وَاحِدٍ ضِعْفَ مَا حَمَلُوْا بِهٖ غَیْرَهُمْ۔ ہم دوسروں کی نسبت فی سواری دگنا کرایہ دیں گے۔ اب کشتی کا مالک کرائے کے لالچ میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔ اور انہیں غور سے دیکھا تو سواریوں سے یوں مخاطب ہوا۔ لَاَحْمِلَنَّهُمْ فَاِنِّیْ اَرٰی عَلٰی وُجُوْهِهِمُ النُّوْرَ۔ میں تو انہیں اپنی کشتی پر ضرور سوار کروں گا۔ کیونکہ مجھے تو ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اب وہ مالک اپنی کشتی کو دریا کے کنارے پر لے آیا۔ فَکَلَّمُوْهُمْ اَنْ یَّحْمِلُوْهَا۔ تو انہوں نے اس سے کشتی پر سوار ہونے کے بارے میں گفتگو کی۔ یعنی کرایہ طے کرنے کیلئے بات چیت شروع کی۔ فَعَرِفَ الْخِضْرُ۔ تو اس کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا۔ فَحَمَلُوْهَا بِغَیْرِ نَوْلٍ۔ چنانچہ بغیر کرائے اور اجرت کے انہیں کشتی پر سوار کر لیا۔ سبحان اللہ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ وہ کشتی "ایلہ" نامی بستی کی طرف جا رہی تھی۔ (روح المعانی صفحہ ۳۳۵ جزء ۱۵)

کشتی میں سوراخ

برادران گرامی! جب کشتی حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو سوار کرنے کے بعد اپنی منزل مقصود کی طرف چل پڑی تو تھوڑی دیر بعد ہی فَعَمِدَ الْخِضْرُ اِلٰی لَوْحٍ مِّنْ اَلْوَاحِ السَّفِیْنَةِ فَنَزَعَهٗ۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختے کو کھینچ کر اکھاڑ دیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ۔ فَلَمْ یَفْجَا مُوْسٰی اِذْ عَمِدَ الْخِضْرُ اِلٰی قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِیْنَةَ۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب خضر علیہ السلام کی رفاقت و معیت اختیار کئے ابھی کوئی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے تیشہ یا کلہاڑا لے کر کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب خضر علیہ السلام کی اس حرکت پر شدید غصہ آیا۔ فتح الباری میں ہے۔ اَنَّ مُوْسٰی لَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ امْتَلَاَ غَضَبًا وَشَدَّ ثِیَابَهٗ وَقَالَ اَرَدْتَّ اِهْلَاکَهُمْ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَتَعْلَمُ أَنَّكَ أَوَّلُ هَالِكٍ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کا تختہ اکھاڑتے ہوئے دیکھا کہ تو وہ غصے سے بھر گئے اور انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا "کیا آپ کشتی والوں کو ہلاکت میں ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" "عنقریب آپ کو احساس ہوگا کہ سب سے پہلے آپ خود ہلاک ہونگے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فوری طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور۔ فَخَرَقَهَا وَوَتَّدَ فِيهَا۔ کشتی کا تختہ اکھاڑنے کے بعد اسے میخ یعنی کیل لگا کر جوڑ دیا۔ یعنی پہلے کشتی سے ایک تختے کو توڑا اور پھر کیل لگا کر اس کی مرمت کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے اس فعل پر سخت تعجب ہوا اور انہوں نے پھر قدرے تلخ انداز میں حضرت خضر علیہ السلام کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا۔ قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ۔ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے اپنی کشتی پر سوار کیا ہے اور آپ ان کی کشتی کو توڑنے اور انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فتح الباری میں امام ابوالعلیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے تختہ اکھاڑنے کے عمل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ لَوْ رَآهُ الْقَوْمُ لَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ذَالِكَ۔ اگر اہل کشتی حضرت خضر علیہ السلام کے اس فعل کو دیکھتے تو لازمی طور پر انہیں منع کرتے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختے کو اکھاڑ کر اس کے سوراخ میں شیشے کا پیوند لگا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے دریا کا پانی کشتی میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ کا فرمان ہے کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ کشتی میں سے تختہ اکھاڑے جانے اور سوراخ ہو جانے کے باوجود پانی اوپر نہیں چڑھتا تھا۔ مختصر یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام کے اس عمل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ازحد متعجب اور حیران ہوئے اور حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کا یہ عمل اخلاقی اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی صحیح نہیں ہے اور شرعی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے اس لئے یہ حرکت غلط ہے کہ آپ نے بلاوجہ ان کی کشتی کو داغ دار کیا اور اسے نقصان پہنچایا ہے اور اخلاقی اعتبار سے اس لئے کہ انہوں نے ہم پر احسان اور نیکی کی کہ ہمیں بغیر اجرت کے اپنی کشتی پر سوار کیا ان کے اس احسان کے بدلے میں ان کے ساتھ یہ بدسلوکی میری سمجھ سے باہر اور فہم سے بالاتر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ساری باتیں سننے کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ! میرے اور آپ کے درمیان اس سفر پر روانگی سے قبل یہ معاہدہ ہوا تھا کہ میری کسی حرکت پر آپ اعتراض نہیں کریں گے اور جب تک میں خود کسی بات کی وضاحت نہ کروں۔ آپ مجھ سے کوئی سوال بھی نہیں کریں گے۔ آپ نے اپنے عہد کی خلاف ورزی کی ہے۔ جبکہ میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ میری رفاقت اختیار نہ کریں کیونکہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ کشتی کے تختے کو توڑنے کی حقیقت کا بیان تو بعد کی بات ہے۔ بہرحال آپ نے اپنا عہد و پیمان توڑ دیا ہے اور میرے خدشے کو سچ ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔

عزیزان گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی روانگی، کشتی پر سواری، کشتی کے تختے کو توڑنے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعجب و اعتراض اور حضرت خضر علیہ السلام کے جواب کو قرآن حکیم اپنے معجزانہ اختصار اور بلیغانہ انداز میں یوں بیان فرماتا ہے۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَـيْــــًٔـا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

ترجمہ ⟵ پس وہ دونوں (موسیٰ اور خضر) چلے۔ یہاں تک کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خضر) نے اس کشتی کو توڑ دیا۔ موسیٰ نے کہا کیا آپ نے اس کشتی کو توڑ دیا ہے تاکہ اس میں موجود لوگوں کو آپ غرق کر دیں۔ تحقیق آپ نے بڑا تعجب انگیز کام کیا ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(خضر) نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔

موسیٰ کی معذرت

حضرات محترم! گزشتہ خطبہ جمعہ میں آپ یہ بات پوری شرح و بسط سے سمجھ چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا o کہ میں انشاء اللہ صبر کروں گا اور کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ مگر جب آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کا تختہ اکھاڑتے اور توڑتے ہوئے دیکھا تو آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ کو اپنا کیا ہوا وعدہ بھی یاد نہ رہا۔ نیز آپ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے اس عمل کو اپنی شریعت کے مطابق درست نہ سمجھا ۔ لہذا قانون شرعی کی حفاظت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب خضر علیہ السلام کو اس فعل سے فوراً روکا۔ ٹوکا اور متوقع خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے خود اپنی اور اہل کشتی کی ہلاکت کا خدشہ ظاہر فرمایا۔

حضرات محترم! جب ہم قرآنی آیات کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جہاں اور جب بھی کوئی خلاف شرع اور خلاف اصول کام ہوتا دیکھتے تو فوراً اس کے خلاف ڈٹ جاتے اور بڑی سے بڑی دھمکی اور پریشانی بھی انہیں اس کام سے نہ روک سکتی۔ خطبات سورۂ مریم میں آپ تفصیل سے سن چکے ہیں کہ قبل از نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو ایک بنی اسرائیل پر ظلم کرتے ہوئے دیکھا۔ تو جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اس قبطی کو اس زور سے مکا مارا کہ اس کی جان نکل گئی۔ (تفصیل کیلئے قرآن مجید کی سورۂ قصص کے دوسرے رکوع کا مطالعہ فرمائیں۔) اسی طرح آپ کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد جب قوم گوسالہ پرستی کا شکار ہوگئی اور آپ نے کوہ طور سے واپس آکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم کو شرک میں مبتلا دیکھا تو شدت جذبات سے تورات کی تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے سخت ناراض ہوئے اور انہیں کہا کہ تم نے قوم میں شرک کی نجاست اور غلاظت کو کیوں برداشت کیا۔ الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے کئی واقعات ایسے قرآنی آیات میں بیان کئے گئے ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ آپ مظلوموں کی حمایت' حق کی مدافعت' توحید کے احیاء' شرک کی مذمت اور ظلم و زیادتی کے خلاف فوراً جذباتی ہو جاتے تھے اور اسی وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے اس عمل پر بھی آپ کا یہی ردعمل تھا کہ آپ کو اہل کشتی کی ہلاکت کا خطرہ نظر آنے لگا اور آپ نے فوری طور پر حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی کا تختہ توڑنے اور کشتی میں سوراخ کرنے سے منع کیا۔ اور کشتی والوں کی حمایت میں انہیں خضر سے کیا ہوا وعدہ بھی یاد نہ رہا۔ لیکن جب حضرت خضر علیہ السلام نے انہیں اپنا وعدہ یاد دلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فوراً احساس ہوا کہ میں تو بحکم الٰہی حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کچھ سیکھنے کیلئے آیا ہوں۔ اور میں نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ "میں انکے کسی عمل پر اعتراض نہیں کروں گا" اور اب تو اعتراض کی بجائے میں نے طویل بحث چھیڑ دی ہے اور حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی ہے۔ میرا یہ عمل میرے وعدے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے۔ لہٰذا حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے فوراً معذرت کرتے ہوئے عرض کیا۔ استاد محترم! میری بھول پر آپ مجھے گرفت نہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنا وعدہ یاد نہ رہا تھا اور شدت جذبات کی وجہ سے میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں۔ آپ میری طرف سے دل تنگ نہ کریں۔ میری معذرت کو قبول فرمائیں اور درگزر سے کام لے کر مجھے اپنا مشن مکمل کرنے کا موقع فراہم کریں۔ قرآن حکیم آپ کے معذرت خواہانہ انداز اور الفاظ کو یوں نقل فرماتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا○

ترجمہ ← حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا - آپ میرے بھول جانے پر گرفت نہ کریں اور مجھے کسی مشکل میں نہ ڈالیں۔

نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ - كَانَتِ الْاُوْلٰی نِسْیَانًا - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض اور سوال واقعی بھول اور نسیان کی وجہ سے تھا - حضرت خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی معذرت کو قبول فرمالیا اور انہیں آئندہ سفر میں اپنے ہمراہ رہنے کی اجازت فرمادی اور جب دریا کے دوسرے کنارے جاکر دونوں کشتی سے اترے تو حضرت خضر علیہ السلام نے صاحب سفینہ (کشتی والے) سے فرمایا کہ - اِنَّمَا اَرَدْتُ الْخَیْرَ - میں نے یہ عمل آپ کی بہتری کے ارادے سے کیا ہے - کشتی کے مالک نے آپ کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور حضرت خضر علیہ السلام کا شکریہ ادا کیا۔

بچے کا قتل

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کشتی سے اتر کر اگلی منزل کی طرف روانہ ہوگئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ پیدل سفر کرتے رہے - تاآنکہ ایک ایسے مقام پر پہنچے - جہاں ایک خوبصورت، خوش شکل اور حسین و جمیل نابالغ بچہ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ کھیل کود میں مصروف تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچے کو جلدی سے پکڑا فَاَضْجَعَهٗ - اسے زمین پر لٹایا - ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّکِّیْنِ - پھر اسے چھری سے ذبح کردیا - فَاَخَذَ الْخِضْرُ بِرَاْسِهٖ مِنْ اَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَهٗ - پھر اس بچے کا سر پکڑ کر گردن سے اکھاڑ دیا - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ معاملہ کشتی کے تختہ اکھاڑنے سے زیادہ خطرناک اور افسوس ناک تھا - آپ یہ منظر (کہ ایک بے گناہ لڑکے کا سربلاوجہ تن سے جدا کردیا گیا ہے -) دیکھ کر خاموش نہ رہ سکے اور بے ساختہ بولے -

"اے خضر! آپ نے ایک بے گناہ بچے کو بغیر کسی وجہ کے قتل کردیا ہے - جب کہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معصوم سے کوئی جرم بھی سرزد نہیں ہوا - میرے خیال میں آپ کی یہ کاروائی انتہائی ناپسندیدہ اور نامعقول ہے - آپ کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا - قرآن عزیز اس قتل کی کاروائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ اس طرح ذکر فرماتا ہے - فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا۝

ترجمہ ← پس وہ دونوں چل پڑے یہاں کہ ان کی ملاقات ایک لڑے سے ہوئی تو خضر نے اسے فوراً قتل کردیا - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک پاکیزہ جان کو بغیر جان کے بدلے کے قتل کرڈالا ہے بلاشبہ آپ نے بڑا غلط کام کیا ہے -

بزرگان محترم! کشتی کا تختہ اکھاڑنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شَيْـًٔا اِمْرًا۝ عجیب معاملہ کے الفاظ استعمال فرمائے مگر بچے کے قتل پر آنجناب علیہ السلام نے - شَيْـًٔا نُّكْرًا۝ "نامعقول اور غلط کام" کے سخت الفاظ اور ترش لہجہ اختیار فرمایا - کیونکہ کشتی میں سوراخ کرنے سے کشتی اور اہل کشتی کی ہلاکت کا محض اندیشہ اور خطرہ تھا - لیکن بچے کے قتل سے تو اس کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا اور نظر بظاہر یہ قتل، کشتی میں سوراخ کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک تھا - اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے سے سخت الفاظ استعمال فرمائے - اور خضر علیہ السلام کے فعل کو - شَيْـًٔا نُّكْرًا - برے کام سے تعبیر فرمایا - ابن ابی حاتمؒ شعیب جبائیؒ سے روایت کرتے ہیں - كَانَ اسْمُ الْغُلَامِ الَّذِيْ قَتَلَهُ الْخِضْرُ جَيْسُوْرُ - کہ جس بچے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا اس کا نام "جیسور" تھا -

(الدرالمنثور صفحہ ۲۳۷ جلد ۴ - صحیح بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر)

مشروط معذرت

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ان کا وعدہ یاد کراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکیں گے - آپ نے پھر معاہدہ توڑ دیا ہے اور سوال و اعتراض شروع کردیا ہے - لہٰذا مجھے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنا پڑے گی اور آپ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر احساس ہوا کہ مجھے اپنے وعدے کے مطابق سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لہٰذا دوسری دفعہ مشروط معذرت کی اور عرض کیا۔ اے خضر! میرا آپ سے وعدہ ہے کہ آئندہ آپ سے اس قسم کا کوئی سوال نہیں کروں گا اور --- ہاں --- اگر میں اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق آپ کے بعض افعال کے بارے میں صبر نہ کرسکوں اور اگر بے ساختہ بھی میری زبان سے اعتراض نکل جائے تو آپ مجھے اپنے آپ سے جدا کردیں۔ مجھے کوئی گلہ نہ ہوگا۔ اور اپنی علیحدگی پر آپ سے کوئی شکوہ اور شکایت نہ کروں گا۔ قرآن عزیز' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس مشروط معذرت کا ذکر یوں فرماتا ہے۔

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ○

ترجمہ ― موسیٰ نے فرمایا کہ اگر میں نے اسکے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ تحقیق آپ میری طرف سے حجت کو پہنچ چکے ہیں۔

نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان سوالات و اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ كَانَتِ الْاُوْلٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلا اعتراض بھول کر کیا تھا جبکہ دوسرا اعتراض بطور شرط کے کیا تھا کہ اگر میں نے آئندہ کوئی ایسی بات کی جو ہمارے درمیان طے پانے والے معاہدے کے خلاف ہو تو آپ مجھے اپنی رفاقت اور معیت سے علیحدہ کردیں۔ مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔

حضرات گرامی! حضرت خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی اس معذرت کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اپنے ہمراہ سفر جاری رکھنے کی اجازت دے دی اور وہ دونوں مزید پیدل سفر کرتے کرتے ایک بستی میں جا پہنچے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیوار کی درستی کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام سفر کی وجہ سے شدید تھکاوٹ اور سخت بھوک میں مبتلا تھے۔ انہیں سفر نے تھکا اور بھوک نے ستا رکھا تھا۔ جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو ان کا گزر اس گاؤں کے لوگوں کی ایک مجلس کے قریب سے ہوا۔ تو انہوں نے بستی والوں سے کھانے کا مطالبہ کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ ہم مسافر ہیں اور بھوک نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ لہٰذا آپ ہمارے لئے اشیاء خوردنی کا بندوبست کر دیں تاکہ ہم اپنی بھوک مٹا سکیں اور سفر کی تھکاوٹ دور کر سکیں۔

عزیزان گرامی! مسافروں کو کھانا کھلانا' مہمانوں کی عزت کرنا' اور پردیسیوں کی خدمت کرنا ہر با اخلاق قوم کا وطیرہ' سمجھدار لوگوں کی عادت اور شریعت کی تعلیمات کا حصہ ہے اور اسلام نے بھی ان باتوں کا حکم دیا ہے۔ مگر اس بستی کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ان جلیل القدر انبیاء کی میزبانی کرنے' انہیں اپنے ہاں ٹھہرانے اور انہیں کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور انتہائی بے مروتی اور کم ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں استہزاء اور مذاق کا نشانہ بنایا۔ کتب تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام اس گاؤں کے لوگوں کی متعدد مجالس کے قریب سے گزرے اور سب کے سامنے اپنی ضرورت پیش کی مگر بستی کا کوئی شخص بھی کھانا کھلانے پر تیار نہ ہوا۔ البتہ گاؤں کی ایک عورت کو ان مسافروں پر ترس اور رحم آیا اور اس نے اپنی استطاعت کے مطابق ان دونوں کو تھوڑا بہت کھانا مہیا کیا۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۵۰ جلد ۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گاؤں والوں کی اس بے مروتی' کم ظرفی اور کنجوسی کو بہت زیادہ محسوس فرمایا اور بڑے افسوس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے ان کے اس بخل کا ذکر فرما ہی رہے تھے کہ ان دونوں کو سامنے ایک دیوار نظر آئی جو بوسیدہ ہو کر ایک طرف جھکی ہوئی تھی اور زمین پر گرنے کے بالکل قریب تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دیوار کو دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ اپنا ہاتھ لگا دیا۔ جناب خضر علیہ السلام کے ہاتھ لگانے کی دیر تھی کہ اللہ رب العزت کی قدرت سے وہ دیوار بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس کا جھکاؤ ختم ہو گیا اور آن واحد میں وہ پانچ سو گز لمبی اور پچاس گز چوڑی دیواریوں صحیح اور درست ہو گئی کہ اس میں خرابی اور نقص کا شائبہ تک نہ رہا۔ سبحان اللہ۔

(روح المعانی صفحہ ٦ جزء ١٦۔ فتح الباری صفحہ ٤٢٠ جلد ٨)

بعض اہل علم کا خیال ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فوری طور پر اس دیوار کی مرمت کر کے اسے درست کر دیا۔ مگر دیوار کے مالک یا گاؤں والوں سے اس محنت کا کوئی صلہ طلب نہ کیا اور کسی قسم کی مزدوری اور اجرت کا مطالبہ نہ کیا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ٢٤٠ جلد ٧)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب خضر علیہ السلام کے اس فعل اور عمل پر بڑی حیرانی اور تعجب ہوا۔ آپ سے رہا نہ گیا اور بے ساختہ عرض کیا۔ اے خضر (علیہ السلام) اس گاؤں کے باشندوں نے تو ایسی بے مروتی اور کم ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ہمیں مطالبے کے باوجود سوکھی روٹی تک نہیں دی۔ اور ان کے ساتھ آپ کی نیکی اور احسان کا یہ عالم ہے کہ آپ نے ان کی گرتی ہوئی دیوار کو بلا معاوضہ اور بغیر ان کی خواہش کے درست اور سیدھا کر دیا ہے۔ اگر آپ نے یہ کام کرنا ہی تھا تو اس کے عوض ان سے اس محنت کا اجر تو طلب کرتے۔ تاکہ اس سے ہم اپنے خورد و نوش کا انتظام کر سکتے۔

محترم حضرات! قرآن حکیم، حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے اس بستی میں درود، کھانے کی طلبی، بستی والوں کی بے مروتی، دیوار کی درستی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کو معجزانہ ایجاز سے یوں بیان فرماتا ہے۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ۝

ترجمہ ⟸ پس وہ دونوں (خضر اور موسیٰ) چل پڑے۔ یہاں تک کہ ان کا گزر ایک گاؤں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں کے قریب سے ہوا (اور) انہوں نے اس بستی والوں سے کھانا طلب کیا تو بستی والوں نے ان کی میزبانی سے صاف انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے اس بستی میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ تو اس خضر (علیہ السلام) نے اسے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے آپ چاہتے تو اس پر مزدوری ہی لے لیتے۔

بستی کا نام

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام نے جس بستی والوں سے کھانا طلب کیا اور ان کی بے مروتی کے باوجود ان کی گرتی ہوئی دیوار کو درست فرمادیا۔ اس بستی کے نام اور محل وقوع کے بارے میں کوئی حتمی بات کہنا تو ناممکن ہے۔ البتہ علماء نے اس بارے میں جو آراء پیش فرمائی ہیں۔ انکا خلاصہ درج ذیل ہے۔

- مشہور صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اسی بستی کا نام "انطاکیہ" ہے جو شام میں واقع ہے۔
- امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس بستی کا نام "ایکہ" تھا۔
- بعض بزرگوں نے اس بستی کا نام "برقہ" بیان کیا ہے۔
- بعض اہل علم "آذربائیجان" بتلاتے ہیں۔
- ایک قول یہ بھی ہے کہ اس بستی کا نام "ناصرہ" تھا۔
- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ وہ بستی "ابلہ" تھی۔
- امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ اس سے مراد اندلس کا ایک شہر "جزیرۃ الاندلس" ہے۔

(فتح الباری صفحہ ۴۲۰ جلد ۸۔ تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۴۹ جلد ۷۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۲۴ ج ۱۱)

نقطے کے ہیر پھیر نے........

حضرات گرامی! بعض علماء تفسیر نے سورۃ کہف کی اس زیر بحث آیت کریمہ کی تفسیر میں حفاظت قرآن، اعجاز قرآن اور عظمت قرآن کا بڑا عجیب اور نرالا نکتہ بیان فرمایا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس علمی نکتے کا تعلق صرف ایک نقطہ بڑھانے اور اسے نیچے سے اوپر لے جانے کے ساتھ ہے۔ آپ بھی وہ نکتہ عجیبہ سنئے اور اعجاز قرآن پر سر دھنئے۔

امام نیسابوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے نقل فرمایا ہے کہ جب سورۂ کہف کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ جس میں اہل بستی کے میزبانی کے انکار کا ذکر۔ فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا۔ کے الفاظ سے کیا گیا ہے کہ اس بستی والوں نے موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ضیافت سے انکار کردیا ----- اس بستی کے باشندوں نے جب قرآنی آیت میں اپنی بستی اور اپنے آباء و اجداد کا ذکر اس طرح سنا تو انہیں بہت شرم اور شرمندگی محسوس ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ قرآن حکیم تو قیامت تک تلاوت ہوتا رہے گا۔ اور جب بھی قرآن کی تلاوت کرنے والا کوئی شخص اس آیت کریمہ کو پڑھے گا تو ہماری بستی اور اہل بستی کی بے مروتی، کم ظرفی اور کنجوسی پر اظہار افسوس کرے گا۔ اس طرح ہمارے آباء و اجداد اور ہماری بستی قیامت تک بدنام ہی رہے گی۔ لہٰذا ہمیں اس بدنامی سے بچاؤ کی کوئی تدبیر اختیار کرنی چاہیے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی اور خرچ سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔ کافی غور و خوض اور سوچ بچار کے بعد انہوں نے خاصی تعداد میں سونا جمع کیا اور اسے لے کر نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یَا رَسُولَ اللّٰہِ! نَشْتَرِیْ بِھٰذَا الذَّھَبِ اَنْ تَجْعَلَ الْبَاءَ مِنْ "اَبَوْا" تَاءً۔ اے اللہ کے رسول! ہم یہ ڈھیر سارا سونا اس لئے خرید کرلائے ہیں کہ آپ اسے وصول فرمالیں اور اس کے بدلے میں (سورۂ کہف کی) اس آیت کی "با" کو "تا" سے بدل دیں یعنی ایک نقطے کی بجائے دو کردیں اور ان نقطوں کو نیچے سے اٹھا کر اوپر لگادیں تو۔ اَبَوْا۔ سے۔ اَتَوْا۔ ہو جائے گا۔ اَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ کے معنی ہیں کہ بستی والوں نے ان دونوں کی میزبانی سے انکار کردیا اور اَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ کے معنی ہو جائیں گے کہ بستی والے ان دونوں کی میزبانی کیلئے (دوڑتے ہوئے) آئے۔

اے اللہ کے رسول! صرف ایک نقطے کی تبدیلی سے ہم اور ہماری بستی قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک کیلئے بدنامی سے بچ جائیں گے اور ہمارے آباء واجداد کی خامی' خوبی میں بدل جائے گی اور ان پر سے کمینگی' بداخلاقی' بے مروتی اور کنجوسی کا داغ دھل جائے گا۔ فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رسول اکرم ﷺ نے قرآنی آیت میں اس معمولی سی تبدیلی سے انکار کردیا۔ (روح المعانی صفحہ ۶ جزء ۱۶)

اس واقعہ عجیبہ سے قرآن کریم کی حفاظت کا مسئلہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی قرآن حکیم کے نقطے' زبر' زیر' پیش وغیرہ میں تبدیلی نہیں کرسکتے۔ سبحان اللہ۔ خود قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (سورۃ حجر آیت نمبر ۹)

ترجمہ ⬅ بلاشبہ ہم نے ہی اس کتاب نصیحت کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے اپنے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا ہے۔ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ۔ (سورۃ یونس آیت ۱۵)

ترجمہ ⬅ "کہہ دیجئے کہ میرے لئے جائز نہیں کہ میں اس قرآن حکیم میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کروں۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ۔ "میں تو صرف وحی کی اتباع کرنے والا ہوں۔" اسی لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جمال حسن قرآں نور جاں ہر مسلماں ہے — نظیر اسکی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے — بھلا کیوں نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان سے

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے ساتھ پیش آیا۔ اس سے مزید واضح ہو گیا کہ قرآنی حروف اور نقطوں میں تبدیلی کا اختیار نہ نبی ﷺ کو۔۔۔۔ نہ علی رضی اللہ عنہ کو ہے۔۔۔۔ نہ ولی رحمہ اللہ کو ہے۔۔۔۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم تم میں جدائی ہوگی

عزیزان گرامی! ابھی آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے اعتراض پر حضرت خضر علیہ السلام نے انہیں ٹوکتے ہوئے فرمایا تھا۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشروط معذرت پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب اگر میں کوئی سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اب تیسرا اعتراض کرنے کے بعد شرط مکمل ہو چکی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام اب انہیں اپنے سے جدا کرنے میں حق بجانب تھے اور مشیت ایزدی بھی یہی تھی۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کا مرحلہ مکمل ہو چکا تھا اور انہیں یقین ہو چکا تھا کہ علم کا اصل منبع اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جس کو جس قدر اور جس قسم کا علم عطا کرنا چاہے کرتا ہے۔ اس کے علم کی تہہ تک پہنچنا میرے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام' جناب موسیٰ علیہ السلام سے یوں مخاطب ہوئے۔

اے موسیٰ! اب میرا اور آپ کا اکٹھے رہنا ناممکن ہے اور خود آپ کے وضع کردہ ضابطے اور اصول کے مطابق بھی آپ کو میرے ساتھ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا آپ مجھ سے جدائی اختیار کر لیں۔ آپ اپنے وطن کو لوٹ جائیں اور میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب خضر علیہ السلام کا دامن پکڑ لیا۔ اور فرمایا کہ فراق و جدائی سے پہلے مجھے ان افعال کی حکمتوں اور مصلحتوں سے آگاہ فرمایئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ۔ کشتی میں سوراخ کرنے' نابالغ اور بے قصور بچے کو قتل کرنے اور بلا معاوضہ دیوار کو درست کرنے کے معاملات کی حقیقت سے میں ابھی آپ کو آگاہ کر دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ جو کام میں نے کئے وہ نظر بظاہر نقصان دہ تھے مگر حقیقتاً انتہائی فائدہ مند' نفع بخش اور فیصلہ خداوندی کے تابع تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(روح المعانی صفحہ ۸ جزء ۱۶)

حضرات محترم! آیئے! حضرت خضر علیہ السلام کی اس گفتگو کو قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○

ترجمہ ⬅ خضر (علیہ السلام) نے فرمایا۔یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔میں تمہیں اس چیز کی حقیقت (ابھی) بتلادوں گا جس پر آپ صبر نہیں کرسکے۔

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جب حضرت موسیٰ او ر خضر علیہما السلام کا قصہ بیان فرماتے ہوئے دونوں کی جدائی کے مرحلے تک پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰی صَبَرَ حَتّٰی يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا - (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۰ جلد ۲ کتاب التفسیر) ہمیں یہ امر محبوب تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں ہمارے لئے کئی اور باتیں بیان فرماتا۔

کشتی توڑنے کی حکمت

حضرات محترم! اب فراق و جدائی اور علیحدگی سے قبل حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے تینوں افعال کی مصلحتیں اور حکمتیں بیان فرمائیں اور انہیں تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کردیا۔سب سے پہلے کشتی میں سوراخ کرنے یا اس کا تختہ اکھاڑنے کی مصلحت بیان کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔

"اے موسیٰ! بسا اوقات بعض کام ظاہری طور پر نقصان دہ نظر آتے ہیں۔مگر نتیجے اور انجام کے لحاظ سے فائدہ مند اور نفع بخش ہوتے ہیں۔آپ نے میرے کشتی کا تختہ توڑنے پر تو فوراً اعتراض کردیا کہ اس سے ہمارے سمیت اہل کشتی غرق ہو جائیں گے۔لیکن خود اپنا واقعہ فراموش کرگئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی والدہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ آپ کو صندوق میں بند کرکے دریا کی موجوں میں بہادے۔بظاہر آپ کی والدہ محترمہ آپ کو دریا کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہروں کی نذر کر رہی تھیں۔۔جس سے آپ کے غرق آب ہونے کا شدید خطرہ اور اندیشہ تھا۔ مگر حقیقت میں رب العزت آپ کی حفاظت اور کفالت کا انتظام فرما رہا تھا۔(فتح الباری صفحہ ۴۲۰ جلد ۸)(حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ مریم" کا مطالعہ فرمائیں۔)اسی طرح بظاہر میں کشتی میں سوراخ کر کے یا اس کا تختہ توڑ کر اسے عیب دار بنا رہا تھا مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی والوں کی حفاظت اور مستقل کفالت کا بندوبست کر رہا تھا۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ کشتی چند مسکینوں کی ملکیت تھی۔جو دریا میں محنت کر کے گزر اوقات کرتے تھے اور جس طرف وہ کشتی لے جا رہے تھے وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر صحیح سالم اور درست کشتی کو غصب کر لیتا تھا مگر عیب دار اور نکمی کشتی کو چھوڑ دیتا تھا۔اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ ان مساکین کی کشتی کو غصب ہونے سے بچلیا جائے۔اس لئے میں نے اس کے حکم سے اس کشتی میں نقص پیدا کر دیا تھا۔تاکہ بادشاہ جب اس عیب دار کشتی کو دیکھے تو اسے ناکارہ اور ناقابل استعمال سمجھ کر چھوڑ دے اور یہ مساکین اپنے واحد ذریعہ معاش اور روزگار سے محروم نہ ہوں۔"

قرآن عزیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی علیحدگی کے وقت حضرت خضر علیہ السلام کی زبانی کشتی توڑنے کی حکمت ان الفاظ سے بیان کرتا ہے۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝

ترجمہ ⟵ وہ کشتی تو چند مسکینوں کی ملکیت تھی جو دریا میں (ملاحی کا) کام کرتے تھے۔تو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں اور (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر درست کشتی کو زبردستی پکڑ لیا کرتا تھا۔

علماء تفسیر کا خیال ہے کہ اس جابر و ظالم بادشاہ کا نام جلیدی (جلندی) بن کرکریا "سولہ بن جلید ازدی یا "ھدد بن بدد" تھا۔(تفسیر مظہری مترجم ۲۵۲ جلد ۷۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۳۶ جز ۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسکین اور فقیر

قرآن مجید فرقان حمید میں متعدد مقامات پر مسکین اور فقیر کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات میں "مسکین" کا لفظ آیا ہے لہٰذا یہاں ان اصطلاحات کی وضاحت خارج از موضوع نہ ہوگی۔ "مسکین" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ موجود ہو۔ مگر وہ اس کی جائز ضروریات کے لئے ناکافی ہو جیسے یہ کشتی والے۔ اور فقیر وہ شخص ہے جو بالکل تہی دست اور خالی ہاتھ ہو۔ اور اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش بھی نہ ہو۔

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان اصطلاحات کی تفسیر اس کے بالکل برعکس کی ہے۔ یعنی فقیر وہ ہے جس کی آمدن سے اس کی جائز ضروریات پوری نہ ہو سکیں اور مسکین وہ ہے جس کے پاس سرے سے کوئی چیز موجود ہی نہ ہو۔ قرآن کریم کے آخری سپارے میں۔ اَوْمِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ۝ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی خاک آلود (مٹی میں ملا ہوا) مسکین۔ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ بہر حال فقیر اور مسکین دونوں محتاج اور زکوٰۃ و صدقات کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے دسویں سپارے میں زکوٰۃ کے مصارف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے فقراء اور مساکین کا ذکر فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ۝ (سورۂ توبہ آیت ٦٠) کہ صدقات و زکوٰۃ کے مستحقین فقراء اور مساکین ہیں۔

حضرت کعب بن احبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اس کشتی کے مالک دس غریب اور مسکین بھائی تھے جن میں پانچ اپاہج اور معذور تھے۔ اور پانچ دریا میں کشتی چلانے کا کام کرتے تھے اور اس مختصر آمدنی سے ان دس بھائیوں کے گھریلو اخراجات بمشکل پورے ہوتے تھے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۵۱ جلد ۷) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ۔ وہ کشتی تو چند غریبوں کی ملکیت تھی۔

حضرات گرامی! حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کو داغدار بنانا اس کی ہزار درستی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہتر اور افضل تھا کیونکہ حکمت اور مصلحت اس کے خراب کرنے میں تھی اگر حضرت خضر علیہ السلام اس کشتی کو عیب دار نہ بناتے تو ظالم بادشاہ اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیتا اور وہ مساکین اپنے روزگار سے محروم ہو جاتے۔ اہل علم کا بیان ہے جب کشتی اس جابر بادشاہ کی حد سے آگے نکل گئی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس ٹوٹے ہوئے تختے کو اپنے ہاتھ سے پھر جوڑ دیا تھا اور آپ کے معجزے کی وجہ سے وہ کشتی درست ہو گئی اور اس میں کوئی نقص اور عیب باقی نہ رہا تھا۔ سبحان اللہ۔

بچے کے قتل کی حکمت

حضرات محترم! حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھوں ایک بے قصور اور نابالغ بچے کے قتل کا واقعہ آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ اس قتل پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت احتجاج کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ۔ اے خضر! آپ نے ایک بے گناہ بچے کو قتل کر کے انتہائی نامناسب فعل کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدائی کے وقت جناب خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

"اے موسیٰ! میرے ہاتھوں اس بچے کے قتل پر احتجاج کرتے وقت کیا تمہیں اپنی زندگی کا واقعہ یاد نہ رہا۔ جب آپ نے مصر میں ایک قبطی کو ہلاک کر دیا تھا۔ (فتح الباری صفحہ ۴۲۰ جلد ۸ کتاب التفسیر)

ہوا یوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جوانی کے ایام میں بنی اسرائیل کے ظلم و ستم کو دیکھ کر از حد آزردہ اور غمگین ہوتے اور گاہے بگاہے بنی اسرائیل کی مدد بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے شہری آبادی میں دیکھا کہ ایک قبطی ایک اسرائیلی پر زیادتی کر رہا ہے۔ اس اسرائیلی نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھتے ہی انہیں مدد اور تعاون کے لئے بلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کی اس جابرانہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اور آپ نے اسے اسرائیلی پر زیادتی سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبطی اپنے ظلم اور زیادتی سے باز نہ آیا تو آپ (علیہ السلام) نے غصہ کی حالت میں اسے ایک طمانچہ رسید کیا جس کی ضرب کو وہ برداشت نہ کر سکا۔ اور اسی وقت فوت ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے ہجرت فرمائی اور مدین تشریف لے گئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی سیرت و کردار اور آپ کی حیات مبارکہ کے واقعات کی تفصیل اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یاد دلایا کہ اگر میں نے ایک بچے کے قتل کا ارتکاب کیا ہے تو یہ عمل آپ سے بھی سرزد ہو چکا ہے اس لئے آپ کو مجھ پر اعتراض کا کوئی حق نہ تھا۔ تاہم اصل صورت حال یہ ہے کہ۔

”اس لڑکے کے والدین انتہائی ایمان دار اور احکام الٰہی کے پابند تھے اور انہیں اپنے اس لڑکے سے بے پناہ محبت اور پیار تھا۔ اور اس امر کا شدید خدشہ تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کیلئے پریشانی کا باعث بنے گا اور اپنے ساتھ انہیں بھی کفر اور سرکشی میں مبتلا کر دے گا اس لئے ہم نے مشیت الٰہی کے مطابق ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کے والدین کو اس کے بدلے میں اس سے بہتر، پاکیزہ، اور مہربان اولاد عطا فرمائے۔ اس لئے ہم نے اللہ رب العالمین کی مشیت کے عین مطابق اس لڑکے کو اس کے ماں باپ کے راستے سے ہٹا دیا۔ جس طرح آپ نے اسرائیلی کی خیر خواہی میں مصری کو قتل کیا۔ اس طرح ہم نے اس کے ماں باپ کی خیر خواہی کے لئے بچے کو قتل کیا۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں بچے کے قتل کی حکمت ان الفاظ سے بیان فرمائی۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝

ترجمہ ــــ اور اس لڑکے کے والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کر دے گا پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا رب انہیں اس کا بدلہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔

برادران گرامی! آپ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات انسان اولاد کیلئے مجبور ہو جاتا ہے اور اسے اپنے بچوں کیلئے وہ کچھ کرنا اور سہنا پڑتا ہے جسے عام حالات میں وہ نہیں کر سکتا اور کئی دفعہ والدین کو اولاد کی وجہ سے بے انتہاء مشکلات' صدمات اور مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور بعض اوقات بے عزت بھی --- اور کئی بچے ماں باپ کی گمراہی اور ضلالت کا سبب بھی بن جاتے ہیں --- اسی طرح بعض بچے ماں باپ کیلئے راحت' آرام اور سکون کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اولاد کو ہمارے لئے عزت' آرام اور چین کا باعث بنائے اور ہمارے بچوں اور بچیوں کو نمازی اور پرہیز گار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اسلئے قرآن حکیم کی تعلیم ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے اولاد کا سوال کرے تو صرف اولاد نہ مانگے بلکہ نیک اولاد کی دعا کرے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ اے میرے رب! مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو نیک اور سعادت مند ہو۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ۔ اَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ كَافِرًا۔ کہ اس بچے کی صلاحیت' استعداد اور سرشت ایسی تھی کہ اگر وہ زندہ رہتا تو بڑا ہو کر اس نے کافر ہی ہونا تھا۔ اس لئے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس بچے کی بہتری اسی میں تھی کہ اسے جوانی کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی موت دے دی جائے تاکہ یہ بچہ سرکشی' بغاوت اور کفر کی سزا سے بچ جائے اور اس کے ماں باپ اس کی وجہ سے کفر و ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔

لڑکے کا بدلہ لڑکی

برادران گرامی! وہ لڑکا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا اس کا نام "جیسور" تھا۔ جب اسے قتل کیا گیا اس وقت اس کی والدہ امید سے تھیں۔ نظام قدرت کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ عرصہ بعد "بیٹی" عطا فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت ہے کہ جسے چاہے بیٹا عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیب فرمائے۔ اور جسے چاہے اولاد جیسی عظیم نعمت سے بالکل محروم کردے۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اولاد دینے کا اختیار صرف اور صرف اللہ رب العزت کے ہی پاس ہے۔ وہی بیٹیاں عطا فرماتا اور وہی بیٹے نصیب فرماتا ہے۔ قرآن عزیز نے اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (سورت شوریٰ آیت نمبر ۴۹-۵۰)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے بلاشبہ وہی سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔

ہمارے ہاں ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ "بیٹا" پیدا ہو۔ مگر وہ ہرگز نہیں جانتا ہوتا کہ اس کے لئے رب تعالیٰ کے ہاں بیٹا بہتر ہے یا بیٹی۔ اور بعض لوگ بیٹیوں کی پیدائش پر افسوس اور غم کا اظہار کرتے اور بیٹے کی پیدائش پر خوشی مناتے ہیں۔ یہ جاہلانہ تصور اور غیر اسلامی حرکت ہے۔ بیٹیاں بھی اسی طرح قابل التفات اور لائق توجہ ہیں جس طرح بیٹے۔ قرآن حکیم نے زمانہ جاہلیت کے عیوب و نقائص اور خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قبل از اسلام اولاد کے بارے میں لوگوں کا یہ تصور تھا کہ وہ لڑکے کی پیدائش پر مسرور ہوتے جبکہ لڑکی کی پیدائش پر غمزدہ اور پریشان ہو جاتے تھے اور جس کے ہاں لڑکی جنم لیتی وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپنے کی کوشش کرتا تھا کہ لوگ مجھے لڑکی کا باپ ہونے کا طعنہ دیں گے۔ پھر وہ یہ سوچنا شروع کردیتا کہ کیا وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو کر لڑکی کی پرورش کرتا رہے یا اسے زندہ زمین میں گاڑ کر ہمیشہ کیلئے اس سے نجات حاصل کرلے۔ آج اگر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بیٹی کی پیدائش کو منحوس خیال کرتا ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت کے نظریات پر عمل پیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ، رسول مکرم ﷺ کی بعثت و تشریف آوری سے قبل کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن عزیز میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔ (سورۃ نحل آیت نمبر ۵۸-۵۹)

ترجمہ ← اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی ولادت کی خبر ملتی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غمزدہ ہو جاتا اور وہ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں سے چھپتا پھرتا (اور سوچتا ہے کہ) کیا وہ ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا اسے (زندہ) زمین میں گاڑ دے۔ خبردار وہ برا فیصلہ کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ کوئی شخص ہرگز نہیں جانتا کہ نتائج اور عواقب کے لحاظ سے اس کے لئے بیٹی بہتر ہے یا بیٹا۔ آپ غور فرمائیں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی والدہ جنابہ حنہ نے نذر مانی کہ میں اپنی امید کو بیت المقدس کے لئے وقف کردوں گی۔ خیال یہ تھا کہ بیٹا پیدا ہو گا تو اسے رضائے الٰہی اور دین کی خدمت کے لئے آزاد کردوں گی۔ مگر نظام قدرت کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بجائے مریم جیسی صاحبزادی عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی نذر اور نیت کے مطابق حضرت مریم کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بے موسم کے تازہ پھل عطا فرمائے اور پھر اسی مریم سلام اللہ علیہا کے بطن اطہر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر پیغمبر کی ولادت ہوئی۔

خضر علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد "جیسور" کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی جو جوان ہوئی تو اس کا نکاح اللہ کے ایک نبی سے ہوا اور پھر اس کی گود میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور نبی نے جنم لیا- جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بڑی امت کو ہدایت نصیب فرمائی- بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اس لڑکی کے بطن اطہر سے اللہ تعالیٰ کے بارہ انبیاء پیدا ہوئے -اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسور کے قتل کے بعد اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کے خاندان میں اللہ تعالیٰ نے ستر انبیاء پیدا فرمائے- سبحان اللہ- (تفسیر قرطبی صفحہ ۳۷ جزء ۱۱- تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۵۶ جلد ۷) قرآنی آیت کو دوبارہ سماعت فرمائیے تو بات اور نکھر کر سامنے آجائے گی- حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا-

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝

ترجمہ ⟵ اور اس لڑکے کے والدین مومن تھے- پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کر دے گا- پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا رب انہیں اس کا بدلہ عطا فرمائے- جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور زیادہ مہربان ہو-

حضرات گرامی! آپ یہ مسئلہ پوری شرح و بسط سے سماعت فرما چکے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام میں سے ایک نبی برحق تھے اور کشتی کا تختہ توڑنے' بچے کو قتل کرنے اور دیوار کو سیدھا کرنے وغیرہ کے بارے میں معلومات انہیں بذریعہ وحی فراہم کی گئیں تھیں- اور ان امور کی حکمتوں اور مصلحتوں سے بھی انہیں پوری طرح مطلع فرمایا گیا تھا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خصوصی علم سے آگاہ فرما رہے تھے- جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اپنی زبان مبارک سے وضاحت فرمائی کہ اے موسیٰ! میں نے یہ سارے کام اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں کیے بلکہ رب العزت کی مشیت اور حکم کے مطابق سرانجام دیئے ہیں- وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ- میں نے یہ کام اپنی مرضی سے سرانجام نہیں دیئے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیوار کی درستی کی حکمت

تیسرا وہ کام جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض فرمایا تھا وہ اس بستی والوں کی ایک دیوار کی اصلاح اور درستگی کے متعلق تھا۔ جنہوں نے ان دونوں انبیاء کی میزبانی سے انکار کر دیا تھا ان کی بداخلاقی' بے مروتی اور عدم تعاون کے باوجود دیوار کی درستی کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔

"اے موسیٰ! تو نے میری طرف سے بلا معاوضہ دیوار کی درستی پر تو فوراً اعتراض کر دیا اور اپنی زندگی کے اس واقعہ کو فراموش کر دیا جب تجھے شدید بھوک اور پیاس نے پریشان کر رکھا تھا۔ تجھے کھانے کی بے حد طلب اور ضرورت تھی اور تو پناہ گاہ کی تلاش میں تھا مگر تو نے بلا معاوضہ اور بلا مطالبہ حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا تھا اور ان سے خورد و نوش کی اشیاء کا مطالبہ نہیں کیا اور کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا تھا۔ (فتح الباری صفحہ ۴۲۰ جلد ۸) اگر اس وقت تیرا ان بکریوں کو پانی پلانا صحیح' درست اور لائق ثواب تھا تو میرا بلا معاوضہ دیوار درست کر دینا بھی بالکل مناسب' کار ثواب اور مشیت الٰہی کے تابع تھا۔ سبحان اللہ۔

جہاں تک۔ اس کی اصل حکمت اور حقیقت کا معاملہ ہے۔ تو صورت حال یہ ہے کہ

"وہ دیوار اس گاؤں کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ اور اس کے نیچے ان یتیموں کا خزانہ دفن تھا۔ جو ان کے نیک' فرماں بردار اور صالح باپ نے ان بچوں کے لئے چھپا رکھا تھا اگر وہ دیوار گر جاتی تو وہ دفینہ ظاہر ہو جاتا اور اس گاؤں کے بد اخلاق لوگ (جن کی بے مروتی کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ہم مسافروں کو مطالبے کے باوجود کھانا فراہم نہیں کیا بلکہ ہماری میزبانی سے صاف انکار کر دیا) اس خزینے پر قبضہ کر لیتے اور یہ یتیم بچے اپنے نیک باپ کی وراثت اور جائیداد سے محروم ہو جاتے۔ اس لئے تیرے رب نے ارادہ فرمایا کہ اس دفینے کی حفاظت کا بندوبست فرمائے۔ تاکہ یہ بچے سن بلوغت اور رشد کی عمر کو پہنچنے کے بعد خود اپنا خزانہ نکالیں۔ اور اسے اپنے استعمال میں لائیں۔ اس لئے مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا گیا کہ میں گاؤں کی اس دیوار کو درست کردوں۔

اور اے موسیٰ! یہ بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالیں کہ یہ کام میں نے اپنی مرضی سے سرانجام نہیں دیئے بلکہ رب العالمین کے حکم سے اس کی مشیت کے مطابق سرانجام دیئے ہیں اور یہ امر بھی ذہن نشین کرلیں کہ ان دو یتیم بچوں پر یہ تیرے رب کی رحمت ہے کہ اس نے ان کے خزانے کی حفاظت کا اس طرح انتظام فرمادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان تینوں واقعات کی حقیقتوں اور حکمتوں سے پوری طرح آگاہ فرمانے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے موسیٰ! جن امور پر آپ صبر نہ کرسکے ان کی حقیقت اور اصلیت سے آپ کو آگاہ کردیا گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی تربیت کا مرحلہ بخیرو خوبی تمام ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ کو اجازت ہے آپ واپس اپنی قوم کے پاس تشریف لے جائیں اور میں اپنی راہ لیتا ہوں۔

آیئے! اسی بات کو آج کے خطبے کی آخری آیت کے الفاظ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ ترجمہ ◄ اور وہ دیوار تو شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا اور ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی بلوغت کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ ان پر ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا وہ) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ ان امور کی حقیقت ہے جن پر آپ صبر نہ کرسکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے ان تینوں واقعات پر مبنی ایک خوبصورت شعر کہا ہے۔

کشتیٔ مسکین و جان پاک و دیوارِ یتیم
عقلِ موسیٰ بھی ہے جس کے سامنے حیرت فروش

حضرات محترم! ہم پر بھی اللہ تعالیٰ کا یہ خاص رحمت ہے کہ اس نے ہمیں خطبات جمعہ میں قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح سننے اور سنانے، سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرما رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو اپنی بارگاہ عالی شان میں شرف قبولیت عطا فرما کر ہم سب کی اخروی نجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔ عزیزان گرامی! ان دو یتیم بچوں کے نام "اصرم اور صریم" تھے۔ جبکہ ان کے والد گرامی کا نام "کاشح" اور والدہ کا نام "دھن" تھا۔

(روح المعانی صفحہ ۲-۳ جزء۱۶)

معزز حضرات! اگر ماں باپ نے جائز اور حلال ذرائع سے کمائی کر کے اولاد کے لئے محفوظ رکھی ہو تو پھر رب تعالیٰ بھی اس کی حفاظت فرماتا ہے جیسا کہ ابھی اس آیت میں بیان ہوا ہے اس طرح اس آیت میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے اموال کی حفاظت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کی قرآنی دلیل بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ خود اعلان فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ سارے کام بحکم خداوندی سرانجام دیئے ہیں۔ ان امور میں میری اپنی مرضی اور خواہش کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو یتیموں پر شفقت کرنے، ان کی پرورش کرنے اور ان کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رب السموات والارض ہم سب کو اپنے عقائد و اعمال قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُطبہ نمبر 18

قِصّہ ذُوالقرنین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ
عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ
سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ
عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ
تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ
فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى وَ
سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝
كَذٰلِكَ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ (سورۂ کہف آیت نمبر ۸۳-۹۱)

ترجمہ ؛ اور وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں - آپ فرمائیے - میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابھی اس کا کچھ حال تمہارے سامنے بیان کروں گا- بلاشبہ ہم نے اسے زمین پر اقتدار بخشا اور ہم نے اسے ہر قسم کا ساز و سامان دیا - پس وہ ایک راہ پر روانہ ہوا - یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پر پہنچا تو اس نے اسے یوں پایا جیسے وہ کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور اس نے وہاں ایک قوم پائی - ہم نے کہا - اے ذوالقرنین! خواہ تم انہیں سزا دو خواہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو - ذوالقرنین نے کہا - جس نے ظلم کیا تو ہم اسے ضرور سزا دیں گے - پھر اسے اس کے رب کی طرف لوٹا دیا جائے گا تو وہ اسے بڑا سخت عذاب دے گا - اور جو شخص ایمان لایا اور نیک اعمال کئے تو اس کے لئے اچھا معاوضہ ہے اور ہم اسے آسان احکام بجالانے کا حکم دیں گے - پھر وہ (ذوالقرنین) دوسرے راستہ پر روانہ ہوا - یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں سورج کو پایا کہ وہ ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے کہ ہم نے ان کیلئے سورج (کی گرمی) سے بچنے کے لئے کوئی پردہ بھی نہیں بنایا - حقیقت یہی ہے اور ہم نے اپنے علم سے ہر اس چیز کا احاطہ کر رکھا ہے جو اس کے پاس ہے -

ہر قسم کی حمد و ثناء' تعریف و تسبیح اور تحمید و تمجید خالق ارض و سماء اور کائنات کے واحد الٰہ - اللہ احکم الحاکمین کیلئے ہے - جس نے انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ' افضل' بہتر اور برتر پیدا فرمایا - اور اسے احسن تقویم کی خوشنما اور خوبصورت تخلیق سے سرفراز فرمایا اور اپنی محبوب ترین مخلوق' انسان کو ایسی صلاحیتیں' طاقتیں اور قوتیں عطا فرمائیں - جنہیں بروئے کار لا کر اس نے کائنات کی ہر شئی کو اپنا تابع فرمان بنا لیا - سبحان اللہ -

یہ ایک مسلمہ حقیقت اور ناقابل تردید واقعہ ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا کی ہر چیز کو انسان کیلئے بنایا - مگر انسان کو "عبادت رحمان" کیلئے پیدا فرمایا - سبحان اللہ - اسی بات کو قرآنی الفاظ میں یوں بیان کیا گیا کہ - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (سورۃ ذاریات) ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا -

بزرگان محترم! جس اللہ رحیم و کریم نے ہمیں دنیا کی ان گنت اور بے شمار نعمتوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواز رکھا ہے۔ کیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم اسی کے حضور سر کو جھکائیں۔ اسی کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ اسی کیلئے رکوع و سجود کریں۔ اسی کیلئے نذر و نیاز دیں اور اسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدۂ توحید سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

میرے بھائیو! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ پیشانی دی اللہ تعالیٰ نے---- مگر ہم نے غیر اللہ کے سامنے جھکا دی۔ ہاتھ اللہ کریم نے عطا فرمائے---- مگر ہم نے غیر اللہ کے سامنے پھیلا دیا۔ مال اللہ رب العزت نے عطا فرمایا---- مگر ہم نے غیروں کے نام پر خرچ کیا۔ شائد مولانا الطاف حسین حالی نے ہم جیسے لوگوں کیلئے ہی کہا تھا۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر　　کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پہ کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثناء کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے شمار و بے حساب درود و سلام 'شفیع المذنبین' امام المتقین' رحمتہ للعالمین' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر و اعلیٰ و افضل پر۔ جن کی تشریف آوری کی بدولت اللہ رب العزت نے انسانیت کی رشد و راہنمائی کے لئے قرآن حکیم جیسی مقدس' مطہر' لاریب' بے مثل اور باکمال کتاب کو نازل فرمایا اور اسی قرآن عزیز کی سورہ کہف کے گیارہویں رکوع یعنی سولہویں سپارے کے دوسرے رکوع میں مشرق و مغرب پر حکمرانی کا اعزاز حاصل کرنے والے ایک نیک دل' عوام کے مخلص اور ہمدرد بادشاہ اور مرد صالح جناب ''ذوالقرنین'' کا واقعہ بیان فرمایا۔ جس میں ہمارے اور ہمارے حکمرانوں کے لئے بہت سی نصیحتیں' عبرتیں اور احکام موجود ہیں۔ یاد رہے کہ قصہ ذوالقرنین کے تذکرے میں صرف! نہیں واقعات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمایا گیا ہے جن میں ہمارے لئے پند و نصائح کا سامان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ہم سب کو قرآنی آیات کو سمجھنے اور اس کتاب ہدایت کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آغاز سورت میں

برادران گرامی! اس بابرکت' مقدس اور باعظمت سورت کی ابتداء میں آپ یہ بات تفصیل سے سماعت فرما چکے ہیں کہ سورت کہف مشرکین مکہ کے تین سوالات کے جواب میں نازل فرمائی گئی تھی جو سوالات انہوں نے یثرب (مدینہ) کے یہودیوں سے مشورے کے بعد رسول مکرم ﷺ سے کئے تھے۔ وہ تین سوالات یہ تھے۔ ① اصحاب کہف کون تھے۔ اور اس کے ساتھ پیش آمدہ واقعات کی تفصیل کیا ہے۔ ② روح کی حقیقت کیا ہے۔ یا قصہ موسیٰ و خضر کیا ہے۔ ③ تیسرا اور آخری سوال ذوالقرنین کے متعلق تھا۔ پہلے دو سوالات کے تفصیلی جوابات بیان ہو چکے ہیں اور سورۂ کہف کا آج سے شروع ہونے والا یہ پورا رکوع اسی سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔

حضرات محترم! ذوالقرنین کے بارے میں مفسرین و مورخین نے بڑی طویل بحثیں فرمائی ہیں اور اس کے نام' لقب' خدمات اور زمانے کے تعین میں تفسیر و تاریخ کے ماہرین نے اپنے اپنے موقف کے حق میں خاصے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ جن کا احاطہ ایک خطبے کے وقت میں مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے انتہائی اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم "قصہ ذوالقرنین" کے ضمن میں اپنی گزارشات کو زیادہ پھیلانے کی بجائے سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات تک محدود رکھیں گے۔ اور یہ کوشش بھی کریں گے کہ اس قرآنی واقعہ کے بارے میں صرف مستند اور معتبر اقوال ہی ذکر کئے جائیں ----- آیئے! آج کے خطبے کی پہلی آیت کی تفسیر کا آغاز کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَيَسْئَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ اے رسول محترم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ۔ وہ لوگ آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے اور اس کی زندگی کے واقعات کے متعلق سوال کرتے ہیں------وہ سوال کرنے والے کون تھے؟ابھی ذکر ہوا کہ وہ مشرکین مکہ تھے جنہوں نے یثرب یعنی مدینہ کے یہودیوں سے مشورے کے بعد آنحضرت ﷺ سے تین سوالات کئے تھے جن میں سے ایک سوال "ذوالقرنین" کے بارے میں تھا۔اور ان کی غرض یہ تھی کہ چونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کی تفصیل کا کوئی علم نہ ہے۔لہٰذا آپ ہمارے اعتراضات و سوالات کا جواب نہ دے سکیں گے۔جب آپ جواب نہ دیں گے تو ہم یہ پروپیگنڈہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اس کا دعوائے نبوت جھوٹا ہے اور ان پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ہے۔مگر ان باغیوں اور سرکشوں کو کیا علم تھا کہ جس اللہ رب العزت نے آمنہ کے دریتیم کے سر پر کلاہ نبوت سجائی ہے اس نے خود اس کی رسالت اور نبوت کی حفاظت کا بندوبست بھی فرمادیا ہے۔سبحان اللہ۔

چنانچہ کفار، مشرکین اور یہود کے اس متفقہ سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ پر سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نازل فرمایا اور بذریعہ وحی آپ کو "قصہ ذوالقرنین" کی تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔جب مخالفین اسلام نے حضور صادق المصدوق کی زبان حق ترجمان سے اس واقعہ کی تمام جزئیات کا ذکر سنا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ان واقعات کی حقیقت کا پورا علم رکھنے والا رب العزت کا آخری رسول ہی ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا اے میرے محبوب! یہ دشمنان دین آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔آپ کو ان باغیوں کی باتیں سن کر گھبرانے اور پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ یہ صرف سوال اور اعتراض کرنا ہی جانتے ہیں۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ۖ وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ آپ فرمادیجئے کہ میں اس کی زندگی کے حالات کی تفصیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے سامنے ابھی بیان کرنے والا ہوں------اور یاد رکھو کہ یہ واقعات میں اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی وحی کے مطابق بیان کروں گا۔ اور وحی الٰہی کے متعلق غور سے سن لو۔ کہ ساری کائنات کے اقوال و خیالات غلط ہو سکتے ہیں مگر وحی کے ذریعے بیان کردہ حالات و واقعات قطعاً غلط نہیں ہو سکتے۔ یعنی ذوالقرنین کے بارے جو تفصیلات تم نے سن رکھی ہیں ان میں تو غلطی کا امکان موجود ہے مگر جو کچھ میں محمد (ﷺ) بیان کرنے والا ہوں اس کی جزئیات میں بھی شک و شبے کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ سبحان اللہ

ذوالقرنین کون تھا؟

برادران گرامی! ذوالقرنین کی شخصیت اور تعارف کے بارے میں علماء متقدمین و متاخرین، اہل تاریخ اور مفسرین کے اتنے کثیر اقوال ہیں کہ ان سب کا ذکر کرنا گفتگو کو بلاوجہ طول دینے اور آپ حضرات کو بے مقصد بحث میں الجھانے کے مترادف ہے۔ اس لئے میری کوشش ہے کہ اس قصہ کے صرف وہی ضروری حصے عرض کروں۔ جن کا براہ راست سورۂ کہف کی زیر خطبہ آیات سے تعلق ہے۔ (اگر کوئی صاحب اس سلسلے میں تاریخی معلومات، اہل علم کے اقوال اور ذوالقرنین نام کی مختلف شخصیات کے احوال کو جاننے کے خواہش مند ہوں تو وہ فتح الباری جلد نمبر۱، قصص القرآن جلد ۳، البدایہ والنھایہ مترجم جلد نمبر۲ اور ترجمان القرآن جلد ۲ کا مطالعہ فرمائیں)

بعض لوگ قرآن مجید میں ذکر کردہ ذوالقرنین سے مراد سکندر مقدونی یونانی لیتے ہیں۔ جس کا وزیر ''ارسطو'' تھا اور جس نے ''دارا'' سے جنگ کر کے اسے قتل کیا اور اس کے ملک کو فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا مگر یہ بات سراسر غلط، بے سروپا اور قرآنی مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ سکندر مقدونی یونانی آتش پرست، مشرک، جابر، ظالم اور سفاک بادشاہ تھا۔ جبکہ قرآن حکیم جس ذوالقرنین کا ذکر کرتا ہے وہ توحید پرست، راست باز، آخرت کی زندگی پر یقین رکھنے والا، مرد صالح، رعایا کا ہمدرد و خیر خواہ، فیاض و سخی، عدل و انصاف قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا اور احکام الٰہی کا تابع بلکہ بعض علماء تفسیر کی رائے کے مطابق "نبی" تھا۔

محققین علماء تفسیر کی رائے کے مطابق وہ ذوالقرنین جس کا ذکر سورۂ کہف کی ان آیات میں کیا گیا ہے اس سے مراد فارس کا وہ بادشاہ ہے جس کو یہودی "خورس" یونانی "سائرس" فارسی "گورش" اور عرب "کیخسرو" کہتے ہیں۔

ذوالقرنین کا زمانہ

تفسیر و تاریخ کے امام علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں ذوالقرنین کے زمانے کا تعین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔ فَأَمَّا الْأَوَّلُ الْمَذْكُورُ فِي الْقُرْآنِ فَكَانَ فِي زَمَنِ الْخَلِيلِ كَمَا ذَكَرَهُ الْأَزْرَقِيُّ وَغَيْرُهُ وَأَنَّهُ طَافَ مَعَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ لَمَّا بَنَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَرَّبَ إِلَى اللَّهِ قُرْبَانًا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۰۰ جلد ۳)

ترجمہ ⟵ پس سکندر اول (ذوالقرنین) جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانے میں تھا جیسا کہ ازرقی (رحمہ اللہ تعالیٰ) وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا تو اس نے آپ کے ہمراہ اس کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ کیلئے بہت سی قربانیاں کی تھیں۔

مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ (جنہوں نے ذوالقرنین کے واقعہ کی بڑے جدید انداز میں تحقیق کی ہے اور اس ضمن میں بڑی عرق ریزی سے ان تمام تاریخی حقائق کو جمع کیا ہے جن کا تعلق اس قصہ سے ہے) نے ذوالقرنین کا دور حکمرانی سن ۵۳۹ قبل مسیح بیان فرمایا ہے یہ وہ زمانہ تھا جب بخت نصر نے ہیکل کو برباد کر دیا اور بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے آیا تھا۔ مولانا آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں۔

"بابل کی اسیری کا زمانہ یہودیوں کے لئے نہایت مایوسی کا زمانہ تھا۔ ان کی قومیت پامال ہو چکی تھی۔ ان کا ہیکل منہدم ہو چکا تھا۔ ان کے شہر اجاڑ دیئے گئے تھے وہ نہیں جانتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ اس ہلاکت کے بعد ان کی زندگی کا کیا سلسلہ ہو سکتا ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت دانیال (علیہ السلام) کا ظہور ہوا۔ جو اپنے علم و حکمت کی وجہ سے شاہان بابل کے دربار میں نہایت مقرب ہو گئے تھے۔ انہیں کی نسبت تورات میں بیان کیا گیا ہے کہ بیلش شاہ بابل کی سلطنت کے تیسرے برس انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا اور اس خواب میں انہیں آنے والے واقعات کی شہادت دی گئی تھی۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۴۰۰ جلد ۲)

حضرت دانیال علیہ السلام کو بذریعہ خواب بنی اسرائیل کی رہائی اور آزادی کی خوشخبری سنائی گئی اور انہیں خواب میں دو سینگوں والا مینڈھا دکھایا گیا۔ آپ کے اس خواب اور شہادت کے کچھ عرصہ بعد "سائرس" (ذوالقرنین) فارس کا حکمران ہو گیا اور اس نے جلد ہی میڈیا کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اسی کے حکم سے بنی اسرائیل کو آزادی نصیب ہوئی اور اسی کی کوشش سے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق انیق سے واضح ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت بعد انبیاء بنی اسرائیل میں سے حضرت دانیال علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی نے بھی قصص القرآن جلد نمبر ۲ میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے اسے درست قرار دیا ہے۔

ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ

"قرن" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی سینگ' کنارہ' ایک صدی' امت' زلف' قوم کا سردار وغیرہ کے ہیں۔ (المنجد عربی اردو صفحہ ۷۹۸) "قرنین" "قرن" کا تثنیہ ہے۔ "ذوالقرنین" کا معروف معنی "دو سینگوں والا" ہے۔ فارس کے اس بادشاہ کے اس لقب کی مختلف توجیہات علماء تفسیر نے بیان فرمائی ہیں۔ ہم صرف فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

① "ذوالقرنین" دو مملکتوں یعنی روم اور فارس کا مالک تھا۔ اور قرن کا لفظ بطور استعارہ حکومت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا ذوالقرنین کا معنی "دو حکومتوں کا والی" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② قرن کا معنی کنارہ ہے۔ چونکہ وہ فتوحات کرتا ہوا مشرق اور مغرب کے دو کناروں تک پہنچا اور دونوں جہات کے ممالک پر قابض ہو گیا۔ اس لئے اسے "ذوالقرنین" کہا جاتا ہے۔

③ اس کے سر میں دونوں طرف سینگ نما غدود ابھرے ہوئے تھے اس وجہ سے اسے ذوالقرنین کہا گیا۔

④ اس کی زلفیں دراز تھیں اور وہ ہمیشہ اپنے سر کے بالوں کے دو حصے کرتا اور انہیں دونوں کندھوں پر ڈالتا تھا۔ اس لئے وہ "ذوالقرنین" دو زلفوں والا مشہور ہوا۔

⑤ اس کے سر کے دونوں جانب چوٹ کے نشانات تھے۔ اس لئے ذوالقرنین نام پڑ گیا۔

⑥ وہ نجیب الطرفین تھا۔ (یعنی ماں اور باپ دونوں طرف سے شریف النسب تھا) اس لئے والدین کی نجابت کو قرن سے تشبیہ دے کر ذوالقرنین کہا گیا۔

⑦ وہ دو صدیوں تک زندہ رہا۔ اس لئے اس کا نام ذوالقرنین پڑ گیا۔

⑧ وہ جنگ کے دوران بیک وقت دونوں ہاتھوں سے ہتھیار چلاتا تھا اس لئے اسے ذوالقرنین کہا جاتا تھا۔

⑨ اس نے زمین کے دونوں حصوں کی سیر کی۔ اسی بناء پر اسکا نام ذوالقرنین پڑ گیا۔

⑩ وہ ظاہر و باطن دونوں علوم کا ماہر تھا۔ اس لئے اسے ذوالقرنین کا لقب دیا گیا۔

11 اس زمانے کے بادشاہ سر پر ایسا خود پہنتے تھے جس پر دو سینگ بنے ہوتے تھے۔ ذوالقرنین یعنی دو سینگوں والا اسی وجہ سے مشہور ہوا۔

(فتح القدیر صفحہ ۳۰۷ جلد ۳۔ فتح الباری صفحہ ۳۸۳-۳۸۴ جلد ۶

تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۴۴ جلد ۲۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۴۸-۴۷ ج ۱۱)

اصل نام

حضرات محترم! جس طرح ذوالقرنین کے زمانے اور اس کے لقب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء تفسیر اور اہل تاریخ کے مختلف اقوال ہیں اسی طرح اس کے اصل نام کے متعلق بھی مفسرین و مورخین کی کئی آراء ہیں۔ ہم تفصیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جائے بغیر حضرت ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصل نام سے آپ کو آگاہ کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔

1- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول ہے کہ حضرت ذوالقرنین کا نام "عبداللہ بن ضحاک" تھا۔

2- کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ قول ہے کہ اس کا نام "صعب" تھا۔

3- بقول بعض آپ کا نام "منذر بن ابی القیس" تھا۔

4- امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ان کا اصلی نام "اسکندروس بن فیبلوس" تھا۔

5- امام مسعودی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ ان کا نام "فیبلس" تھا۔

6- بعض مؤرخین کا گمان ہے کہ حضرت ذوالقرنین کا نام "مرزبان بن مردبہ" تھا۔

8- بعض اہل علم کا فرمان ہے جناب ذوالقرنین کا حقیقی نام "اسکندر" تھا۔ اسی وجہ سے وہ لوگوں میں "سکندر ذوالقرنین" مشہور ہوا اور اسی نے اسکندریہ شہر بنوایا تھا۔

9- امام سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کا نام "ھرمس" تھا۔

10- بعض کا گمان ہے کہ آپ کا نام "ھردیس" تھا۔

11- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت ذوالقرنین کا نام "افریدون" تھا۔

12- امام ابوریحان بیرونیؒ نے کہا ہے کہ ذوالقرنین کا نام "ابوبکر بن سمی" تھا۔

(فتح الباری صفحہ ۳۸۴ جلد ۶۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۴۶-۴۷ جز ۱۱۔ معارف القرآن صفحہ ۶۳۶ جلد ۵)

حضرات گرامی! ان ناموں میں سے حضرت ذوالقرنین کا نام کوئی بھی ہو۔ ہم اپنی گفتگو میں انہیں "ذوالقرنین" کے نام سے ہی یاد کریں گے۔ کیونکہ مشرکین مکہ نے یہودیوں کے مشورے سے "ذوالقرنین" کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ يَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا
اے میرے رسول! (ﷺ) وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ میں ابھی اس کے حالات کا کچھ حصہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی رکوع میں ذکر فرمایا ہے۔ قُلْنَا يَاذَا الْقَرْنَيْنِ!۔ ہم نے کہا' اے ذوالقرنین! اس سے واضح ہوا کہ یہود کے ہاں بھی ان کا نام ذوالقرنین تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی انہیں اسی نام سے پکارا گیا۔ واضح رہے کہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کو حضرت ذوالقرنین سے بڑی عقیدت تھی کیونکہ اسی کے حکم سے ان کی اسیری اور جلاوطنی کے دن ختم ہوئے تھے اور وہ بابل سے واپس فلسطین جاکر آباد ہوگئے تھے۔ ان کا ہیکل از سر نو تعمیر کردیا گیا تھا اور سونے چاندی کے جو برتن "بخت نصر" لوٹ کر لے گیا تھا وہ بنی اسرائیل کو لوٹا دیئے گئے اور ہیکل میں سجا دیئے گئے تھے۔ اسی عقیدت اور محبت کی بناء پر انہوں نے مشرکین مکہ کو مشورہ دیا تھا کہ تم محمد (ﷺ) سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرو۔ اگر اس نے ذوالقرنین کی شخصیت کا تعارف کروادیا اور اس کی زندگی کے واقعات و حالات کی تفصیل بیان کردی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ "نبی برحق" ہیں کیونکہ ہمارے سوا کسی اور کو ذوالقرنین کے بارے میں صحیح معلومات نہیں ہیں اور اگر وہ ذوالقرنین کے حالات زندگی سے پردہ نہ اٹھا سکا اور اس بارے میں آپ کو مطمئن نہ کرسکا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ (نعوذ باللہ) وہ جھوٹا اور کذاب ہے اور اس نے یونہی' وحی کا ڈھونگ رچا رکھا ہے تاکہ لوگوں کو بیوقوف بنایا جاسکے۔

چنانچہ جب یہودیوں کے سکھانے اور سمجھانے سے مکے کے دشمنان اسلام نے آنحضرت ﷺ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے ذوالقرنین کی زندگی کے اہم واقعات کی تفصیل زبان نبوت سے بیان فرما کر آپ کی رسالت و نبوت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ مگر افسوس کہ مشرکین مکہ اور یثرب کے یہودیوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اب بھی آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے کیلئے آمادہ اور تیار نہ ہوئے۔ بلکہ ان کی طرف سے اسلام اور صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی مخالفت میں مزید تیزی آگئی اور انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو راستے سے ہٹانے کی منصوبہ بندی شروع کردی مگر۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

ذوالقرنین کا اقتدار

حضرت ذوالقرنین کی حکومت اور اقتدار کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۝ کہ ہم نے اسے زمین پر اقتدار بخشا تھا اور ہم نے اسے ہر قسم کا ساز و سامان عطا فرمایا تھا۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عام حالات کے برخلاف بے سرو سامانی کی حالت میں کسی شخص کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی خاص خوشی، کامرانی، خوشحالی، سلطنت، حکومت اور اقتدار مل جائے تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے کنویں میں گرائے جانے، بازار مصر میں فروخت ہونے، اور ناکردہ گناہ کے باعث جیل کی سزا پانے کے بعد جب مصر کی سلطنت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے صرف اپنا فضل و کرم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۶) ترجمہ ⟵ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو زمین میں سلطنت و حکومت عطا فرمادی کہ وہ جہاں چاہیں زندگی گزاریں۔ (یعنی پورا مصر آپ کے زیر نگیں کردیا) جسے ہم چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ (حضرت یوسف علیہ السلام کے تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ یوسف" کا مطالعہ فرمائیں۔)

انہیں الفاظ کے ساتھ ملتے جلتے الفاظ میں ہی اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کی حکومت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے اقتدار کا ذکر کیا ہے۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ ۔ کہ ہم نے ہی اسے زمین میں اقتدار عطا فرمایا۔ اگر ہم معمولی غور و خوض کریں تو واضح ہو گا کہ ذوالقرنین کو فارس کا تخت و تاج مل جانا اور حکومتی سطح پر ہر قسم کے اسباب و وسائل کا مہیا ہو جانا۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم اور اس کی خصوصی نوازشات و عنایات تھیں۔ کیونکہ ذوالقرنین ایسا شخص تھا جس کی ابتدائی زندگی گمنامی میں گزری' وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں وقت گزارتا اور کسمپرسی کی حالت میں گھومتا پھرتا تھا۔ بلکہ آپ یہ جان کر حیران ہو نگے کہ اس کی ولادت سے قبل ہی اس کا نانا اس کا دشمن ہو گیا تھا اور وہ اس کی موت کا خواہش مند تھا۔ ایک وفادار آدمی نے اس کی زندگی بچائی اور بچپن میں ہی یہ شاہی خاندان سے الگ تھلگ ہو کر ایک گمنام چرواہے کی طرح پہاڑوں میں زندگی بسر کرتا رہا۔

عزیزان گرامی! جب اللہ تعالیٰ کسی کی حفاظت کرے تو پھر اسے کوئی مار نہیں سکتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو موت دینا چاہے تو پوری دنیا مل کر اسے موت کے منہ سے بچا نہیں سکتی۔ خاندان والوں نے ذوالقرنین کو ختم کرنا چاہا مگر رب نے بچا لیا اور ایسا بچایا کہ کچھ عرصہ بعد گمنامی سے اٹھایا اور فارس کا تاجدار بنا دیا۔ سبحان اللہ۔ پھر تھوڑی مدت بعد اس زمانے کی سب سے مضبوط اور وسیع حکومت میڈیا کو بھی اس کا تابع فرمان بنا دیا۔ اللہ رب العزت نے کل کے گمنام ذوالقرنین کو آج شہرت کے ایسے بام عروج تک پہنچایا کہ اس کا نام سن کر بادشاہوں پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور کائنات ارضی میں کوئی اس کے مقابلے کی جرات نہ کرتا تھا۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب اللہ احکم الحاکمین نے اسی ذوالقرنین کو پوری دنیا پر حکمرانی کا شرف عطا فرمایا اور اس نے اپنی طبعی انکساری اور فطری تواضع سے روئے زمین کے تمام انسانوں کے دل جیت لئے اور ایسا انداز حکمرانی اختیار کیا کہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی حکومت اور اقتدار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ ترجمہ ـــ بلاشبہ ہم نے اسے زمین پر اقتدار بخشا تھا اور ہم نے اسے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم کا ساز وسامان عطا فرما دیا تھا۔

چار بادشاہ

علماء تفسیر نے بیان فرمایا ہے کہ دنیا میں چار بادشاہ ایسے گزرے ہیں۔ جنہیں ساری دنیا پر تسلط حاصل رہا ہے اور انہوں نے پوری دنیا پر حکمرانی کی ہے۔ ان میں سے دو بادشاہ کافر اور دو ایماندار تھے۔ دو کافر بادشاہوں میں پہلا ابراھیم علیہ السلام کے زمانے کا نمرود تھا اور دوسرا بخت نصر تھا۔ جس نے یہودیوں پر غلبہ حاصل کیا تھا اور بیت المقدس کو گرا کر یہودیوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ اور پوری دنیا پر حکمرانی کرنے والے ایماندار بادشاہوں میں ایک سکندر ذوالقرنین تھا۔ جس کی حکمرانی کا ذکر آج کے خطبے کی آیات میں کیا گیا ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی۔ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي۔ (سورۃ ص۔ آیت نمبر ۳۵) اے میرے رب! مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی دوسرے کے حصے میں نہ آئے۔ چنانچہ آپ کو ایسی ہی سلطنت عطا فرمائی گئی۔

دامادِ مصطفیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سَخَّرَ لَهُ السَّحَابَ وَمَدَّتْ لَهُ الْأَسْبَابَ وَبَسَطَ لَهُ فِي النُّوْرِ فَكَانَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ سَوَاءً۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۸ جزء ۱۱)

ترجمہ ✠ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو ذوالقرنین کا مطیع بنا دیا تھا اور اس کے لئے تمام اسباب و وسائل مہیا فرما دیئے تھے۔ اور روشنی کا ایسا بندوبست فرما دیا تھا کہ اس کے لئے دن کا اجالا اور رات کی تاریکی برابر تھے۔ سبحان اللہ۔

نبی معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ذوالقرنین کی سلطنت کی وسعت اور اس کی حکومت پوری دنیا پر حاوی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اہل کتاب کے کچھ آدمیوں نے رسول مکرم ﷺ سے ذوالقرنین (کی سلطنت کی وسعت) کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ أَوَّلَ أَمْرِ كَانَ غُلَامًا مِّنَ الرُّوْمِ فَأُعْطِيَ مُلْكًا فَسَارَ حَتَّى أَتَى أَرْضَ مِصْرَ فَابْتَنَى بِهَا مَدِيْنَةً يُقَالُ لَهَا "الإِسْكَنْدِرِيَّةُ" فَلَمَّا فَرَغَ أَتَاهُ مَلَكٌ فَعَرَجَ بِهِ فَقَالَ لَهَا أُنْظُرْ مَا تَحْتَكَ قَالَ أَرَى بِهَا مَدِيْنَةً وَحْدَهُ لَا أَرَى غَيْرَهَا فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ تِلْكَ الْأَرْضُ كُلُّهَا وَذَالِكَ لِسَوَادُ الَّذِيْ تَرَاهُ مُحِيْطًا بِهَا هُوَ الْبَحْرُ وَإِنَّمَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يُّرِيَكَ الْأَرْضَ وَقَدْ جَعَلَ لَكَ سُلْطَانًا فَسِرْ فِي الْأَرْضِ فَعَلِّمِ الْجَاهِلَ وَثَبِّتَ الْعَالِمَ - (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۸ جزء ۱۱)

ترجمہ ⟵ حضرت ذوالقرنین کا ابتدائی معاملہ یہ ہے کہ وہ رومی غلام تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہت عطا فرمادی اور پس وہ چلتے پھرتے مصر کی سرزمین میں پہنچا تو وہاں ایک شہر آباد کیا جسے "اسکندریہ" کہا جاتا ہے جب اس سے فارغ ہو گیا تو اس کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اسے اڑا کر اوپر لے گیا تو اس سے کہا کہ نیچے دیکھو۔ اس نے نیچے دیکھا تو اسے ساری زمین ایک شہر نظر آئی تو کہا کہ ایک شہر کے سوا مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ فرشتے نے کہا وہ تو ساری روئے زمین ہے اور یہی سیاہی جو تمہیں نظر آرہی ہے جس نے ساری زمین کو گھیر رکھا ہے یہ سمندر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ساری زمین دکھلانے کا ارادہ فرمایا ہے اور تحقیق وہ تمہیں ساری زمین پر تسلط عطا فرمائے گا۔ پس اس ذوالقرنین نے ساری زمین کی سیر کی۔ پس تم جاہل کو یہ بات بتلاؤ اور جاننے والے کا یقین مزید پختہ کرو۔

ہر شئی کا سبب

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے وسائل کی کثرت، سازو سامان کی وسعت اور وافر ذرائع آمدن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔ اور ہم نے اسے ہر قسم کا سازو سامان بھی وافر عطا فرمادیا۔ "سبب" کے معنی رسی، تعلق، ذریعہ اور راستہ ہیں اور سامان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ علم و بصیرت بھی اس میں شامل ہے۔ کیونکہ جس چیز کے ذریعے انسان اپنے مقصد تک پہنچتا ہے اسے سبب کہا جاتا ہے اس میں روپیہ، پیسہ، فہم، عقل، آلات اور علم بھی شامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر۔ "مِنْ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ سے کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو ہر چیز کے علم کا کچھ حصہ عطا فرمادیا تھا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۴۸ جزء ۱۱) مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو وہ تمام وسائل مہیا کردیئے تھے جنہیں بروئے کار لاکر اس نے فتوحات حاصل کیں۔ دشمنوں کا غرور خاک میں ملایا' وسیع و عریض سلطنت کا انتظام کیا اور ظالم حکمرانوں کو نیست و نابود کردیا۔

محدث زماں حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ سے مراد یہ ہے کہ جن اسباب کی ذوالقرنین کو اپنے ضروری مقاصد کے لئے ضرورت تھی ان میں سے ہم نے اس کو کچھ کچھ عنایت کردیا تھا۔ اس لئے کہ ہر شیء کا کلی احاطہ خاصہ خداوندی ہے۔ انسان ہو' جن ہو' فرشتہ ہو' بادشاہ ہو' نبی ہو' ولی ہو' فلاسفر ہو' پہلوان ہو' دستکار ہو' کاریگر ہو' دین کا عالم ہو۔ غرض کسی کمال کا صاحب ہو۔ اول تو اس کی یہ بات ہے کہ اس کا یہ کمال ذاتی نہیں بلکہ خداداد ہے دوم یہ کہ وہ قابلیت اس کو ایک دو امروں میں حاصل ہوتی ہے تمام امور میں نہیں ہوتی۔ سوم یہ کہ ان دو امروں میں بھی حقیقی کمال نہیں ہوتا بلکہ اس کی ضروریات کی مناسب حد تک حاصل ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ نکتہ عام طور پر خصوصیت سے ملحوظ ہے۔ آیات ذیل ملاحظہ ہوں۔

علم کی نسبت فرمایا۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۔ (آیت الکرسی) یعنی نہیں گھیر سکتے خدا کی معلومات میں سے مگر بقدر اس کے جو خدا چاہے۔ نیز فرمایا۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (سورۂ یوسف) یعنی ہر صاحب علم سے فائق تر دوسرا صاحب علم ہے۔ اور شاہی اقتدار کی نسبت سلیمان علیہ السلام کی زبانی ذکر فرمایا۔ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ ۔ (سورۂ نمل) یعنی خدا تعالیٰ نے (سلمان بادشاہی کی) ہر شئی میں سے کچھ کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنایت کیا ہے۔ اسی طرح بلقیس کے بیان میں ہدہد کی رپورٹ میں ذکر کیا۔ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ (سورت نمل) یعنی خدا نے اس شہزادی کو (سامان بادشاہی کی) ہر شئی میں سے کچھ کچھ دیا ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے بیان کے ضمن میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! میرا' تمہارا اور جملہ مخلوق کا علم خدا کے علم کے سامنے اتنا ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ ڈبو کر (پانی) لیا۔

حاصل کلام یہ کہ ہر شئی کا احاطہ کلی۔ کیا از روئے اختیار و قدرت اور کیا از روئے علم و ضرورت خاصہ خداوندی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ؏ (سورۂ طلاق) تاکہ تم جان لو کہ بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ خدائے تعالیٰ نے ہر شئی کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔

قرآن شریف کے اس نکتہ کو نگاہ میں رکھنے سے آدمی شرک میں نہیں پڑ سکتا اور اس کی جان مخلوق پرستی کی آفت سے بچ جاتی ہے کیونکہ جب خدا کے سوا کلی قدرت اور کلی علم کسی کو نہیں۔ تو کسی غیر کی عبادت کیوں کی جائے۔" (تفسیر سورۂ کہف صفحہ ۸۴-۸۵)

ذوالقرنین کا مغربی سفر

عزیزان گرامی! ابھی آپ نے سماعت فرمایا کہ ذوالقرنین پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہوا اور رب العزت نے اُسے گوشہ گمنامی سے اٹھایا اور فارس کا تاجدار اور فرماں روا بنا دیا۔ فارس کے تخت پر متمکن ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی اس نے اس دور کی سب سے مضبوط حکومت میڈیا کو مغلوب کر لیا اور بابل کو اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ ذوالقرنین کی یہ عظمت و سطوت قرب و جوار کے علاقوں کے حکمرانوں کیلئے ناقابل برداشت تھی۔ خصوصاً ایشیائے کوچک کی ایک ریاست "لیڈیا" (موجودہ ترکی) کے بادشاہ کو ذوالقرنین سے بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسد اور بغض تھا۔اس نے اپنی آتش حسد کو ٹھنڈا کرنے اور ذوالقرنین کی فتوحات کو روکنے کے لئے پہلے سے طے شدہ صلح کے تمام معاہدات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ذوالقرنین کے علاقے پر حملہ کر دیا۔جناب ذوالقرنین کو مجبوراً اس کے مقابلے کیلئے نکلنا پڑا۔ذوالقرنین نے دشمن کی فوجوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا اور لیڈیا کی ساری حکومت پر قبضہ کر لیا۔اب تمام ایشیائے کوچک،بحر شام سے لے کر بحر اسود تک اس کے زیر نگیں تھا اور وہ اس سارے خطے کا بلا شرکت غیرے واحد حکمران تھا۔

ذوالقرنین اپنی وفادار اور جانثار فوجوں کے ہمراہ برابر آگے بڑھتا رہا۔یہاں تک کہ مغربی ساحل پر پہنچ گیا۔اس نے فارس سے لے کر لیڈیا (موجودہ ترکی) چودہ سو میل کا فاصلہ طے کر لیا۔لیکن سمندر نے اس کی پیش قدمی کو روک دیا۔اس نے بصد حسرت نگاہ اٹھا کر دیکھا تو حد نگاہ۔پانی ہی پانی تھا اور سورج اس سمندر کی لہروں میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔

حضرات گرامی! یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سورج اپنے آسمانی مدار میں ہر وقت متحرک رہتا ہے۔جسے سورۃ یٰسین میں ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ (سورت یٰسین آیت نمبر ۴۰) وہ سب اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے وہاں سورج طلوع ہوتا نظر آتا ہے اور جو حصہ زمین سورج کی دوسری طرف جا رہا ہوتا ہے وہاں سورج غروب ہوتا نظر آتا ہے۔انسان دنیا کے جس خطے میں بھی موجود ہو وہیں اسے سورج طلوع و غروب ہوتا دکھائی دے گا۔اگر وہ کسی صحرا میں کھڑا ہے تو وہ سورج کو زمین میں غروب ہوتا پائے گا اور اگر وہ سمندر کے کنارے ہو گا یا سمندر میں سفر کر رہا ہو گا تو اسے سورج پانی میں ڈوبتا ہوا نظر آئے گا۔

ذوالقرنین چونکہ سمندر کے کنارے کھڑا تھا اور اس جگہ سمندر کی گہرائی کم ہونے کی وجہ سے پانی بھی گدلا تھا اس لئے اسے سمندر کے گدلے پانی میں سورج غروب ہوتا ہوا نظر آیا۔وہاں ذوالقرنین کو جس قوم سے واسطہ پڑا۔یہ وہی قوم تھی جس نے ذوالقرنین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالف بادشاہ کی سرکردگی میں اس کے ملک پر حملہ کیا تھا اور اس سے عنان سلطنت چھیننے کی کوشش کی تھی اب یہ لوگ ذوالقرنین کے قبضہ میں تھے وہ جس طرح چاہتا ان سے انتقام لے سکتا اور انہیں ہر طرح کی اذیت میں مبتلا کر سکتا تھا۔ مگر قرآن حکیم اور تاریخ اس امر پر شاہد عدل ہے کہ ذوالقرنین نے مفتوحہ قوم کے کسی فرد پر زیادتی نہیں کی۔ بلکہ اس نے اپنی حملہ آور فوج کو تاکیدی حکم دے رکھا تھا کہ دشمن کے سپاہی کے سوا کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ بلکہ اگر مخالف فوج کا سپاہی بھی اپنا نیزہ جھکا دے تو اس سے بھی تعرض نہ کیا جائے۔ اس نے اپنی فوج کو حکم دے دیا تھا کہ اس کافر قوم میں سے جو شخص ایمان قبول کرے اور آئندہ زندگی صالح بن کر گزارنے کا وعدہ کرے۔ اسے نہ صرف معاف کر دیا جائے بلکہ اچھا معاوضہ دیا جائے اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ البتہ جو شخص اب بھی ظلم، زیادتی سے باز نہیں آئے گا تو اسے اس کے جرم کے مطابق دنیا میں سزا دی جائے اور آخرت کا معاملہ رب العزت کے سپرد کر دیا جائے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے مفتوحہ قوم کے تمام قصور واروں اور باغیوں کیلئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اب ان باتوں کو مزید واضح انداز میں سمجھنے کیلئے قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ سماعت فرمائیے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آج کے مسلمان حکمرانوں کو بھی ذوالقرنین کا کردار ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۚ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ○ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ○ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ اِنِ الْحُسْنٰی ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ○ؕ

ترجمہ ← پس وہ ایک راستہ پر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچا تو اس نے سورج کو یوں پایا کہ گویا وہ ایک سیاہ کیچڑ کے چشمے میں ڈوب رہا ہے اور اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں ایک قوم موجود پائی۔ہم نے کہا۔اے ذوالقرنین! (تمہیں اختیار ہے کہ) خواہ تم انہیں سزا سے دوچار کرو اور خواہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ذوالقرنین نے کہا جس نے ظلم کیا تو ہم اسے ضرور سزا دیں گے پھر اسے اس کے رب کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔تو وہ اسے بڑا ہی سخت عذاب دے گا۔اور جو شخص ایمان لایا اور اچھے عمل کیے تو اس کیلئے بہتر جزاء ہے اور ہم اسے آسان احکام بجالانے کا کہیں گے۔

کیا ذوالقرنین نبی تھے؟

ان آیات مقدسات میں۔ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ!۔ سے بعض اہل علم نے استدلال کیا ہے ذوالقرنین نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ۔ہم نے کہا اے ذوالقرنین! ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ بلاواسطہ فرمان بذریعہ وحی ہوگا۔اور جس پر وحی کا نزول ہو وہ نبی ہوتا ہے لہٰذا ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔

جو لوگ جناب ذوالقرنین کی نبوت کے قائل نہیں ان کا خیال ہے کہ ذوالقرنین کو یہ حکم الٰہی اس زمانے کے نبی کی معرفت ملا تھا۔ان پر بلاواسطہ وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔اور بعض علماء تفسیر کی رائے ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔(سورۃ القصص آیت نمبر ۷) ترجمہ اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی (یعنی ان کے دل میں الہام ڈالا) کہ اس (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہیں۔جب تمہیں اس کے متعلق اندیشہ لاحق ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور خوف نہ کھانا اور نہ غمگین ہونا۔ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور ہم تو اسے رسولوں میں ایک رسول بنانے والے ہیں۔

اس آیت مقدسہ میں ام موسیٰ کی طرف الہام اور القاء کو وحی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔حالانکہ کوئی شخص بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ سب اہل علم کا خیال ہے کہ یہاں وحی سے مراد الہام' القاء اور مخفی اشارہ ہے۔(حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۂ مریم" کا مطالعہ فرمائیں۔)

اسی طرح جناب ذوالقرنین کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ ؛ہم نے کہا اے ذوالقرنین! کی نسبت بھی الہام' القاء اور مخفی اشارے کی ہے۔بہر حال ذوالقرنین اگر نبی نہ بھی ہو تو صاحب الہام ولی اور عبد صالح ضرور تھے۔اور ہمارا ذاتی رجحان بھی اسی طرف ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

داماد مصطفیٰ اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ' مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' امام بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ' امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء سلف اور متاخرین کا خیال یہی ہے کہ جناب ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نبی نہ تھے بلکہ عادل' منصف' صالح' خدا ترس شریف النفس اور نیک دل بادشاہ تھے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ولی تھے۔(مزید تفصیلات کیلئے فتح الباری ۳۸۳ جلد ۶ اور تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴۴۰۔۴۴۱ جلد ۲ کا مطالعہ فرمائیں۔)

ذوالقرنین کا دوسرا سفر

بزرگان محترم! سورۂ کہف کی اگلی آیات میں اسی سکندر ذوالقرنین کے دوسرے سفر اور دوسری جنگی مہم کا مختصر ذکر کیا گیا ہے ان کا یہ سفر مشرق کی جانب تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا۔ پھر وہ ذوالقرنین (ایک) دوسرے راستہ پر روانہ ہوا۔ مفسرین کرام کا فرمان ہے کہ چونکہ ذوالقرنین کی مملکت کے مشرقی اطراف میں خانہ بدوش قبائل نے فتنہ اور فساد برپا کر رکھا تھا۔ان کی سرکوبی اور خاتمہ کے لئے ذوالقرنین نے اپنی تجربہ کار اور جانثار فوج کے ہمراہ مشرق کا رخ کیا اور سفر کرتے کرتے بلخ اور باختر تک پہنچ گئے بعض تفسیری روایات کے مطابق یہ سفر بارہ سال میں مکمل ہوا تاہم یہ کوئی حتمی اور یقینی بات نہیں کیونکہ ذوالقرنین کو بمطابق آیت قرآنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے تمام وسائل' اسباب اور ذرائع وافر تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عطا فرما رکھے تھے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ یہ سفر جلد ہی طے ہو گیا ہو۔

مختصر یہ کہ ذوالقرنین اپنی فوج کے ہمراہ مشرق کی طرف سفر کرتے کرتے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے۔ وہاں انہیں ایک ایسی صحرانورد اور خانہ بدوش قوم نظر آئی جن کی رہائش کیلئے کوئی باقاعدہ بستی' شہر یا گاؤں موجود نہیں تھا بلکہ سورج کی تپش اور گرمی سے بچاؤ اور حفاظت کا بھی کوئی انتظام و انصرام نہ تھا۔ قرآن عزیز ذوالقرنین کے اس سفر کی مختصر روئیداد یوں بیان فرماتا ہے۔

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا ○ كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ○

ترجمہ ⬅ پھر وہ ذوالقرنین دوسری راہ پر روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ آفتاب کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا کہ ہم نے ان کے لئے سورج (کی گرمی) سے بچنے کی کوئی اوٹ نہیں بنائی۔ (یہ معاملہ) اسی طرح تھا۔ اور ہم نے ہر اس چیز کا جو اس کے پاس تھی اپنے علم سے احاطہ کر رکھا تھا۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس قوم کے لوگوں نے زمین کے نیچے پناہ گاہیں بنا رکھی تھیں۔ جب سورج کی تپش تیز ہوتی تو یہ لوگ ان پناہ گاہوں میں چھپ جاتے تھے اور جب سورج کی گرمی کم ہو جاتی تو یہ ان پناہ گاہوں سے باہر آجاتے۔ بعض اہل علم کا فرمان ہے کہ گرمی کی شدت کے دوران یہ لوگ بھینسوں کی طرح پانی میں کود جاتے اور جب دھوپ کی تیزی میں کمی آجاتی یا سورج غروب ہو جاتا تو پانی سے باہر نکلے آتے۔ ان کی خوراک مچھلی تھی۔ اور اس پورے علاقے میں فصل وغیرہ کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳)

عزیزان گرامی! ذوالقرنین نے اس غیر مہذب اور خانہ بدوش قوم سے کیا سلوک فرمایا؟ قرآن حکیم نے اس کی کوئی تفصیل بیان نہیں فرمائی ہے۔ جبکہ ذوالقرنین کے پہلے سفر میں پیش آمدہ واقعات کی تفصیلات پچھلی آیات میں بیان ہو چکی ہیں البتہ قرآن عزیز نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو اس قوم پر بھی غلبہ اور تسلط عطا فرمایا- اور اس نے مغربی قوم کی طرح اس قوم کے ایمانداروں اور نیکو کاروں کو انعامات سے نوازا اور بد کرداروں اور بے ایمانوں کو سزا سے دوچار کیا- یعنی جو لوگ موحد اور مومن بن گئے- ان کیلئے اپنی فطرت کے مطابق حضرت ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوراک اور رہائش کا مستقل بندوبست فرمایا- اور مشرکین و کفار کو ان کے جرم کے مطابق سزا دی- ہمارے اس خیال کی تائید قرآنی لفظ "کَذٰلِکَ" سے بھی ہوتی ہے جس کا ترجمہ "اسی طرح" ہے- یعنی جناب ذوالقرنینؒ نے مشرقی قوم کے ساتھ بھی اسی طرح کا رویہ اختیار کیا- جس طرح کا رویہ مغربی اقوام کے ساتھ اختیار کیا تھا- وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا- اور ہم نے اپنے علم کے ذریعے اس کی ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے- یعنی حضرت ذوالقرنین کا کوئی فعل اور کام ہمارے علم سے باہر نہیں تھا اور اس کی کسی چیز سے ہم بے خبر نہیں- سبحان اللہ-

ذوالقرنین کا تیسرا سفر

عزیزان محترم! سورۂ کہف کی اگلی آیات میں اسی عادل حکمران، عوام کے ہمدرد بادشاہ اور ولی کامل حضرت ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کے تیسرے سفر کا ذکر کیا گیا ہے- اور اسی سفر میں پیش آمدہ واقعات و حادثات کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں- اور اس سلسلے میں حضرت ذوالقرنینؒ کی فیاضی، سخاوت، رعایا پروری اور عوامی خدمت کے جذبے کی تعریف کی گئی ہے-

حضرات گرامی! آپ اس شخصیت کی عظمت کا اندازہ کریں اور اس کی محبوبیت پر غور تو فرمائیں کہ جس کی زندگی میں پیش آنے والے اسفار کے ذکر کیلئے قرآن کریم کی آیات نازل فرمائی جارہی ہیں اور جس کے اعمال و افعال کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے قرآنی الفاظ مخصوص فرمائے جارہے ہیں- سبحان اللہ- اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو بھی حضرت ذوالقرنینؒ کی عادات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے- آمین-

حضرات! بڑے افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ ملکی حالات دن بدن خراب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خراب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ قتل و غارت عام ہو گئی ہے۔ دہشت گردی مسلسل پھیل رہی ہے۔ کسی شخص کی عزت' جان اور مال محفوظ نہیں ہے۔ غربت اور افلاس کا یہ عالم ہے کہ لوگ خود کشی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ روپے کی قیمت آئے روز کم ہو رہی ہے۔ روزگار کے مواقع مفقود اور ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں مگر ہمارے ملک کے سیاستدان اور حکمران عیاشیوں میں مصروف و مشغول نظر آتے ہیں۔ اسلامی مملکت کے حکمرانو! یاد رکھو اگر تم نے پاکستان کے عوام کی خوشحالی کے لئے اس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو اس ملک کے مظلوم عوام کی بد دعائیں تمہیں لے ڈوبیں گی اور پھر ؎

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

آپ اس امر پر توجہ فرمائیں کہ ایک ماں علی الصبح اپنے بچے کا منہ ہاتھ دھو کر' اسے صاف ستھرے کپڑے پہنا کر اور بستہ ہاتھ میں تھما کر سکول روانہ کرتی ہے مگر اسے یقین نہیں ہوتا کہ میرا بیٹا چھٹی کے بعد بسلامت گھر لوٹ آئے گا۔ ایک دکاندار صبح چابیاں پکڑ کر دکان کھولنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کی بیوی اپنے سر تاج کی بخیریت واپسی کیلئے دعائیں مانگ رہی ہوتی ہے۔ لوگ اپنی رقوم کی حفاظت کیلئے اسے بنکوں میں جمع کرواتے ہیں مگر ڈاکو آتے ہیں اور وہ بینک میں جمع شدہ تمام رقم ایک تھیلے میں ڈال کر فائرنگ کرتے ہوئے بغیر کسی مزاحمت کے فرار ہو جاتے ہیں۔

مجھے بتایا جائے کہ کیا پاکستان ان کاموں کیلئے حاصل کیا گیا تھا۔ کیا لاکھوں انسانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں اس لئے دی تھیں۔ کیا ہزاروں دلہنوں نے اپنا سہاگ اسی لئے لٹایا تھا۔ کیا سینکڑوں بچیوں نے اپنی عزت و عفت کی قربانیاں اسی لئے دی تھیں۔ بیسیوں بہنوں نے اپنے بھائیوں کو اور ماؤں نے اپنے کڑیل اور جوان بیٹوں کو اسی لئے ذبح کروایا تھا۔ حکمرانوں اور سیاستدانو! ان باتوں پر غور کرو۔ اس ملک و ملت کو بچانے کی فکر کرو۔ یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کے نفاذ کا اہتمام کرو۔ تاکہ اس ملک کے باشندے اور عوام خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اس کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات گرامی! بات جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کے تیسرے سفر کی ہو رہی تھی جو بقول علماء تفسیر و تاریخ انہوں نے شمال کی طرف کیا تھا۔ اور اسی سفر میں "سد ذوالقرنین" کا تاریخی واقعہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ قرآن کریم جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس سفر مبارک کی ابتدا یوں بیان فرماتا ہے کہ۔ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا۔ پھر جناب ذوالقرنینؒ ایک اور راستہ پر روانہ ہوئے۔ جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ شمال کی طرف سفر کرتے کرتے "کاکیشیا" کے اس پہاڑی درے تک پہنچ گئے۔ جس کے دائیں طرف "بحر خزر" ہے جس نے شمال اور مشرق کا راستہ روک رکھا ہے۔ اور اس کے بائیں جانب "بحر اسود" ہے۔ جو شمال مغرب کیلئے قدرتی رکاوٹ ہے اور اس کے درمیانی علاقوں میں سر بفلک پہاڑوں کا سلسلہ قدرتی دیوار کا کام دے رہا ہے۔۔۔۔ لہٰذا شمالی قبائل کیلئے اس طرف آنے کا سوائے درمیانی درے کے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جب جناب ذوالقرنین وہاں پہنچے تو انہیں اس مقام پر ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑا کہ جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بات سمجھ نہ آتی تھی اور وہ بھی جناب ذوالقرنینؒ کی بات کو سمجھ نہ سکتے تھے۔

شمالی قوم کی درخواست

آخر کار۔ ایک ترجمان کے ذریعے یا جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت کی بدولت جناب ذوالقرنینؒ اور اس قوم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور اس قوم کے لوگوں نے حضرت ذوالقرنینؒ کی ماتحتی قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔۔۔ اور جب جناب ذوالقرنینؒ نے ان کی ضروریات و حوائج کے بارے میں دریافت کیا اور معلومات حاصل کیں تاکہ حکومتی وسائل استعمال کر کے ان کی زندگی بہتر بنانے کے انتظامات کئے جا سکیں۔ تو قوم نے بیک زبان جناب ذوالقرنین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک ہی درخواست پیش کی اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلے میں اپنی طرف سے مالی تعاون کا یقین دلاتے ہوئے مستقل ٹیکس ادا کرنے کا وعدہ بھی کیا انہوں نے حضرت ذوالقرنین ؒ سے عرض کیا۔

''اے رحمدل بادشاہ' ذوالقرنین! ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک ایسی مخلوق ہے جس کے افراد بڑے ظالم' جابر' سفاک اور غاصب ہیں اور ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہم میں ان کے مقابلے کی ہمت اور سکت نہیں ہے۔ وہ اس درے کے ذریعے ہماری سرزمین پر آجاتے ہیں۔ یہاں تسلط جماتے' تباہی مچاتے اور ہماری ہر چیز کا خاتمہ کر کے واپس لوٹ جاتے ہیں اس قوم کو ''یاجوج وماجوج'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے اور ہمارے لئے مستقل پریشانی بنا رکھی ہے۔ اے شریف النفس بادشاہ! ہم پوری قوم کے افراد چندہ جمع کر کے ایک خطیر رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اور اگر وہ رقم کم پڑ جائے تو ہم ہمیشہ کیلئے آپ کے ساتھ ٹیکس اور خراج کا وعدہ کر لیتے ہیں۔ خراج کی وہ رقم ہماری طرف سے مستقل طور پر آپ کی خدمت میں دارالحکومت پہنچتی رہے گی۔ اس کے بدلے میں آپ ہم پر یہ احسان اور نیکی فرمائیں کہ ہمارے اور ''یاجوج وماجوج'' کے درمیان ایک بند باندھ دیں یعنی ایسی مضبوط اور بلند و بالا دیوار بنا دیں جسے وہ عبور نہ کر سکیں اور اسے توڑ کر بھی ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔''

مُحترم حضرات! ہم نے انتہائی اختصار سے آج کے خُطبے میں ''قِصہ ذُوالقَرنَین'' کے ضِمن میں اُن کے دو اسفار کا ذِکر کیا ہے۔ جناب ذُوالقَرنَین ؒ کے تیسرے سفر کی تفصیلات۔ پیش آمدہ واقعات اور حضرت ذُوالقرنَین کی خدمات کا تذکرہ ہم آئندہ خُطبۂ جُمعہ میں کریں گے۔ اِنشاءاللہ۔ نیز یاجوج وماجوج اور سکندر ذُوالقرنَین کی تعمیر کردہ دیوار کے بارے میں بھی اِنشاءاللہ بحث ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وُہ ہم سب کو قُرآنِ حکیم اور سُنّتِ رسُول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے زِندگی گزارنے کی سعادت اور توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 19

ذوالقرنینؑ اور یاجوج وماجوج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۔ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۔ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ○ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ○ وَعَرَضْنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۝ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝ (سورۂ کہف آیت نمبر ۹۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ ⬅ پھر وہ ایک اور راہ پر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان پہاڑوں کے پیچھے ایک قوم کو پایا۔ جو انکی کوئی بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اے ذوالقرنین! اس سرزمین میں یاجوج اور ماجوج نے بڑا فساد برپا کر رکھا ہے۔ تو کیا ہم آپ کیلئے کچھ خراج مقرر کردیں تاکہ آپ ہمارے درمیان اور انکے درمیان ایک بلند دیوار بنادیں۔ اس (ذوالقرنین) نے کہا۔ وہ دولت جس میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے۔ وہ بہت بہتر ہے۔ پس تم جسمانی قوت سے میری مدد کرو۔ تو میں تمہارے درمیان اور انکے درمیان ایک مضبوط بند بنادونگا۔ تم میرے پاس لوہے کی چادریں لے آو۔ (چنانچہ وہ لائی گئیں اور کام شروع ہو گیا) یہاں تک کہ دو پہاڑوں کا درمیانی فاصلہ برابر کردیا گیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ تیز آگ جلاؤ۔ یہاں تک کہ جب وہ لوہا آگ ہو گیا تو اس (ذوالقرنین) نے کہا کہ میرے پاس تانبہ لاؤ تاکہ میں اسے اس پگھلے ہوئے لوہے پر انڈیلوں۔ پس وہ (یاجوج وماجوج) نہ تو اس دیوار پر چڑھ سکیں اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکیں۔ ذوالقرین نے کہا "یہ میرے رب کی رحمت ہے۔" پس جب میرے رب کا وعدہ آجائیگا۔ تو وہ اسے ریزہ ریزہ کردیگا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور اس دن ان میں سے بعض کو چھوڑ دیں گے کہ دوسروں میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب کو اکٹھا کرلیں گے اور اس دن جہنم کو ہم کافروں کے بالکل سامنے کھڑا کردیں گے۔ وہ کافر جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردے پڑے ہوئے تھے اور جو کلمہ حق سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد وثناء اور تعریف وتسبیح کے بعد ان گنت لاتعداد اور بے شمار درود وسلام امام الانبیاء سید الاتقیاء شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ خطبہ جمعہ میں

محترم حضرات! سورۂ کہف کی تشریح و تفسیر کے سلسلے میں گزشتہ خطبہ جمعہ المبارک میں ایک منصف، فیاض اور رحم دل بادشاہ جناب ذوالقرنین کی سیرت و کردار کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اور خاص طور پر اس کے تین اسفار کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں سے پہلے دو اسفار میں پیش آنے والے اہم واقعات کی تفصیلات سے آپ حضرات آگاہی حاصل کر چکے ہیں۔ جبکہ ذوالقرنین کے تیسرے سفر کے بارے میں گفتگو جاری تھی۔

برادرانِ گرامی! آپ یہ بات تو تفصیل سے سن چکے ہیں کہ ذوالقرنین کا پہلا سفر ''مغرب کی جانب'' ''دوسرا مشرق کی طرف'' اور تیسرا سفر ''جانب شمال'' تھا۔ شمالی سفر میں جناب ذوالقرنین کی ملاقات ایک ایسی قوم سے ہوئی۔ جس کے افراد ذوالقرنین کا کلام سمجھنے سے عاری تھے اور جناب ذوالقرنین کو ان کی گفتگو سمجھ نہ آرہی تھی۔ بعض علماء تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اشارات کی مدد سے جناب ذوالقرنین کو اپنا موقف سمجھایا۔ بعض کا خیال ہے کہ جناب ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانوں پر مہارت عطا فرما رکھی تھی۔ لہٰذا جناب ذوالقرنین تو ان کی بات سمجھتے تھے جبکہ ان لوگوں میں ذوالقرنین کی گفتگو سمجھنے کی اہلیت اور استعداد موجود نہ تھی۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ جناب ذوالقرنین اور شمالی قوم کے درمیان گفتگو بذریعہ ترجمان ہوئی یعنی وہاں کوئی ایک ایسا شخص موجود تھا جو ذوالقرنین کی زبان کو بھی اور اس قوم کی زبان کو بھی سمجھتا اور جانتا تھا۔

مختصر یہ کہ اس قوم کے جمیع افراد نے جناب ذوالقرنین کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور حضرت ذوالقرنین کے سامنے اپنی مشکلات اور تکالیف کا بیان شروع کیا اور جناب ذوالقرنین کے روبرو عرض گزار ہوئے کہ۔

''اے فیاض اور ہمدرد بادشاہ! ہم جس علاقے میں رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس کے قریب ہی ان پہاڑوں کی اوٹ میں ایک زبردست اور جابر قسم کی قوم آباد ہے۔ جسے ''یاجوج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وماجوج" کہا جاتا ہے۔ وہ بڑے ظالم' جابر اور سفاک ہیں۔ دن اور رات کے کسی بھی حصے میں وہ پہاڑوں سے ادھر آجاتے ہیں۔ ہماری سرزمین پر فساد برپا کرتے اور ہمارے ساتھ بڑا نارِدا سلوک کرتے ہیں۔ جو ہماری برداشت سے باہر اور ہمارے لئے نہایت اذیت ناک ہے۔ اے بادشاہ! ہم کمزور لوگ ہیں ہم میں ان طاقتور قبائل سے مقابلے کی ہمت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان دو پہاڑوں کے درمیان ہمارے لئے کوئی مضبوط' پائیدار اور بلند وبالا دیوار بنادیں۔ جسے وہ عبور نہ کرسکیں۔ اور ہم ان کے حملوں سے محفوظ ہوسکیں۔

اے ذوالقرنین اگر آپ حکم دیں تو اس کام کے عوض ہم آپ کو مستقل طور پر ٹیکس اور جزیہ دینے کے لئے تیار ہیں اور اگر آپ کی حکومت کے پاس اس کام کیلئے فوری طور پر وسائل کی قلت ہو تو ہم اس کے لئے اجتماعی چندہ دینے کو بھی تیار ہیں۔ لیکن خدا کیلئے ہماری درخواست کو رد نہ فرمائیے اور ان مفسدوں سے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر ضرور فرمائیے

آج کی زیر خطبہ ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ جناب ذوالقرنین کے شمالی سفر' وہاں کے افراد سے ملاقات اور انکی طرف سے مضبوط دیوار بنانے کے مطالبے کو ان الفاظ سے بیان فرماتا ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○

ترجمہ ⟸ پھر وہ ذوالقرنین ایک اور راستے پر چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ پر پہنچ گیا۔ تو اس نے ان دو پہاڑوں کے پیچھے ایک ایسی قوم کو پایا جو ان کی کوئی بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس قوم کے افراد نے کہا۔ اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماجوج نے اس سرزمین پر بڑا فساد برپا کر رکھا ہے۔ کیا ہم آپ کیلئے کوئی خراج (ٹیکس) مقرر کر دیں۔ تا کہ آپ ہمارے درمیان اور انکے درمیان ایک بلند دیوار بنا دیں۔

ذوالقرنین کا جواب

جناب ذوالقرنین نے شمالی قوم کی اس پریشانی اور تکلیف کی تفصیلات جاننے کے بعد فرمایا۔ کہ

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی وسیع و عریض مملکت اور سلطنت عطاء فرما رکھی ہے۔ میرے پاس مال، اسباب اور دولت کی قطعاً کمی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے مجھے ہر قسم کے وسائل اور ذرائع وافر مقدار میں ودیعت فرما رکھے ہیں۔ میں تمہاری درخواست فوری طور پر منظور کرتا ہوں اور تمہاری حفاظت کیلئے دیوار بنانے پر میں تم سے کوئی خراج، ٹیکس اور چندہ وصول نہیں کروں گا۔ البتہ ایک کام تم کرو کہ مجھے افرادی قوت مہیا کرو اور جسمانی مشقت کیلئے آدمی تیار کرو۔ جو خام مال کا بندوبست کریں۔ باقی تمام اخراجات میری حکومت برداشت کرے گی اور میں تمہارے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ایسا بند باندھ دوں گا جسے وہ عبور نہ کر سکیں گے اور تم مستقل طور پر ان کے شر اور فساد سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

محترم حضرات! ذوالقرنین کے اس بیان اور قرآنی آیات میں اس کے ذکر سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایک ذمہ دار اور عوام کی ہمدرد حکومت کیلئے مناسب نہیں کہ وہ بلاوجہ لوگوں سے ٹیکس وصول کرے اور پھر اسے ارباب بست و کشاد اور حکمرانوں کی عیاشی اور فضول خرچی پر صرف کیا جائے۔ آج ہمارے ملک میں عوام کے خون پسینے کی کمائی ٹیکس کی صورت میں وصول کر کے ارباب حکومت کے بے مقصد غیر ملکی دوروں اور حکومت کے غیر ضروری اخراجات پر خرچ کی جا رہی ہے اور ملک دن بدن قرضوں کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہے۔ وزراء، مشیر، ایم این اے اور ایم پی ایز بنکوں سے قرضے لے کر ہڑپ کر رہے ہیں اور ہر نئے بجٹ میں غریب عوام پر ٹیکسوں کا مزید بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ عوامی فلاح و بہبود کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور ساری ملکی آمدن چند بڑے لوگوں کی جیبوں میں پڑی جارہی ہے ایسی عوام کے حقوق کی قاتل اور جابر حکومت کو کسی طور پر اسلامی حکومت نہیں کہا جاسکتا۔ افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کو قائم ہوئے نصف صدی گزرنے کے قریب ہے مگر ہم اس ملک کی خوشحالی اور بہتری کیلئے اب تک کوئی مستقل اقدامات نہیں کرپائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کے حکمران جناب ذوالقرنین کا کردار ادا کریں اور عوام کو ہر قسم کی سہولیات مفت مہیا کر کے عوام کی دعائیں لیں۔ الغرض جناب ذوالقرنین نے فرمایا کہ --- "اس بلند اور مضبوط دیوار کی تعمیر کیلئے میرے پاس لوہے کے تختے لاکر جمع کرو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ وہاں قریب ہی لوہے کے تختوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ ذوالقرنین نے وہاں سے لوہا اٹھالانے کا حکم دیا۔

سدّ ذوالقرنین

چنانچہ ذوالقرنین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان دو پہاڑوں کے درمیانی درے کو لوہے کی چادروں سے بھر دیا گیا۔ پھر اس پر آگ جلائی گئی۔ جس سے وہ لوہا پگھل گیا پھر اس پر تانبہ پگھلا کر ڈالا گیا۔ چنانچہ وہ لوہے اور تانبے کی ایسی مضبوط اور پائیدار دیوار بن گئی۔ جسے گرانا، یا پھاندنا یا اس میں نقب لگانا یاجوج و ماجوج کیلئے مشکل بلکہ ناممکن ہوگیا۔ سبحان اللہ۔ آیئے! تفصیل میں جائے بغیر اس دیوار کے بارے میں تفصیلات کو قرآنی الفاظ سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝

ترجمہ ← ذوالقرنین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے دولت اور قدرت دی ہے وہ (تمہارے ٹیکس سے بہت) بہتر ہے۔ پس تم جسمانی مشقت میں میرا تعاون کرو۔ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے اور انکے درمیان ایک مضبوط دیوار بنادونگا۔ تم میرے پاس لوہے کی چادریں لے آؤ۔ (کام شروع ہوگیا) یہاںتک کہ جب دو پہاڑوں کا درمیانی خلاء برابر کردیا گیاتو ذوالقرنین نے پھونکنے کا حکم دیا۔ یہاںتک کہ جب لوہا آگ کی طرح ہوگیاتواس نے پھر کہا میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لے آؤ۔ تاکہ میں اسے اس پگھلے ہوئے لوہے پر ڈال دوں۔ پس یاجوج و ماجوج بڑی کوشش کے باوجود اس دیوار پر چڑھ نہ سکیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں۔

آپ نے بادشاہ وقت کے جذبہ خدمت خلق کا اندازہ لگایا کہ اس نے خود اپنے ساتھیوں سے لوہے کے تختوں سے دو پہاڑوں کے درمیانی خلاء کو پر کیا۔ پھر خود اس پگھلے ہوئے لوہے پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا۔ اور کئی دن کی محنت اور کوشش کے بعد جب وہ دیوار بن کر تیار ہوگئی تو اس قوم کو مخاطب کرکے کہا کہ اب تم آرام کی زندگی گزارو۔ کیونکہ یہ دیوار اتنی بلند وبالا ہے کہ یاجوج و ماجوج بڑی کوشش اور تگ ودو کے باوجود اسے کسی صورت میں عبور نہیں کر سکیں گے اور اتنی مضبوط اور پائیدار ہے کہ بسیار کوشش کے باوجود وہ اس میں سوراخ بھی نہ کر سکیں گے۔

رب کی رحمت

عدل وانصاف کے پیکر اور جذبہ خدمت خلق سے سرشار اس بادشاہ اور ولی کامل کی اس عظیم محنت' کوشش اور خدمت پر قوم کا ہر فرد اس کے لئے سراپا تشکر تھا۔ انہیں ذوالقرنین کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ جب انہوں نے اجتماعی طور پر جناب ذوالقرنین کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا تو مشرق و مغرب کے فرماں روا نے تکبر' فخر اور غرور و نخوت کی بجائے اسے خالص اللہ تعالیٰ کا کرم' اسی کی رحمت اور اسی کا فضل قرار دیتے ہوئے کہا کہ۔

''اس میں میرا کوئی کمال اور ہنر مندی نہیں۔ یہ تو محض میرے رب کی رحمت ہے کہ اس نے مجھے آپ کی خدمت کے لئے یہ کام کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔۔۔۔ اور ہاں۔ اس دیوار کی مضبوطی اور بلندی پر زیادہ اترانے کی قطعاً کوشش نہ کرنا۔ ایک وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے والا ہے جب کائنات کی ہر شئے کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور یہ پائیدار اور فلک بوس دیوار بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گی --- اور اس امر میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں ہے۔"

قرآن حکیم نے ذوالقرنین کی طرف سے دیوار کی تکمیل کو رحمت خداوندی قرار دینے اور قیامت کے دن اس کے فنا ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ؕ

ترجمہ ◄ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی) اور جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کردے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا اور برحق ہے۔

آپ ذوالقرنین علیہ الرحمہ کی عاجزی اور انکساری اور تواضع کا اندازہ فرمائیں کہ اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دینے کے بعد بھی وہ اسے محض "رب کی رحمت" قرار دے رہے ہیں اور قیامت کو یاد کرکے اس کے فنا، ختم اور ریزہ ریزہ ہونے کا ذکر کررہے ہیں۔

آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم کوئی معمولی سا کام بھی کرلیں تو اتراتے پھرتے اور فخر وغرور کا اظہار کرتے تھکتے نہیں ہیں کہ میں نے یہ کام کیا ہے جی! ---- میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جناب! ---- حضور! فلاں مسجد میں نے بنوائی ہے --- وہ مدرسہ میری کاوشوں کا نتیجہ ہے سرکار! ---- یہ سڑک میری محنت کی وجہ سے تعمیر کی گئی ہے ---- اور ---- ہاں ---- فلاں ہسپتال تو صرف میری وجہ سے چل رہا ہے --- اور میں تو ---- جناب ہر ماہ اتنی رقم فلاں بیوہ کے گھر پہنچاتا ہوں --- اور ---- کیا بتاؤں ---- اتنی یتیم بچیوں کی شادیوں کے جمع اخراجات میں نے خود برداشت کیے ہیں۔

میرے بھائیو! اگر اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا فرمائے تو اسے رحمت خداوندی سمجھیں اور اس پر اس ذات کبریا کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے آپ کو یہ سعادت بخشی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

----ورنہ ہزاروں نہیں لاکھوں ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں----جن کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود ہے مگر انہیں کسی نیکی کے کام کی توفیق نصیب نہیں ہوتی-اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بکثرت نیک اعمال بجالانے اور اس کی ادائیگی پر رب تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے-آمین-

سورۂ کہف کے اہم اسباق

بزرگان محترم اور عزیزان گرامی! یہ بابرکت سورت جو آپ گزشتہ چار ماہ سے خطبات جمعہ میں سماعت فرمارہے ہیں-اس مقدس اور عظیم الشان سورت کے تین اہم اسباق ہیں-جن پر ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے-یہ اہم اسباق مندرجہ ذیل ہیں-

❖ **استقامت**: یعنی آدمی اللہ تعالیٰ کی توحید پر ڈٹ جائے-بڑی سے بڑی مصیبت، دھمکی، آفت، پریشانی، قربانی اور لالچ و حرص اسے اپنے سچے نظریے سے پیچھے نہ ہٹا سکے-ایک صحابی رسول نے نبی مکرم ﷺ سے دریافت فرمایا تھا-آقا! مجھے ایسی بات بتا دیجئے کہ آپ کے بعد اس بارے میں مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے-تو رسول معظم ﷺ نے فرمایا-قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ-تو کہہ کہ "میں اللہ پر ایمان لایا" پھر اس پر ڈٹ جا-برادران گرامی! ہمیں اس استقامت کا سبق پڑھانے اور سمجھانے کیلئے اس سورت میں اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ان چند نوجوانوں نے ہر قسم کی قربانی دی-ہر تکلیف سہی، ہر صدمہ برداشت کیا-مگر-توحید الٰہی کا انکار گوارا نہ کیا-اللہ کریم ہمیں بھی دین حق پر استقامت نصیب فرمائے-آمین-

❖ **صبر**: سورۂ کہف کا دوسرا اہم سبق اور درس "صبر" کا درس ہے-اور اسی صبر کی تلقین کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بڑی وضاحت سے "قصہ موسیٰ و خضر" بیان فرمایا ہے اور اس واقعہ میں بار بار صبر کا لفظ استعمال فرما کر ہماری توجہ اسکی اہمیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیطرف مبذول کی گئی ہے۔ جسکی تفصیل آپ پچھلے تین خطبات میں بڑی شرح و بسط سے سماعت فرما چکے ہیں اور امید ہے قلب و ذہن میں بٹھا چکے ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

❖ **شکر:** محترم بھائیو! اس سورت مبارکہ کا تیسرا اہم درس "شکر" ہے اور شکر کی تلقین کیلئے اللہ تعالیٰ نے "جناب ذوالقرنین کا قصہ" بیان فرماتے ہوئے انکے شمالی سفر کا ذکر فرمایا ہے۔ جو ہمارے آج کے خطبے کا موضوع ہے۔ آپ نے یقیناً توجہ فرمائی ہوگی کہ مشرق و مغرب کا واحد حکمران۔ شمال و جنوب کا اکیلا فرماں روا۔ اور ہر قسم کے وسائل و اسباب کا مالک پوری دنیا کا بادشاہ کس طرح اپنے کارنامے اور عوامی خدمت پر اپنے رب کا شکریہ ادا کر رہا ہے اور واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہا ہے کہ اس خدمت اور کام میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ تو صرف اور صرف میرے رب کی رحمت کا نتیجہ اور اسی کا فضل و کرم اور عنایت و نوازش ہے۔ قرآنی الفاظ پھر سنیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی بے شمار نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

ترجمہ ← ذوالقرنین نے کہا کہ یہ تو میرے رب کی رحمت ہے اور جب میرے رب کا وعدہ یعنی قیامت آجائیگی تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ بالکل سچا ہے

محترم بھائیو! قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تم پر مزید انعامات کی بارش کروں گا اور اگر کفران نعمت اور ناشکری کرو گے تو میں تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔ صرف ایک آیت سماعت فرمایئے اور پھر واپس سورۃ کہف کی زیر خطبہ آیات کی طرف لوٹتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ○ (سورت ابراہیم آیت نمبر ے)

ترجمہ :- اور تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کردیا ہے کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

یاجوج وماجوج

بزرگان محترم! سورۂ کہف کی زیر بحث آیات میں ذوالقرنین اور شمالی قوم کی زبانی "یاجوج وماجوج" کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان آیات کی تشریح و تعبیر میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج کے بارے میں بھی ضروری معلومات آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ اس بحث کا ذکر کئے بغیر قرآنی آیات کی تشریح کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم تفصیل میں جائے بغیر محض اشارات پر اکتفا کرتے ہیں اور آیات و احادیث کی عبارات اور ترجمے کی بجائے محض مفہوم اور تلخیص عرض کر کے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کا صحیح مفہوم سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

برادران گرامی! مؤرخین و مفسرین نے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایسی روایات کا ذکر بھی کیا ہے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے ان بے اصل روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ

"یاجوج وماجوج ایسے قبائل کا مجموعہ ہیں۔ جو جسمانی اور معاشرتی اعتبار سے عجیب وغریب زندگی کے حامل ہیں انکا قد ایک بالشت یا ڈیڑھ بالشت اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ کے برابر ہے۔ ان میں بعض بہت زیادہ طویل القامت ہیں۔ ان کے دونوں کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک کان اوڑھنے اور دوسرا کان بچھونے کے کام آتا ہے۔ انکے چہرے بہت زیادہ چوڑے اور قد کے اعتبار سے غیر متناسب ہیں۔ انکی خوراک اور غذا کیلئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے سال بھر میں دو مرتبہ سمندر سے ایسی مچھلیاں نکال کر پھینک دیتا ہے۔ جن کے سر اور دم کے درمیان اتنا طویل فاصلہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص دس دن اور دس راتیں مسلسل اس پر چلتا رہے تو پھر فاصلہ طے ہوتا ہے۔ یا پھر انکی خوراک ایک ایسا سانپ ہے جو پہلے قرب وجوار میں خشکی کے تمام جانوروں کو ہضم کر جاتا ہے پھر رب تعالیٰ اسے سمندر میں پھینک دیتا ہے اور وہ وہاں میلوں تک تمام بحری جانوروں کو نگل لیتا ہے پھر ایک بادل نمودار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اس عظیم الجثہ اژدھے (سانپ) کو اٹھا کر اس بادل پر رکھ دیتا ہے اور پھر وہ بادل اس کو ان قبائل میں لے جا کر ڈال دیتا ہے۔ اور یہ کہ یاجوج وماجوج ایک ایسی برزخی مخلوق ہے۔ جو آدمؑ کی صلب سے تو ہیں مگر حواؑ کے بطن سے نہیں ہے۔"

ان حکایات اور اس قسم کی دوسری روایات کو امام التفسیر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر اور تاریخ میں اور امام المحدثین حضرت امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں بے دلیل' من گھڑت' ناقابل اعتماد' غیر معقول اور مرفوع احادیث کے خلاف قرار دیا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے۔ قصص القرآن صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۵ جلد ۳) ان بے سروپا روایات و اقوال کے برعکس قرآنی آیات' احادیث اور معتبر تاریخی روایات سے یاجوج وماجوج کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ۔

1 آدم کی اولاد ہیں

عزیزان گرامی! یاجوج وماجوج' عام انسانوں کی طرح حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ (سورہ صافات آیت نمبر ۷۷)

ترجمہ ⟸ اور ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کی اولاد کو باقی رہنے والا بنا دیا ---- یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنے انسان زمین پر باقی تھے۔ باقی ہیں یا رہیں گے۔ وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونگے۔ جمہور محدثین اور مؤرخین کی رائے ہے کہ "یاجوج وماجوج" حضرت نوح علیہ السلام کے صاحبزادے "یافث" کی اولاد ہیں۔ اس رائے کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث (جو سنداً ضعیف ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں سام۔ حام اور یافث کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَوَلَدُ یَافِثَ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ ---- کہ یاجوج وماجوج یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۵۶ جزء ۱۱)

2 لاتعداد ہیں

یاجوج اور ماجوج کی تعداد پوری دنیا کے انسانوں سے بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے۔ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ۔ کہ آپ اپنی اولاد میں سے جہنمی لوگوں کو الگ کر دیجئے۔ وہ عرض کریں گے۔ وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوگا۔ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ۔ کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں اور (صرف ایک جنتی ہے) اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے سورت حج کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۝ (سورۂ حج آیت نمبر ۲) اور ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور لوگ تجھے نشہ میں مست نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا (اور لوگ اس کی ہیبت سے حواس باختہ ہوں گے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سن کر سہم گئے اور بصد ادب واحترام عرض کیا اے اللہ کے رسول! وَاَیُّنَا ذٰلِکَ الْوَاحِدُ؟ ہم میں سے وہ ایک جنتی کون ہوگا؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْکُمْ رَجُلًا وَّمِنْ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا۔ (غم نہ کرو بلکہ) خوش ہو جاؤ کہ تم میں سے ایک آدمی کے مقابلے میں یاجوج وماجوج میں سے ایک ہزار جہنم میں جائیں گے۔" (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۲ جلد نمبر ۱)

صاحب روح المعانی علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مستدرک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاکم کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ ۔اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَزَّءَ الْاِنْسَانَ عَشْرَةَ اَجْزَاءٍ - اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو دس حصوں میں تقسیم فرمایا۔فَتِسْعَةٌ فِيْهِمْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَجُزْءٌ سَائِرُ النَّاسِ ۔پس ان میں سے نو حصے یاجوج وماجوج کے ہیں اور باقی تمام دنیا کے انسان ایک حصہ ہیں ۔(روح المعانی صفحہ ۴۴ جزء ۱۶)ان روایات سے واضح ہو گیا کہ یاجوج وماجوج کی تعداد ساری انسانی آبادی سے بھی بہت زیادہ ہے۔

3 نزول عیسیٰ کے بعد

یاجوج اور ماجوج کی جو قومیں اور قبائل ' ذوالقرنین کی تعمیر شدہ دیوار کے ذریعے روک دیئے گئے ہیں وہ قیامت سے کچھ عرصہ قبل تک اسی طرح محصور رہیں گے ۔انکا وہاں سے نکلنے اور باہر آنے کا وقت ظہور مہدی علیہ السلام ' خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہو گا۔ جیسا کہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک طویل حدیث ہے جس میں ہمارے موضوع سے متعلق حصہ یوں ہے کہ۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے ۔حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ اللُّدِّ ۔یہاں تک کہ باب لد (نامی بستی) میں اسے جا پکڑیں گے۔فَيَقْتُلُهُ ۔اسے وہاں قتل کر دیں گے ۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے ۔جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہو گا۔وہ شفقت سے ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے ۔اور انہیں جنت میں اعلیٰ درجات کی خوشخبری سنائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے کہ ۔اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرمائے گا۔اَنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ - فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَى الطُّوْرِ ۔کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے بندے نکالنے والا ہوں جن سے مقابلے کی کسی میں طاقت اور ہمت نہیں ۔لہٰذا آپ میرے فرماں بردار بندوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لے کر "کوہ طور" پر چلے جائیں۔ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ ۔ اور اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔ ان میں سے پہلے لوگ "بحیرہ طبریہ" میں سے گزریں گے۔ اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ پھر ان کے پیچھے والے لوگ وہاں آئیں گے اور بحیرہ طبریہ کو پانی سے خالی دیکھ کر کہیں گے کہ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ۔ کبھی اس دریا میں پانی ہوتا ہوگا۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رفقاء کے ہمراہ اسی طرح کوہ طور پر پناہ گزین رہیں گے ۔۔۔الی آخرہ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ جلد ا)

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان عالی شان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یاجوج وماجوج اس بند سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اس وقت نکلیں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام "دجال" کو قتل کر چکے ہوں گے۔

4 دیوار منہدم ہوگی

جب یاجوج وماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار میں بہت بڑا سوراخ ہو جائے گا۔ جس سے وہ منہدم ہو جائے گی اور وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ وہاں سے نکلیں گے۔ یوں محسوس ہوگا گویا پھسل پھسل کر گر رہے ہیں۔ جیسا کہ آج کی زیر بحث آیات میں ذوالقرنین کی زبانی فرمایا گیا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۞ پس جب میرے رب کا وعدہ (یعنی ان کے خروج کا مقررہ وقت) آجائے گا۔ تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اسی طرح سترہویں سپارے میں خروج یاجوج و ماجوج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۞

(سورۃ انبیاء آیت نمبر ۹۶)

ترجمہ ⟵ یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے اور ہر بلندی سے بڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔

امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے ارشادات میں یاجوج وماجوج کے نکلنے کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"یاجوج وماجوج زمین کے فسادی لوگ ہیں۔ وہ ہر روز اس دیوار کو توڑنے اور اس میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب (شام سے تھوڑی دیر قبل) يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ ۔۔ دوسری طرف سورج کی روشنی دیکھتے ہیں (اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ اب کامیابی کا مرحلہ بالکل قریب ہے) تو ان کا سربراہ حکم دیتا ہے کہ اِرْجِعُوا فَسَتَفْتَحُوْنَهُ غَدًا ۔ اب واپس لوٹ چلو۔ ہم کل اسے توڑ کا کامیابی حاصل کرلیں گے۔ پس جب وہ اگلے دن (صبح) پھر اسے توڑنے کیلئے آتے ہیں تو (ان کی توڑی ہوئی دیوار پھر درست حالت میں ہوتی ہے بلکہ) اسے پہلے سے بھی زیادہ سخت پاتے ہیں۔ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ ۔ یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمائے گا۔ تو وہ اس دیوار کو توڑیں گے اور جب دوسری طرف سورج کی شعاعوں کو دیکھیں گے۔ تو ان کا سربراہ کہے گا کہ اِرْجِعُوْا فَسَتَفْتَحُوْنَهُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهِ ۔ (کام بند کر دو اور) واپس لوٹ جاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اپنی رہائش گاہوں پر رات گزارنے کے بعد جب اگلی صبح کو پھر دیوار توڑنے کیلئے جائیں گے تو ان شاء اللہ کہنے کی برکت سے وہ دیوار اسی حالت میں پائیں گے ۔۔ جس حالت میں وہ (پچھلی شام) چھوڑ کر آئے تھے۔ سبحان اللہ۔

اب وہ اسے توڑنا شروع کردیں گے تو تھوڑی دیر کے بعد ہی وہ اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے اور وہ منہدم ہو جائے گی۔ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُوْنَ الْمِيَاهَ ۔ اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاجوج وماجوج لوگوں کی طرف نکل کھڑے ہوں گے۔ دریاؤں کا پانی پی جائیں گے (اور زمین میں فساد برپا کریں گے)۔ (خرجہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ فتح القدیر صفحہ ۳۱۴ جلد ۳)

سد ذوالقرنین کے انہدام کے بعد یہ لاتعداد وحشی انسان عام انسانی آبادی اور پوری زمین پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور ان کے فساد' قتل و غارت گری کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفقاء کوہ طور پر پناہ گزین ہونگے۔ وہاں اشیاء خوردنی کی قلت پیدا ہو جائے گی اور ضروریات زندگی انتہائی مہنگی ہو جائیں گی۔ حَتّٰی یَکُوْنَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِھِمْ خَیْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِیْنَارٍ۔ یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر (آج کے) سو دینار سے مہنگا ہو گا۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ جلد ۱)

5 آسمان کی طرف تیر

جب یاجوج وماجوج زمین کے پانی کو ختم کردیں گے۔ انسانی آبادی کو نیست و نابود کردیں گے اور روئے زمین پر انہیں کوئی شخص اور کوئی چیز نظر نہ آئے گی تو وہ کہیں گے کہ ہم نے زمینی مخلوق کا خاتمہ کردیا ہے اب آسمانی مخلوق کی باری ہے۔ چنانچہ وہ بیت المقدس کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ''جبل الخمر'' پر چڑھ جائیں گے اور آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو وہ تیر خون آلود ہو کر واپس پلٹیں گے۔ یاجوج وماجوج خوش ہونگے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات کو تباہ و برباد کردیا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَیَرْمُوْنَ بِسِھَامِھِمْ اِلَی السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخْضَبَةً بِالدِّمَاءِ فَیَقُوْلُوْنَ قَھَرْنَا مَنْ فِی الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِی السَّمَاءِ قَسْرًا وَّعُلُوًّا۔

ترجمہ ⟵ پس وہ (یاجوج وماجوج) اپنے تیروں کو (بعض آلات کے ذریعے) آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون آلود حالت میں واپس آئیں گے۔ پس یہ لوگ (خوش ہو کر) کہیں گے ''ہم نے زمین پر بسنے والوں کو ختم کرنے کے بعد آسمان والوں پر بھی غلبہ حاصل کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں ختم کردیا ہے۔" (اخرجہ احمد والترمذی۔ فتح القدیر صفحہ ۳۴ جلد ۳)

6 یاجوج وماجوج کی ہلاکت

جب یاجوج وماجوج کی طرف سے پھیلائی جانے والی تباہی اور بربادی کا یہ حال ہو جائے گا۔ جو ابھی بیان ہوا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی دعاء سے یاجوج وماجوج کے تمام افراد اچانک ایک مہلک بیماری میں مبتلا کر دیئے جائیں گے اور بیک وقت ان تمام قبائل وافراد کو ہلاک کردیا جائے گا۔ روئے زمین پر ہر طرف ان کی بدبو اور لاشیں نظر آئیں گی اور تعفن کی وجہ سے زمین پر قدم رکھنا محال ہوگا۔۔۔ اس بات کا تذکرہ رسول مکرم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے یوں فرمایا کہ۔

فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاَصْحَابُهُ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ جلد ۱)

ترجمہ ⟵ پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے یاجوج وماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے۔ تو اللہ اس قوم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا یعنی ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہو جائے گا۔ تو صبح تک تمام کے تمام یاجوج وماجوج ہلاک ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہ طور سے زمین پر اتریں گے۔ تو زمین پر ایک بالشت جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہ پائیں گے۔

7 زمین کی صفائی

جب زمین پر ہر طرف یاجوج وماجوج کی لاشوں کا تعفن اور بدبو پھیل جائے گی اور زمین پر چلنا دشوار اور مشکل ہو جائے گا۔ تو بامر الٰہی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب رب العزت سے زمین کی صفائی اور ستھرائی کے لئے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کے بھاری بھرکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرندے بھیجے گا۔ جوان لاشوں کو اٹھا کر ایسی جگہ پھینک دیں گے جہاں انہیں رب تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جائے گا۔ پھر خالق کائنات آسمان سے موسلادھار بارش برسائے گا۔ جس سے زمین دھل کر صاف و شفاف ہو جائے گی۔ سبحان اللہ۔

یہ تفصیلات بھی امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مقدس سے بیان فرمائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

ترجمہ ⟵ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندوں کو بھیجے گا۔ جن کے جسم بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر ہونگے۔ وہ پرندے ان یاجوج و ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے اور انہیں اس جگہ پھینک دیں گے جس جگہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا اور کوئی شہر اور جنگل ایسا نہ ہو گا جہاں بارش نہ ہو اس بارش کے پانی سے اللہ تعالیٰ ساری زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک وہ زمین شیشے (یا حوض) کی طرح صاف ہو جائے گی۔

8 امن و سکون

بزرگان محترم! جب زمین یاجوج و ماجوج کی بدبودار لاشوں سے پاک اور صاف ہو جائے گی تو روئے زمین پر ہر طرف امن و امان ہو گا۔ زمین اپنے خزانوں اور برکات کو اگل دے گی۔ کوئی محتاج، تنگدست اور مفلس نہ رہے گا۔ ہر طرف سکون و اطمینان اور راحت و آرام ہو گا اور لوگ امن و سکون اور فرحت و مسرت کی زندگی بسر کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس خوش کن منظر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرَةِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبِيمَا هُمْ كَذَالِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ا)

ترجمہ ⟵ پھر اللہ تعالیٰ زمین کو پھلوں اور پھولوں کے اگانے اور اپنی برکات کے اگلنے کا حکم دے گا (چنانچہ ایسا ہی ہو گا) اور اشیاء میں برکت کی یہ حالت ہو گی کہ ایک انار ایک جماعت کی خوراک کیلئے کافی ہو گا اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے (سبحان اللہ) اور دودھ میں اس قدر برکت ہو گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بہت بڑی جماعت کیلئے کفایت کرے گا۔ اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کے تمام افراد کے لئے کافی ہو گا۔ اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کفایت کرے گا (امن وامان اور خیر وبرکت کا یہ زمانہ تقریباً چالیس سال تک رہے گا) لوگ اس طرح خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہونگے۔ کہ (ان کی موت کا وقت آجائے گا) تو اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خاص بیماری پیدا ہو جائے گی اور تمام اہل ایمان اور مسلمانوں کی روحیں قبض ہو جائیں گی اور زمین پر ہر طرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جو جانوروں کی طرح کھلم کھلا حرام کاری کریں گے۔ قیامت ایسے ہی لوگوں پر آئے گی۔

9 حج وعمرہ

جب یاجوج وماجوج ہلاک ہو جائیں گے دنیا بھر میں امن وامان اور سکون واطمینان ہو گا۔ اور اسی خوشحالی کے زمانے میں لوگ حج وعمرہ ادا کریں گے۔ بعض روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حج یا عمرے کیلئے حجاز کا سفر کریں گے۔ مدینہ منورہ بھی تشریف لائیں گے وہیں ان کی وفات ہو گی اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انہیں نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کے قریب ہی دفن کیا جائے گا۔

یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد حج و عمرے کا ذکر خود رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد کعبہ کا حج اور عمرہ کیا جائیگا۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۷۶ جلد ۷)

۱۰ دیوار میں سوراخ

حضرات گرامی! نبی دو جہاں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو آپ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بذریعہ خواب دکھلایا گیا کہ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی مضبوط دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے جسے آپ ﷺ نے عرب کیلئے فتنے کی علامت قرار دیا۔ چنانچہ ام المومنین جنابہ زینب بنت جحش فرماتی ہیں کہ۔

"ایک دن رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ شدید گھبراہٹ کی حالت میں میرے پاس تشریف لائے (پریشانی کے اثرات آپ کے چہرہ پر نمایاں تھے) اور فرمایا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرب کیلئے اس آفت اور شر کی وجہ سے خرابی اور ہلاکت ہے۔ جو قریب آپہنچی ہے۔ (میں یہ بات سن کر حیران و پریشان ہوئی تو آپ ﷺ نے مزید وضاحت فرمائی اور) فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا۔ انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر دکھلایا اور فرمایا کہ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔" (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۰ جلد ۱)

محدثین کرام نے دیوار کے اس سوراخ کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یاجوج و ماجوج کی محصوری کیلئے ذوالقرنین کی دیوار جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک سے ہی ٹوٹنا شروع ہو گئی ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی تصریح و وضاحت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسے ہر روز درست فرمادیتا ہے۔ تا آنکہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا اور ان کے وہاں سے نکلنے کا وقت موعود آجائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور قتل دجال کے بعد ان کی کوشش بار آور ہوگی اور ذوالقرنین کی تعمیر کردہ مضبوط اور بلند و بالا دیوار منہدم ہو جائے گی اور یاجوج وماجوج اس وادی سے نکل کھڑے ہونگے۔ زمین پر پھیل جائیں گے تباہی و بربادی پھیلائیں گے اور ہر چیز کا خاتمہ کردیں گے۔

معزز حضرات! یہ وہ دس نکات ہیں جو یاجوج وماجوج کی حقیقت کے بارے میں ہم نے قرآن و سنت سے آپ کے سامنے بیان کئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان نکات کی بالترتیب وضاحت کے بعد اس بارے میں مزید کسی تفصیل کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

یہی بات آج کے خطبے کی آیات میں بیان کی گئی ہے کہ "ذوالقرنین نے دیوار کی تعمیر کے بعد فرمایا تھا کہ میرے ہاتھوں اس یادگار اور عظیم الشان دیوار کا تعمیر ہونا۔ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝

ترجمہ ⟸ یہ میرے رب کی رحمت اور مہربانی ہے پس جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

واضح رہے کہ یاجوج وماجوج کے شر و فساد کا دور صرف چند روزہ ہوگا۔ پھر وہ ہلاک ہوجائیں گے۔ جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

سد ذوالقرنین کہاں ہے؟

عزیزان گرامی! سد ذوالقرنین کے محل وقوع کے بارے میں اہل تفسیر اور اہل تاریخ نے خاصی طویل بحثیں فرمائی ہیں۔ مگر قرآن و حدیث میں اس آہنی دیوار کی اصلی جگہ کا تعین نہیں کیا گیا۔ کیونکہ دیوار کے مقام کی تعین کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ اصل بات تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ سے حاصل ہونے والے اسباق اور نصیحتیں ہیں۔ اور جن جن واقعات میں عبرت وموعظت کا سامان موجود ہے۔ انہیں بیان کر دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فسادی اور وحشی انسانوں کے ظلم و ستم اور جبر و قہر سے حفاظت کیلئے روئے زمین کے مختلف حصوں میں حفاظتی دیواریں تعمیر کی گئی ہیں جو مختلف بادشاہوں نے مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر بنوائی اور بنائی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی اور مشہور دیوار "دیوار چین" ہے جس کا بانی چین کا بادشاہ "فغفور" ہے۔ اس کی لمبائی بارہ سو یا ایک ہزار میل بتلائی جاتی ہے --- دوسری دیوار وسط ایشیاء میں بخارا اور ترمذ کے درمیان واقع ہے اس کے محل وقوع کا نام "دربند" ہے۔ یہ دیوار بادشاہ "تیمور لنگ" کے زمانے میں موجود تھی --- تیسری دیوار روسی علاقے "داغستان" میں واقع ہے۔ یہ بھی دربند اور باب الابواب کے نام سے مشہور ہے --- چوتھی دیوار اسی باب الابواب سے مغرب کی جانب "کاکیشیا" کے بلند حصوں میں ہے۔ جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک درہ "درہ داریال" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ چوتھی دیوار جو "قفقاز" یا "جبل قوقا" یا "کوہ قاف" کی دیوار اور سد کہلاتی ہے۔ اس کے متعلق محقق علماء تفسیر اور مورخین کی رائے ہے کہ "یہی سد ذوالقرنین" ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں۔ قصص القرآن صفحہ ۲۰۶ تا ۲۲۰)

برادران گرامی! قرآن حکیم نے ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کے متعلق جو تفصیلات بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ۔

① وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہے۔

② وہ دیوار لوہے کے تختوں سے تعمیر کی گئی ہے۔

③ اس دیوار کی اونچائی ان دو پہاڑوں کی بلندی کے برابر ہے۔

④ اس دیوار میں پگھلا ہوا تانبا استعمال کیا گیا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد" ذوالقرنین کی بنائی ہوئی اسی دیوار کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"البتہ درہ داریال کا مقام ٹھیک قرآن کی تصریحات کے مطابق ہے۔ یہ دو پہاڑی چوٹیوں کے درمیان جو سد تعمیر کی گئی ہے اس نے درمیان کی جگہ بالکل مسدود کردی ہے۔ چونکہ اس کی تعمیر میں آہنی سلوں سے کام لیا گیا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں جارجیا میں "آہنی دروازہ" کا نام قدیم سے مشہور چلا آتا ہے۔" (ترجمان القرآن صفحہ ۴۲۹ جلد ۲)

حضرات گرامی! جناب ذوالقرنین کے ہاتھوں تعمیر ہونے والی اس دیوار کا ذکر آج کے خطبے کی آیات میں یوں کیا گیا ہے کہ ذوالقرنین نے کہا۔

اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِیۡدِؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ انۡفُخُوۡاؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَیۡهِ قِطۡرًا ۝ فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ یَّظۡهَرُوۡهُ وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَهٗ نَقۡبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا ۝ وَتَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ۔

ترجمہ ← تم میرے پاس لوہے کی چادریں لے آؤ۔ یہاں تک کہ جب اس نے دو پہاڑوں کا درمیانی خلاء پر کردیا۔ تو کہا تیز آگ جلاؤ۔ یہاں تک کہ جب وہ لوہا گرم کر کے آگ بنادیا تو اس نے کہا میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ۔ تا کہ میں اسے پگھلے ہوئے لوہے پر انڈیل دوں۔ پس یاجوج وماجوج کوشش کے باوجود نہ اس دیوار پر چڑھ سکیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکیں۔ اس نے کہا یہ محض میرے رب کی رحمت ہے۔ پس جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا۔ تو وہ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کردے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور اس دن ہم بعض کو چھوڑ دیں گے تو وہ ایک دوسرے میں گھس جائیں گے۔

یعنی جب دیوار منہدم ہوگی اور یاجوج وماجوج کا راستہ کھل جائے گا تو وہ اس تیز رفتاری اور سرعت کے ساتھ پہاڑوں اور بلندیوں سے نیچے اتریں گے کہ ایک دوسرے پر گریں گے اور آگے بڑھنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہونگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیوار کی حالت

علماء تفسیر نے بیان فرمایا ہے کہ لوہے اور تانبے سے بنی ہوئی اس دیوار کی آگ جب ٹھنڈی ہوئی تو وہ بہت مضبوط اور پختہ ہو گئی اور وہ دیوار۔یُشْبِهُ بِالْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ۔ رنگت میں دھاری دار چادر کے مشابہ ہو گئی۔چنانچہ امام ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ۔

"ایک آدمی نے رسول معظم ﷺ سے عرض کیا۔اے اللہ کے محبوب رسول ﷺ! قَدْ رَأَيْتُ سَدَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ۔ میں نے یاجوج وماجوج کی دیوار کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا اَنْعِتْهُ لِيْ۔ اس کی حالت میرے سامنے بیان کرو۔اس نے عرض کیا۔ كَالْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ طَرِيْقَةٌ سَوْدَاءُ وَطَرِيْقَةٌ حَمْرَاءُ۔ وہ دیوار دھاری دار چادر جیسی ہے۔جس میں سرخ اور سیاہ دھاریاں ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی زبان سے اس دیوار کی حالت اور رنگت سن کر فرمایا۔قَدْ رَأَيْتَهُ۔ واقعی تو نے وہی دیوار دیکھی ہے۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۴ جلد ۱)

تاریخ انسانی میں کئی لوگوں نے اس آہنی دیوار کو تلاش کرنے اور دیکھنے کی کوشش کی اور بعض اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئے اور انہوں نے اس دیوار کو پوری طرح ملاحظہ کر کے اس کی کیفیت، رنگت اور حالت بیان کی ہے۔چنانچہ کتب تفاسیر میں ہے کہ۔

"خلیفہ واثق باللہ نے اپنے عہد حکومت میں اپنے معتمد امراء کا ایک وفد بہت بڑے لشکر اور ہر قسم کے بے پناہ ساز و سامان کے ساتھ اس دیوار کے معائنے اور مشاہدے کیلئے بھیجا اور انہیں کہا کہ وہ اس دیوار کے متعلق ایک جامع رپورٹ دربار خلافت میں پیش کریں۔ وفد اور لشکر کے ارکان اور سپاہی دو سال تک مسلسل سفر پر رہے۔ اور ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک اس دیوار کی تلاش میں گھومتے رہے۔ آخر کار دو سال کے صبر آزما سفر کے بعد وہ اس دیوار کا سراغ پانے میں کامیاب ہو گئے۔۔۔۔ وہ وہاں پہنچے۔ وَرَأَوْا بِنَاءَهُ مِنَ الْحَدِيْدِ وَمِنَ النُّحَاسِ۔ اور انہوں نے دیکھا کہ وہ دیوار لوہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلنبے کی بنی ہوئی ہے --- انہوں نے واپس آکر اس دیوار کے بارے میں تفصیلات خلیفہ واثق باللہ کو بتائیں اور کہا کہ ہم نے اس دیوار میں ایک بہت بڑا سخت اور مضبوط آہنی دروازہ بھی دیکھا ہے جس پر منوں وزنی تالے لگے ہوئے ہیں۔ وہ دیوار اتنی زیادہ بلند ہے کہ بے انتہاء کوشش کے باوجود اس پر چڑھنا ناممکن ہے۔ اس دیوار کے دونوں طرف سربفلک پہاڑوں کا ملا ہوا سلسلہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۴ جلد ۳)

جب حشر بپا ہوگا

برادران گرامی! اللہ رب العزت نے آج کے خطبے کی آخری آیات میں قیامت' حشر اور جہنم کا مختصر ذکر بھی فرمایا ہے۔ آپ ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ یاجوج وماجوج کی ہلاکت کے بعد ایک عرصہ تک امن و سکون اور اطمینان رہے گا۔ پھر اچانک ایک معطر اور خوشبودار ہوا چلے گی۔ جس سے مومن و مسلمان لوگ موت کی آغوش میں چلے جائیں گے اور روئے زمین پر صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے اور ایسے بے شرم اور بے حیا ہونگے کہ جانوروں کی طرح سرعام حرام کاری کریں گے پھر اچانک ایک دن قیامت کا بگل بجے گا اور پوری کائنات تباہ و برباد ہو جائے گی۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آج کے خطبے کی اس آیت۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ۔ سے قیامت کا قائم ہونا ہے۔ یعنی لوگ موت کے ڈر سے بھاگتے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور جنات بھی انسانوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں گے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۷۶۲ جلد ۷)

ساری کائنات کی تباہی۔ بربادی اور فنا کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس کی آواز سنتے ہی تمام مخلوق زندہ ہو کر میدان محشر میں جمع ہو جائے گی۔ اور اس وقت سخت افراتفری ہوگی اور لوگ بھاگم بھاگ ایک دوسرے میں گھستے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آج کے خطبے کی آخری آیات میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا۔ اور صور پھونکا جائے گا یعنی بگل بجایا جائے گا تو ہم تمام لوگوں کو میدان حشر میں اکٹھا کر لیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب کیا ہو گا؟ جو لوگ کافر' مشرک' منافق' غیر اللہ کے پجاری اور رسول معظم ﷺ کے نافرمان ہونگے انکے روبرو جہنم کو پیش کیا جائیگا۔ اور اس میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ ظالم وہ لوگ ہونگے جنھوں نے دنیا میں اللہ کی یاد سے آنکھیں پھیرلی تھیں۔ اسکی نافرمانی کو اپنا وطیرہ اور حکم عدولی کو شیوہ بنالیا تھا۔ دین حق کو کبھی سمجھنے کی کوشش نہ کی تھی اور اسلامی احکام کو سننے اور دیکھنے کیلئے کبھی آمادہ بھی نہ ہوئے تھے۔ دنیا میں انکی حالت گویا اس طرح تھی کہ احکام الٰہی کے سننے سے انکے کان عاری اور قرآن و سنت کو دیکھنے سے انکی آنکھیں اندھی ہو چکی تھیں انکی آنکھوں پر جہالت' لادینی اور ضلالت کے پردے پڑے ہوئے تھے اور کانوں سے اسلامی مسائل سننے کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ ایسے سرکش' باغی اور نافرمان لوگوں کو اوندھا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ آج کے خطبے کے آخری آیات ہمیں جھنجوڑ جھنجوڑ کر قیامت کی فکر کرنے' حساب کتاب کے دن کی تیاری کرنے اور جہنم سے بچاؤ کی تدبیر کرنیکا درس دے رہی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۝ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۝ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝

ترجمہ ⟵ اور (جب) صور پھونکا جائے گا۔ تو ہم سب کو اکٹھا کریں گے اور اس دن ہم کفار کیلئے جہنم کو ان کے سامنے بالکل ظاہر اور عیاں کردیں گے وہ کافر جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردے پڑے تھے اور جنہیں (کلمہ حق) سننے کی بھی طاقت نہیں تھی۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی فکر کرنے اور جہنم سے محفوظ رہنے کے لئے نیک اعمال بجالانے اور اپنے عقائد کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 20

شرک، بدعت، ایمان اور عملِ صالح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَآءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ○ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ○ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ع

(سورۂ کہف آیت نمبر ۱۰۲ تا ۱۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ⟸ کیا کافر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا اپنا کارساز بنا لیں گے۔ بلاشبہ ہم نے جہنم کو کافروں کی مہمانی کیلئے تیار کر رکھا ہے۔ (اے پیغمبر!) فرمادیجئے۔ کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں پر مطلع کریں۔ جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکی ساری کوششیں دنیوی زندگی میں ضائع ہو گئیں۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا۔ تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم انکے لئے قیامت کیدن کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔ یہ ان کا بدلہ جہنم ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے انکار کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ ان کیلئے فردوس کے باغات بطور مہمانی ہونگے۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور اس جگہ کی تبدیلی نہیں چاہیں گے۔ (اے پیغمبر ﷺ) فرمادیجئے کہ اگر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو سمندر میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائے گا اور اگرچہ ہم اس جیسا ایک اور سمندر مدد کیلئے لے آئیں۔ (اے پیغمبر ﷺ) کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بیشک تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اللہ رب العالمین کی بے پناہ تعریف و تسبیح اور حمد و ثناء کے بعد لاتعداد اور بے شمار درود و سلام امام الانبیاء' سید الاتقیاء' بدر الدجیٰ' شمس الضحیٰ' والی بطحاء' شافع روز جزا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے ھادی کائنات' محسن کائنات اور رسول کائنات بنا کر مبعوث فرمایا اور جنہوں نے بے پناہ مصائب' مشکلات' تکالیف اور صدمات برداشت کر کے عقیدۂ توحید کو پھیلایا اور اس راستے میں آنے والی ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور راہ حق میں اپنا سب کچھ لٹا کر رب تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق ادا فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

سورۂ کہف میں

عزیزان گرامی! آج کے خطبہ جمعۃ المبارکہ میں سورۂ کہف کا آخری رکوع زیر بحث ہے۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنی آخری کتاب' قرآن حکیم کی ایک مشہور و معروف سورت کے معانی اور مفاہیم کو سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے اور آپکے اس عمل کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے ہماری نجات کا ذریعہ اور سبب بنادے۔ آمین۔ بزرگان محترم! ہم اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب ہیں کہ خطبات جمعہ میں ادھر ادھر کی باتیں' شعرو شاعری' قصے کہانیاں اور فضول گفتگو کرنے اور سننے کی بجائے قرآن کریم کی تفسیر سن اور سنا رہے ہیں۔ ورنہ آج ہمارے مذہبی پیشواؤں اور دینی راہنماؤں کا حال یہ ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے پر کفرو شرک کے فتوے نہ لگالیں اور ایک دوسرے کو دین اسلام سے خارج اور واجب القتل قرار نہ دے لیں انکا خطبہ مکمل ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور تمام مسلمانوں کو قرآن و سنت کو حرز جاں بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات گرامی! سورۂ کہف کے گزشتہ گیارہ رکوعات میں آپ اللہ تعالیٰ کے کئی جلیل القدر اور عظیم المرتبت انسانوں کے حالات زندگی اور ان کی سیرت و کردار کے نمایاں پہلو سماعت فرما چکے ہیں اور یہ بات بھی بڑی وضاحت اور صراحت سے جان چکے ہیں کہ اس سورت میں ذکر کردہ انبیاء کرام' اولیاء عظام اور صلحائے امت مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے' پریشانی میں اسی کے سامنے دست سوال دراز کرتے۔ مسرت کے لمحات میں اسی کا شکر ادا کرتے اور تکلیف کے دنوں میں اسی کی رضا کیلئے صبر کرتے۔ اگر ان کے ہاتھوں کوئی بڑا کارنامہ سرانجام پا جاتا تو وہ اسے اپنا کمال اور ہنر قرار دینے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتے اور اپنی اس خدمت پر رب تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتے۔

آپ ذرا چند لمحات کیلئے اس سورت میں بیان کردہ واقعات کی طرف نظر دوڑائیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اصحاب کہف" نے اللہ تعالیٰ کی توحید کیلئے گھربار' وطن' والدین' احباب' کاروبار' جائیداد' مال و منال اور کائنات کی ہر چیز کو چھوڑنا گوارا کرلیا مگر اللہ تعالیٰ کی توحید سے سرِمُو انحراف برداشت نہ کیا۔ "دو باغوں والے کے قصے" میں اللہ تعالیٰ کے توحید کے پرستار نے اپنے مشرک بھائی کو بڑے ناصحانہ انداز میں عقیدۂ توحید سمجھانے کی کوشش کی۔ "قصہ موسیٰ و خضر" میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل اور اس کی قدرت کی نشانیوں کو کیسے متاثر کن انداز میں بیان کیا گیا۔ دو خطبات کی آیات میں جناب ذوالقرنین جیسے نیک دل بادشاہ اور ولی کامل کا واقعہ کیسے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا اور اس کے آخر میں یہ بات بالوضاحت بیان کی گئی کہ جناب ذوالقرنین نے اپنی سنہری خدمات' بے پناہ صلاحیتوں اور بے شمار کارناموں پر فخر و غرور اور تکبر کا اظہار کرنے کی بجائے انہیں صرف اور صرف رب کی رحمت قرار دیا اور اسی کا فضل و کرم بتلایا۔

عزیزان گرامی! ان سارے واقعات میں ہمیں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ انسان اپنے علم' تقویٰ' خلوص' عبادت' ریاضت' مال و دولت' بادشاہت اور حکومت۔ یہاں تک کہ رسالت و نبوت کے بڑے سے بڑے منصب پر فائز ہونے کے باوجود رب کا بندہ اور اس کا محتاج ہے۔ اور اپنی کارکردگی اور خدمات میں اسی کی عنایات اور نوازشات کا سوالی اور اسی کے دربار عالی شان کا فقیر اور منگتا ہے۔

کفار کا گمان

برادران گرامی! بعض لوگ انبیاء کرام کے معجزات' اولیاء عظام کی کرامات اور بادشاہان وقت کی خدمات کے باعث انہیں ہی اپنا حاجت روا' مشکل کشا اور معبود و الٰہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے' ان کے نام کی نذریں دیتے' نیازیں پکاتے اور چڑھاوے چڑھاتے' ان سے دعائیں مانگتے اور انہیں اپنا کارساز گردانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آج کے خطبے کی پہلی آیت کریمہ میں اس امر کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مشرکین! کیا تم نے میرے بندوں یعنی انبیاء'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولیاء، فرشتوں اور میرے مقربین کو میرے سوا اپنا کارساز اور مددگار گمان کرلیا ہے اور تم نے یہ سمجھنا شروع کردیا ہے کہ اگر ہم نے ان کو راضی کرلیا تو رب تعالیٰ خود بخود راضی ہو جائے گا۔ فرمایا یہ تمہارا زعم باطل اور غلط گمان ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جن بندگان خدا کو تم نے مددگار اور کارساز سمجھ رکھا ہے۔ وہ تو خود رب السماوات والارض کے عبادت گزار اور اس کے رسول کے وفا شعار ہیں۔ لہٰذا تمہیں اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ان بندگان خدا کو مددگار سمجھنے کی بجائے ان کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے رب العالمین کی عبادت اور رحمتہ للعالمین کی اطاعت کا اصول اختیار کرنا چاہیے اور یاد رکھو۔ اگر تم نے توحید کا یہ راستہ اختیار نہ کیا اور شرک میں مبتلا رہے اور رب تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے برگزیدہ بندوں کو ہی مددگار اور کارساز سمجھتے اور ان کی پوجا پاٹ، پرستش اور عبادت میں مصروف رہے۔ تو ہم نے تم جیسے مشرکوں اور کافروں کے لئے جہنم کی میزبانی تیار کر رکھی ہے۔ ادھر تمہیں موت آئے گی۔ ادھر تمہیں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کی گرم ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین۔ آج کے خطبے کی پہلی آیت اور اس کا ترجمہ غور سے سماعت فرمائیں۔ اور عقیدۂ توحید پر مضبوطی اختیار کرنے اور شرک سے اجتناب کی دعا کریں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ○

ترجمہ ::: کیا کافر لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لیں گے۔ بے شک ہم نے جہنم کو کفار کی میزبانی کیلئے تیار کیا ہے۔

معزز بندے

سورۂ کہف کی اس آیت مبارکہ میں "عبادی" کا لفظ آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار نے میرے مقابلے میں میرے ہی بندوں کو میرا شریک بنا رکھا ہے۔ یہاں "عبادی" سے مراد وہ انبیاء، اولیاء، اتقیاء، صلحاء اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء ہیں جنہیں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک گردانا اور ان برگزیدہ اور نیک شخصیات کے نام پر شرک کو رواج دیا۔ مثلاً یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو رب العزت کا شریک کار بناتے ہوئے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور خدائی اختیارات میں اس کے سہیم و شریک ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ۔ (سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۰) اور یہودیوں نے کہا کہ حضرت عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ نے بھی اسی قسم کے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے صاحبزادے اور اختیارات الہیہ کے مالک ہیں۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ۔ (سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۰) اور نصاریٰ نے کہا کہ حضرت مسیح (عیسیٰ) علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں ----- اللہ تعالیٰ کے یہود و نصاریٰ کے اس غلط عقیدے' شرکیہ نظریے اور کافرانہ گمان کا رد کرتے ہوئے فرمایا ذَالِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ۔ یہ محض ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ جبکہ ان مشرکانہ عقائد کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور فرمایا ان یہود و نصاریٰ نے بھی پہلے لوگوں یعنی پرانے زمانے کے مشرکوں کی ریس شروع کر دی ہے کہ یہ بھی انہیں کی طرح اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کو رب تعالیٰ کا شریک بنانے لگ گئے ہیں۔ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ۔ یہ یہود و نصاریٰ بھی پہلے کافروں کے اقوال کی ریس کرنے لگ گئے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔ یہ کیسے بہکائے جاتے ہیں؟

عزیزان گرامی! قرآن حکیم کی آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور ملائکہ کو بھی لفظ "عباد" سے یاد کیا گیا ہے اور وہاں بھی یہی بات سمجھائی گئی ہے کہ بعض مشرکین حضرات ملائکہ کو رب العزت کی بیٹیاں قرار دیتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ ان فرشتوں کی رضا اور خوشنودی سے رب تعالیٰ کی رضامندی وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذمت اور تردید کرتے ہوئے فرمایا - وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (سورۂ انبیاء آیت نمبر۲۶) اور مشرک لوگ کہتے ہیں کہ (اللہ) رحمان کی اولاد ہے۔ وہ ذات اقدس (تو ان چیزوں سے) پاک ہے۔ بلکہ وہ سب اس کے معزز بندے ہیں۔ ان آیات طیبات میں ان تمام مشرکین کی تردید کی گئی ہے جو انبیاء اور ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی اولاد اور اس کے شریک سمجھتے ہوئے ان کی پرستش کو دین کا جزء اور مذہب کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ نیز اس امر کی وضاحت بھی فرما دی گئی ہے کہ عام انسانوں کو بیٹوں اور بیٹیوں کی ضرورت بڑھاپے' کمزوری' بیماری اور ضعف کے وقت محسوس ہوتی ہے تاکہ ان کی اولاد ان کا سہارا اور آسرا بنے اسی لئے اولاد کو "عصائے پیری" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو ان تمام کمزوریوں سے مبرا اور منزہ ذات اقدس ہے۔ اس لئے اسے اولاد یا کسی قسم کے سہارے اور معاون کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ وہ ذات کریم تو - عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اور - فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے جب کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ جن بزرگان عظام' انبیاء کرام اور فرشتوں کو یہ مشرک رب العزت کی اولاد سمجھتے ہیں وہ تو اللہ رب العالمین کے باعزت بندے - اس ذات الٰہی کے فرماں بردار - اس کے حکم کے پابند اور اس کے ارشادات کے تابع ہیں - لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ - (سورۂ انبیاء آیت نمبر۲۷) وہ تو اس اللہ تعالیٰ کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے - اور صرف اس کے حکم پر عمل پیرا ہیں - سبحان اللہ -

مختصر یہ کہ آج کے خطبے کی پہلی آیت کریمہ میں ایسے مشرکین و کافرین کی شدید الفاظ میں مذمت اور تردید کی گئی ہے - جو اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندوں - اس کے فرماں برداروں' اطاعت گزاروں یعنی انبیاء' اولیاء' اصفیاء' اتقیاء اور صلحاء کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارے مددگار' کارساز' حاجت روا' مشکل کشا اور معاون ہیں - ارشاد الٰہی ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے ہم نے پہلے ہی جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۔موت کے بعد انہیں شعلے مارتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور ان کے معبودان باطلہ وہاں ان کے کسی کام نہ آسکیں گے۔ بلکہ وہ معبود قیامت کے دن اپنے پرستاروں کی عبادت کا سرے سے انکار کردیں گے اور رب العزت کے دربار عالی شان میں ان کے خلاف اظہار براءت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز کے سولھویں سپارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (سورۂ مریم آیت نمبر۸۱-۸۲)

ترجمہ ⬅ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا لئے ہیں تاکہ وہ ان کیلئے مددگار ثابت ہوں۔ پر نہیں۔ عنقریب (یعنی قیامت کے دن) وہ ان کی پرستش سے انکار کردیں گے اور ان کے دشمن یعنی مخالف ہو جائیں گے۔

شرک کی مذمت

حضرات محترم! اللہ تعالیٰ کی ذات' عبادات' صفات اور کمالات میں کسی جاندار' بے جان' زندہ یا فوت شدہ مخلوق کو شریک جاننے کا نام شرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات' صفات' عبادات اور کمالات میں یکتا اور واحد جاننے اور ماننے کا نام توحید ہے۔ اور عقیدۂ توحید نوع انسان کے لئے سب سے بڑی رحمت جبکہ شرک انسانیت کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے۔ یوں تو قرآن عزیز کی سینکڑوں آیات اور بیسیوں واقعات میں شرک کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے مگر ہم اختصار کے مدنظر اس موضوع پر چند قرآنی آیات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ سورۂ کہف کی زیر بحث آیت میں مذمت شرک کا مسئلہ بھی آپ کو پوری طرح سمجھ میں آجائے اور زیادہ وقت بھی صرف نہ ہو۔

بزرگان محترم! شرک ایک ناقابل معافی گناہ اور قیامت کے دن دخول جہنم کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ واشگاف الفاظ میں فرماتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذَالِکَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا ﴿سورۃ نساء آیت نمبر ۱۱۶﴾

بلاشبہ' اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا-اس کے سوا جس گناہ کی وہ چاہے گا- بخشش فرمادے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ دور کی گمراہی میں جاپڑا- یعنی اگر کسی شخص کو زندگی میں شرک سے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی اور وہ حالت شرک میں فوت ہو گیا تو یہ شرک اس کے لئے جہنم کے دخول کا سبب بنے گا- اور شرک کے مرتکب کو کسی صورت اور کبھی بھی جنت کا داخلہ نصیب نہ ہو گا-اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے-اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۲﴾ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا-اور ظالمین یعنی مشرکین کا کوئی مددگار نہ ہو گا-

برادران محترم! آپ پوری توجہ سے یہ بات سن اور سمجھ لیں اور اسے اپنے قلب و ذہن میں منقش اور مرتسم کرلیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدۂ توحید پر کامل ایمان ہوا اور وہ زندگی بھر شرک کی نجاست اور غلاظت سے محفوظ رہا تو عین ممکن ہے کہ قیامت کے دن اسکے اعمال کی کمزوریوں' لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی ہو سکے مگر شرک کا ارتکاب کرنیوالے اور اسی حالت میں فوت ہو جانیوالے بدنصیب کی معافی ہرگز ہرگز نہیں ہو گی-

شرک کی اقسام

حضرات گرامی! یوں تو شرک کی کئی اقسام اور شاخیں ہیں-مگر ہم انتہائی اختصار کے ساتھ شرک کی ان چار بڑی اقسام کو ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں-جن کا سمجھنا اور ان سے بچنے کی کوشش کرنا ہم سب کا فریضہ اور اہم ذمہ داری ہے-

① **شرک فی العبادت :** یعنی عبادات میں اللہ رب العالمین کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنانا' یعنی جس طرح اللہ کریم کی عبادت کی جاتی ہے-اسی طرح کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا "شرک فی العبادت" کہلاتا ہے۔ مثلاً سجدہ کرنا' رکوع کرنا' روزہ رکھنا' دعا کرنا' ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا وغیرہ امور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے مخصوص ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے یا ان جیسے دیگر اعمال میں سے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور (نبی' ولی' بزرگ' صالح' شہید' زندہ یا فوت شدہ) کیلئے کرتا ہے تو ایسا شخص شرک فی العبادت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح بیت اللہ کے سوا کسی دوسری جگہ کا طواف کرنا' حجر اسود کے سوا کسی اور چیز کو برکت اور تقرب کے لئے بوسہ دینا' آب زم زم کے سوا کسی دوسری جگہ کے پانی کو باعث شفاء اور متبرک جاننا بھی "شرک فی العبادت" میں شامل ہے۔

② **شرک فی العلم** : اللہ تعالیٰ جیسا علم کسی دوسرے میں ماننے کا نام شرک فی العلم ہے۔ مثلاً ہر چیز کا ہر وقت جاننا' ہر جگہ موجود ہونا اور ہر ایک کو دیکھنا یعنی حاضر و ناظر ہونا' دور اور نزدیک سے برابر سننا' ظاہر و مخفی تمام اشیاء کا علم رکھنا' دلوں کے بھیدوں کو جاننا' آسمانوں کے اوپر زمینوں کے نیچے' پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی تہوں میں رہنے والی تمام مخلوقات اور اشیاء کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا وغیرہ۔ یہ صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (نبی' ولی' پیر' بزرگ' شہید' زندہ یا فوت شدہ) کو اس طرح کے علم کا مالک سمجھنا "شرک فی العلم" ہے۔

③ **شرک فی التصرف** : اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اپنی مرضی سے مخلوقات میں تصرف اور اختیار کا مالک سمجھنا "شرک فی التصرف" ہے۔ مثلاً زندگی بخشنا' موت دینا' اپنا حکم جاری کرنا' بیمار کرنا اور شفاء عطا فرمانا' مرادیں پوری کرنا' اولاد عطا فرمانا' حاجت روائی اور مشکل کشائی کرنا' رزق عطاء فرمانا اور اس میں وسعت اور تنگی کرنا' بارش برسانا' ہوا چلانا وغیرہ تمام امور کا مختار اور مالک صرف اور صرف اللہ احکم الحاکمین ہے۔ اگر کوئی شخص ان اور ان جیسے دوسرے امور میں تصرف کا اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (نبی'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولی' بزرگ' شہید' زندہ یا مردہ) میں مانتا ہے تو ایسا شخص "شرک فی التصرف" کا مرتکب ہے

④ **شرک فی العادت :** عادت اور عام معمولات میں جو کام صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہیں وہ کام کسی دوسرے کیلئے کئے جائیں تو اس کا نام "شرک فی العادت" ہے۔ مثلاً قسم کھانا' اٹھتے بیٹھتے نام لینا' وظیفہ پڑھنا' مدد کیلئے پکارنا وغیرہ امور صرف اور صرف اللہ رب العزت کیلئے مخصوص ہیں۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کے نام کی قسم کھاتا' اٹھتے بیٹھتے' اور سواری پر سوار ہوتے وقت غیر اللہ کا نام لیتا' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام کا وظیفہ پڑھتا اور ما فوق الاسباب مدد کیلئے کسی غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ تو وہ شرک فی العادت کا ارتکاب کرتا ہے۔

بزرگان محترم! شرک کی ان چار بڑی قسموں کی مذمت اور تردید سے قرآن حکیم بھرا ہوا ہے۔ ذخیرۂ احادیث میں بے شمار احادیث میں شرک کا رد اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مگر ہم طوالت میں جائے بغیر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ رب العالمین ہمیں شرک کو سمجھنے اور اس سے مکمل طور پر اجتناب اور پرہیز کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

کرے غیر گر........

آپ شرک کی ان چار اقسام اور انکی تعریفات پر غور فرمائیں اور اپنے گرد و نواح پر نظر ڈالیں تو آپکو بے شمار ایسے لوگ نظر آئیں گے جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ مومن اور مسلمان بھی کہلاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے امتی بلکہ "عاشق رسول" ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی شرک کا پیچھا چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ شاید قرآن مجید نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ۝ (سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۰۶) اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود مشرک ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ساتویں سپارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ راہ راست پر وہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہیں اور ہدائیت انہی خوش قسمت لوگوں کا مقدر ہے۔جو ایمان قبول کرنے کے بعد اس میں شرک کی ملاوٹ نہیں کرتے اور خالص توحید کا عقیدہ اپنائے رکھتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ

(سورۃ انعام آیت نمبر ۸۲)

ترجمہ: جو ایمان لائے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں رکھتے۔ایسے لوگوں کیلئے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں "ظلم" سے مراد شرک ہی ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے ظلم کا عام مفہوم یعنی غلطی، کوتاہی، گناہ اور زیادتی وغیرہ سمجھا۔ اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول! اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ۔ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو؟ یعنی کوئی غلطی وغیرہ نہ کی ہو۔ صحابہ کرام کی یہ پریشانی سن کر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا "اس سے مراد وہ ظلم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔" جس طرح حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (سورۃ لقمان) اے پیارے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔(صحیح بخاری۔کتاب التفسیر)

عزیزان گرامی! یہود و نصاریٰ اور دوسرے غیر مسلم لوگ اگر غیر اللہ کی پوجا کر کے شرک کا ارتکاب کریں تو وہ کافر، بے ایمان اور مشرک کہلائیں اور گر ہم میں سے کوئی کلمہ پڑھنے اور مسلمان ہونیکا دعویٰ کرنے کے باوجود پھر بھی علی الاعلان شرک کا مرتکب ہو تو اس کے بارے میں آپ حضرات کا کیا خیال ہے۔غالباً ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعر مشرق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اور مولانا الطاف حسین حالی نے تو نام کے مسلمانوں اور عقیدے کے مشرکوں کا حال بیان کرتے ہوئے موضوع کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

میرے بھائیو! وہ دولت جو آج ہم سے چھن گئی ہے وہ توحید کی دولت ہے آج نام کا مسلمان کلمہ توحید کا اقرار بھی کرتا ہے۔ مگر شرک میں بھی پوری طرح ملوث ہے اور جب ہم جیسے توحید پرست لوگوں کو شرک سے اجتناب کرنے 'خدائے واحد کی پوجا کرنے' سرور کائنات ﷺ کی اتباع کرنے اور صرف رب العالمین کی عبادت کرنیکی تلقین کرتے ہیں تو "وھابی وھابی" کا نعرہ لگا کر لوگوں کو ہم سے متنفر کرنیکی کوشش کی جاتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ "اس مسجد والے" تمہیں قرآنی آیات اور احادیث بھی سنائیں تو تم نے انکی بات پر کان نہیں دھرنا ہے۔ کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ میرے بھائیو! اسی بات کا رونا مولانا حالی نے رویا ہے۔

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے
کہ جو کام دینی یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اس میں کرنی بری ہے
نشاں غیرت دین حق کا یہی ہے
مخالف کی الٹی ہر اک بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

معزز حضرات! سورۂ کہف کی زیر بحث آیات مقدسہ میں بھی اللہ رب العالمین نے شرک کی مذمت اور مشرکوں کا انجام ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝

ترجمہ ← کیا کافر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا اپنا کارساز بنالیں گے۔ ہم نے ایسے کافروں کیلئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے۔

اللہ رب العزت کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہم سب کو شرک سے بچنے اور عقیدۂ توحید پر مضبوطی سے قائم رہنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دنیاداروں کا انجام

معزز حضرات! سورۂ کہف کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت اور مشرکوں کا انجام بیان فرمانے کے بعد دین سے دور رہنے والوں اور دنیا کے طلب گاروں کا انجام بھی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے میرے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝

ترجمہ ← فرمادیجئے۔ کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے خسارے میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام کوششیں بے کار ہو گئیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ عمدہ کام کر رہے ہیں۔

ان آیات بابرکات کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جو لوگ دن رات محض دنیا کے حصول کے لیے تگ و دو کرتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد وحید زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنا، محلات و مکانات تعمیر کرنا، دنیا کے مناصب علیا پر فائز ہونا اور دنیوی عیش و آرام حاصل کرنا ہے۔ ایسے لوگ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اور خسارے میں ہیں کیونکہ انہوں نے رب تعالیٰ کی عطا کردہ تمام تر توانائیوں اور صلاحیتوں کو صرف دنیوی اغراض کیلئے وقف کر رکھا ہے اور اخروی سعادت کو حاصل کرنے کیلئے انکے پاس وقت اور ہمت نہیں ہے۔ وہ دنیا کے طالب، آخرت کے منکر اور خواہشات کے بندے ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد اور کوشش دنیوی زندگی کی آراستگی میں کھو کر رہ گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان بندگان دنیا کو اپنے افعال و اعمال اور کردار و اطوار پر کوئی ندامت اور شرمندگی نہیں ہے۔ وہ اپنی کوششوں کے نتائج سے مطمئن اور خوش ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے احکام الٰہی اور ذکر الٰہی سے روگردانی کر کے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔ جس کی سزا کل قیامت انہیں بھگتنا پڑے گی----اور----ہاں----قیامت کے دن، حشر و نشر اور حساب و کتاب کا فکر تو انہیں تب ہوتا اگر یہ رب العالمین کی آیات کو مانتے، اخروی زندگی پر یقین رکھتے اور جزا و سزا پر ان کا ایمان ہوتا۔ ان بدبخت ظالموں نے تو سرے سے اس حقیقت کا ہی انکار کر دیا ہے کہ ایک دن ان کی ملاقات ان کے رب سے ہونے والی ہے اور رب السموات والارض ان کے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ آج کے خطبے کی آیات میں فرماتا ہے کہ ایسے بدقسمت لوگوں کے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے دن جب انہیں لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو ان کے نامۂ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہ ہو گی جس کا وزن کیا جا سکے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیوی اعمال کی سزا انہیں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کی شکل میں دی جائے گی۔ اور انہیں اوندھے منہ کرکے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور پھر آواز آئے گی۔ تمہارے کفرو شرک تمہارے اعمال بد اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑانے کا یہ بدلہ اور جزا ہے۔ تم نے دنیا میں ہماری آیات کا مذاق اڑایا۔ ہمارے رسولوں کی دعوت کا انکار کیا۔ اور دنیا ہی کو اصل مقصد بنائے رکھا۔ آج تمہارا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اور کوئی تمہاری دادرسی کرنے والا نہیں ہے۔ سورۂ کہف کی آیات اور ترجمہ سنیئے تو انشاءاللہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

ترجمہ ⟸ کہہ دیجئے۔ کیا میں تمہیں ان لوگوں پر مطلع کروں جو اعمال کے لحاظ سے بہت خسارے میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیوی زندگی میں برباد ہوگئی اور ان کا گمان ہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہوگئے لہٰذا قیامت کے دن ہم ان (کے اعمال) کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

اہل بدعت کا انجام

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ ان آیات بینات میں اہل بدعت کی مذمت کی گئی ہے یعنی اس سے مراد ایسے تمام افراد و اشخاص ہیں جو خلاف شریعت کام کرتے ہوئے بھی اس پر اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ حقیقت میں تو ایسے لوگ رب تعالیٰ کے ناپسندیدہ اعمال و افعال کا ارتکاب کرتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے خیال و گمان میں اسے نیکی اور کار ثواب سمجھتے ہیں۔ ایسے اعمال و افعال کی رب تعالیٰ کے ہاں کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ ان اعمال کے مرتکبین کو ثواب کی بجائے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ بعض اہل علم نے اس آیت سے یہود و نصاریٰ اور بعض نے خوارج مراد لئے ہیں۔ بعض مفسرین' مشرکین اور اہل بدعت کو اس آیت کا مصداق گردانتے ہیں مگر صحیح اور زیادہ درست بات یہی ہے کہ یہ آیت کریمہ عام ہے۔ اس میں ہر وہ فرد اور گروہ شامل ہے جس میں وہ عادات پائی جائیں جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

بزرگان محترم! ہر وہ عمل جسے ثواب کی نیت سے کیا جائے مگر اس کا ثبوت' قرآن مجید' حدیث رسول اور تعامل صحابہ سے نہ ملے۔ اس عمل کو شرعی اصطلاح میں "بدعت" کہا جاتا ہے اور بدعت کی مذمت اور تردید میں بکثرت احادیث موجود ہیں۔ بلکہ کتب احادیث میں ہے کہ نبی محترم ﷺ اپنے ہر خطبے میں فرمایا کرتے۔

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۲۸۴ جلد ۱)

ترجمہ ::: پس بے شک بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ (حضرت محمد ﷺ) کا طریقہ ہے اور تمام کاموں میں سب سے برا کام دین میں نئی ایجاد ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

دین اسلام میں کسی نئے عمل کا ایجاد کرنا' اس قدر شدید اور سخت گناہ ہے کہ اللہ رب العزت بدعت کا ارتکاب کرنے والے کا کوئی نیک عمل بھی قبول نہیں فرماتا۔ یعنی صرف یہی نہیں کہ بدعت والا عمل قبول نہیں ہوتا۔ بلکہ بدعتی آدمی کا کوئی صحیح عمل بھی دربار الٰہی میں قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتا۔ امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ الْبِدْعَةِ صَوْمًا وَلَا صَلٰوةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَيَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّعْرُ مِنَ الْعَجِيْنِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن ابن ماجہ)

ترجمہ ــــ اللہ تعالیٰ بدعتی کی نماز اور روزہ قبول نہیں فرماتا۔ اور نہ حج وعمرہ قبول کرتا ہے۔ اور نہ اس کا جہاد درجہ قبولیت حاصل کرتا ہے اور صاحب بدعت کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت مقبول نہیں ہوتی اور جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے اسی طرح بدعتی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

یعنی جب تک بدعتی' بدعت کا ارتکاب نہیں چھوڑے گا' اس کی نماز' روزہ' حج' زکوۃ' صدقات' خیرات غرض کوئی نیک عمل بھی قبول و منظور نہ ہو گا۔ گویا بدعت ایسی بری چیز ہے کہ اس کے مرتکب کی نیکیاں ضائع اور اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ یہی بات سورۃ کہف کی زیر بحث آیات میں فرمائی گئی ہے کہ اے رسول محترم ﷺ۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

ترجمہ ــــ کہہ دیجئے۔ کہ میں تمہیں ایسے لوگوں پر مطلع کروں جو اعمال کے لحاظ سے بہت زیادہ خسارے میں ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کی دنیوی زندگی کی تمام کوششیں بے کار ہو گئیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات سے انکار کیا تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے۔ پس ہم قیامت کے دن ان کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

برادران گرامی! آج ہمارا معاشرہ بدعات اور رسومات سے بھرا پڑا ہے اور آج کے مسلمان نے ان بدعات کو ہی اسلام اور دین سمجھ رکھا ہے۔ میرے بھائیو! ہر عمل سے پہلے اس امر کی تحقیق از حد ضروری ہے کہ کیا یہ عمل قرآن مجید' حدیث رسول اور تعامل صحابہ سے ثابت ہے اگر ثابت ہے تو یقیناً وہ عمل اجر و ثواب کا باعث ہے اور اگر وہ عمل قرآن و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں تو ایسا عمل ثواب کی بجائے عذاب کا سبب ہے۔ اور دربار الٰہی میں ناپسندیدہ اور مردود ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۷)

ترجمہ ⟸ جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالا جس کا تعلق دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے (یعنی ناقابل قبول ہے۔)

حضراتِ محترم! قُل، ساتا، دسواں، چالیسواں، برسی، سالگرہ، عُرس، میلہ وغیرہ یہ سب بدعات اور ایجادات بندہ ہیں۔ ان اعمال کا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم سب کو خالص قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے بدعات و خرافات سے اجتناب اور پرہیز کرنا چاہیے اللہ کریم ہمیں بدعات کو ترک کرنے اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

نیکی برباد۔ گناہ لازم

عزیزان گرامی! بعض اعمال و افعال ایسے بھی ہیں جو نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں مقبول و منظور نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کا ارتکاب کرنے والے انسان کی نیکیاں بھی ضائع اور بیکار ہو جاتی ہیں۔ ان اعمال سیئہ میں سے دو اعمال کا ذکر سورۂ کہف کی زیر بحث آیات میں بھی کیا گیا ہے۔ ہم تفصیل میں جانے کی بجائے صرف ان اعمال کی نشاندہی پر اکتفا کریں گے تاکہ میرے سمیت ہم سب ان اعمال سے بچنے کی کوشش کریں جو نہ صرف خود مردود بلکہ دوسرے اعمال صالحہ کی تباہی اور بربادی کا بھی سبب ہیں۔ تو حضرات محترم! وہ اسباب و افعال جو حبط اعمال کا ذریعہ بنتے ہیں یعنی جن کے کرنے سے انسان کی نیکیاں برباد اور گناہ لازم آتا ہے۔ وہ دس ہیں۔

① **شرک** : شرک ایک ایسی نجاست اور غلاظت ہے جس کے ارتکاب سے انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اعمال صالحہ بھی برباد ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم کے ساتویں سپارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اٹھارہ جلیل القدر انبیاء، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت نوح، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت زکریا، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، حضرت الیاس، حضرت اسماعیل، حضرت یسع، حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کے اسماء گرامی کا ذکر کر کے فرمایا۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (سورۂ انعام آیت نمبر ۸۸) اور اگر (بالفرض) وہ بھی شرک کرتے تو ان کے وہ اعمال جو وہ کرتے تھے۔ سب ضائع ہو جاتے۔

عزیزان گرامی! انبیاء کرام علیہم السلام تو دنیا سے شرک کا قلع قمع کرنے اور انسانوں کو توحید الٰہی کا درس دینے کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ ان سے شرک کا ارتکاب قطعاً ناممکن اور محال ہے۔ مگر ہماری اصلاح کیلئے اور ان کی امتوں کو شرک کی ہلاکت اور تباہی سے آگاہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ انداز اختیار فرمایا بلکہ ایک مقام پر انبیاء کے امام اور کائنات کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ○ (سورۂ زمر آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ ⟵ اور یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کا ارتکاب کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

بزرگان محترم! نبی محترم و مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے توحید کا پرچار اور شرک کی تردید کرتے ہوئے بے پناہ مصائب و مشکلات کا سامنا کیا۔ گھربار اور وطن کو خیرباد کہا۔ جسد اطہر کو لہولہان اور زخمی کروایا۔ دندان مبارک شہید کروائے۔ اور دیگر بے شمار قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کی ذات گرامی سے شرک کا صدور قطعاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناممکن ہے۔ یہ انداز محض امت کو سمجھانے اور ان کے قلوب و اذھان میں شرک سے نفرت پیدا کرنے کیلئے اختیار کیا گیا ہے۔ تو حضرات محترم! یہ بات اپنے دل میں بٹھالیں اور ذہن پر نقش کرلیں کہ شرک ایسی برائی اور ایسا ناپسندیدہ فعل ہے جس کے کرنے سے انسان کی دوسری نیکیاں بھی ضائع اور بے کار ہو جاتی ہیں۔

② **بدعت** : دوسرا وہ عمل جس کے ارتکاب سے انسان کی نیکیاں اور اعمال صالحہ برباد ہو جاتے ہیں۔ وہ "بدعت" ہے یعنی ثواب کی نیت سے کوئی ایسا عمل کرنا جس کا ثبوت قرآن حکیم، سنت رسول ﷺ اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنھم سے نہ ملتا ہو۔ ایسا عمل کرنے سے بھی انسان کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جس کا ذکر سورۂ کہف کی زیر بحث آیات میں کیا گیا ہے۔ آیات قرآنی اور ان کا ترجمہ بغور سنئے تو انشاءاللہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ○ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ○

ترجمہ ← (اے پیغمبر! ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں ان لوگوں پر مطلع کروں جو اعمال کے لحاظ زیادہ خسارے میں ہیں وہ لوگ جن کی دنیوی زندگی کی تمام کوششیں بے کار ہو گئیں۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات سے انکار کیا۔ تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ پس ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ ان کا بدلہ جہنم ہے۔ کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

برادران گرامی! شرک اور بدعت کے علاوہ مندرجہ ذیل اعمال کے ارتکاب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی انسان کی نیکیاں ضائع اور بے کار ہو جاتی ہیں۔

③ **کفر** : سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۷۔ سورۃ محمد آیت نمبر ۹

④ **ارتداد** : سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۱۷

⑤ **قتل انبیاء** : سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱-۲۲

⑥ **آخرت کا انکار** : سورۃ اعراف آیت ۱۴۷- سورۃ ھود آیت ۱۶

⑦ **تکذیب آیات** : سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۴۷

⑧ **منافقت** : سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۸-۶۹- سورۃ احزاب آیت نمبر ۱۹

⑨ **گستاخی مصطفی ﷺ** : سورۃ حجرات آیت نمبر ۲

⑩ **نافرمانی رسول ﷺ** : سورۃ محمد آیت نمبر ۳۲-۳۳

حضرات محترم! اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف فہرست پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے ورنہ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ التجاء اور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان برے اعمال سے اجتناب کرنے اور نیک اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فلاح کے سنہری اصول

حضرات گرامی! سورۂ کہف کے آخری رکوع میں اہل شرک اور اہل بدعت کی مذمت بیان فرمانے کے بعد اللہ رب العزت نے اہل ایمان کی عزت و عظمت کا ذکر بھی فرمایا ہے اور انسانوں پر واضح فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان قبول کریں یعنی شرک نہ کریں اور نیک اعمال کا ذخیرہ کریں یعنی نماز' روزہ وغیرہ پر مداومت اختیار کریں اگر صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ ادا کریں۔ استطاعت ہو تو فریضہ حج ادا کریں۔ جہاد میں حصہ لیں۔ صدقات و خیرات کریں۔ مساکین اور محتاجوں کی مدد کریں۔ مظلوموں کی اعانت کریں۔ حرام و حلال کا خیال رکھیں۔ کتاب الٰہی کی تلاوت کریں۔ نظام اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کریں۔ قرآن و سنت کی نشرواشاعت اور تبلیغ اسلام میں حصہ لیں۔ مساجد اور دینی مدارس قائم کریں۔ مختصر یہ کہ اوامر پر عمل کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نواہی سے پرہیز کریں۔ تو ایسے خوش نصیب لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے "جنت الفردوس" کی مہمانی تیار کر رکھی ہے......ادھر ان کے جسد عنصری سے روح پرواز کرے گی۔ ادھر ان کا رب انہیں جنت الفردوس کی نعمتوں سے مالا مال فرمادے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

نیز فرمایا کہ جنت الفردوس کا یہ داخلہ اور مہمانی عارضی اور چند روزہ نہیں ہوگی۔ بلکہ صاحبان ایمان اور عاملین قرآن و سنت کیلئے اس کی نعمتیں لافانی اور دائمی ہوں گی۔ نیک لوگ وہاں آرام، راحت، سکون، فرحت اور مسرت کی زندگی گزاریں گے۔ کسی قسم کی پریشانی، حیرانی، دکھ، صدمے اور تکلیف بلکہ اکتاہٹ تک کا نام و نشان نہ ہوگا۔ سبحان اللہ۔ سورۂ کہف کی آیات سنئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ رب العالمین نے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

ترجمہ ⬅ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یقیناً ان کے لئے جنت الفردوس کی مہمانی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ (اور) وہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں چاہیں گے۔

حضرات محترم! کیا آپ نے غور فرمایا کہ جنت الفردوس کے داخلے اور اس کی دائمی نعمتوں کے حصول کیلئے رب تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دو بنیادی اور سنہری اصول فرما دیئے ہیں۔ اور وہ ہیں۔ ایمان اور عمل صالح۔

یہ بات آپ اپنے قلب و ذہن میں پختہ فرمالیجئے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر نجات نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر کوئی شخص خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر کا باپ، اس کے محترم رسول کا بیٹا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا اس کے جلیل القدر نبی کی بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے نامہ اعمال میں ایمان اور عمل صالح کی دولت نہ ہوگی تو وہ بھی دربار الٰہی سے بخشش اور معافی کا اعلان نہ سن سکیں گے اور رسول و پیغمبر سے ان کی رشتے داری اور تعلق داری انہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے گی۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ "آزر" ایمان قبول نہ کرنے کی پاداش میں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا صاحبزادہ ایمان کی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے پانی میں تباہ و برباد اور غرق آب کر دیا گیا۔ قرآن عزیز بیان فرماتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے چونکہ ایمان قبول نہیں کیا تھا اس لئے پیغمبر کی زوجہ ہونا اسے عذاب سے نہ بچا سکا۔

اس کے برعکس قرآن مجید نے فرعون .... جو ربوبیت کا دعوے دار تھا........ کی بیوی کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ایمان قبول کرنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اسے جنت کا داخلہ نصیب فرمادیا۔ سبحان اللہ۔

خود امام الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی جنابہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا۔ میری لخت جگر! قیامت کے دن کامیابی و کامرانی کیلئے تیرے پاس بھی نیک اعمال کا ذخیرہ ازبس ضروری ہے۔

جنت الفردوس

حضرات گرامی! سورۂ کہف کی زیر بحث آیت مبارکہ میں ایمان قبول کرنے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کو جنت الفردوس کی شہادت اور خوشخبری سنائی گئی ہے...... آیئے! پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے جنت الفردوس کا تعارف بھی سنتے جایئے۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّهُ وَسْطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَانِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔ (بخاری و مسلم - فتح القدیر صفحہ ۳۱۷ جلد ۲) ترجمہ ← رسول اللہ ﷺ نے فرمایا - جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو "فردوس" کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کے وسط میں ہے اور دوسری تمام جنتوں سے اعلیٰ ہے اور اس (فردوس) کے اوپر رحمان کا عرش ہے - اور اسی فردوس سے ہی جنت کی نہریں نکلتی ہیں ---- سبحان اللہ -

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے جنت کے درجات اور جنت الفردوس کی عظمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا - إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ كُلُّ دَرَجَةٍ مِّنْهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ فَإِذَا سَئَلْتُمُ اللهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔ (ترمذی -

فتح القدیر - صفحہ ۳۱۷ جلد ۳)

ترجمہ ← جنت کے سو درجات ہیں اور ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور جنت کے درجات میں سب سے بلند درجہ "فردوس" کا ہے اس کے اوپر (اللہ تعالیٰ کا) عرش عظیم ہے - اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں - پس جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو "فردوس" کا سوال کیا کرو -

بعض روایات میں ہے کہ باقی تمام جنتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور کلمہ کن سے پیدا فرمایا - مگر "فردوس" کو رب العالمین نے اپنے دست مبارک سے تخلیق فرمایا - سبحان اللہ - چنانچہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا - اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ مبارک سے بنائیں ① حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا - ② تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا - اور - ③ فردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ ۔(تفسیر مظہری مترجم ۲۸۲ جلد ۷)

سورۂ کہف کی زیر بحث آیت اور اس کا ترجمہ پھر سنیئے اور صدق دل سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

ترجمہ ⟵ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ان کے لئے فردوس کے باغات کی مہمانی ہوگی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ اسے بدلنا نہیں چاہیں گے ......اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

رب کے کلمات

برادران گرامی! سورۂ کہف کی اگلی آیت مقدسہ میں رب تعالیٰ کے کلمات کی وسعت اور کثرت بیان کی گئی ہے اور ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ رب العزت کے کلمات کو احاطہ تحریر میں لانے کیلئے سمندر کے پانی کو سیاہی کی شکل دے دی جائے اور دنیا کے تین حصوں پر پھیلے ہوئے وسیع و عریض سمندر کی سیاہی سے رب کائنات کے کلمات کو لکھنا شروع کر دیا جائے تو سمندر کی سیاہی ختم ہو جائے گی مگر رب تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔ سبحان اللہ۔ بلکہ مزید ارشاد فرمایا کہ اگر ہم سمندر کی سیاہی کی امداد و اعانت کیلئے اس جیسے ایک اور وسیع و عریض سمندر کو سیاہی کی شکل عطا کر دیں۔ تب بھی رب العالمین کے کلمات کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ یعنی دو دفعہ سمندر کی سیاہی ختم ہو جائے گی مگر خالق ارض و سماء کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔ سبحان اللہ۔ ارشاد ربانی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

ترجمہ ⟵ (اے رسول) فرما دیجئے۔ اگر سمندر میرے رب کے کلمات (لکھنے) کیلئے سیاہی ہو جائے۔ تو سمندر میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ اور اگر اتنی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیاہی اس کی مدد کے لئے لے آئیں۔(تب بھی رب کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔)

عزیزان گرامی! قرآن کریم کے اکیسویں سپارے میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ اگر روئے زمین کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور سمندر کو سیاہی بنادیا جائے اور ایک 'دو' تین نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے سات دفعہ سمندر سیاہی بنادیئے جائیں اور سات دفعہ روئے زمین کے تمام درختوں کی قلمیں تیار کرلی جائیں۔ تو ساتوں سمندروں کے پانی کی سیاہی ختم ہو جائے گی۔ روئے زمین کے تمام درختوں کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ مگر رب العالمین کے کلمات کو شمار نہ کیا جاسکے گا۔ سبحان اللہ۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۂ لقمان آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ ⟵ اور اگر (ساری) زمین کے درختوں کی قلمیں بن جائیں۔ اور سمندر سیاہی بن جائیں اور اس کے علاوہ سات سمندر اسے سیاہی مہیا کریں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب' حکمت والا ہے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عُمر
ماہم چُناں در اوّل وصفِ تُو ماندہ ایم

کہ کاغذ ختم ہو گیا اور عُمر انتہاء کو پہنچ گئی مگر ہم تیری پہلی صفت کا بیان بھی مُکمل نہ سکے۔ اُردُو کا ایک خُوبصورت شعر ہے کہ ؎

ورق تمام ہُوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کیلئے

کلمات سے مراد

حضرات محترم! بعض اہل علم کا خیال ہے کہ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہیں۔

☜ بعض بزرگان محترم کا فرمان ہے کہ اس سے مراد اللہ کریم کی پراز حکمت آیات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی حکمت و علم کے کلمات ہیں۔

❖ بعض اہل تفسیر کا بیان ہے کہ یہاں کلمات سے مراد اللہ رب العالمین کے علم کا احاطہ ہے

❖ بعض صاحبان فکر و نظر کا ارشاد ہے کہ اس سے مراد اللہ رب العزت کی حکمتیں ہیں

❖ بعض فرماتے ہیں کہ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل ہیں۔

❖ بعض علماء کا خیال ہے کہ کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات ہیں۔

قرآن حکیم فرماتا ہے وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۴) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو شمار کرنا چاہو تو تم انہیں پوری طرح لگن سے گن بھی نہیں سکتے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات' اس کی پراز حکمت آیات' اس کے علم و حکمت کے کلمات اور اس کے انعامات' احسانات' نوازشات اور عنایات اس قدر زیادہ ہیں کہ روئے زمین کے سمندروں کی سیاہی بھی انہیں احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتی۔ اسی لئے خالق ارض و سماء نے فرمایا۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ○

ترجمہ ⟵ (اے رسول ﷺ) فرمادیجئے۔ اگر سمندر میرے رب کے کلمات (لکھنے کیلئے سیاہی ہو جائے۔ سمندر میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ اور اگر اتنی اور سیاہی اس کی مدد کے لئے لے آئیں۔ (تب بھی رب کے کلمات ختم نہیں ہونگے۔)

حضرات گرامی! آپ جس طرف بھی دیکھیں آپکو رب العالمین کی قدرت کے واضح نشانات نظر آئیں گے اور کائنات کی ہر چیز اسکی وحدانیت اور توحید کی گواہی دیتی نظر آئے گی۔

ساری دُنیا ہے تیری سارا زمانہ تیرا
جسے سُنتا ہوں وُہی کہتا ہے فسانہ تیرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بشریت مصطفیٰ ﷺ

عزیزان گرامی! آپ اس سورۂ مبارکہ کی تفسیر میں یہ بات تفصیل سے جان چکے ہیں کہ مشرکین مکہ نے یثرب (مدینہ) کے یہودیوں سے مشورہ کے بعد آنحضرت ﷺ سے تین سوالات کئے تھے اور ان سوالات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر سورۂ کہف نازل فرمائی۔ جس میں مشرکین کے سوالات کے جوابات اور دیگر کئی مسائل کی تفصیلات بیان فرمائی گئیں۔ نبی معظم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے ان تفصیلات کو سننے کے بعد یہ وہم ہو سکتا تھا کہ جس پیغمبر ﷺ کو اتنی معلومات حاصل ہیں اور جس کے علم کا دائرہ اتنا وسیع ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ کوئی دوسری مخلوق ہے۔ اسی وہم اور خدشے کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف کی آخری آیت میں اپنے آخری رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ اس امر کا واشگاف الفاظ میں اعلان فرمادیں کہ میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ کوئی دوسری مخلوق جن یا فرشتہ نہیں ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے جو تم پر نازل نہیں ہوتی اسی وحی کی وجہ سے میں تم سب سے برتر، افضل اور اعلیٰ ہوں مگر بحیثیت انسان تمہاری جنس میں سے ہوں اور تم سے الگ کوئی دوسری مخلوق نہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ۔ (اے رسول!) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بے شک تمہارا ایک ہی معبود ہے۔

حضرات محترم! یہ عقیدے کی بات نوٹ فرمالیں کہ رسول مکرم، نبی معظم، امام الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا تعلق نوع انسانی سے ہے۔ آپ کسی دوسری جنس اور مخلوق میں سے نہیں ہیں۔ بحیثیت انسان آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں۔ آپ کے والدین تھے۔ آپ کی اولاد تھی۔ آپ کے سسرال اور داماد تھے۔ آپ کے عزیز و اقارب اور رشتے دار تھے۔ آپ حضرت آدم کی نسل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ آپ ﷺ کھاتے' پیتے' سوتے' جاگتے' اٹھتے' بیٹھتے' سفر پر جاتے' گھر پر ٹھہرتے' خرید و فروخت کرتے' غمگین و مسرور ہوتے۔ رفع حاجت کرتے اور بسا اوقات بیمار بھی ہوتے۔ یہ ساری باتیں اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ آپ ﷺ نسل انسانی سے ہیں نوری یا کوئی دوسری مخلوق نہیں۔ اور میرے بھائیو! یہ بات بھی ذہن میں بٹھالیں کہ انسان اور بشر ہونا کوئی توہین اور کمزوری کی بات نہیں بلکہ شرف اور عزت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ کہ ہم نے انسان کو اپنی مخلوقات میں سب سے بہترین ہیئت میں پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ کہ ہم نے بنی آدم کو عزت و عظمت اور تکریم و توقیر سے نوازا ہے..... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ کو انسان اور بشر کہنا نعوذ باللہ آپ کی توہین اور گستاخی ہے۔ حالانکہ ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے۔ انسان ہونا تو عزت و شرف کا باعث ہے۔ نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ نہ صرف بشر بلکہ سید البشر ہیں۔ آپ نہ صرف انسان بلکہ تمام انسانوں میں سے افضل اور اعلیٰ انسان ہیں اور ایسے اکمل' اجمل' احسن' اشرف' اعلیٰ' اولیٰ اور بہتر و برتر انسان ہیں کہ آپ جیسا انسان نہ آج تک کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان کا تو یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں آپ سب سے زیادہ شان اور مقام کے حامل ہیں۔ اور کائناتِ ہست و بود میں اللہ کریم کے بعد اگر کوئی شان اور مقام ہے تو اسی ہستی اور شخصیت کا ہے جن کا نام نامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پیارے بھائیو! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ انسانوں میں سے افضل ترین انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت 'نبوت اور وحی کیلئے بطور آخری نبی اور رسول منتخب فرمایا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ خود یہ اعلان عام فرمائیں کہ اے انسانوں! میں انسان ہونے کے ناطے تمہاری جنس میں سے ہوں۔ مگر فرق یہ ہے کہ مجھ پر میرے رب کی طرف سے وحی آتی ہے۔ جبکہ تم پر وحی نہیں آتی اور اس وحی کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ رب السماوات والارض وحدہ لاشریک ہے۔ اور وہی عبادت کا مستحق الٰہ و مسجود ہے۔ لہٰذا تم۔

عبادت خدا کی کرو----اور----اطاعت مصطفیٰ کی کرو۔

(انبیاء کی بشریت پر تفصیلی بحث کے لئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ یٰسین" کا مطالعہ فرمائیں۔)

رب کی ملاقات

برادران محترم! سورۃ کہف کی آخری آیت کریمہ کئی خطبات جمعہ کا مستقل موضوع ہے۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیسویں خطبے پر ہی اس مقدس سورت کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں .... اس لئے انتہائی اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے گفتگو کو سمیٹنا چاہتے ہیں۔ تو حضرات گرامی! اس بابرکت سورت کی آخری آیت میں ایک مسئلہ "رب العزت کی ملاقات" کا بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ رب تعالیٰ سے انسان کی ملاقات بعد از مرگ ہی ہوگی۔ لہٰذا ارشاد فرمایا کہ جس کا آخرت پر ایمان اور موت پر یقین ہے اور اسے اس امر کا پوری طرح احساس و ادراک ہے کہ حشر کے دن مجھے رب العالمین کے دربار عالی شان میں اس کے روبرو حساب کے لئے حاضر ہونا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس کی رضاجوئی کیلئے عقیدۂ توحید میں پختگی۔ اور آنحضرت ﷺ کی اتباع و فرماں برداری کا جذبہ صادقہ پیدا کرے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اخلاص اور للّٰہیت سے نیک اعمال کو بجالانے کی کوشش کرے اور----ہاں----شرک جیسے کبیرہ گناہ سے اجتناب و پرہیز کرے تو رب العالمین اسے آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہم کنار فرمائے گا۔ اور جنت الفردوس میں داخلہ نصیب فرمانے کے بعد اپنی ملاقات سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہرہ ور فرمائے گا۔ اور اپنی "زیارت" کی سعادت عطاء فرمائے گا۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

ترجمہ: پس جو شخص (مرنے کے بعد) اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ اُسے چاہیے کہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

مفسرینِ کرام بیان فرماتے ہیں کہ یہاں شرک سے مراد "شرکِ خفی" یعنی ریا کاری اور دِکھلاوا ہے۔ لہٰذا ہر صاحبِ ایمان کو ریاکاری کیلئے نہیں۔ بلکہ صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے نیک اعمال کرنے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فِکر کرنے، ربُّ العزت کی مُلاقات کے یقین کے ساتھ، شرک سے اِجتناب کرنے اور نیک اعمال بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ ربُّ العالمین کا بے انتہاء شکر ہے کہ اُس ذاتِ عظیم و برتر نے آج مؤرخہ 4 جون 1997 عیسوی بمطابق 27 محرّم الحرام سن 1418 ہجری بوقتِ اذانِ عشاء کتابِ ہذا کو مکمل کرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

نام کتاب	مُصنف	مطبُوعہ
1- قرآنِ مجید	تنزیلٌ مّن رّبّ العالمین	ادارہ اسلامیات۔لاہور
2- تفسیر ابنِ کثیر	علامہ عماد الدین اسماعیل بن کثیرؒ	مکتبہ التجاریہ الکبریٰ۔مصر
3- تفسیر فتح القدیر	امام محمد بن علی الشوکانیؒ	دار الفکر۔بیروت
4- تفسیر الخازن	امام علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی خازنؒ	مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی۔مصر
5- الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)	امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ	داراحیاء التراث العربی۔بیروت
6- تفسیر رُوحُ المعانی	علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ	مکتبہ امدادیہ۔ملتان
7- تفسیر الدُّرُ المنثور	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطیؒ	محمد امین درج۔بیروت
8- تفسیر المدارک (تفسیر نسفی)	امام عبداللہ احمد بن محمود النسفیؒ	قدیمی کتب خانہ۔کراچی
9- تفسیر القرآن بکلامُ الرحمٰن	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	ادارہ احیاء السنۃ۔گوجرانوالہ
10- تفسیر الحسنات	سید محمود احمد قادری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔لاہور
11- تفسیر قرآنِ عزیز	مسعود احمد۔بی ایس سی	جماعت المسلمین۔کراچی
12- تفسیرِ مظہری مترجم	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	ایچ۔ایم سعید کمپنی۔لاہور
13- تفسیر احسن التفاسیر	مولانا علامہ سید احمد حسن دہلویؒ	المکتبۃ السلفیہ۔لاہور
14- تفسیر معارفُ القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	ادارۃ المعارف۔کراچی
15- تفسیر تفہیم القرآن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	مکتبہ تعمیر انسانیت۔لاہور
16- تفسیر سُورۃ کہف	علامہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ	مکتبہ الرحمٰن۔سرگودھا
17- تفسیر احسنُ البیان	علامہ حافظ صلاح الدین یوسف	مکتبہ دارالسلام۔لاہور
18- تفسیر ترجمانُ القرآن	مولانا ابوالکلام آزادؒ	اسلامی اکادمی۔لاہور
19- تفسیر تدبّر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی	فاران فاؤنڈیشن۔لاہور
20- تفسیر ضیاءُ القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔لاہور
21- تفسیر معالمُ العرفان	مولانا صوفی عبدالحمید سواتی	مکتبہ دروس القرآن۔گوجرانوالہ
22- تفسیر ثنائی	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	مکتبہ الرحمان۔سرگودھا
23- قصصُ القرآن	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	خواجہ محمد اسلام۔لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

-24	وحی منظوم	علامہ سیماب اکبر آبادیؒ	سیماب اکادمی-پاکستان
-25	تفسیرِ وحیدی	علامہ وحید الزمانؒ	مکتبہ السلام-لاہور
-26	احکامُ القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ	سہیل اکیڈمی-لاہور
-27	اشرفُ الحواشی	مولانا محمد عبدہ الفلاح	شیخ محمد اشرف-لاہور
-28	صحیح بُخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ	قدیمی کتب خانہ-کراچی
-29	صحیح مُسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ	ایچ-ایم سعید کمپنی-کراچی
-30	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ	میر محمد کتب خانہ-لاہور
-31	سُنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث بجستانیؒ	ایچ-ایم سعید کمپنی-کراچی
-32	سُنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینیؒ	فاروقی کتب خانہ-لاہور
-33	سُنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائیؒ	المکتبۃ السلفیہ-لاہور
-34	مُسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ	ادارہ احیاء السنہ-گوجرانوالہ
-35	مشکاۃُ المصابیح	ابو عبداللہ ولی الدین خطیب تبریزیؒ	قدیمی کتب خانہ-کراچی
-36	فتح الباری	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ	دار المعرفہ-بیروت
-37	تحفۃُ الاحوذی	امام عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ	نشر السنہ-ملتان
-38	سیرۃ ابنِ ہشام مترجم	امام ابن ہشامؒ	شیخ غلام علی اینڈ سنز-لاہور
-39	تاریخ ابنِ کثیر (البدایہ والنھایہ)	امام عماد الدین اسماعیل بن کثیرؒ	نفیس اکیڈمی-کراچی
-40	سیرۃ مُصطفیٰؐ	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	مکتبہ عثمانیہ-لاہور
-41	حیاۃُ الصحابہؓ	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	دار الاشاعت-لاہور
-42	رحمتِ دارین کے سو شیدائی	جناب طالب ہاشمی	شعاعِ ادب-لاہور
-43	شاہنامہ اسلام	ابو الاثر حفیظ جالندھریؒ	مکتبہ تعمیر انسانیت-لاہور
-44	اسلامی خُطبات	مولانا عبدالسلام بستویؒ	المکتبۃ السلفیہ-لاہور
-45	گلدستۃ الفت	شیخ محمد سعید الفتؒ	نعمانی کتب خانہ-لاہور
-46	احوالُ الآخرت	مولانا حافظ محمد لکھویؒ	حمید بک ڈپو-لاہور
-47	تقویۃُ الایمان	شاہ اسماعیل شہیدؒ	المکتبۃ السلفیہ-لاہور
-48	ضربِ کلیم	ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ	شیخ غلام علی اینڈ سنز-لاہور
-49	المُنجد-عربی اُردو لُغت	مولانا سعد خان یوسفی وغیرہ	دار الاشاعت-کراچی
-50	مُسدّس حالی	مولانا الطاف حسین حالیؒ	شیخ غلام اینڈ سنز-لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیس خطبات کا منفرد مجموعہ

خطیبانہ انداز میں سورۃ مریم کی تشریح وتفسیر

خطبات سورۃ مریم

مرتب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خصوصیات واہم عنوانات

☆ پچیس سے زائد تفاسیر کے مطالعے کا نچوڑ۔

☆ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سیرت وکردار۔ ☆ دقیق تفسیری نکات کی عام فہم تعبیر وتذکرہ۔

☆ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے کارہائے نمایاں ☆ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے مفصل حالات۔

☆ نماز کی اہمیت اور بے نمازوں کی مذمت کے دلائل۔ ☆ حضرت موسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام کے اہم واقعات۔

☆ ہر بات مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ۔ ☆ جنت کے نظارے۔ جہنم کی ہولناکیاں اور میدان حشر کی تفصیلات۔

☆ حسب موقع عربی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار۔ ☆ زندگی میں پیش آمدہ سینکڑوں مسائل کا اسلامی حل۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | عمدہ طباعت | اعلیٰ سفید کاغذ | مضبوط جلد | 440 صفحات | قیمت 150 روپے

خطابت کا نادر اور نیا انداز | خطیبانہ طرز پر منفرد تفسیر | بیس خطبات کا بہترین مجموعہ

خطبات سورۃ نور

کمپیوٹر کمپوزنگ | عمدہ طباعت | اعلیٰ سفید کاغذ | مضبوط جلد | 816 صفحات | قیمت 300 روپے

عنوانات

سورۃ نور کا تعارف اور فضائل۔ ◉ اسلامی حدود کی برکات اور ثمرات ◉ افک عائشہؓ کی تفصیلات اور نتائج

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قرآنی اوصاف ◉ دشمنان عائشہؓ کا عبرتناک انجام ◉ گھروں میں داخلے کے اسلامی آداب

پردے اور حجاب کی شرعی حیثیت ◉ نکاح کے تفصیلی احکام اور فوائد ◉ "آیت نور" کی عام فہم تشریح

توحید الٰہی کے چند مشاہداتی دلائل ◉ اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار ◉ مساجد کے آداب، فضائل اور مقاصد

ایمانداروں کے اعمال کا بے حساب ثواب ◉ کفار کے اعمال کی حقیقت اور مثال ◉ منافقین کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں

مومنین کے کردار کی نمایاں جھلکیاں ◉ اسلامی طرز معاشرت کے سنہری اصول ◉ خلافت راشدہ کے قرآنی اور حدیثی دلائل

◉ آنحضرت ﷺ کی ذات، بات اور نام کے آداب ◉ گستاخان مصطفیٰ ﷺ کا خوفناک انجام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطابت کا منفرد نادر اور نیا انداز

بیس بیمثال خطبات جمعہ کا بہترین مجموعہ

خطبات سورۃ یوسف

حافظ عبدالستار حامد

خصوصیات

☆ بیس سے زائد تفاسیر کے مطالعہ کا نچوڑ۔ ☆ عملی زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا اسلامی حل۔

☆ دقیق تفسیری نکات کی عام فہم تعبیر و تشریح۔ ☆ حسب موقع عربی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار۔

☆ ہر بات مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ۔ ☆ آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کی مکمل سوانح حیات۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | مضبوط جلد | 488 صفحات | قیمت 180 روپے

بارہ منفرد خطبات جمعہ کا مجموعہ

سورۃ یٰسین کی بہترین تشریح و تفسیر

خطبات سورۃ یٰسین

- کمپیوٹر کمپوزنگ
- عمدہ طباعت
- اعلیٰ سفید کاغذ
- مضبوط جلد
- جاذب نظر ٹائٹل
- 368 صفحات
- قیمت 120 روپے

خصوصیات

☆ قلب قرآن کا تعارف، فضائل، خصوصیات اور برکات۔ ☆ عملی زندگی میں پیش آمدہ سینکڑوں مسائل کا اسلامی حل۔

☆ صراط مستقیم کی وضاحت اور اس کے بنیادی اصول۔ ☆ پچیس سے زائد تفاسیر کے مطالعے کا نچوڑ۔

☆ صاحب یٰسین کا تعارف، استقامت اور شہادت۔ ☆ ہر بات مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ۔

☆ توحید الٰہی کے دلائل، براہین اور نشانیاں۔ ☆ حسب موقع عربی، اردو، فارسی اور پنجابی اشعار۔

☆ جہنم کی ہولناکیاں، جنت کے نظارے اور میدان حشر۔ ☆ خطباء، عظام، علماء کرام اور عوام کے لیے یکساں مفید۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسول ﷺ

خصوصیات

خطبات

سیرۃ مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

☆ سیرت النبی ﷺ کے منتخب موضوعات کا مجموعہ

☆ محبت مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھی گئی کتاب

☆ حسن و جمال مصطفیٰ ﷺ کا دلآویز تذکرہ

☆ مصائب رسول ﷺ کی دردناک داستان

☆ نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا تفصیلی بیان

☆ شان مصطفیٰ بزبان خدا اور مقام مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ

☆ محبت رسول کی اہمیت' ضرورت' ثمرات و برکات

☆ اتباع مصطفیٰ ﷺ کے فوائد اور اثرات

☆ نافرمان مصطفیٰ ﷺ کا عبرتناک انجام

☆ ہر موضوع مفصل' مدلل' مستند اور باحوالہ

☆ آیات' احادیث اور عربی عبارات پر اعراب

☆ حسب موقع عربی' فارسی' اردو اور پنجابی اشعار

★ کمپیوٹر کمپوزنگ

★ اعلیٰ سفید کاغذ

★ عمدہ طباعت

★ مضبوط جلد

★ رنگین ٹائٹل

15 علمی' ادبی' اور تفسیری خطبات کا مجموعہ

☆ 440 صفحات

☆ عام قیمت

-/180 روپے

خطبات

سورۃ فاتحہ

☆ تعوذ اور تسمیہ کے فضائل و مسائل پر بہترین بحث۔

☆ سورۃ فاتحہ کے فضائل برکات' اثرات اور ثمرات۔

☆ سورۃ فاتحہ کے بتیس ناموں کی تشریح و توضیح۔

☆ حمد الٰہی کے مواقع' فوائد' جزا اور ثواب۔

☆ رب العالمین کا تعارف اور اسکی لاتعداد مہربانیاں۔

☆ یوم الدین کے حقائق' معارف اور محاسبۂ اعمال۔

☆ عبادت اور استعانت کی اہمیت اور اقسام۔

☆ صراط مستقیم کی وضاحت اور بنیادی اصول۔

☆ انعامات ربانی کے مستحقین اور ان کا راستہ۔

☆ مغضوب اور گمراہ قوموں کا کردار اور انجام۔

☆ ''آمین'' کے فضائل' مسائل اور اسرار و رموز۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | بہترین طباعت

مضبوط جلد | رنگین ٹائٹل | 560 صفحات | قیمت 200 روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی تالیفات

200.

حامد اکیڈمی